فقہائے عظام کے احوال وآثار کے بارے میں تحقیقی
حواشی کے ہمراہ ایک لاجواب تصنیف
الانتقاء
فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء
فقہائے عظام
تصنیف
امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر اندلسی
تحقیق وتحشیہ
شیخ عبد الفتاح ابو غدہ
ترجمہ
ابو العلا محمد محی الدین جہانگیر
پروگریسو بکس

برائے ایصال ثواب:
والدین مرحومین محمد
عرفان عطاری
تعاون: محمد عرفان عطاری

فقہائے عظام کے احوال وآثار کے بارے میں تحقیقی حواشی کے ہمراہ ایک لاجواب تصنیف

الانتقاء

فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء

تصنیف

امام حافظ ابوعمر یوسف بن عبد البر اندلسی

تحقیق وتحشیہ

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ

ترجمہ

ابو العلا محمد محی الدین جہانگیر
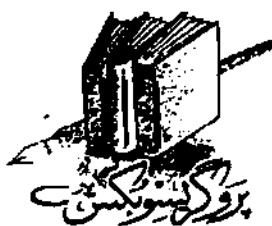
پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فقہائے عظام

تصنیف

امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر اندلسی

ترجمہ

ابو العلا محمد محی الدین جہانگیر

بار اول .... دسمبر 2016

پرنٹرز .... آصف صدیق، پرنٹرز

سرورق .... النافع گرافکس

تعداد 1100/-

ناشر .... چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول

قیمت .... 900/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کا تذکرہ

عنوانات	صفحہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

عنوانات	صفحہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو غدہ کے حواشی کے مضامین کی فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

☆☆☆☆☆

شرفِ انتساب

علامہ زاہد الکوثری
کی نذر

محمد محی الدین

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرے)

اللھم
صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید
اللھم
بارک علی محمد وعلی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے پسندیدہ دین کی نشر و اشاعت کے حوالے سے خدمت کرنے کی توفیق اور سعادت عطا کی ہے' اُس کا یہ بھی بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں پیدا کیا' اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آپ کا ادارہ ''پروگریسو بکس'' ایک طویل عرصہ سے اسلامی کتب کی نشر و اشاعت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے' ادارہ کی انتظامیہ اور اُس کے متعلقین نے اس امر کی بھرپور کوشش کی ہے کہ مختلف اسلامی موضوعات سے متعلق تحقیقی اور علمی کام برادرانِ اسلام کی خدمت میں ظاہری رعنائی و خوبصورتی کے ہمراہ پیش کیا جائے' اپنے اسی عزم کے پیشِ نظر ادارہ نے کئی ایسی کتابوں کے تراجم شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جو اس سے پہلے اُردو زبان میں منتقل نہیں ہوئے' اس کی نمایاں ترین مثال ''مسند ابویعلیٰ''، ''معجم الکبیر''، ''معجم الاوسط''، ''معجم الصغیر''، ''ناسخ الحدیث ومنسوخہ''، ''معجم الصحابہ''، ''صحیح ابن حبان''، ''صحیح ابن خزیمہ'' ہیں' اس وقت بھی مختلف اہلِ علم' مختلف علمی کتابوں کی مختلف حوالوں سے خدمت کے کام میں مصروف ہیں جو عنقریب پایۂ تکمیل تک پہنچ کر برادرانِ اسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی فرحت کا باعث بنیں گی۔

اس وقت ہم آپ کے سامنے چوتھی صدی ہجری کے نصف آخر اور پانچویں صدی ہجری کے نصف اوّل سے تعلق رکھنے والے مشہور محقق اور اہلِ قلم علامہ حافظ ابوعمر یوسف بن عبدالبر اندلسی' جو ابن عبدالبر کے نام سے معروف ہیں' کی اہم تصنیف ''الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء '' کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں' یہ کتاب مسلمانوں کے تین عظیم فقہاء' یعنی ''امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام شافعی'' کے احوال و آثار پر مشتمل ہے اور اس موضوع پر تحقیقی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے' اگرچہ عالمِ عرب سے کئی اداروں نے اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے لیکن ''مکتب المطبوعات

الاسلامیۃ حلب'' نے یہ کتاب ''دارالبشائرالاسلامیہ بیروت لبنان'' کے تعاون سے پہلی مرتبہ 1997ء کو شائع کی جس میں عالمِ عرب کے مشہور محقق علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے تحقیقی حواشی بھی شاملِ اشاعت کیے گئے اور یوں اس کتاب کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ اہلِ علم نے اس کتاب کی بھرپور پذیرائی کی۔ بطورِ خاص فاضل محقق کے وہ حواشی جن کا تعلق امام اعظم ابوحنیفہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات سے ہے' اس کتاب کی اسی اہمیت کے پیش نظر ادارہ کی انتظامیہ کی یہ خواہش تھی کہ اس کے ٹھوس علمی و تحقیقی مواد کو اُردو دان طبقہ تک منتقل کیا جائے' بظاہر یہ ایک کتاب ہے لیکن درحقیقت یہ دو کتابیں ہیں کیونکہ ابن عبدالبر کا تعلق پانچویں صدی ہجری سے ہے جبکہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کا تعلق چودھویں صدی ہجری کے نصف آخر سے ہے تو دونوں صاحبان کی زبان میں 9 صدیوں کا طویل فاصلہ حائل ہے' اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ اس کتاب کے ترجمہ کیلئے کسی ایسے صاحبِ علم کی خدمات حاصل کی جائیں جو قدیم وجدید عربی کے محاورے اور اسلوب سے بخوبی واقف ہو' ہماری فرمائش پر محترم **ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر** نے کتاب کے اصلی عربی متن اور حواشی کو رواں اور سلیس اُردو میں منتقل کیا ہے' یوں یہ نایاب تحفہ پہلی مرتبہ اُردو دان طبقہ کے سامنے آ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مصنف' محشی' مترجم اور ادارہ' ہم سب کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے ہمارے لیے دین' دنیا اور آخرت کی فلاح و کامیابی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آپ سے دعا ہے کہ اس کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے مصنف' محشی' مترجم اور ادارہ کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آپ کے مخلص:

چوہدری غلام رسول

چوہدری شہباز رسول

چوہدری جواد رسول

چوہدری شہزاد رسول

☆☆☆☆☆

حدیث دل

اللہ تعالیٰ کیلئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے اور اُس کی حمد بیان کرنا ہی سب سے بڑی سمجھداری ہے' بلاشبہ اُس کی ذات ہر اُس چیز سے پاک ہے جو اُس کی شان کے لائق نہ ہو اور اُن تمام صفات سے متصف ہے جو اُس کی شان کے لائق ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام نازل ہو جو انبیاء و مرسلین کے "امام اعظم" ہیں' اپنے پروردگار کی عطاء سے دونوں جہانوں کے تمام خزانوں کے "مالک" ہیں اور قیامت کے دن حضرت آدم اور تمام اولادِ آدم کے "شافع" ہیں جن کا اسم گرامی "احمد" بھی ہے اور بلاشبہ وہ اپنے پروردگار کی سب سے زیادہ حمد بیان کرنے والے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ آپ کے اصحاب' اہل بیت' آپ کی اُمت کے علماء' صلحاء' فقہاء' صوفیاء بلکہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی تھی' اس رہنمائی کا تعلق اعتقادی اُمور سے بھی تھا اور عملی معاملات سے بھی تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو جوامع الکلم' یعنی جامع ترین کلمات عطا کیے گئے' آپ ﷺ نے اعتقاد اور عمل کے حوالے سے جامع ترین الفاظ میں لوگوں کی بنیادی اُمور کے بارے میں رہنمائی فرما دی لیکن کیونکہ حوادثِ زمانہ میں تغیر آتا رہتا ہے' اس لیے مسلمان معاشرہ کو اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی روشنی میں اعتقادی اور عملی مسائل سے متعلق جو نئے پہلو سامنے آئیں گے' جو نئے سوالات پیدا ہوں گے' اُن کا حل اور جواب کیا ہوگا؟ اسلامی معاشرہ کی اسی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو یہ سعادت عطا کی کہ اُنہوں نے اسلامی سلطنت میں شامل ہونے والے نئے علاقوں کے رہنے والے افراد کی رہنمائی کی اور جن مسائل میں کتاب و سنت میں کوئی صریح حکم موجود نہیں تھا' اُن مسائل کے بارے میں اپنی آراء بیان کی' صحابہ کرام کا یہ طرزِ عمل نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق تھا جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ صحابہ کرام کے اس طرزِ عمل کو اُن کے شاگردوں نے بھی اختیار کیا اور پھر یہ طریقہ کار اگلی نسلوں تک منتقل ہوا' جب اسلامی سلطنت کی حدود پھیل گئی اور معاشرتی مسائل گوناگوں ہو گئے تو اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ شرعی احکام کی باقاعدہ تدوین کی جائے' اُنہیں بنیادی اور ذیلی موضوعات میں تقسیم کر کے جز بندی کی جائے' جس طبقہ نے یہ عظیم خدمت سرانجام دی وہ اُمت میں فقہاءِ عظام کے نام سے معروف ہوئے' تابعین اور تبع تابعین کے طبقہ میں مختلف علاقوں میں بہت سے فقہاء کی علمی تحقیقات سامنے آئیں لیکن وقت گزرنے

کے ساتھ اُن میں سے زیادہ تر مرورِ زمانہ کا شکار ہو کر پردۂ عدم میں چلے گئے' صرف چار فقہاء ایسے ہیں جن کی تحقیقات کو اُمت میں قبولِ عام نصیب ہوا اور گزشتہ کم وبیش 12 صدیوں سے عالمِ اسلام کی اکثریت انہی چاروں فقہاء میں سے کسی ایک کی فقہی تحقیقات کو قبول کرتی اور اُن پر عمل پیرا ہوتی نظر آتی ہے' تمام عالمِ اسلام میں عددی اعتبار سے سب سے زیادہ تعداد میں مسلمان امام ابوحنیفہ کی فقہی تحقیقات کی پیروی کرتے ہیں اور ہندوپاک میں اس کا تناسب دیگر تمام مسالک و مکاتبِ فکر سے کہیں زیادہ ہے' ان فقہاء کی عظمت و اہمیت کو واضح کرنے کیلئے قدیم زمانہ سے اہلِ علم ان کے فضائل و مناقب کے بارے میں تصانیف مرتب کرتے آ رہے ہیں جن میں سے ایک اہم تصنیف ''الانتقاء'' ہے جو پانچویں صدی ہجری کے آغاز میں' اندلس (یعنی موجودہ اسپین) کے رہنے والے مشہور محقق علامہ ابن عبدالبر کی تصنیف ہے' ابن عبدالبر کا شمار فقہاءِ مالکی کے اساطین اہلِ علم میں ہوتا ہے' اس کتاب میں اُنہوں نے ائمہ ثلاثہ' یعنی امام مالک' امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے احوال و آثار سے متعلق روایات' اہلِ علم کا اُنہیں خراجِ تحسین اور اس موضوع سے متعلق دیگر اہم معلومات مرتب کی ہیں' کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر شام کے محقق علامہ عبدالفتاح ابوغدہ نے اس پر فاضلانہ حواشی تحریر کیے' بطورِ خاص امام ابوحنیفہ کے فضائل و مناقب بیان کرنے' اُن پر ہونے والی تنقید کے جواب میں اُن کی طرف سے دفاع کرنے کے حوالے سے قابلِ قدر مواد ان حواشی میں پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں تمام اہالیانِ اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا کرے!

برادرِ مکرم جواد رسول صاحب کی فرمائش پر' میں نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے' ترجمہ کے کام میں جن احباب کا تعاون شاملِ حال رہا' میں اُن سب کا شکر گزار ہوں' بطورِ خاص برادرم شہزاد رسول جنہوں نے اس کام کیلئے موزوں ماحول فراہم کیا اور برادرِ عزیز ریحان علی' جنہوں نے بڑی سرعت کے ساتھ کتاب کے مسودہ کو کمپوز کر کے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کے ساتھ شکر گزاری کے جذبات اپنے اساتذہ و مشائخ اور والدین کیلئے بھی ہیں جن کی تعلیم و تربیت نے مجھے اس لائق کیا کہ میں یہ خدمت سرانجام دے سکوں۔

سب سے آخر میں فیض کا یہ شعر یقیناً ہمارے حسبِ حال ہے:

خیر ہیں اہلِ دیر جیسے ہیں
آپ اہلِ حرم کی بات کرو

محمد محی الدین

(اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرے)

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ

368ھ__463ھ

آپ کا نام یوسف بن عبداللہ اور کنیت ابوعمر ہے۔ آپ ابن عبدالبر کے نام سے معروف ہیں۔
ابن عبدالبر کا شمار فقہ مالکی کے اکابر محققین اور مصنفین میں ہوتا ہے' آپ علمِ حدیث' فقہ' تاریخ' ادبیات اور مختلف علوم وفنون کے زبردست ماہر تھے۔
امام ابن عبدالبر 25 ربیع الثانی 368 ہجری میں قرطبہ میں بنونمر بن قاسط کے خاندان میں پیدا ہوئے' اُن کے والد عبداللہ ایک فقیہ تھے اور اُن کا شمار قرطبہ کے جلیل القدر اہلِ علم میں ہوتا تھا۔
ابن عبدالبر کی نشوونما قرطبہ میں ہوئی' اُنہوں نے قرطبہ کے اکابر مشائخ سے علمِ فقہ' حدیث' لغت اور تاریخ کا علم حاصل کیا' اُن کے اساتذہ میں نمایاں نام یہ ہیں:

(1) ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن اسد جہنی

(2) ابوعمر احمد بن محمد بن جسور

(3) ابوعمر احمد بن عبداللہ باجی

(4) ابوولید بن فرضی (ابن عبدالبر نے ان سے علمِ حدیث میں بہت زیادہ استفادہ کیا اور اُنہوں نے ان کے سامنے مسند مالک بھی پڑھی تھی۔

(5) ابوعمر طلمنکی مقری (یہ قرأت کے استاد ہیں)

ابن عبدالبر نے شیخ ابوعمر احمد بن عبدالملک بن ہاشم کا ساتھ اختیار کیا جو اشبیلیہ سے تعلق رکھنے والے ایک بڑے فقیہ تھے۔ ابن عبدالبر نے اُن سے علمِ فقہ میں بطورِ خاص استفادہ کیا' اس کے علاوہ اُنہوں نے شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن سے امام ابوداؤد کی سنن' اُن کی کتاب: ناسخ ومنسوخ' مسند احمد کا سماع کیا۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے محمد بن عبدالملک سے تفسیر محمد بن سنجر کا درس لیا' اُنہوں نے ابن وہب کی نقل کردہ مؤطا کا درس شیخ عبدالوارث بن سفیان سے لیا۔
ابن عبدالبر بہت جلد علمِ حدیث' اسماء رجال' قرأت' فقہاء کے اختلاف کے بڑے عالم بن گئے' ابن

عبدالبر کا رجحان ابتداء میں ظاہری مسلک کی طرف تھا لیکن پھر بعد میں اُنہوں نے مالکی مسلک کو اختیار کر لیا۔ بعض فقہی مسائل میں اُن کا میلان فقہ شافعی کی طرف بھی ہے۔

ابن عبدالبر کا شمار کثیر التصانیف بزرگوں میں ہوتا ہے' اُنہوں نے بہت سا علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے' اُن کا سب سے عظیم علمی کام ''مؤطا امام مالک'' کی دو شرحیں تحریر کرنا ہے جو دونوں آج تک بے مثال ہیں۔

اُن میں سے ایک کتاب کا نام ''التمهيد لما في الموطأ من المعاني والاسانيد'' ہے۔

اس کتاب کے بارے میں علامہ ابن حزم کی یہ رائے ہے کہ مجھے فقہ حدیث کے بارے میں اس جیسے کسی کلام کا علم نہیں ہے تو کوئی اس سے بہتر کیسے ہوسکتا ہے۔

ابن عبدالبر کی دوسری عظیم شرح ''الاستذکار فی معرفة مذاہب علماء الامصار'' ہے۔

ابن عبدالبر کی ایک اور اہم تصنیف ''الاستیعاب فی معرفة الاصحاب'' ہے جو صحابہ کرام کے احوال و آثار کے بارے میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

مؤرخین نے ابن عبدالبر کی چند دیگر کتابوں کے اسماء بھی تحریر کیے ہیں جن میں سے بعض کتابیں شائع بھی ہو چکی ہیں۔ محدثین کے نزدیک ابن عبدالبر کو نمایاں حیثیت حاصل ہوئی یہاں تک کہ امام ذہبی نے اُنہیں ''حافظ مغرب'' کا خطاب دیا اور اُن کے بارے میں ابوعلی غسانی نے یہ کہا: ہمارے علاقوں میں علمِ حدیث میں قاسم بن محمد اور احمد بن خالد خباب کے پایہ کا اور کوئی شخص نہیں ہے' لیکن ابن عبدالبر بھی ان سے کم نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے پیچھے ہیں۔ ابو ولید باجی نے ابن عبدالبر کے بارے میں یہ کہا: علمِ حدیث میں اندلس میں ابوعمر بن عبدالبر جیسا اور کوئی نہیں ہے' اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ مغرب کے سب سے بڑے حافظ الحدیث ہیں۔ شیخ ابوعبداللہ بن ابوالفتح کہتے ہیں: ابوعمر (یعنی ابن عبدالبر) سنن' آثار اور فقہاء کے اختلاف کے بارے میں اُندلس کے سب سے بڑے عالم تھے۔

ابن عبدالبر کا انتقال ربیع الثانی کے مہینہ میں 463 ہجری میں' شاطبہ میں ہوا۔

☆☆☆☆☆

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ

1917ء___1997ء

آپ کا نام عبدالفتاح ہے اور آپ کی کنیت ابوالفتوح اور ابوزاہد ہے' آپ کی ایک کنیت ابوغدہ ہے اور آپ اسی کے حوالے سے معروف ہیں۔

شیخ ابوغدہ شام کے شمالی حصہ میں موجود حلب میں 9 مئی 1917ء بمطابق 17 رجب 1336 ہجری میں ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔

اُنہوں نے ابتدائی تعلیم علاقائی مدرسوں میں حاصل کی یہاں تک کہ 1942ء میں وہ جامع الازھر الشریف کے کلیۃ الشریعہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے 1948ء میں فراغت حاصل کی' وہ جامعہ الازھر میں کلیۃ اللغۃ العربیہ میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

جامع الازھر میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ شام واپس تشریف لے آئے اور وہاں مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آخرکار آپ دمشق یونیورسٹی میں کلیۃ الشریعہ میں تدریس کیلئے منتخب ہوئے اور وہاں آپ نے تین سال تک اُصولِ فقہ' فقہ حنفی' فقہ کا تقابلی مطالعہ جیسے موضوعات تدریس کی۔ اس دوران آپ نے کلیۃ الشریعۃ' دمشق یونیورسٹی کیلئے موسوعۃ الفقہ الاسلامیہ کی تدوین سے متعلق کچھ تحقیقی کام بھی کیا۔

1966ء میں بعض دیگر مفکرین کے ہمراہ شیخ عبدالفتاح کو قید کردیا گیا اور وہ 11 ماہ تک جیل میں رہے' 1957ء میں اُن کی رہائی عمل میں آئی تو وہ سعودی عرب منتقل ہو گئے جہاں وہ ریاض میں موجود امام محمد بن سعود یونیورسٹی میں مدرس مقرر ہوئے اور اُس کے ساتھ وہ قاضی کونسل کے رکن بنے اور پی۔ایچ۔ڈی اور ایم فل سطح کے طلباء کے استاد اور نگران مقرر ہوئے' اس کے علاوہ شیخ عبدالفتاح اعزازی طور پر جامع اُم درمان' سوڈان اور ہندوستان کے مختلف تعلیمی اداروں میں وزیٹنگ لیکچرر کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے' اُنہوں نے عالمِ اسلام کے مختلف علاقوں میں موجود اداروں اور تنظیموں کی علمی و تحقیقی سرپرستی بھی کی اور اُس کے ساتھ واپس ریاض میں شاہ سعود یونیورسٹی میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

شیخ عبدالفتاح نے علم کے حصول کیلئے مختلف بلاد وامصار کا سفر کیا' وہ خود بیان کرتے ہیں: میں نے مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' شام' پاکستان' مراکش اور دیگر ملکوں میں 100 کے قریب جلیل القدر اہلِ علم سے استفادہ کیا ہے' اُن کے چند اساتذہ کے اسماء یہ ہیں:

(1) شیخ محمد راغب طباغ، یہ حلب کے مؤرخ اور وہاں کے محدث ہیں اورعلمِ حدیث کی خدمت کے حوالے سے معروف حیثیت رکھتے ہیں۔

(2) شیخ مصطفیٰ صبری، یہ خلافتِ عثمانیہ میں شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

(3) شیخ مصطفیٰ زرقا، ان کا شمار عالمِ عرب کے جلیل القدر اہلِ علم میں ہوتا ہے۔

(4) علامہ زاہدالکوثری، آپ اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار شخصیت ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، آپ نے بطورِ خاص فقہاءِ احناف اور امام ابوحنیفہ کے حوالے سے کئی نمایاں علمی و تحقیقی خدمات سرانجام دی ہیں۔

شیخ عبدالفتاح نے بڑا علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، اُن کی چند ایک تحقیقی خدمات کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے:

(1) رسالہ مسترشدین، یہ امام حارث محاسبی کی تصنیف ہے جس پر شیخ عبدالفتاح نے فاضلانہ حواشی تحریر کیے ہیں۔

(2) الرفع والتکمیل، یہ علامہ لکھنوی کی تصنیف ہے جس پر شیخ نے بہت مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔

(3) فتح باب العنایۃ، یہ فقہ حنفی کے مشہور متن "النقایہ" کی شرح ہے جس کی تحقیق و اشاعت کی خدمت شیخ عبدالفتاح نے سرانجام دی ہے۔

(4) کلمات فی کشف اباطیل وافتراءات: اس کتاب میں شیخ عبدالفتاح نے عالمِ عرب کے مشہور عالم ناصرالدین البانی اور اُن کے شاگرد زہیر شاویش کی تردید وتعقب کیا ہے۔

شیخ عبدالفتاح کی اس کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں، تاہم اُن کا زیادہ تر کام حواشی اور تحقیق کے حوالے سے ہے کیونکہ شیخ کا زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے جس میں سابقہ زمانوں کی بہ نسبت نشرواشاعت کے کام میں تیزی آ گئی تھی اور ضرورت اس امر کی تھی کہ قدیم اہلِ علم کا جو علمی ذخیرہ شائع کیا جائے، اُس پر ضروری حواشی اور فوائد تحریر کیے جائیں تاکہ قاری کسی بھی بات کے پس منظر سے بخوبی واقفیت حاصل کر لے اور اُسے تصویر کے دونوں رُخ نظر آ جائیں۔

1995ء میں شام کے صدر حافظ الاسد نے شام کے مشہور عالم محمد سعید رمضان البوطی کے ذریعہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ سے یہ فرمائش کی کہ وہ اپنے آبائی وطن واپس تشریف لے آئیں تو شیخ 17 سال کی جلاوطنی کے بعد اپنے وطن واپس تشریف لے آئے لیکن اس کے کچھ ہی عرصہ بعد 1996ء میں شیخ کو بینائی میں کمزوری محسوس ہونا شروع ہوئی تو وہ حلب سے ریاض واپس تشریف لے گئے، یہ کمزوری آگے چل کر مستقل تکلیف میں تبدیل ہوگئی، اُس کے کچھ عرصہ بعد شیخ کی طبیعت زیادہ خراب ہونا شروع ہوئی اور آخرکار 9 شوال المکرّم 1417 ہجری بمطابق 16 فروری 1997ء کو شیخ نے کم وبیش 80 برس کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

تعارفِ کتاب

اس کتاب کا پورا نام ''الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء'' ہے۔

اس کتاب کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے وہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ' حلب سے 1417 ہجری بمطابق 1997 عیسوی میں' دارالبشائر الاسلامیہ' بیروت کے تعاون سے شائع ہوا۔

یہ اس کتاب کی پہلی طباعت ہے۔

اس کتاب کے مصنف کا نام ابوعمر یوسف بن عبدالبر ہے' جن کا تعلق اُندلس سے ہے اور یہ چوتھی صدی ہجری کے ربع آخر اور پانچویں صدی ہجری کے نصف اوّل سے تعلق رکھتے ہیں۔

فاضل مصنف کا شمار فقہ مالکی کے اکابر اہلِ علم اور کثیر التصانیف بزرگوں میں ہوتا ہے۔

اس کتاب کے متن کی تحقیق اور متن پر تعلیق نگاری کی خدمت شام کے مشہور محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے سرانجام دی ہے۔

فاضل محقق نے کتاب کے مختلف قلمی نسخوں اور ایک مطبوعہ نسخہ کو سامنے رکھ کر متن کی تصحیح کی ہے۔

فاضل محقق نے متن میں آنے والے افراد کا تعارف تحریر کیا ہے' کسی واقعہ یا مسئلہ کی وضاحت کی ہے' نسخوں میں موجود اختلاف کی نشاندہی کی ہے اور کتاب کے متن میں مذکور بعض اُمور کے بارے میں وضاحتی اور اختلافی نوٹ تحریر کیے ہیں۔

مصنف نے اس کتاب میں اُمتِ مسلمہ کے تین جلیل القدر فقہاء' یعنی امام مالک' امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے احوال و آثار اختصار کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

لیکن مصنف نے جو مواد نقل کیا ہے اُن میں سے کچھ روایات ایسی ہیں جن میں امام ابوحنیفہ کے بارے میں طعن روایت کیا گیا ہے تو فاضل محقق نے اس کا تحقیقی و تفصیلی وتنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔

مصنف نے کتاب میں امام ابوحنیفہ کے بارے میں جو تعریفی و توصیفی کلمات نقل کیے ہیں' فاضل محقق نے اس حوالے سے مزید ماخذ اور پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔

فاضل محقق نے جن مقامات پر امام اعظم ابوحنیفہ کا دفاع کیا ہے' حواشی کے وہ مقام خاصے کی چیز ہیں

کیونکہ اس میں اُنہوں نے چند سطروں میں بے مثال اور لاجواب مواد اکٹھا کر دیا ہے' بطور خاص آپ اُس مقام کا جائزہ لیں جہاں اُنہوں نے امام ابن حبان کی امام ابوحنیفہ پر تنقید کا تنقیدی جائزہ لیا ہے' وہاں وہ تحریر کرتے ہیں کہ ابن حبان نے اپنی اس کتاب میں تمام ضعیف' مجہول' بدعتی' بداعتقاد راویوں کے حالات چند سطروں میں تحریر کیے ہیں اور صرف امام ابوحنیفہ کے حالات کئی صفحات پر تحریر کیے ہیں۔

اسی طرح ایک روایت جو امام ابوحنیفہ کے خلاف ذکر کی گئی جس میں یہ مذکور ہوا کہ خراسان کا رہنے والا ایک شخص امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور اُس نے امام صاحب سے ایک لاکھ مسائل دریافت کیے' اس پر نقد کرتے ہوئے محقق نے اپنے استاد علامہ زاہد الکوثری کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ روایت موضوع ہے کیونکہ یہ بات کسی بھی طرح عقل میں نہیں آسکتی کہ خراسان کے رہنے والے ایک مجہول شخص کو ایک لاکھ فقہی مسائل کے بارے میں سوالات یاد ہوں گے کیونکہ اتنے زیادہ مسائل تو بعد کے زمانوں میں بھی مرتب نہیں ہو سکے' جب علمِ فقہ کو باقاعدہ طور پر مدوّن کر لیا گیا تھا۔ یقیناً یہ روایت ایجاد کرنے والا شخص یہ بات نہیں جانتا ہوگا کہ ایک لاکھ کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟

اسی طرح فاضل محقق نے امام ابوحنیفہ پر لگنے والے ''ارجاء'' کے الزام کے جواب میں عقیدۂ ارجاء کی اقسام کی وضاحت کی ہے' وہ بھی بے مثال تحقیق ہے۔

فاضل محقق نے کتاب کے حاشیہ میں اُن متاخرین اہلِ علم کے اقوال باحوالہ نقل کیے ہیں جنہوں نے اپنی تصانیف میں امام ابوحنیفہ کے بارے میں تعریفی وتوصیفی کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔

فاضل محقق کے الفاظ اگرچہ کم ہیں لیکن ان کا وزن بہت زیادہ ہے' اُن کی تحقیق کا اندازہ صرف آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ کتاب کے آخر میں ماخذ و مراجع کی جو فہرست پیش کی گئی ہے وہ اصل میں فاضل محقق کے ماخذ و مراجع ہیں۔

نوٹ: فاضل مصنف علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب میں امام احمد بن حنبل کا تذکرہ نہیں کیا تھا' ہم نے قارئین کی سہولت کیلئے امام احمد بن حنبل کے بارے میں چند تعارفی کلمات کتاب کے آخر میں تحریر کر دیئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

مقدمہ از مصنف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ کیلئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سيدنَا مُحَمَّد وَآله وَصَحبه وَسلم

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ اُن کی آل اور اصحاب پر درود و سلام نازل کرے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اِلٰهِ الْاَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ خَالِقِ الْخَلْقِ اَجْمَعِينَ وَمُفَضِّلِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْعَقْلِ وَالدِّينِ وَفِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَفِي الضَّلَالَةِ وَالْهُدَى وَفَضَّلَ مِنْهُمُ الْمَلَائِكَةَ وَالْاَنْبِيَاءَ وَلَمْ يَجْعَلْ لِلْاَنْبِيَاءِ وَرَثَةً غَيْرَ الْعُلَمَاءِ اِذَا صَحِبَهُمُ التَّوْفِيقُ وَالتُّقَى فَمَنِ اسْتَوْدَعَهُ اللّٰهُ عِلْمَ دِينِهِ وَعَمِلَ بِهِ وَعَلَّمَهُ وَلَمْ يَكْتُمْ شَيْئًا مِنْهُ لِمَنِ احْتَاجَ اِلَيْهِ كَانَ مِنْ وَرَثَةِ النَّبِيِّينَ وَمِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُتَّقِينَ وَاللّٰهَ اَسْاَلُهُ ضَارِعًا اِلَيْهِ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ وَاَنْ لَا يَحِيدَ بِي عَنْهُمْ فَاَفُوزَ فِي الْفَائِزِينَ وَاَنْ يَجْعَلَ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الآخِرِينَ

اللہ تعالیٰ کیلئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' تمام پہلے والوں اور بعد والوں کا معبود ہے' ساری مخلوق کا خالق ہے' عقل اور دین کے اعتبار سے' تنگی اور خوشحالی کے حوالے سے' گمراہی اور ہدایت کے حوالے سے بعض مخلوق کو دوسروں پر فضیلت دینے والا ہے' اُس نے اُس سب مخلوق میں سے انبیاءِ کرام اور فرشتوں کو (باقی ساری مخلوق پر) فضیلت عطا کی ہے اور صرف علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا ہے جبکہ اُن علماء کے ساتھ توفیق اور پرہیزگاری بھی ہے تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے دین کا علم عطا کر دے اور وہ شخص اُس پر عمل کرے اور اُس کی تعلیم دے اور ضرورت کے وقت اُس میں سے کچھ بھی نہ چھپائے تو ایسا شخص انبیاء کے ورثاء میں سے ہوں گے اور پرہیزگار ائمہ میں سے ہوگا۔

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ہوئے اُس سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے اُن میں شامل کرے اور مجھے اُن سے الگ نہ رکھیں تاکہ میں کامیابی حاصل کرنے والوں کے ساتھ کامیاب ہو جاؤں اور بعد والوں میں میرے لیے سچی زبان مقرر کر دے!

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ طَائِفَةً مِمَّنْ عُنِيَ بِطَلَبِ الْعِلْمِ وَحَمْلِهِ وَعَلِمَ (۱) بِمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ عَظِيمَ بَرَكَتِهِ

(۱) نسخہ ''ک'' میں لفظ ''وعمل'' ہے اور یہ ضعیف ہے۔

وَفَضَلِيهِ سَأَلُونِي مُجْتَمِعِين وَمُتَفَرِّقِينَ اَنْ اَذْكُرَ لَهُمْ مِنْ اَخْبَارِ الْاَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ طَارَ ذِكْرُهُمْ فِي آفَاقِ الإِسْلَامِ لِمَا انْتَشَرَ عَنْهُمْ مِنْ عِلْمِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَهُمْ اَبُو عبد الله مالك بن انس الاصبحي الْمدنِي وَاَبُو عبد الله مُحَمَّد بن إِدْرِيس الشَّافِعِي الْمَكِّيُّ وَاَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْكُوفِيُّ (۱) عُيُونًا وَفِقَرًا يَسْتَدِلُّونَ بِهَا عَلَى مَوْضِعِهِمْ مِنَ الإِمَامَةِ فِي الدِّيَانَةِ وَيَكُونُ

(۱) ابن عبدالبر نے (اس کتاب میں) ان (تین ائمہ) پر اکتفاء کرنے میں ''سنن'' کے مصنف امام ابوداؤد کی پیروی کی ہے جیسا کہ ابن عبدالبر نے امام ابوداؤد کا قول بھی نقل کیا ہے جو آگے چل کر کتاب (کے عربی متن) میں صفحہ 67 پر آئے گا کہ عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن نے ابن داسہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام ابوداؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
''اللہ تعالیٰ امام مالک پر رحم کرے! وہ امام تھے' اللہ تعالیٰ امام شافعی پر رحم کرے! وہ امام تھے' اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم کرے! وہ امام تھے''۔

مصنف نے ان تینوں حضرات کی صفت کے طور پر (یعنی ان کا اسم منسوب) مدنی' مکی اور کوفی ذکر کر کے یہ اشارہ دیا ہے کہ وہ ان کے حالات اسی ترتیب کے مطابق پیش کریں گے' اُس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ پر فضیلت حاصل ہے اور مکہ مکرمہ کو کوفہ پر فضیلت حاصل ہے (اس ترتیب میں یہ پہلو پیشِ نظر نہیں رکھا گیا' کہ کتاب کو) کہ ان ائمہ کے طبقات کے حوالے سے ترتیب دیا جائے' ورنہ وہ تابعی کو تبع تابعی پر اور تبع تابعی کو تبع الاتباع پر مقدم کرتے' اسلامی فقہ میں ان حضرات کے مراتب اس سے بے نیاز ہیں کہ اُن کی نشاندہی کی جائے۔
اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ بعض حضرات نے (علمِ قرأت میں) نافع کو ابن کثیر پر مقدم قرار دیا ہے اور ابن کثیر کو ابن عامر پر مقدم قرار دیا ہے اور دیگر تمام ساتوں قاریوں کی ترتیب اسی طرح ہے' اس میں یہی بات پیشِ نظر رکھی گئی ہے کہ نافع اہلِ مدینہ کے قرأت کے استاد تھے جبکہ ابن کثیر اہلِ مکہ کے قرأت کے استاد تھے اور ابن عامر اہلِ شام کے قرأت کے استاد تھے' ورنہ طبقہ کے اعتبار سے ابن عامر ان ساتوں قاریوں میں سب سے مقدم ہیں' اُن کے بعد ابن کثیر ہیں' پھر عاصم ہیں' پھر ابوعمرو بن العلاء ہیں' پھر حمزہ ہیں' پھر نافع ہیں' پھر کسائی ہیں اور یہ بات مخفی نہیں ہے۔ (ز)
میں یہ کہتا ہوں: متقدمین کی تالیفات اور کتابوں میں یہ طریقہ عام رائج ہے جیسا کہ یاقوت حموی کی کتاب ''معجم الادباء'' میں 75:18 میں امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری کے حالات میں اُن کی تالیفات کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے یہ تحریر کیا ہے:
''ابن جریر کے شاگرد ابوبکر بن کامل شجری فرماتے ہیں: اُن کی بہترین کتابوں میں سے ایک وہ کتاب ہے جس کا نام ''بسیط القول فی احکام شرائع الاسلام'' ہے جس میں اُنہوں نے صحابہ کرام کے طبقہ سے تعلق رکھنے والے علماء کا ذکر کیا ہے' پھر جنہوں نے ان حضرات سے استفادہ کیا اُن کا ذکر کیا ہے' پھر ان (تابعین) حضرات سے استفادہ کرنے والوں کا ذکر کیا ہے اور پھر مختلف علاقوں کے فقہاء کا ذکر کیا ہے' اس کتاب میں اُنہوں نے سب سے پہلے مدینہ منورہ کا ←

ذَلِكَ كَافِيًا مُخْتَصَرًا لِيَسْهُلَ حِفْظُهُ وَمَعْرِفَتُهُ وَالْوُقُوفُ عَلَيْهِ وَالْمُذَاكَرَةُ بِهِ مِنْ ثَنَاءِ الْعُلَمَاءِ بَعْدَهُمْ عَلَيْهِمْ وَتَفْضِيلِهِمْ لَهُمْ وَاقْرَارِهِمْ بِإِمَامَتِهِمْ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ بِمَا يُرْغَبُ عَنْ كَثِيرٍ مِنْهُ فَاقْتَصَرْتُ مِمَّا ذَكَرُوهُ عَلَى عُيُونِهِ دُونَ حَشْوِهِ وَعَلَى سَمِينِهِ دُونَ غَثِّهِ وَسَاذْكُرُ فِي كِتَابِي هَذَا مِنْ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَا يَكْفِي وَيَشْفِي مَعَ الاخْتِصَارِ وَطَرْحِ التِّكْرَارِ وَالاقْتِصَارِ عَلَى مَا يُجْمَلُ بِهِ التِّذْكَارُ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

امابعد! بعض طالبانِ علم جوعلم کے حصول کے متمنی ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم برکت اور فضل

ذکر کیا ہے' کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اسی کی طرف ہجرت کی تھی' آپ کے بعد آپ کے جانشینوں حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور اُن کے بعد کے افراد (یہیں مقیم رہے) پھر اُنہوں نے مکہ کا ذکر کیا ہے' جو حرم شریف ہے' پھر عراق کے دو شہروں کوفہ اور بصرہ کا ذکر کیا ہے' پھر شام اور خراسان کا ذکر کیا ہے (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)۔

یہی وجہ ہے کہ جب امام حافظ ابن ابوحاتم رازی نے اپنی کتاب ''تقدمۃ الجرح والتعدیل'' میں اُن ائمۂ حدیث کے بارے میں گفتگو کی جو بڑے ناقدین ہیں اور پہلے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں' جنہوں نے حفظ' علم اور نقد کو جمع کر دیا تو اُن کا تذکرہ کرتے ہوئے مصنف نے پہلے اُن حضرات کا ذکر کیا ہے جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے' پھر مکہ والوں کا ذکر کیا ہے' پھر کوفہ والوں کا ذکر کیا ہے' پھر بصرہ میں موجود حضرات کا ذکر کیا ہے اور پھر اُن حضرات کا ذکر کیا ہے جو شام میں رہتے تھے۔

اسی طرح ابن مجاہد نے اپنی کتاب ''السبعۃ فی القرأت'' میں طریقہ اختیار کیا ہے' اُنہوں نے آغاز میں مدینہ منورہ کے قرآء کا ذکر کیا ہے' پھر مکہ کے قاریوں کا ذکر کیا ہے' پھر کوفہ کے قاریوں کا ذکر کیا ہے' پھر بصرہ کے قاریوں کا ذکر کیا ہے' پھر شام کے قاریوں کا ذکر کیا ہے۔

یہی ترتیب امام حافظ ابن حبان نے اپنی کتاب ''مشاہیر علماء الامصار'' میں رکھی ہے' اُنہوں نے اس کتاب کو شہروں کے حوالے سے مرتب کیا ہے اور آغاز مدینہ منورہ سے کیا ہے' اُنہوں نے اسلام کے تمام شہروں کو چھوڑ کر اس کا ذکر مقدم کیا ہے' وہ اس کتاب کے مقدمہ میں صفحہ 2-1 پر تحریر کرتے ہیں: اُنہوں نے اسلامی سلطنت کو چھ بڑے حصوں میں تقسیم کیا (اور فرمایا:)

''چھ حصے ہیں جن پر اسلامی سلطنت مشتمل ہے: پہلا حجاز اور اُس کے آس پاس کے علاقے' دوسرا عراق اور اُس کے نواحی علاقے' تیسرا شام اور اُس کے اطراف کے علاقے' چوتھا مصر اور اُس کے جوانب کے علاقے' پانچواں یمن اور اُس کے ساتھ والے علاقے' چھٹا خراسان اور اُس سے متعلقہ علاقے۔ یہ مشہور اسلامی شہر ہیں''۔

مصنف نے مدینہ منورہ کو دیگر تمام شہروں پر مقدم کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے صفحہ 3 پر یہ تحریر کیا ہے: ←

کے ذریعہ اُنہیں جو علم عطا کیا ہے' اُنہوں نے مجھ سے یہ درخواست کی' کچھ نے اجتماعی طور پر اور کچھ نے متفرق طور پر (یہ درخواست کی) کہ میں اُن حضرات کے سامنے اُن تین ائمہ کے حالات ذکر کروں جن کا تذکرہ عالمِ اسلام میں ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور ان حضرات کے حوالے سے حلال و حرام کا علم (سارے عالمِ اسلام میں) پھیلا ہے' یہ ائمہ امام ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی مدنی' امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی مطلبی مکی اور امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ہیں' میں ان کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کروں تاکہ وہ ان معلومات کے ذریعہ دین میں ان کی امامت کے مرتبہ و مقام پر استدلال کریں اور یہ مواد کافی اور مختصر ہونا چاہیے تاکہ اس کو یاد کرنا' اس کی معرفت حاصل کرنا' اس سے واقفیت رکھنا' اس کے حوالے سے مذاکرہ کرنا آسان ہو' جس میں یہ بیان کیا جائے کہ ان کے بعد آنے والے اہلِ علم نے ان کی تعریف کیسے بیان کی ہے' ان کی فضیلت کا اعتراف کیسے کیا ہے! اور ان کی امامت کا اقرار کیسے کیا ہے۔ جب لوگوں نے اس کے بارے میں بہت زیادہ اصرار کیا تو میں نے صرف اُن بنیادی روایات کو ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے جو (مؤرخین نے ان حضرات کے بارے میں) نقل کی ہیں' ان میں کوئی چیز زائد نہیں ہے اور غیر اہم نہیں ہے' میں اپنی اس کتاب میں ان شاء اللہ اُن معلومات کا ذکر کروں گا جو کافی و شافی ہوں گی' اس میں اختصار ہو گا' تکرار کو ایک طرف کر دیا جائے گا اور اجمالی تذکرہ پر اکتفاء کیا جائے گا' باقی مدد اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہو سکتی ہے' وہ میرے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

☆☆☆☆☆

''اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وحی کے نزول کی جگہ ہے' رسالت کا معدن ہے' یہاں نبی اکرم ﷺ کی بہت زیادہ مدد کی گئی' یہیں سے اسلام پھیلا اور دینی تعلیمات ظاہر ہوئیں' یہاں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں بھی ہیں اور جلیل القدر صحابہ نے یہیں زندگی بسر کی۔ (اُن کی بات ختم ہو گئی)

جب حافظ ابن جوزی نے حافظ ابونعیم کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کا اختصار تحریر کیا اور اُس کا نام ''صفۃ الصفوۃ'' تجویز کیا تو اُنہوں نے بھی اسے شہروں کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا' اس میں اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت تحریر کرنے کے بعد مدینہ منورہ سے آغاز کیا کیونکہ وہ دار الہجرت ہے' پھر مکہ مکرمہ کا ذکر کیا' پھر اُس کے بعد طائف کا ذکر کیا' کیونکہ وہ مکہ کے قریب ہے' پھر بغداد کا ذکر کیا' پھر مشرقی علاقوں کا ذکر کیا' پھر مغربی علاقوں کا ذکر کیا' ان ائمہ کے علاوہ دیگر کئی حضرات نے بھی اسی ترتیب کو پیشِ نظر رکھا ہے' تو آپ اسے پہچان لیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

بَابُ ذِكْرِ مَوْلِدِ مَالِكٍ وَنَسَبِهٖ وَحِلْفِهٖ فِي قُرَيْشٍ

باب: امام مالک کی پیدائش' اُن کا لقب اور اُن کا قریش کا حلیف ہونا

قَالَ اَبُو عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَذْكُرُ هٰهُنَا مَوْلِدَهٗ وَمُدَّةَ حَمْلِ اُمِّهٖ بِهٖ وَنَسَبَهٗ فِي ذِي اَصْبَحَ وَحِلْفَهٗ فِي قُرَيْشٍ وَصِفَتَهٗ ونؤخر وَفَاتِهٖ اِلٰی آخِرِ اَخْبَارِهٖ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ابوعمر بیان کرتے ہیں: یہاں ہم اُن کی پیدائش' اُن کی والدہ کے اُن کے حمل' ذی اصبح قبیلہ میں اُن کے نسب' قریش کے ساتھ اُن کے حلف اور اُن کے حلیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم اُن کی وفات کا تذکرہ مؤخر کر کے اُن کے حالات کے آخر میں ذکر کریں گے۔

اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ بْنِ بَادِي الْعَلَّافُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ بُكَيْرٍ يَقُولُ وُلِدَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ مِنَ الْهِجْرَةِ

یحییٰ بن بکیر بیان کرتے ہیں: امام مالک 93 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ نَا عَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ وُلِدَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ قَالَ عَطَّافٌ وَوُلِدْتُ سَنَةَ اِحْدَى وَتِسْعِينَ

عطاف بن خالد بیان کرتے ہیں: امام مالک 93 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ عطاف بیان کرتے ہیں: میں 91 ہجری میں پیدا ہوا تھا۔

قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَاَخْبَرَنِي غَيْرُ عَطَّافٍ اَنَّ اُمَّهٗ حَمَلَتْ بِهٖ سَنَتَيْنِ

ابن بکیر بیان کرتے ہیں: عطاف کے علاوہ ایک اور راوی نے مجھے یہ بتایا ہے کہ اُن کی والدہ کو اُن کا حمل دو سال تک رہا تھا۔

وَقَالَ عُمَارَةُ بِنُ وَثِيْمَةَ وُلِدَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِي رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ

عمارہ بن وثیمہ بیان کرتے ہیں: امام مالک ربیع الاوّل 94 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

وَكَذَلِكَ قَالَ مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم وُلِدَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ قَالَ وَفِيهَا وُلِدَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَبُو عُمَرَ وَغَيْرُ هَؤُلَاءِ يَقُولُونَ وُلِدَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ سَنَةَ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ مِنَ الْهِجْرَةِ (1) وَلَمْ يَخْتَلِفْ اَصْحَابُ التَّوَارِيخِ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْخَبَرِ وَالسِّيَرِ اَنَّ مَالِكًا رَحِمَهُ اللّٰهُ تُوُفِّيَ سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَةٍ وَسَنَذْكُرُ الْقَائِلِينَ بِذَلِكَ فِي آخِرِ اَخْبَارِهِ مِنْ هَذَا الْكِتَابِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے بھی یہی بات بیان کی ہے کہ امام مالک 94 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

---

(1) پہلی صدی اور دوسری صدی ہجری سے تعلق رکھنے والے افراد کے سن پیدائش اور سن وفات میں اسی طرح اکثر اوقات اختلاف پایا جاتا ہے' اس کا سبب یہ ہے جیسا کہ ہمارے استاد علامہ زاہد الکوثری نے "تانیب الخطیب" صفحہ 165 میں بیان کیا ہے:

"پہلی صدی ہجری کے لوگوں کے سن پیدائش اور سن وفات میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے' کیونکہ انتقال (کی تاریخ کے تعین) سے متعلق کتب کی تدوین سے بہت عرصہ پہلے ان حضرات کا زمانہ گزر چکا تھا تو اب ناقلین میں سے کسی ایک کی روایت کے مطابق سن وفات کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا' آپ دیکھیں: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں اُن کے سن وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ 18 ہجری سے 32 ہجری کے درمیان ہیں' امام ذہبی نے اپنی تمام کتابوں میں اس بات پر اصرار کیا ہے کہ وہ سن 22 ہجری میں فوت ہو گئے تھے حالانکہ وہ سن 32 ہجری میں موجود تھے اور اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قرآن مجید کی جمع و تدوین میں حصہ بھی لیا' جیسا کہ "طبقات ابن سعد" سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے' (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)۔

علامہ زاہد الکوثری اُسی کتاب کے صفحہ 20 پر تحریر کرتے ہیں:

"جب ولادت یا وفات کے بارے میں متعدد اقوال اور روایات منقول ہوں تو ولادت کے بارے میں اُس قول کو اختیار کیا جائے گا جو سب سے بعد والے سال سے متعلق ہو اور وفات کے بارے میں اُس قول کو اختیار کیا جائے گا جو سب سے مقدم ہو' یعنی پیدائش کے حوالے سے اُس روایت کو ترجیح حاصل ہو گی جو سب سے بعد والی ہو اور وفات کے حوالے سے اُس کو ترجیح حاصل ہو گی جو سب سے پہلے والی ہو' تا کہ اتصال یا انقطاع کے بارے میں حکم جاری کرتے ہوئے زیادہ محتاط قول کو اختیار کیا جا سکے۔ لیکن یہ حکم اُسی وقت ہو گا جب کسی ایک روایت کو ترجیح دینے کی کوئی دلیل دستیاب نہ ہو"۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی' آپ اسے یاد کر لیں)

وہ فرماتے ہیں: لیث بن سعد بھی اسی سال پیدا ہوئے تھے۔ ابوعمر کہتے ہیں: دیگر اہلِ علم نے یہ بات بیان کی ہے کہ امام مالک 97 ہجری میں پیدا ہوئے تھے' تاریخ اور سیرت کے ماہرین کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام مالک کا انتقال 179 ہجری میں ہوا تھا اور اس بات کے قائلین کا ذکر ہم ان شاء اللہ اس کتاب میں (اُن کے حالات کے آخر میں) کریں گے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ فَتْحِ بْنِ عبد الله قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الرَّازِيُّ بِمِصْرَ (۱) قَالَ نَا اَبُو الزِّنْبَاعِ رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ الْقَطَّانُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُصْعَبٍ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ مِنَ الْعَرَبِ صَلِيبَةٌ (۲) وَحِلْفُهُ فِي قُرَيْش فی بنی تَمِيم ابْن مرّة

روح بن فرج قطان بیان کرتے ہیں: میں نے (امام مالک کے شاگرد) ابومصعب زہری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ امام مالک نسلی اعتبار سے خالص عرب تھے اور (اُن کا قبیلہ) قریش کی شاخ بنوتمیم بن مرہ کا حلیف تھا۔

حَدثنَا عبد الله بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيلَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ بكار قَالَ نَا اسمعيل بْنُ اَبِي اُوَيْسٍ ابْنُ اُخْتِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ هُوَ مَالِكُ بْنُ اَنَس بْنِ مَالِكِ بْنِ اَبِي عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ غَيْمَانَ بْنِ خُثَيْلِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَهُوَ ذُو اَصْبَحَ مِنْ حِمْيَرَ بْنِ سَبَاٍ

امام مالک کے بھانجے اسماعیل بن ابواویس بیان کرتے ہیں: (امام مالک کا نسب یہ ہے:)

مالک بن انس بن مالک بن ابوعامر بن عمرو بن حارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن حارث' ان کا تعلق حمیر بن سباء قبیلہ کی شاخ' ذواصبح سے ہے۔

حَدَّثَنَا احْمَد بن عبد الله عَنْ اَبِيه عَنْ عبد الله ابْن يُونُسَ عَنْ بَقِيِّ بْنِ مَخْلَدٍ قَالَ قَالَ لَنَا خَلِيفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ فِي كِتَابِ الطَّبَقَاتِ (۳) مَالِكُ بْنُ اَنَسِ بْنِ مَالِكِ بْنِ اَبِي عَامِرٍ مِنْ ذِي اَصْبَحَ مِنْ حِمْيَرَ يُكَنَّى اَبَا عبد الله

بقیہ بن مخلد بیان کرتے ہیں: خلیفہ بن خیاط نے ''کتاب الطبقات'' میں یہ بات بیان کی ہے کہ (امام

۱) ''ا'' اور ''د'' اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''حسن'' ہے جبکہ ''ک'' والے نسخہ میں لفظ ''حسین'' ہے۔

۲) یہ کہا جاتا ہے کہ ''عربیٌ صلیبٌ صلیبۃ'' یعنی وہ خالص النسب (عرب) ہے۔

۳) صفحہ 275

مالک کا نسب یہ ہے:)
مالک بن انس بن مالک بن ابوعامر'ان کا تعلق ذواصبح سے ہے' جو حمیر کی شاخ ہے اور ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

وَقَالَ الْبُخَارِیُّ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ كُنْيَتُهُ اَبُو عبد الله كَانَ اماما روی عَنْهُ يحيى ابْن سَعِيدٍ الْاَنْصَارِیُّ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ نَافِعِ بن مَالك بن ابی عَامر عن ابیه (۱) قَالَ قَالَ لی عبد الرحمن بن عُثْمَان بن عبيد الله التَّيْمِیُّ هَلْ لَكَ اِلَى مَا دَعَانَا اِلَيْهِ غَيْرُكَ فَاَبَيْنَا عَلَيْهِ اَنْ يَكُونَ هَدْمُنَا هَدْمَكَ دمنا و دمك (۲) تَرِثُنَا وَنَرِثُكَ مَا بَلَّ بَحْرٌ صُوفَةً (۳)

(۱) تینوں مخطوطوں اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ "اپنے والد کے حوالے سے" ساقط ہے اور وہ صاحب ثابت ہیں جیسا کہ امام بخاری کی "تاریخ صغیر" صفحہ 169/1 اور ابن عبدالبر کی کتاب "التمہید" صفحہ 72/1 اور "طبقات ابن سعد" صفحہ 63/5 اور دیگر کتابوں میں تحریر ہے' ابن سعد نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد یہ کہا ہے:
"اس وجہ سے آج کل ان لوگوں کا شمار بنوتیم میں ہوتا ہے"۔

(۲) ابن اثیر نے اپنی کتاب "النہایہ" میں لفظ "ھدم" کے تحت صفحہ 251/5 میں یہ تحریر کیا ہے:
"ھدم میں (دال پر) جزم بھی ہے اور زبر بھی پڑھی گئی ہے اور اس سے مراد مقتول کے خون کو رائیگاں قرار دینا ہے' یہ کہا جاتا ہے کہ اُن کا خون آپس میں رائیگاں ہے' یعنی اُسے ایک جیسا کر دیا گیا ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تمہارے خون کا مطالبہ کیا جائے گا تو میرے خون کا بھی مطالبہ کیا جائے گا اور اگر تمہارے خون کو ضائع قرار دیا جائے گا تو میرے خون کو بھی ضائع قرار دیا جائے گا' کیونکہ ہمارے درمیان اُلفت اتنی مستحکم ہے اور یہ عربوں کا معروف محاورہ ہے' وہ یہ کہتے ہیں: میرا خون تمہارا خون ہے اور میرا ھدم تمہارا ھدم ہے۔ یہ اُس وقت کہا جاتا ہے جب عہد کیا جائے اور مدد (کا وعدہ کیا جائے)۔

(۳) لسان العرب اور تاج العروس میں لفظ "صوف" کے تحت یہ تحریر ہے:
"صوف البحر" سے مراد ایک ایسی چیز ہے جو جانوروں کی اُون کی شکل کی ہوتی ہے' "المعجم الوسیط" میں یہ بات زائد ہے کہ یہ سمندر کی سطح کے اوپر آ جاتی ہے' اس کی واحد صوفہ ہے اور وہ مثال میں 'ہمیشہ کے لیے ہونے' کا مفہوم واضح ہونے کیلئے استعمال ہوتی ہے' اُن میں یہ جملہ بھی یہ شامل ہے: "لا آتیك ما بَلَّ بَحْرٌ صُوفَةً" میں اُس وقت تک تمہارے پاس نہیں آؤں گا جب تک سمندر کی جھاگ باقی ہے"۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)
زمخشری نے "اساس البلاغۃ" میں یہ ذکر کیا ہے کہ یہ مثال صوف (اُون) کے بارے میں ہے' جبکہ میدانی نے ←

امام بخاری فرماتے ہیں: امام مالک کی کنیت ابوعبداللہ ہے' وہ امام تھے' یحییٰ بن سعید انصاری نے اُن سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے (امام مالک کے چچا) نافع بن مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے: اُن کے والد نے یہ بات ذکر کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبیداللہ تیمی نے مجھ سے کہا تھا: کیا آپ کو اس بات میں دلچسپی ہے کہ جب آپ کے علاوہ کوئی اور شخص ہمیں کسی معاملہ کی طرف بلائے تو ہم اُس کا انکار کر دیں۔ ہمارا نقصان آپ کا نقصان ہو' ہمارا خون آپ کا خون ہو' آپ ہمارے وارث بنیں اور ہم آپ کے وارث بنیں' جب تک سمندر کا جھاگ خشک نہیں ہوتا (یعنی یہ حلف ہمیشہ کے لیے ہو)۔

وَقَالَ الواقدی وَهُوَ اَبُو عبد اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْقَاضِي الْاَسْلَمِيُّ مَوْلًى لَهُمْ قَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسِ بْنِ مَالِكِ بْنِ اَبِي عَامِرٍ مِنْ ذِي اَصْبَحَ مِنْ حِمْيَرَ لَهُ عِدَادٌ فِي بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ الى

"مجمع الامثال" میں اس مثال کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ میں ایسا اُس وقت تک نہیں کروں گا جب تک سمندر کی جھاگ باقی ہے اور جب تک دریائے فرات میں ایک بھی قطرہ باقی ہے۔

زمخشری نے اپنی کتاب "المستقصی فی امثال العرب" میں صفحہ 246/2 میں یہ ضرب المثل ذکر کی ہے: میں ایسا اُس وقت تک نہیں کروں گا جب تک سمندر کا جھاگ گیلا ہے۔ پھر زمخشری کہتے ہیں: مہلہل نے یہ کہا ہے:

"جب تک سمندر کی جھاگ کا ہتھیلی بھر حصہ بھی گیلا ہے اور جب تک حضن نامی پہاڑ کا سخت حصہ برقرار ہے"۔

(حضن' نجد کے بالائی حصہ میں موجود ایک پہاڑ کا نام ہے)

ابومیمون عجلی' رجز میں کہتے ہیں: "اُنہوں نے جو صفائی کی ہے اُس پر عمل کرتے ہوئے وہ شکایت نہیں کریں گی' جب تک میرے جوڑوں میں گودا باقی ہے اور آنکھوں (میں بینائی باقی ہے) جب تک دونوں سمندروں کے پانی کا جھاگ گیلا ہے"۔

اس مثال کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو نفی یا امتناع کے حوالے سے ہمیشہ ہونے کا مفہوم ظاہر کیا جائے' عرب مشکل اور پریشان کن صورتِ حال میں جب معاہدہ کرتے تھے تو وہ اس معاہدہ کو اُس وقت تک مضبوط رکھنے کا اظہار کرتے تھے جب تک زمانہ کے باقی رہنے کا تصور کیا جا سکتا ہے' اسی لیے وہ کسی چیز کی نفی کرتے ہوئے اپنے عزم کو برقرار رکھنے کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہتے تھے: میں ایسا اُس وقت تک نہیں کروں گا جب تک آسمان میں ستارے باقی ہیں' میں ایسا اُس وقت تک نہیں کروں گا جب تک آسمان بلند ہے' میں ایسا اُس وقت تک نہیں کروں گا جب تک سمندر کا جھاگ گیلا ہے' بھئی اب سمندر کے جھاگ نے تو ہمیشہ سمندر میں موجود رہنا ہے' وہ سمندر کی سطح پر رہتا ہے' اس لیے وہ ہمیشہ گیلا رہتا ہے' یہاں صوفہ سے مراد جانور کی اُون نہیں ہے' آپ اس بات کو یاد کر لیں۔

عُثْمَان بن عبيد الله اخي طَلْحَة بن عبيد الله يكنى ابَا عبد الله حَمَلَتْ بِهِ اُمُّهُ سَنَتَيْنِ

واقدی بیان کرتے ہیں: (امام مالک کا نام ونسب یہ ہے:) مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر' ان کا تعلق ذواصبح قبیلہ سے ہے' جو حمیر قبیلہ کی شاخ ہے' ان کا شمار بنوتیم بن مرہ (کے حلیف قبیلہ) میں ہوتا ہے' انہوں نے عثمان بن عبیداللہ کے ساتھ (حلیف ہونے کا معاہدہ کیا تھا) جو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں' امام مالک کی کنیت ابوعبداللہ ہے' ان کی والدہ کو ان کا حمل دو سال تک رہا تھا۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ هَذَا لَا اَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا اَنْكَرَ اَنَّ مَالِكًا وَمَنْ وَلَدَهُ كَانُوا حُلَفَاء لِبَنِي تَيم بْنِ مُرَّةَ مِنْ قُرَيْشٍ وَلا خَالَفَ فِيهِ اِلا اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحَاقَ زَعَمَ اَنَّ مَالِكًا وَاٰبَاهُ وَجَدَّهُ وَاَعْمَامَهُ مَوَالِي لِبَنِي تَيم بن مرّة وَهَذَا هُوَ السَّبَب لتكذيب مَالك لمُحَمد ابْن اِسْحَاقَ وَطَعْنِهِ عَلَيْهِ

ابوعمر بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق کسی نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا ہے کہ امام مالک اور اُن کی اولاد قریش کے خاندان بنوتیم بن مرہ کے حلیف تھے' کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی' صرف محمد بن اسحاق کی رائے مختلف ہے' اُن کا یہ کہنا ہے کہ امام مالک' اُن کے والد' دادا اور چچا' بنوتیم بن مرہ کے موالی (آزاد کردہ غلام) تھے۔ (واقدی کے) اس بیان کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک نے محمد بن اسحاق کو جھوٹا قرار دیا ہے' اُنہوں نے اُس پر تنقید کی ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ اَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ وَهَذَا عِنْدَنَا لَا يَصِحُّ عَنِ ابْنِ شهَاب (۱)

ابن شہاب کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ اُنہوں نے ابوسہیل نافع بن مالک کے حوالے

(۱) قاضی عیاض نے کتاب ''ترتیب المدارک'' صفحہ 110/1 میں تحریر کیا ہے: ابن شہاب کا یہ قول صحیح بخاری میں کتاب الصیام کے آغاز میں ہے۔ (ز) اور یہ پانچویں باب میں ہے' (اُس باب کا عنوان یہ ہے:) باب: کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ رمضان یا پھر رمضان کا مہینہ کہاں جائے گا۔ صفحہ 112/4۔

اس کے بعد قاضی عیاض تحریر کرتے ہیں: عربوں کے محاورہ میں لفظ ''مولیٰ'' سے مراد حلیف یا مددگار یا ان کے علاوہ ہونا معروف ہے' تو ہوسکتا ہے کہ ابن شہاب نے اس کے ذریعہ یہی مراد لیا ہو (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)۔

حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' صفحہ 114/4 میں ابن شہاب کے اس قول کے بعد یہ تحریر کیا ہے:

''امام مالک فرماتے ہیں: ہم آلِ تیم کے آزاد کردہ غلام نہیں ہیں' ہم اصبح قبیلہ سے تعلق رکھنے والے عرب ہیں لیکن میرے دادا نے اُن (یعنی آلِ تیم) کے ساتھ حلیف ہونے کا معاہدہ کیا تھا''۔

سے ایک حدیث روایت کرتے ہوئے یہ کہا تھا: نافع بن مالک جو بنوتیم کے آزاد کردہ غلام ہیں' اُنہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے (مصنف فرماتے ہیں:) ہمارے نزدیک یہ بات ابن شہاب سے مستند طور پر منقول نہیں ہے۔

وَقَدْ ذَكَرَ غَيْرُ الْوَاقِدِيِّ اَنَّ اُمَّهُ حَمَلَتْ بِهِ ثَلاثَ سِنِينَ وَاَنَّهُ كَانَ اَشْقَرَ شَدِيدَ الْبَيَاضِ رَبْعَةً مِنَ الرِّجَالِ كَبِيرَ الرَّأْسِ اَصْلَعَ وَكَانَ لَا يَخْضِبُ شَيْبَهُ

واقدی کے علاوہ دیگر لوگوں نے یہ بات ذکر کی ہے: اُن کی والدہ کو اُن کا حمل تین سال تک رہا تھا' امام مالک انتہائی گورے چٹے' درمیانہ قد کے مالک تھے' اُن کا سر بڑا تھا' سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں تھے اور وہ سفید بالوں پر خضاب نہیں لگاتے تھے۔

وَذَكَرَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْمَاجِشُونِ فِيمَا رَوَى الزُّبَيْرُ وَغَيْرُهُ عَنْهُ قَالَ بَعْضُ وُلاةِ اَهْلِ الْمَدِينَةِ لِمَالِكٍ يَا اَبَا عبد الله مَالك لَا تَخْضِبُ كَمَا يَخْضِبُ اَصْحَابُكَ فَقَالَ لَهُ مَالك لم يبْقَ عَلَيْكَ من العدل اِلا اَنْ اَخْضِبَ (١)

عبدالملک بن ماجشون بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ کے کسی گورنر نے امام مالک سے یہ کہا: اے ابوعبداللہ! جس طرح آپ کے دوسرے ساتھی خضاب لگاتے ہیں' اُس طرح آپ کیوں نہیں لگاتے ہیں؟ تو امام مالک نے اُس سے فرمایا: اگر میں خضاب نہیں لگاتا تو تم پر کوئی ملامت باقی نہیں رہے گی۔

وَذَكَرَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عِيسَى الطَّبَّاعِ قَالَ رَاَيْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ لَا يَخْضِبُ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ بَلَغَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ لَا يَخْضِبُ

امام احمد بن حنبل نے اسحاق بن عیسیٰ طباع کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک کو دیکھا کہ وہ خضاب نہیں لگاتے' میں نے اُن سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اُنہوں نے جواب دیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ خضاب نہیں لگاتے تھے (اس لیے میں بھی نہیں لگاتا)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُصْعَبٍ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ نَا اَبِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ اَبِيهِ مُصْعَبِ بن

(١) ایک نسخہ میں یہ لفظ ''عذل'' یعنی ذال کے ساتھ ہے۔

ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر قَالَ ذکر لعامر بن عبد اللہ بْنِ الزُّبَیْرِ اَبُو مَالِكِ بْنُ اَنَسٍ وَاَعْمَامُهُ وَاَهْلُ بَيْتِهِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمْ مِنَ الْعَرَبِ

مصعب بن ثابت کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: عامر بن عبداللہ بن زبیر کے سامنے امام مالک کے والد' اُن کے چچاؤں اور اُن کے خاندان کے افراد کا ذکر کیا گیا' تو عامر بن عبداللہ نے کہا: یہ لوگ عرب تھے۔

قَالَ عبد اللہ بْنُ مُصْعَبٍ قَدِمَ مَالِكُ بْنُ اَبِي عَامِرٍ الْمَدِينَةَ مُتَظَلِّمًا مِنْ بَعْضِ وُلَاةِ الْيَمَنِ فَمَالَ اِلَى بَعْضِ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ فَعَاقَدَهُ وَصَارَ مَعَهُمْ

عبداللہ بن مصعب بیان کرتے ہیں: (امام مالک کے دادا) مالک بن ابوعامر' یمن کے کسی گورنر کے ظلم سے تنگ آ کر مدینہ منورہ آئے تھے' وہاں اُن کے تعلقات بنوتیم بن مرہ کے خاندان کے بعض افراد کے ساتھ ہو گئے تو اُنہوں نے اُن کے ساتھ (حلیف ہونے کا) معاہدہ کر لیا اور اُن کے ساتھ رہنے لگے۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ رَوَى عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ جَمَاعَةٌ مِنْ شُيُوخِهِ الَّذِينَ رَوَى عَنْهُمْ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْاَنْصَارِيُّ وَاَبُو الاسود مُحَمَّد بن عبد الرحمن ابْنِ نَوْفَلٍ الْاَسَدِيُّ الْقُرَشِيُّ الْمَعْرُوفُ بِيَتِيمِ عُرْوَةَ وَزِيَادُ بن سعد وروى عَنْهُ من الْاَئِمَّة سوى هَؤُلَاءِ اَبُو حَنِيفَةَ (۱)

(۱) ابن شاہین اور دارقطنی نے ''غرائب مالک'' میں محمد بن مخزوم کے حوالے سے اُن کی سند کے ساتھ حماد بن ابوحنیفہ کے حوالے سے' امام ابوحنیفہ کے حوالے سے' امام مالک سے یہ روایت نقل کی ہے جو امام مالک نے عبداللہ بن فضل' نافع بن جبیر بن مطعم کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''ثیبہ عورت اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنی ذات کے بارے میں زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اُس کی مرضی معلوم کی جائے گی اور اُس کی خاموشی ہی اُس کا اقرار ہے''۔

خطیب بغدادی نے کتاب ''رواۃ مالک'' میں اپنی سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے حوالے سے امام مالک سے یہ روایت نقل کی ہے' جو اُنہوں نے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے' وہ فرماتے ہیں: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اپنی بکریاں چرانے والی کنیز کے بارے میں دریافت کیا جو اُن کی بکریاں چرا رہی تھی' اُسے ایک بکری کے قریب المرگ ہونے کا اندازہ ہوا تو اُس نے پتھر کے ذریعہ اُسے ذبح کر لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس بکری کا گوشت کھانے کی اجازت دے دی تھی۔

علم حدیث کے محققین کو ان دو روایات کے علاوہ اور کوئی ایسی روایت نہیں ملی ہے جو امام ابوحنیفہ نے امام مالک سے ←

وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ

وَشُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَالْاَوْزَاعِيُّ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَكُلُّهُمْ مَاتَ قَبْلَهُ اِلا ابْنَ عُيَيْنَةَ

نقل کی ہو اور یہ دونوں روایات بھی ان اسناد کے حوالے سے ثابت شدہ نہیں ہیں' اگرچہ امام سیوطی نے ان دونوں کو نقل کیا ہے' اُنہوں نے ''الفانید فی حلاوۃ الاسانید'' میں ان دونوں کو نقل کیا اور پہلی روایت اُنہوں نے حماد بن ابوحنیفہ کے حوالے سے امام مالک سے نقل کی ہے جس میں حماد کے والد امام ابوحنیفہ کا واسطہ نہیں ہے جیسا کہ ابوعبداللہ محمد بن مخلد عطار نے اپنے اُس جزء میں اسے نقل کیا ہے' جس کا نام اُنہوں نے ''ما رواہ الاکابر عن مالک'' تجویز کیا ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: ابومحمد قاسم بن ہارون نے عمران اور بکار بن حسن اصبہانی کے حوالے سے حماد بن ابوحنیفہ کے حوالے سے امام مالک سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

اس جزء میں اُن روایات کا تذکرہ ہے جو امام زہری' یحییٰ بن سعید' ابن جریج' سفیان ثوری' شعبہ' یتیم عروہ' اوزاعی' حماد بن ابوحنیفہ' حماد بن زید' ابراہیم ن طہمان' ورقاء اور دیگر حضرات نے امام مالک سے نقل کی ہیں' مصنف نے اس میں کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی ہے جو امام ابوحنیفہ نے امام مالک سے روایت کی ہو جیسا کہ میں نے اس کتاب کا نسخہ دیکھا ہے جس پر سماع کی مہر لگی ہوئی ہے اور یہ دمشق میں خزانہ ظاہریہ میں موجود ہے' تو سند میں امام ابوحنیفہ کے نام کا اضافہ کسی راوی کی طرف سے وہم ہے۔

امام ابوحنیفہ کی طرف جو دوسری روایت منسوب ہے وہ عبدالملک سے منقول ہے اور اس سے مراد عبدالملک بن عمیر ہیں' اُنہوں نے نافع سے روایت نقل کی ہے تو ابن صلت نامی راوی نے تصحیف کرتے ہوئے عبدالملک کی جگہ مالک نقل کر دیا اور اُنہوں نے عرنی کے دیگر تمام شاگردوں کے برخلاف نقل کیا جیسا کہ حدیث کے طرق سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے' یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا امام مالک سے روایت کرنا ثابت نہیں ہے' امام دارقطنی نے اور پھر خطیب نے اپنی دو اسناد کے ساتھ دو روایات ایسی نقل کی ہیں (جو امام ابوحنیفہ نے امام مالک سے نقل کی ہیں) لیکن ان کی سند میں کلام کی گنجائش موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ کا انتقال امام مالک سے تقریباً 30 سال پہلے ہوا تھا' البتہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ امام مالک نے امام ابوحنیفہ (سے منقول) تحریروں کو دیکھا بھی اور اُن سے استفادہ بھی کیا' جیسا کہ دراوردی اور دیگر حضرات نے یہ بات نقل کی ہے جسے ابوعباس ابن ابوعوام نے نقل کیا ہے' اُنہوں نے اپنی سند کے ساتھ عبدالعزیز بن محمد دراوردی کا یہ بیان نقل کیا ہے:

''امام مالک' امام ابوحنیفہ کی تحریروں کو دیکھا کرتے تھے اور اُن سے نفع حاصل کرتے تھے''۔

اسی طرح یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ جب بھی امام ابوحنیفہ حج کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ (کے روضۂ اقدس) کی زیارت کیلئے آئے' تو ان دونوں صاحبان کی ملاقات ہوئی' جیسا کہ یہ منقول ہے کہ جب امام ابوحنیفہ سے ←

وَقِيلَ اِنَّهُ رَوَى عَنْهُ ابْنُ شِهَابٍ وَلا يَصِحُّ وَاِنَّمَا رَوَى ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ اَبِي سُهَيْلٍ نَافِعٍ

علماءِ مدینہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اُن میں سے کوئی آگے آیا تو وہ سرخ زرد رنگ اور نیلی آنکھوں والا شخص (یعنی امام مالک) ہوگا' ایک روایت کے مطابق یہ ہے: میں نے وہاں علم کو پھیلے ہوئے دیکھا ہے' اگر کوئی شخص اس کو جمع کر پایا ہے' تو وہ گورا اور سرخ لڑکا ہے۔ امام ابوحنیفہ کی مراد امام مالک تھے' جیسا کہ یہ بات محمد بن محمد بن اسماعیل غرناطی ثم القاہری مالکی کی کتاب ''انتصار الفقیر السالک للامام الکبیر مالک'' کے صفحہ 139 پر تحریر ہے' یہ کتاب 1981ء میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

قاضی عیاض اپنی کتاب ''المدارک'' میں صفحہ 152/1 پر تحریر کرتے ہیں: لیث بن سعد بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں میری ملاقات مالک سے ہوئی' میں نے اُن سے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں' تو اُنہوں نے کہا: میں ابوحنیفہ کے ساتھ تھا' اس وجہ سے پسینہ چھوٹ گیا' اے مصری! وہ واقعی فقیہ ہے۔ (لیث بن سعد کہتے ہیں:) پھر میری ملاقات امام ابوحنیفہ سے ہوئی' تو میں نے اُن سے کہا: اُس شخص نے آپ کے بارے میں کتنی اچھی بات کہی ہے' تو امام ابوحنیفہ نے کہا: میں نے اُس سے زیادہ تیزی سے سچا جواب دینے والا اور مکمل نقد کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ امام ابوحنیفہ کی مراد امام مالک تھے۔

جہاں تک اُس روایت کا تعلق ہے جسے امام ذہبی نے ''طبقات الحفاظ'' صفحہ 209/1 پر نقل کیا ہے کہ سعید بن ابومریم نے اشہب کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک کے سامنے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے' وہ یوں تھے جیسے بچہ اپنے باپ کے سامنے ہوتا ہے' (ذہبی کہتے ہیں:) یہ بات امام ابوحنیفہ کے اعلیٰ اخلاق اور تواضع پر دلالت کرتی ہے حالانکہ وہ امام مالک سے عمر میں بڑے تھے' (ذہبی کا کلام یہاں ختم ہوگیا) لیکن اس روایت کی سند مستند نہیں ہے کیونکہ اشہب' امام شافعی کے ہم عمر ہیں' یا زیادہ سے زیادہ وہ امام ابوحنیفہ کے انتقال کے وقت دس سال کے ہوں گے' تو امام ابوحنیفہ کی زندگی کے آخری دور میں اُن کی امام مالک سے ملاقات ثابت نہیں ہے' ویسے بھی امام مالک بچوں کی تربیت نہیں کرتے تھے' ان دونوں صاحبان کی ملاقات اُس آزمائش سے پہلے ہوئی تھی' جب امام مالک کو 146 ہجری میں آزمائش کا شکار کیا گیا اور یہ امام مالک کے مشہور ہونے سے پہلے کی بات ہے' یہ ہوسکتا ہے کہ اشہب نے امام ابوحنیفہ کے صاحبزادے حماد کو دیکھا ہو' اُن کے والد کو نہیں دیکھا ہوگا۔

''تذکرۃ الحفاظ'' کے مطبوعہ نسخہ پر جو علامہ زاہد الکوثری کے انتقال کے بعد شائع ہوا' اُس میں اس واقعہ پر تعلیق تحریر کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمٰن معلمی' صفحہ 209/1 پر تحریر کرتے ہیں:

''یہ واقعہ غلط ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کے انتقال کے وقت اشہب تقریباً 5 سال کے بچے ہوں گے اور اگر اس کی سند کو صحیح مان لیا جائے تو شاید درست یہ ہوگا کہ اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے شاگردِ رشید امام محمد بن حسن شیبانی کو دیکھا ہوگا''۔ ←

بْنِ مَالِكٍ حَدِيثًا وَاحِدًا (ا) فَقَالَ حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ لِيته لم يرو عَنْهُ شَيْئًا (۲)

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) امام مالک کے مشائخ میں سے ایک جماعت نے امام مالک سے روایات نقل کی ہیں' جن میں یحییٰ بن سعید انصاری' ابواسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل اسدی قرشی' جو عروہ کے یتیم کے نام سے معروف ہیں' اور زیاد بن سعد شامل ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر ائمہ نے بھی امام مالک سے روایات نقل کی ہیں' جن میں امام ابوحنیفہ' سفیان ثوری' ابن عیینہ' شعبہ بن حجاج' اوزاعی' لیث بن سعد شامل ہیں۔ ان میں سے ابن عیینہ کے علاوہ دیگر تمام ائمہ کا انتقال امام مالک سے پہلے ہوگیا تھا۔

ایک روایت کے مطابق ابن شہاب زہری نے بھی امام مالک سے روایت نقل کی ہے' لیکن یہ

جہاں تک اُس روایت کا تعلق ہے جسے ابن ابوحاتم نے ''تقدمۃ الجرح والتعدیل'' صفحہ 3 پر تحریر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ امام مالک کی تحریروں سے استفادہ کیا کرتے تھے تو اس میں بھی گنجائش موجود ہے کیونکہ امام مالک نے ''موطا'' کو خلیفہ مہدی کے دور میں' یا خلیفہ ابوجعفر منصور کے عہد کے آخری حصہ میں تالیف کیا تھا اور صحیح روایات کے مطابق یہ امام ابوحنیفہ کے انتقال کے بعد کی بات ہے' اگرچہ امام ابویوسف نے امام مالک کے شاگرد اسد بن فرات سے اس کے سماع پر اکتفاء نہیں کیا' جسے اسد بن فرات نے امام مالک سے سنا تھا' جیسا کہ ابن طالون نے ''موطا'' اُنہی کے حوالے سے روایت کی ہے' جیسا کہ ''الفہرس الاوسط'' میں منقول ہے' اسی طرح محمد بن حسن نے بھی اُس پر اکتفاء نہیں کیا' حالانکہ وہ سفر کر کے امام مالک کے پاس گئے تھے اور تین سال اُن کے ساتھ رہے تھے' اُنہوں نے امام مالک سے ''موطا'' کا سماع کیا ہے اور انہی کے حوالے سے ابوولید باجی نے ابوذر ہروی سے سماع کے طور پر یہ کتاب روایت کی ہے' اللہ تعالیٰ ان سب حضرات سے راضی ہو! (ز)

میں یہ کہتا ہوں: مطبوعہ کتاب میں امام ابوحنیفہ کا امام مالک کے بارے میں سابقہ قول اسی طرح نقل ہوا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے:

''آپ کے بارے میں اُس شخص کی قبولیت کتنی عمدہ ہے''۔ تو میں نے اس عبارت کو کتاب ''المدارک'' سے ٹھیک کیا ہے۔

(ا) یہ حدیث ''صحیح بخاری' صفحہ 112/4' کتاب: روزوں کے بارے میں روایات' پانچواں باب' باب: کیا رمضان کہا جائے گا یا رمضان کا مہینہ کہا جائے گا؟'' میں ہے۔

(۲) اُنہوں نے یہ بات اس لیے کہی کیونکہ ابن شہاب نے اُن کے چچا کو آلِ تیم کا آزاد کردہ غلام قرار دے دیا تھا۔

بات درست نہیں ہے' کیونکہ ابن شہاب نے امام مالک کے چچا ابو سہیل نافع بن مالک سے ایک حدیث نقل کی ہے' وہ یہ کہتے ہیں: نافع بن مالک جو بنو تیم کے آزاد کردہ غلام ہیں' اُنہوں نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں: کاش! اُنہوں نے ہم سے (یعنی میرے چچا سے) روایت نقل نہ کی ہوتی۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ مَا زَالَ الْعُلَمَاءُ يَرْوِي بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ لٰكِنَّ رِوَايَةَ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْجِلَّةِ عَنْ مَالِكٍ وَهُوَ حَيٌّ دَلِيلٌ عَلٰى جَلَالَةِ قَدْرِهِ وَرَفِيعِ مَكَانِهِ فِي عِلْمِهِ وَدِينِهِ وَحِفْظِهِ وَاِتْقَانِهِ وَاَمَّا الَّذِينَ رَوَوْا عَنْهُ الْمُوَطَّاَ وَالَّذِينَ رَوَوْا عَنْهُ مَسَائِلَ الرَّاْيِ وَالَّذِينَ رَوَوْا عَنْهُ الْحَدِيثَ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُحْصَوْا قَدْ بَلَغَ فِيهِمْ اَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي كِتَابٍ جَمَعَهُ فِي ذٰلِكَ نَحْوُ اَلْفِ رَجُلٍ (۱)

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) علماء ہمیشہ سے ایک دوسرے سے روایات نقل کرتے آ رہے ہیں' لیکن ان جلیل القدر ائمہ کا امام مالک کی زندگی میں اُن سے روایات نقل کرنا' امام مالک کے علم' دین' حفظ اور اتقان میں جلالتِ قدر اور مرتبہ و مقام کی رفعت پر دلالت کرتا ہے۔

جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے امام مالک سے ''موطا'' روایت کی ہے' یا جن لوگوں نے امام مالک کی ذاتی فقہی آراء اُن سے روایت کی ہیں' یا جنہوں نے اُن سے حدیث روایت کی ہے' تو اُن کی تعداد شمار سے زیادہ ہے۔ امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی نے اس بارے میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تقریباً ایک ہزار افراد کا ذکر ہے۔

---

(۱) حافظ العلائی نے اپنی کتاب ''بغیۃ الملتمس'' صفحہ 65 میں یہ تحریر کیا ہے:

''اِن سے روایت زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُنہوں نے روایت کو مضبوط کیا' علم کو بہت پہلے پھیلا دیا' اُن کی عمر زیادہ ہوئی اور تمام علاقوں سے لوگ قصد کر کے اُن کے پاس گئے' وہ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے' وہاں کے رہنے والوں پر سب سے زیادہ فضیلت والا درود و سلام نازل ہو' عام طور پر ہوتا یہ تھا کہ جو شخص حج کے لیے جاتے ہوئے مدینہ منورہ سے گزرتا تھا وہ اُن سے روایات نوٹ کر لیتا تھا' تو اُن سے منقول روایات مختلف علاقوں میں پھیل گئیں' اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو! (اُن کی بات یہاں پر ختم ہوگئی)۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ اَخْذُ مَالِكٍ لِلْعِلْمِ وَعَمَّنْ اَخَذَ ذٰلِكَ

باب: امام مالک نے علم کیسے حاصل کیا' کن حضرات سے حاصل کیا؟

وَانْتِقَاؤُهُ لِلرِّجَالِ (۱) وَاَنَّهُ لَمْ يَاْخُذْ اِلا عَنْ ثِقَةٍ وَلا حَدَّثَ اِلا عَنْ ثِقَة

اُن کا لوگوں میں سے انتخاب کرنا' کہ اُنہوں نے صرف ثقہ راویوں سے استفادہ کیا ہے اور صرف ثقہ راویوں کے حوالے سے ہی حدیث روایت کی ہے۔

حَدثنا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَبو يحيى ابْن اَبِی مَسَرَّةَ بِمَكَّةَ قَالَ نَا مُطَرِّفُ بْنُ عبد الله قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ اَدْرَكْتُ جَمَاعَةً مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ مَا اَخَذْتُ عَنْهُمْ شَيْئًا مِنَ الْعِلْمِ وَاِنَّهُمْ لَمِمَّنْ يُؤْخَذُ عِنْهُمُ الْعِلْمُ وَكَانُوا اَصْنَافًا فَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ كَذَّابًا فِي اَحَادِيثِ النَّاسِ وَلا يَكْذِبُ فِي عِلْمِهِ فَتَرَكْتُهُ لِكَذِبِهِ فِي غَيْرِ عِلْمِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ جَاهِلا بِمَا عِنْدَهُ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِی اَهْلا لِلاَخْذِ عَنهُ وَمِنْهُم من كَانَ يؤبن برای سوء (۲)

مطرف بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے اہلِ مدینہ میں سے ایک جماعت (کا زمانہ) پایا ہے' لیکن میں نے اُن سے علمی استفادہ نہیں کیا' حالانکہ یہ وہ افراد تھے جن سے علمی استفادہ کیا جاتا تھا' ان کی مختلف قسمیں ہیں: ان میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے غلط بیانی کر لیتے تھے' لیکن اپنے علم کے بارے میں کوئی غلط بیانی نہیں کرتے تھے' لیکن کیونکہ وہ علم کے علاوہ اُمور میں غلط بیانی کرتے تھے' اس لیے میں نے اُنہیں ترک کر دیا' ان میں سے بعض لوگ ایسے تھے' جنہیں اپنے پاس موجود معلومات سے صحیح واقفیت حاصل نہیں تھی' تو وہ میرے نزدیک اس بات کے اہل ہی نہیں تھے کہ اُن سے استفادہ کیا جائے اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کے بارے میں غلط رائے بیان کی جاتی تھی۔

حَدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا مُحَمَّد بن اسمعيل التِّرْمِذِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِی اُوَيْسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ خَالِي مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ يَقُولُ اِنَّ هَذَا الْعِلْمَ

---

(۱) نسخہ "ا" اور نسخہ "ک" میں لفظ "انتقادہ" تحریر ہے۔

(۲) نسخہ "ک" نسخہ "د" اور نسخہ "س" میں لفظ "یوبن" تحریر ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ کسی پر بُری رائے کا عیب لگانا جبکہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ "یرمی" تحریر ہے۔

دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ لَقَدْ اَدْرَكْتُ سَبْعِينَ مِمَّنْ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاَسَاطِينِ وَاَشَارَ اِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَخَذْتُ عَنْهُمْ شَيْئًا وان احدهم لو اؤتمن على بَيت مَال لَكَانَ اَمِينًا اِلا اَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا مِنْ اَهْلِ هٰذَا الشَّاْنِ وَقَدِمَ عَلَيْنَا ابْنُ شِهَابٍ فَكُنَّا نَزْدَحِمُ على بَابه

(امام مالک کے بھانجے) ابن ابواویس بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے ماموں امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ علم دینی حیثیت رکھتا ہے' تو تم اس بات کا جائزہ لو کہ تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو؟ میں نے ستر ایسے آدمیوں کو پایا ہے' جو اِن ستونوں کے آس پاس' اُنہوں نے مسجد نبوی کی طرف اشارہ کر کے یہ بات کہی' یہ بیان کرتے تھے: ''نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے'' اور پھر بھی میں نے اُن سے کوئی چیز حاصل نہیں کی' حالانکہ اگر اُن میں سے کسی کو بیت المال کا نگران مقرر کیا جاتا تو وہ اس حوالے سے امین ہوتا' لیکن وہ لوگ اس فن کے ماہر نہیں تھے' لیکن جب ابن شہاب ہمارے پاس آئے' تو اُن کے دروازے پر ہم جیسے افراد کا ہجوم ہو گیا۔

وَقَالَ الدولابی (۱) حَدثنَا اسمعيل بن اسحاق القَاضِي قَالَ نَا عَلِيّ بن الْمَدِينِيّ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ يَسْاَلُ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ عَنْ حَدِيثِ عُمَرَ اَنَّهُ حُمِلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَجَعَلَ يَرْفُقُ بِهِ ويساله عَن الْكَلِمَة بعد الْكَلِمَة والشيء بعد الشيء

دولابی نے اپنی سند کے ساتھ سفیان بن عیینہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک کو زید بن اسلم سے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے سنا کہ اُنہوں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا سواری کے لیے دیا تھا' تو اُنہوں نے بڑے آرام سے اُن سے سوال کیا اور ایک لفظ کے بعد دوسرے لفظ اور ایک چیز کے بعد دوسری چیز کے بارے میں (بڑے آرام سے) اُن سے دریافت کرتے رہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا اَبُو الطَّاهِر مُحَمَّد بن احْمَد ابْن يَحْيَى الْقَاضِي بِمِصْرَ قَالَ نَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى وَمُحَمَّدُ بْنُ

(۱) یہ ابوبشر محمد بن احمد بن حماد ہیں' جو کتاب ''الکُنیٰ'' کے مصنف ہیں۔ (ز)

صَدَقَةَ قَالا كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَقُولُ لايؤخذ الْعِلْمُ مِنْ اَرْبَعَةٍ وَيُؤْخَذُ مِمَّنْ سِوَاهُمْ لَا يُؤْخَذُ مِنْ سَفِيهٍ وَلا يُؤْخَذُ مِنْ صَاحِبِ هَوًى يَدْعُو اِلَى بِدْعَتِهِ وَلا مِنْ كَذَّابٍ يَكْذِبُ فِي اَحَادِيثِ النَّاسِ وَاِنْ كَانَ لَا يُتَّهَمُ عَلَى حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلا مِنْ شَيْخٍ لَهُ فَضْلٌ وَصَلاحٌ وَعِبَادَةٌ اِذَا كَانَ لَا يَعْرِفُ مَا يَحْمِلُ وَمَا يُحَدِّثُ بِهِ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ معن بن عیسیٰ اور محمد بن صدقہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام مالک یہ فرمایا کرتے تھے: چار قسم کے آدمیوں سے علم حاصل نہ کیا جائے' ان کے علاوہ سے حاصل کرلیا جائے' کسی بیوقوف سے علم حاصل نہ کیا جائے' کسی نفسانی خواہش کے پیروکار شخص' جو اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہو' اُس سے علم حاصل نہ کیا جائے' ایسے جھوٹے شخص سے علم حاصل نہ کیا جائے' جو لوگوں کے ساتھ بات چیت میں جھوٹا ہو' اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے احادیث روایت کرنے کے بارے میں اُس پر جھوٹا ہونے کا الزام عائد نہ کیا گیا ہو' اور نہ ہی کسی ایسے بزرگ سے علم حاصل کیا جائے' جسے فضیلت حاصل ہو' وہ نیکوکار اور پرہیزگار ہو' لیکن اُسے یہ پتا نہ چلتا ہو کہ اُس نے کیا سنا تھا اور کیا بیان کر رہا ہے؟

قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِر فَذكرت ذٰلِك لمطرف بن عبد الله فَقَالَ اَشْهَدُ عَلَى مَالِكٍ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اَدْرَكْتُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مَشْيَخَةً لَهُم فَضْلٍ وَصَلاحٍ يُحَدِّثُونَ مَا سَمِعْتُ مِنْ اَحَدٍ مِنْهُم شَيْئًا قيل لم يَا اَبَا عبد الله قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَعْرِفُونَ مَا يُحَدِّثُونَ

ابراہیم بن منذر بیان کرتے ہیں: میں نے مطرف بن عبداللہ کے سامنے یہ بات ذکر کی تو اُنہوں نے فرمایا: میں امام مالک کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں کہ میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے اس شہر میں بہت سے بزرگ افراد کا زمانہ پایا ہے' جو نیکوکار اور فضیلت والے تھے' وہ احادیث بیان کرتے تھے لیکن میں نے اُن سے کوئی حدیث نہیں سنی' امام مالک سے دریافت کیا گیا: اے ابوعبداللہ! وہ کیوں؟ اُنہوں نے جواب دیا: اُنہیں اُس چیز کی معرفت ہی حاصل نہیں تھی' جو حدیث وہ بیان کرتے تھے۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ قَدْ رُوِّينَا عَنِ ابْنِ اَبِي اويس واشهب بن عبد العزيز وَابْنِ كِنَانَةَ عُثْمَانَ وَعَنْ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مَالِكٍ مَعْنَى مَا ذَكَرْتُهُ عَنْ مَعْنٍ وَمُطَرِّفٍ عَنْ مَالِكٍ وَفِي حَدِيثِ بَعْضِهِمْ عَنْ مَالِكٍ فِي الْمَشَايِخِ وَاِنَّ اَحَدَهُمْ لَوِ اؤْتُمِنَ عَلَى بَيْتِ مَالٍ لَكَانَ بِهِ اَمِينًا اِلا اَنَّهُمْ

لَمْ يَكُونُوا مِنْ اَهْلِ هَذَا الشَّأْنِ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا ابْنُ شِهَابٍ فَكُنَّا نَزْدَحِمُ عَلَى بَابِهِ

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) میں نے معن اور مطرف کے حوالے سے امام مالک کے بارے میں جو بات نقل کی ہے' اُسی کی مانند روایت ہم نے ابن ابواویس' اشہب بن عبدالعزیز' ابن کنانہ عثمان اور بشر بن عمر سے بھی روایت کی ہیں' ان میں سے بعض حضرات نے امام مالک کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ اُن بزرگوں کے بارے میں امام مالک نے یہ فرمایا تھا: اگر اُن میں سے کسی کو بیت المال کا نگران مقرر کیا جائے تو وہ اس حوالے سے امین ثابت ہوگا' لیکن وہ لوگ اس فن (یعنی علمِ حدیث) کے ماہر نہیں تھے' پھر ابن شہاب ہمارے پاس آئے تو اُن کے دروازے پر ہمارا ہجوم ہوگیا۔

حَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ نصر وَاَبُو الْقَاسِمِ عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالا نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَبُو قِلَابَةَ عبد الملك بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ رَجُلٍ فَقَالَ هَلْ رَاَيْتَهُ فِي كُتُبِي قُلْتُ لا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَاَيْتَهُ فِي كُتُبِي (1)

بشر بن عمر بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک سے ایک شخص (یعنی محدث) کے بارے میں

---

(1) یہ غالب ہونے کے حوالے سے ہے' معیار کے حوالے سے نہیں ہے' آپ اس کے ساتھ اُس بات کا جائزہ لیں جو تعلیق میں نے تھانوی کی کتاب ''قواعد فی علوم الحدیث'' کے صفحہ 216 اور اُس کے بعد تحریر کی ہے' جس میں یہ تحریر ہے:

''ائمہ کی اُس جماعت کا تذکرہ کہ جن حضرات نے صرف ثقہ راویوں کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں''۔

امام نووی' ''شرح صحیح مسلم'' صفحہ 120/1 پر تحریر کرتے ہیں جو مقدمہ سے متعلق ہے' وہ امام مالک کے کلام پر تعلیق تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ امام مالک کی طرف سے صراحت ہے کہ اُنہوں نے اپنی اس کتاب میں جس کا ذکر کیا ہے وہ راوی ثقہ ہے' اس لیے ہم اُن کی اس کتاب میں جس راوی کو پائیں گے اُس کے بارے میں یہ حکم جاری کر دیں گے کہ یہ امام مالک کے نزدیک ثقہ ہے' اگرچہ وہ دوسرے لوگوں کے نزدیک ثقہ نہ بھی ہو''۔

عادل راوی کے مجہول شخص سے روایت کرنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ چیز اُس مجہول راوی کی تعدیل شمار ہوگی؟ تو بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ یہ چیز اُس مجہول راوی کی تعدیل شمار ہوگی' لیکن جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ یہ چیز تعدیل شمار نہیں ہوگی اور یہی بات درست ہے کیونکہ اُس نے غیر ثقہ راوی سے روایت نقل کی ہے' اس کا مقصد اُس کے ذریعہ استدلال کرنا نہیں ہے بلکہ اعتبار' استشہاد یا کسی اور مقصد کے لیے اُسے نقل کیا ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جیسا کہ امام مالک یا اُن جیسے دیگر حضرات نے یہ کہا ہے کہ ←

دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: کیا تم نے میری کتاب (یعنی تحریروں) میں اُس (کے حوالے سے منقول کوئی روایت) دیکھی ہے؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! تو امام مالک نے فرمایا: اگر وہ ثقہ ہوتا تو تم اُسے میری تحریروں میں دیکھ لیتے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ نَا ابْنُ الْبَرْقِيِّ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ كِنَانَةَ عَنْ مَالِكٍ قَالَ رُبَّمَا جَلَسَ اِلَيْنَا الشَّيْخُ فَيُحَدِّثُ جُلَّ نَهَارِهِ مَا نَاْخُذُ عَنْهُ حَدِيثًا وَاحِدًا مَا بِنَا اَنْ نَتَّهِمَهُ وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ اهل الحَدِيث

عثمان بن کنانہ، امام مالک کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: بعض اوقات کوئی بزرگ ہمارے پاس آ کر بیٹھتے اور دن کا اکثر حصہ احادیث روایت کرتا رہتا، لیکن ہم اُس سے کوئی ایک حدیث بھی حاصل نہیں کرتے تھے ہم اُس پر (جھوٹا ہونے کا) الزام عائد نہیں کرتے تھے، لیکن وہ علمِ حدیث کا ماہر نہیں ہوتا تھا۔

حَدثنَا عبد الرحمن بن عبد الله ابْن خَالِد الهمذانى (۱) قَالَ نَا اَبُو بكر احمد بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَا اَبُو اِسْحَاقَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ اِسْحَاقَ الْحَرْبِيُّ قَالَ نَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عبد الرزاق عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ مُوسَى الْجَنَدِيِّ قَالَ رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ رَجُلٍ فِي كَذِبَةٍ كَذَبَهَا قَالَ مَعْمَرٌ لَا اَدْرِي اَكَذَبَ عَلَى اللّٰهِ اَوْ عَلَى رَسُولِهِ اَوْ

میں نے اس کتاب میں جس راوی کو داخل کر دیا ہے، وہ اُن کے نزدیک عادل ہے"۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی) یہ غالب ہونے کے طور پر باقی رہے گا، کُلّی ہونے کے طور پر باقی نہیں رہے گا جیسا کہ میں نے "قواعد فی علوم الحدیث" پر تعلیق تحریر کرتے ہوئے اس کی شرح کر دی ہے۔

امام ذہبی "سیر اعلام النبلاء" صفحہ 72/8 میں امام مالک کا گزشتہ جملہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ بات آپ کو یہ بتائے گی کہ اُنہوں نے صرف اُسی راوی سے روایت نقل کی ہے جو اُن کے نزدیک ثقہ ہے، اس سے یہ بات لازم نہیں آ جاتی کہ اُنہوں نے تمام ثقہ راویوں سے روایات نقل کی ہیں اور اُن کی کہی ہوئی بات سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ جس سے بھی اُنہوں نے روایت نقل کی ہے، وہ ہر شخص اُن کے نزدیک ثقہ ہے، تو وہ باقی حافظانِ حدیث کے نزدیک بھی ثقہ ہو کیونکہ بعض اوقات امام مالک سے اُن کے کسی استاد کی حالت مخفی رہی اور وہ کسی دوسرے کے سامنے ظاہر ہوگئی کیونکہ جو شخص رجال پر تنقید کرتے ہوئے بہت زیادہ تحقیق کرتا ہے (وہ اس نوعیت کی باتوں سے واقف ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے!

(۱) "ک" والے نسخہ میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے، بعض نسخوں میں یہ لفظ تصحیف کے ساتھ "الہمذانی" منقول ہے۔

عَلَى اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ

عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہمدانی نے اپنی سند کے ساتھ موسیٰ جندی کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک شخص کے بولے ہوئے ایک جھوٹ کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اُس کی گواہی مسترد کر دی تھی۔

معمر نامی راوی بیان کرتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ اُس شخص نے وہ جھوٹ اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے بولا تھا' اُس کے رسول کے حوالے سے بولا تھا' یا لوگوں میں سے کسی کے حوالے سے بولا تھا۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ هَذَا حُجَّةٌ لِمَالِكٍ فِي اَنَّهُ كَانَ لَا يَرْوِى عَمَّنْ كَانَ يَكْذِبُ عَلَى النَّاسِ وَاِنْ كَانَ لَا يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) یہ روایت امام مالک کے مؤقف کی حجت ہے کہ وہ ایسے کسی شخص سے حدیث روایت نہیں کرتے ہیں' جو لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہو' اگرچہ وہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے حدیث روایت کرتے ہوئے جھوٹ نہ بھی بولتا ہو۔

وَقَدْ رَوَى عَنْ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اطَّلَعَ عَلَى اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ يَكْذِبُ كَذِبَةً لَمْ يَزَلْ مُعْرِضًا عَنْهُ حَتَّى يُحْدِثَ لِلّٰهِ تَوْبَةً

حماد بن زید نے ہشام بن عروہ' اُن کے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ جب اپنے خاندان کے افراد میں سے کسی کی طرف سے کسی غلط بیانی پر مطلع ہوتے' تو اُس وقت تک اُس سے لاتعلقی اختیار کیے رکھتے' جب تک وہ فرد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کر لیتا تھا۔

بَابُ ذِكْرِ حِفْظِهِ وَضَبْطِهِ وَاِتْقَانِهِ

باب: امام مالک کے حفظ' ضبط اور اتقان کا تذکرہ

ذَكَرَ الدُّولابِيُّ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ مَالِكٍ وَقَدْ ذَكَرْنَا الاِسْنَادَ عَنْهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْمَوْضِعِ (۱) قَالَ نَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِسْحَاقَ وَقَدْ حَدَّثَنَا اَبُو مُحَمَّد عبد الله ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ قَالَ نَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ قَالَ نَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِسْحَاقَ الْقَاضِي قَالَ نَا نَصْرُ

(۱) یہ بات اس کتاب کے علاوہ (دوسری جگہ پر) منقول ہے۔

بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ فَاَتَيْنَاهُ وَمَعَنَا رَبِيعَةُ فَحَدَّثَنَا نَيِّفًا وَاَرْبَعِينَ حَدِيثًا ثُمَّ اَتَيْنَاهُ الْغَدَ فَقَالَ انْظُرُوا كِتَابًا حَتَّى اُحَدِّثَكُمْ مِنْهُ اَرَاَيْتُمْ مَا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ اَمْسِ اَيُّ شيءٍ فِي اَيْدِيكُمْ مِنْهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ رَبِيعَةُ هَهُنَا مَنْ يَرُدُّ عَلَيْكَ مَا حَدَّثْتَ بِهِ اَمْسِ قَالَ وَمَنْ هُوَ قَالَ ابْنُ اَبِي عَامِرٍ قَالَ هَاتِ قَالَ فَحَدَّثْتُهُ بِاَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْهَا فَقَالَ الزُّهْرِيُّ مَا كُنْتُ اَرَى اَنَّهُ بَقِيَ اَحَدٌ يَحْفَظُ هَذَا غَيْرِي

دولابی نے اپنی کتاب ''فضائل مالک'' میں' جس کی اسناد ہم نے دوسری کسی جگہ پر ذکر کر دی ہیں' اُس میں اُنہوں نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن عروہ کے حوالے سے امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے:

زہری ہمارے ہاں آئے' تو ہم اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہمارے ساتھ ربیعہ بھی تھے' زہری نے ہمیں چالیس سے کچھ زیادہ احادیث روایت کیں' جب ہم اگلے دن اُن کے پاس گئے' تو اُنہوں نے فرمایا: تم تحریر کا جائزہ لو' تا کہ میں اُس میں سے تمہیں حدیث روایت کروں کہ میں نے تمہیں کل جو احادیث بیان کی تھیں' اُن میں سے کتنی روایات تمہارے ہاتھوں میں (تحریری طور پر) موجود ہیں' تو ربیعہ نے اُن سے کہا: یہاں ایک ایسا شخص موجود ہے' جو آپ کے سامنے اُن روایات کو دُہرا دے گا' جو آپ نے کل بیان کی تھیں۔ زہری نے دریافت کیا: وہ کون ہے؟ ربیعہ نے کہا: ابو عامر کے صاحبزادے (یعنی امام مالک)۔ تو زہری نے کہا: پیش کرو! امام مالک فرماتے ہیں: میں نے اُن میں سے چالیس احادیث اُن کے سامنے بیان کر دیں' تو زہری بولے: میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اب میرے علاوہ کوئی ایسا شخص بھی باقی ہے' جسے یہ یاد ہوں۔

وَذَكَرَ اَبُو بِشْرٍ الدُّولابِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عِيسَى قَالَ نَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ قَالَ لَقِيتُ ابْنَ شِهَابٍ يَوْمًا فِي مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ فَسَاَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فِيهِ طُولٌ فَحَدَّثَنِي بِهِ فَلَمْ اَحْفَظْهُ قَالَ فَاَخَذْتُ بِلِجَامِ بَغْلَتِهِ فَقُلْتُ يَا اَبَا بَكْرٍ اَعِدْهُ عَلَيَّ فَاَبَى فَقُلْتُ اَمَا كُنْتَ تُحِبُّ اَنْ يُعَادَ عَلَيْكَ فَاَعَادَهُ

ابوبشر دولابی نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک مرتبہ جنازگاہ میں میری ملاقات ابن شہاب سے ہوئی' وہ اُس وقت خچر پر سوار تھے' میں نے اُن سے ایک ایسی حدیث کے بارے میں دریافت کیا جو کچھ طویل تھی' اُنہوں نے مجھے وہ حدیث بیان کر دی' مجھے وہ صحیح طرح یاد نہیں ہوئی' تو میں

نے اُن کے خچر کی لگام پکڑ کر درخواست کی: اے ابوبکر! آپ اُسے میرے سامنے دُہرا دیں! اُنہوں نے یہ بات نہیں مانی تو میں نے کہا: کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ آپ کے سامنے کسی حدیث کو دُہرا دیا جائے؟ تو اُنہوں نے اُس حدیث کو دُہرا دیا۔

قَالَ وَحَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ نَا عَتِيقُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ ببضعة وَاَرْبَعِينَ حَدِيثًا ثُمَّ قَالَ اِيهًا اَعِدْهَا عَلَيَّ فَاَعَدْتُ عَلَيْهِ اَرْبَعِينَ حَدِيثًا وَاَسْقَطْتُ الْبِضْعَةَ

اُنہوں نے عتیق بن یعقوب کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: (ایک مرتبہ) ابن شہاب نے ہمارے سامنے چالیس سے کچھ زیادہ احادیث روایت کیں' پھر اُنہوں نے فرمایا: ارے! میرے سامنے ان کو دُہراؤ! تو میں نے چالیس احادیث اُن کے سامنے دُہرا دیں اور جو باقی تھیں' اُنہیں چھوڑ دیا۔

بَابُ ذِكْرِ ثَنَاءِ الْعُلَمَاءِ عَلَى مَالِكٍ

باب: اہلِ علم کا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرنا

فَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ ذَكَرَ الدُّولابِيُّ اَبُو بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ وَالنَّضْرُ بْنُ سَلَمَةَ قَالا نَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يُوشِكُ اَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الاِبِلِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَلا يَجِدُونَ عَالِمًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ سُفْيَانُ اَظُنُّهُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ

اُن میں سے ایک سفیان بن عیینہ کا قول ہے: ابوبشر دولابی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا' جب لوگ علم کے حصول کے لیے (بہت زیادہ سفر کر کے) اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے' لیکن اُنہیں مدینہ کے عالم سے بڑا اور کوئی عالم نہیں ملے گا''۔

امام حمیدی بیان کرتے ہیں: سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں اس سے مراد امام مالک ہیں۔

وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ يَقُولُ اَرَاهُ مَالِكًا ثُمَّ قَالَ اَرَاهُ اَرَاهُ عبد الله بن عبد العزيز الْعُمَرِيَّ الْعَابِدَ وَذَكَرَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ كَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فِي حَيَاةِ مَالِكٍ قَالَ اَرَاهُ مَالِكًا فَاَقَامَ عَلٰى ذٰلِكَ زَمَانًا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعُمَرِيَّ

ابراہیم بن منذر حزامی نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے اسی کی مانند روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میری رائے کے مطابق اس سے مراد امام مالک ہیں۔ پھر اُنہوں نے یہ بات بیان کی: میرے خیال میں اس سے مراد شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز عمری بھی ہو سکتے ہیں' جو عبادت گزار شخص ہیں' زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں: سفیان بن عیینہ' امام مالک کی زندگی میں جب یہ حدیث بیان کرتے تھے' تو وہ فرماتے تھے: میرے خیال میں اس سے مراد امام مالک ہیں۔ ایک طویل عرصہ تک اُن کی یہی رائے رہی' پھر اُنہوں نے اس سے رجوع کر لیا اور یہ کہا: میرے خیال میں اس سے مراد عبداللہ بن عبدالعزیز عمری ہیں۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ لَيْسَ الْعُمَرِيُّ هٰذَا مِمَّنْ يَلْحَقُ فِي الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ بِمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَاِنْ كَانَ عَابِدًا شَرِيفًا (1)

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) "عمری" نامی بزرگ علم اور فقہ کے حوالے سے امام مالک کے پائے کے نہیں ہیں' اگرچہ وہ ایک عبادت گزار اور خاندانی فرد تھے۔

وَهٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَرْوِيهِ اَحَدٌ اِلَّا بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَهُمْ اَئِمَّةٌ كُلُّهُمْ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ اِمَامٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ مِثْلُهُ وَاَجَلُّ مِنْهُ وَاَبُو الزُّبَيْرِ حَافِظٌ مُتْقِنٌ وَاِنْ كَانَ بَعْضُ النَّاسِ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ وَاَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ اَحَدُ ثِقَاتِ التَّابِعِينَ وَكَانَ اَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ فِيهِ اِذَا نظر اليه مَا يضر هٰذَا الا اَن يَكُونَ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ

اس حدیث کو ہر ایک نے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ سب ائمہ ہیں' جیسے سفیان بن عیینہ امام ہیں' ابن جریج جو اُن کی مانند ہیں' بلکہ اُن سے زیادہ جلیل القدر ہیں' ابوزبیر جو حافظ اور متقن ہیں' اگرچہ بعض لوگوں نے اُن کے بارے میں کلام کیا ہے' ابوصالح سمان جو ثقہ تابعین میں سے ایک ہیں' حضرت

(1) یہ اُسی طرح ہے جیسا کہ ابوعمر نے بیان کیا ہے' اگر آپ چاہیں تو حافظ ابن حجر کی کتاب "تہذیب التہذیب" صفحہ 302/5 پر عمری کے حالات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب اُنہیں دیکھا تو اُن کے بارے میں یہ فرمایا تھا: اس کو کوئی نقصان نہیں ہے کہ یہ بنوعبد مناف سے تعلق نہیں رکھتا (یعنی اس کے باوجود بھی) یہ ایک معزز فرد ہے۔

قَالَ اَبُو عمر الحَدِيث الْمُسْنَدُ الْمَذْكُورُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ عبيد الله بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ عَنْ اَبِي مُوسَىالْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الا انه لم يروه عَن عبيد الله بْنِ عُمَرَ غَيْرُ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخُرَاسَانِيِّ وَرَجُلٌ مَجْهُولٌ اَيْضًا

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو حدیث ذکر کی گئی ہے' اُسے عبیداللہ بن عمر نے سعید بن ابوہند کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے' البتہ عبیداللہ بن عمر نامی راوی کے حوالے سے اس روایت کو صرف زہیر بن محمد خراسانی اور ایک مجہول شخص نے نقل کیا ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو مُحَمَّدٍ قَاسِمُ ابْن مُحَمَّدٍ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ نَا مُحَمَّد ابْن عبد الله بن سحر قَالَ نَا اَبُو مُسْلِمٍ الْمُسْتَمْلِي قَالَ نَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ نَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (1) عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَخْرُجُ النَّاسُ مِنَ الْمِشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (2) فَلَا يَجِدُونَ عَالِمًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ اَهْلِ الْمَدِينَةِ)

ابومحمد قاسم بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''لوگ مشرق سے اور مغرب سے (علم کے حصول کے لیے) نکلیں گے' لیکن وہ اہلِ مدینہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم نہیں پائیں گے''۔

---

(1) لفظ: عبیداللہ' تصغیر کے ساتھ ہے اور مغرب (یعنی مراکش) میں شائع ہونے والی قاضی عیاض کی کتاب ''ترتیب المدارک'' صفحہ 70/1 میں لفظ: عبداللہ بن عمر' منقول ہے جو تصغیر کے بغیر ہے اور یہ تحریف ہے۔

(2) نسخہ ''ا'' میں یہ منقول ہے: ''مشرق سے مغرب تک'' اور حدیث کے مراجع میں جو منقول ہے یہ اُس کے برخلاف ہے' (کیونکہ اُن مراجع میں یہ الفاظ منقول ہیں:) ''مشرق اور مغرب سے''۔

حدثنا ابو الْقَاسِم عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا يحيى بن عبد الحميد الْحِمَّانِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْن جريج عَن ابْن الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يُوشِكُ اَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الاِبِلِ فَلا يَجِدُونَ عَالِمًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ)

ابوالقاسم عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''عنقریب لوگ (علم کے حصول کے لیے سفر کر کے) اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے' لیکن وہ مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم کوئی نہیں پائیں گے''۔

اخبرنا عبد اللّٰه بن مُحَمَّد بن عبد المؤمن قَالَ نَا اَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْفَسَوِيُّ قَالَ نَا اَبُو يُوسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَسَوِيُّ قَالَ نَا اَبُو بكر الحميدى وَسَعِيد بن مَنْصُور قَالَا نَا سُفْيَان ابْن عُيَيْنَةَ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يُوشِكُ اَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الاِبِلِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَلا يُوجَدُ عَالِمٌ اَعْلَمُ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ)

عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''عنقریب لوگ علم کے حصول کے لیے (بکثرت سفر کر کے) اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے' لیکن کوئی ایسا عالم نہیں ملے گا' جو مدینہ کے عالم سے بڑا عالم ہو''۔

قَالَ اَبُو يُوسُفَ وَيُرْوَى عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى عَنْ زُهَيْرٍ اَبِي الْمُنْذر عَن عبيد اللّٰه بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ عَنْ ابى مُوسَى الْاَشْعَرِيّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يَخْرُجُ طَالِبُ الْعِلْمِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَلا يُوجَدُ عَالِمٌ اَعْلَمُ من عَالم الْمَدِينَة) اَو عَالم اهل الْمَدِينَة

ابو یوسف نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

"علم کے طلبگار (علم کے حصول کے لیے) مشرق اور مغرب سے نکلیں گے لیکن کوئی ایسا عالم نہیں ملے گا جو مدینہ کے عالم (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اہلِ مدینہ کے عالم سے بڑا عالم ہو"۔

حَدثنَا عبد الوارث بن سُفْيَان قَالَ نَا قَاسم ابْن اَصْبَغ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا مُصعب بن عبد الله الزُّبَيْرِيُّ قَالَ قَالَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ترى هَذَا الْحَدِيثَ الَّذِي يُرْوَى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ (تُضْرَبُ اَكْبَادَ الاِبِلِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَلا يَجِدُونَ عَالِمًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ) اَنَّهُ مَالِكُ بن انس

قَالَ مُصعب وَكَانَ سُفْيَان ابْن عُيَيْنَةَ اِذَا لَقِيتُهُ سَاَلَنِي عَنْ اَخْبَارِ مَالِكٍ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ سفیان بن عیینہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جو یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ علم کے حصول کے لیے اونٹوں کے جگر پگھلا دیئے جائیں گے اور لوگ مدینہ منورہ کے عالم سے بڑا عالم نہیں پائیں گے' تو اس سے مراد امام مالک بن انس ہیں۔

مصعب بن عبداللہ زبیری بیان کرتے ہیں: جب سفیان بن عیینہ سے میری ملاقات ہوتی تھی تو وہ مجھ سے امام مالک کے حال احوال دریافت کیا کرتے تھے۔

وَذَكَرَ اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بن الْمَدِينِيِّ يَقُولُ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ رَحِمَ الله مَالِكًا مَا كَانَ اَشد انتقاده للرِّجَال (۱)

علی بن مدینی نے سفیان بن عیینہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ امام مالک پر رحم کرے! وہ کتنی سختی کے ساتھ لوگوں میں سے انتخاب کیا کرتے تھے۔

وَحدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يحيى بن معِين يَقُول قَالَ سُفْيَان ابْن عُيَيْنَةَ وَمَا نَحْنُ عِنْدَ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ اِنَّمَا كُنَّا نَتَّبِعُ آثَارَ مَالِكٍ وَنَنْظُرُ الشَّيْخَ اذا كَانَ كَتَبَ عَنْهُ مَالِكٌ كَتَبْنَا عَنْهُ

عبدالوارث بن سفیان نے یحییٰ بن معین کے حوالے سے سفیان بن عیینہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ہم نے کہاں امام مالک کے پاس ہونا تھا؟ ہم تو امام مالک کے آثار تلاش کرتے ہیں اور کوئی بزرگ ڈھونڈتے

---

(۱) نسخہ "ذ"، "ک"، "ا"، "س" اور مطبوعہ نسخے میں اسی طرح لفظ "انتقاء ہ" تحریر ہے۔

ہیں جس نے اُن کے حوالے سے روایات نوٹ کی ہوں، تو ہم اُس سے اُن روایات کو نوٹ کر لیں۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ قَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّاهَرْتِيُّ قَالَ نَا اَبُو مُحَمَّدٍ قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَبُو اِسْمَاعِيلَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ نَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَضْرِبُ النَّاسُ اَكْبَادَ الاِبِلِ فَلا يَجِدُونَ عَالِمًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ) قِيلَ لِسُفْيَانَ فَمَنْ تَرَاهُ قَالَ نُعَيْمٌ فَسَمِعْتُهُ مِرَارًا اكثر من ثَلاثِينَ مرة اِنْ كَانَ اَحَدًا فَهُوَ الْعُمَرِيُّ وَهُوَ الْعَابِدُ بِالْمَدِينَةِ يكنى اَبَا عبد الرحمن عبد الله بن عبد العزيز

احمد بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ”لوگ (علم کے حصول کے لیے بکثرت سفر کر کے) اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے لیکن اُنہیں مدینہ منورہ کے عالم سے بڑا عالم کوئی نہیں ملے گا“۔

سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا: آپ کے خیال میں اس سے مراد کون ہوسکتا ہے؟ تو نعیم بن حماد نامی راوی نے یہاں یہ بات نقل کی ہے: میں نے سفیان بن عیینہ کو تیس سے زیادہ مرتبہ یہ جواب دیتے ہوئے سنا کہ اگر اس سے مراد کوئی شخص ہوسکتا ہے، تو وہ عمری ہیں، جو مدینہ منورہ کے مشہور عبادت گزار شخص تھے، ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی (اور ان کا نام) عبداللہ بن عبدالعزیز تھا۔

وَرَوَى طَاهِرُ بْنُ خَالِدِ بْنِ نِزَارٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ ذَكَرَ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ فَقَالَ كَانَ لَا يبلغ من الحديث الاصحيحا وَلا يُحَدِّثُ اِلا عَنْ ثِقَاتِ النَّاسِ وَمَا اَرَى الْمَدِينَةَ اِلا سَتَخْرَبُ بَعْدَ مَوْتِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

طاہر بن خالد نے اپنے والد کے حوالے سے سفیان بن عیینہ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے کہ اُنہوں نے امام مالک کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا: وہ صرف صحیح حدیث روایت کرتے تھے اور صرف ثقہ لوگوں کے حوالے سے حدیث روایت کرتے تھے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ امام مالک کے انتقال کے بعد مدینہ منورہ (علمی حوالے سے) ویران ہو جائے گا۔

وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا الطحاوى قَالَ نَا يُونُس بن عبد الاعلى قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ حَدِيثًا فَقِيلَ لَهُ اِنَّ مَالِكًا يُخَالِفُكَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

فَقَالَ اَتَقْرِنُنِی بِمَالِكٍ مَا اَنَا وَمَالِكٌ اِلا كَمَا قَالَ جَرِيرٌ

(وَابْنُ اللَّبُونِ اِذَا مالز فِي قَرَنٍ ...لَمْ يَسْتَطِعْ صَوْلَةَ الْبُزْلِ الْقَنَاعِيسِ)

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ یونس بن عبدالاعلیٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے سفیان بن عیینہ کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا' اُن سے کہا گیا: امام مالک نے اس حدیث میں آپ کے برخلاف نقل کیا ہے' تو اُنہوں نے فرمایا: کیا تم مجھے امام مالک کے ساتھ ملا رہے ہو؟ میرا اور امام مالک کا صرف وہی تعلق ہوسکتا ہے جو جریر نے کہا ہے:

''ابن لبون (یعنی دوسرے سال میں داخل ہونے والا اونٹ کا بچہ) جب ایک ہی رسی میں بڑے اور بھاری اونٹ کے ساتھ باندھ دیا جائے تو وہ اس بڑے اونٹ کا مقابلہ نہیں کرسکتا''

قَالَ يُونُسُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ الْقَرِينَانِ (۱) وَلَوْلا مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ لَذَهَبَ عِلْمُ الْحِجَازِ

یونس بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: امام مالک اور سفیان بن عیینہ ایک ہی پائے کے افراد ہیں' اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے' تو حجاز کا علم رخصت ہوجاتا۔

وَذَكَرَ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بن الْجُنَيْد قَالَ نَا اَبو عبد الله الطهرانی (۲) قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يُوشِكُ اَنْ يَضْرِبَ النَّاس اكباد الابل فيطلبون الْعِلْمِ فَلا يَجِدُونَ عَالِمًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ) قَالَ عبد الرازق وَكُنَّا نَرَاهُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ

ابن ابوحاتم رازی نے اپنی سند کے ساتھ امام عبدالرزاق کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان:

''عنقریب لوگ اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے' وہ علم کی تلاش کریں گے' تو اُنہیں مدینہ کے عالم سے بڑا عالم نہیں ملے گا''۔

(۱) یعنی آگے پیچھے ہونے میں جیسا کہ امام مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں سفیان بن عیینہ کے حالات میں تحریر ہے۔

(۲) نسخہ ''و''، ''س'' اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''الطُّهرانی'' تحریر ہے' جو خطاء کے ساتھ ہے اور جو لفظ ہم نے یہاں برقرار رکھا ہے' وہ نسخہ ''ک'' اور نسخہ ''ا'' میں ہے اور ابن ابوحاتم کی کتاب ''تقدمة الجرح والتعدیل'' میں ہے۔

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد امام مالک ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ فِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ

باب: امام مالک کے بارے میں ایوب سختیانی اور حماد بن زید کی رائے

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا عبد الله بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُفَسِّرِ قَالَ نَا اَحْمَدُ ابْن على بن سعيد القاضى قَالَ نَا عبيد الله بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ فَجَاءَهُ نَعْيُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فسالت دُمُوعه وَقَالَ يرحم الله اَبَا عبد الله لَقَدْ كَانَ مِنَ الدِّينِ بِمَكَانٍ ثُمَّ قَالَ حَمَّادٌ سَمِعْتُ اَيُّوبَ يَقُولُ لَقَدْ كَانَتْ لَهُ حَلْقَةٌ فِي حَيَاةِ نَافِعٍ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ عبیداللہ بن عمر قواریری کا یہ بیان نقل کیا ہے: ہم حماد بن زید کے پاس موجود تھے اسی دوران اُن کے پاس امام مالک کے انتقال کی اطلاع آئی' تو اُن کے آنسو جاری ہو گئے اور اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبداللہ پر رحم کرے! اُنہیں دینی حوالے سے نمایاں حیثیت حاصل تھی۔

پھر حماد نے بتایا کہ میں نے ایوب سختیانی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نافع کی زندگی میں امام مالک کا اپنا حلقۂ درس ہوا کرتا تھا۔

بَابُ قَوْلِ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ فِيهِ

باب: امام مالک کے بارے میں شعبہ بن حجاج کی رائے

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا اَبُو الميمون عبد الرحمن بْنُ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ بِدِمَشْقَ قَالَ نَا اَبُو زُرْعَة عبد الرحمن بْنُ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا مَحْمُودُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ صَالِحٍ وَيَحْيَى بْنِ حَسَّانٍ وَوَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ قَالُوا عَنْ شُعْبَةَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدَ مَوْتِ نَافِعٍ بسنة ولمالك حَلْقَة

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ شعبہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: نافع کے انتقال کے ایک سال بعد میں مدینہ منورہ آیا' تو اُن دنوں امام مالک کا اپنا حلقۂ درس موجود تھا۔

بَاب قَوْل الْمُغِيرَة بن عبد الرحمن الْمَخْزُومِيّ فِيهِ

باب: امام مالک کے بارے میں مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی کی رائے

رَوَى الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَ انا اشهب بن عبد العزيز قَالَ سَأَلْتُ الْمُغِيرَةَ الْمَخْزُومِيَّ مَعَ تَبَاعُدِ مَا كَانَ بَيْنه وَبَيْن مَالك عَن مَالك وعبد العزيز ابْن اَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ مَا اعْتَدَلا فِي الْعِلْمِ قطّ وَرفع مَالِكًا على عبد العزيز

حارث بن مسکین نے اشہب بن عبدالعزیز کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے مغیرہ مخزومی سے امام مالک اور عبدالعزیز بن ابوسلمہ کے بارے میں دریافت کیا' حالانکہ اُن کے اور امام مالک کے درمیان خاصا بُعد تھا' تو اُنہوں نے فرمایا: علمی حوالے سے یہ دونوں برابر نہیں ہیں' اُنہوں نے امام مالک کو عبدالعزیز بن ابوسلمہ سے برتر قرار دیا۔

بَابُ قَوْلِ الشَّافِعِيّ فِيهِ وَثَنَائِهِ عَلَيْهِ

باب: امام مالک کے بارے میں امام شافعی کی رائے اور اُن کی تعریف

نَا احْمَد بن عبد الله بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيّ قَالَ انا اَبِي قَالَ انا اَسْلَمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ اِذَا جَاءكَ الْحَدِيثُ عَنْ مَالِكٍ فَشُدَّ بِهِ يَدَيك وَسمعت الشَّافِعِي يَقُول اذا جَاءكَ الْخَبَر فَمَالِكٌ النَّجْمُ

احمد بن عبداللہ نے اپنی سند کے ساتھ ربیع بن سلیمان کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب امام مالک کے حوالے سے کوئی حدیث تم تک آ جائے تو تم اُس کے ذریعہ اپنے ہاتھ باندھ لو۔

اور میں نے امام شافعی کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے: جب اثر (یعنی تابعین یا تبع تابعین سے متعلق کوئی روایت) کی بات ہو تو امام مالک ستارے کی مانند ہیں۔

حَدَّثَنَا اَبُو مُحَمَّدٍ قَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا اَبُو عَمْرو عُثْمَان بن عبد الرحمن قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ الْحَافِظُ قَالَ سَمِعت يُونُس ابْن عبد الاعلى يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ اِذَا ذُكِرَ الْعُلَمَاء فَمَالِكٌ النَّجْمُ وَمَا اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَيَّ مِنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

ابومحمد قاسم بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ یونس بن عبدالاعلیٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام شافعی کو

یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب علماء کا تذکرہ ہوگا' تو امام مالک ستارے کی حیثیت رکھتے ہیں اور (علمی حوالے سے) مجھ پر امام مالک سے زیادہ کسی کا احسان نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحسن ابْن رَشِيقٍ الْمُعَدِّلُ بِمِصْرَ قَالَ نَا اَبُو مُحَمَّدٍ عبد اللّٰه بن مُحَمَّد بن سَالم الْمَقْدِسِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ مُعَلِّمِي وَعَنْهُ اَخَذْتُ الْعِلْمَ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام مالک میرے استاد ہیں' میں نے اُنہی سے علم حاصل کیا ہے۔

اَخْبَرَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اِذَا شَكَّ فِي الْحَدِيثِ طَرَحَهُ كُلَّهُ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام مالک کو جب کسی حدیث کے بارے میں شک ہوتا تھا' تو وہ پوری روایت کو ہی ایک طرف کر دیتے تھے۔

نَا قَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا خَالِدُ بن سعد قَالَ نَا عُثْمَان بن عبد الرحمن قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّد بن عبد اللّٰه بن عبد الحكم يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ (۱) صَاحِبُنَا اَعْلَمُ مِنْ صَاحِبِكُمْ يَعْنِي اَبَا حَنِيفَةَ وَمَالِكًا وَمَا كَانَ عَلَى

(۱) یہ واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے' جن میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے اور اُن الفاظ کے مفہوم میں بہت دوری ہے' اس واقعہ کا صرف ابتدائی حصہ اور دوسری روایت کا آخری حصہ درست ہونے کے قریب ہیں' ابن مت نے اپنی کتاب ''ذم الکلام'' میں' شیرازی نے اپنی کتاب ''طبقات الفقہاء'' میں اور ابوعاصم محمد بن احمد عامری نے اپنی کتاب ''المبسوط الکبیر'' میں جو کچھ ذکر کیا ہے اُس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یا تو اس واقعہ کے ابتدائی اور آخری حصہ میں تناقض پایا جاتا ہے' یا اعتدال ہے' امام محمد بن حسن شیبانی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ مؤطا میں اپنے استاد کے حق میں اس طرح کا رویہ اختیار کریں اور جس شیخ کے حوالے سے اُنہوں نے روایات نقل کی ہیں اُس کی فضیلت کا انکار کریں جس کا اندازہ حنفی مسلک میں اُن کی اُن کتابوں سے ہوتا ہے جو ظاہر الروایت کہلاتی ہیں اور اہلِ مدینہ (سے فقہی اختلاف کے بارے میں) اُن کی کتاب ''الحجۃ'' معروف ہے' ان تمام روایات میں ایک ہی واقعہ کے بارے میں اتنا زیادہ اضطراب ہونے کی بنیادی وجہ اس کے راویوں کی نفسانی خواہشات ہیں' اس سے نجات کا طریقہ یہ ہے کہ اسانید میں ←

صَاحِبِكُمْ اَنْ يَتَكَلَّمَ وَمَا كَانَ لِصَاحِبِنَا اَنْ يَسْكُتَ قَالَ فَغَضِبْتُ وَقُلْتُ نَشَدْتُكَ اللّٰهَ مَنْ كَانَ اَعْلَمَ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِكٌ اَوْ اَبُو حَنِيفَةَ قَالَ مَالِكٌ لٰكِنْ صَاحِبُنَا اَقْيَسُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَمَالِكٌ اَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَاسِخِهِ وَمَنْسُوخِهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِى حَنِيفَةَ فَمَنْ كَانَ اَعْلَمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ كَانَ اَوْلٰى بِالْكَلَامِ

قاسم بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک مرتبہ امام محمد نے مجھ سے کہا: ہمارے استاذ تمہارے استاد سے بڑے عالم تھے۔ اُن کی مراد امام ابوحنیفہ اور امام مالک تھے' کیونکہ تمہارے استاد بولتے نہیں تھے اور ہمارے استاد خاموش نہیں ہوتے تھے۔ امام شافعی کہتے ہیں: مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اللہ کے رسول کی سنت کا بڑا عالم کون تھا' امام مالک یا ابوحنیفہ؟ اُنہوں نے جواب دیا: امام مالک! لیکن ہمارے استاد زیادہ قیاس کرنے والے تھے۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے! لیکن امام مالک اللہ کی کتاب' اُس کے ناسخ اور منسوخ' اللہ کے رسول کی سنت کے امام ابوحنیفہ سے زیادہ بڑے عالم تھے' تو جو شخص اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول کی سنت کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہو' وہ کلام کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَا نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ قَالَ لِى الشَّافِعِيُّ ذَاكَرْتُ

غور و فکر کیا جائے' اُن کا ایک دوسرے کے ساتھ تقابل کیا جائے اور جو بات غیر مستند طور پر منقول ہے اُسے دیوار پر دے مارا جائے' ان روایات میں جو کچھ داخل کیا گیا ہے اُس کے بارے میں کسی اور مقام پر وضاحت کی جائے گی۔ (ز)

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" صفحہ 101/8 میں امام مالک کے حالات میں ان روایات کا کچھ حصہ ابن عبدالحکم کے حوالے سے نقل کیا ہے اور پھر علامہ ذہبی اس پر تعقب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"میں یہ کہتا ہوں: انصاف کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کتاب اللہ کا علم ہونے کے حوالے سے یہ دونوں حضرات برابر کی حیثیت رکھتے ہیں' پہلے والے صاحب (یعنی امام ابوحنیفہ) قیاس کے بارے میں زیادہ علم رکھتے ہیں اور دوسرے صاحب سنت کا زیادہ علم رکھتے ہیں اور اُن کے پاس صحابہ کرام کے بہت سے اقوال کا ذخیرہ ہے' جیسا کہ پہلے صاحب کے پاس حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور کوفہ میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کے بارے میں زیادہ علم موجود ہے' تو اللہ تعالیٰ ان دونوں اماموں سے راضی ہو! ہم ایک ایسے وقت میں آ گئے ہیں جس میں آدمی انصاف کے ساتھ بات کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتا ہے' تو ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ يَوْمًا فَدَارَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَلَامٌ وَاخْتِلَافٌ حَتَّى جَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى اَوْدَاجِهِ تَدُرُّ وَتَنْقَطِعُ اَزْرَارُهُ (۱) فَكَانَ فِيمَا قُلْتُ لَهُ يَوْمَئِذٍ نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ صَاحِبَنَا يَعْنِي مَالِكًا كَانَ عَالِمًا بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ قُلْتُ وَعَالِمًا بِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک مرتبہ میں امام محمد کے ساتھ علمی مذاکرہ کر رہا تھا تو میرے اور اُن کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ اُن کی رگیں پھول گئی ہیں اور بٹن ٹوٹ گیا ہے تو اس گفتگو کے دوران میں نے اُن سے کہا: میں آپ کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ ہمارے استاد یعنی امام مالک' اللہ کی کتاب کے عالم تھے؟ اُنہوں نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے کہ ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا: وہ اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بھی عالم تھے۔ اُنہوں نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے کہ ایسا ہی ہے۔

بَابُ قَوْلِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فِيهِ وَثَنَائِهِ عَلَيْهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اور اُن کی تعریف

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عبد الله بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ اَقَمْتُ عِنْدَ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ثَلَاثَ سِنِينَ وَكَسْرًا وَكَانَ يَقُولُ انه سمع مِنْهُ لفظا اكثر من سَبْعِمِائَة حَدِيثٍ وَكَانَ اِذَا حَدَّثَهُمْ عَنْ مَالِكٍ امْتَلَا منزله وَكثر النَّاسُ عَلَيْهِ حَتَّى يَضِيقَ بِهِمُ الْمَوْضِعُ وَاِذَا حَدَّثَهُمْ عَنْ غَيْرِ مَالِكٍ مِنْ شُيُوخِ الْكُوفِيِّينَ لَمْ يَجِئْهُ اِلا الْيَسِيرُ

وَكَانَ يَقُولُ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَسْوَاَ ثَنَاءً عَلَى اَصْحَابِكُمْ مِنْكُمْ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ مَالِكٍ مَلَاتُمْ عَلَيَّ الْمَوْضِعَ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ اَصْحَابِكُمْ يَعْنِي الْكُوفِيِّينَ اِنَّمَا تاتون مكرهين (۲)

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام محمد فرماتے ہیں: میں

(۱) اس روایت ''کہ اُن کی رگیں پھول گئی تھیں اور بٹن ٹوٹ گیا تھا'' اور اُس روایت ''کہ غور وفکر سے متعلق کسی بھی مسئلہ کے بارے میں اُن سے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں ہوتا تھا'' یہ روایت (اصل عربی متن میں صفحہ 119 پر آئے گی)' ان دونوں روایات کے درمیان کیسے تطبیق کی جاسکتی ہے؟

(۲) ''و''،''ک''،''ا''،''س'' ان چاروں (قلمی نسخوں) اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''متكارهين'' تحریر ہے۔

ساڑھے تین سال امام مالک کے ساتھ رہا ہوں' وہ یہ فرماتے ہیں: اُنہوں نے امام مالک سے سات سو سے زیادہ احادیث سنی ہیں۔ امام محمد جب امام مالک کے حوالے سے احادیث روایت کرتے تھے' تو اُن کا گھر (طالب علموں سے) بھر جاتا تھا' لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو جاتی تھی کہ وہ جگہ تنگ پڑ جاتی تھی' لیکن جب امام محمد' امام مالک کی بجائے دیگر مشائخ کوفہ کے حوالے سے احادیث روایت کرتے تھے' تو اُن کے پاس تھوڑے سے لوگ ہی آتے تھے۔

وہ یہ فرمایا کرتے تھے: میرے علم کے مطابق تم لوگوں سے زیادہ اپنے استاد کے ساتھ بُرا سلوک کوئی نہیں کرتا' جب میں تم لوگوں کو امام مالک کے حوالے سے حدیث روایت کرتا ہوں' تو تم لوگ اس جگہ کو بھر دیتے ہو اور جب میں تم لوگوں کو تمہارے ہی استادوں یعنی کوفہ کے محدثین کے حوالے سے حدیث روایت کرتا ہوں' تو تم لوگ زبردستی آتے ہو۔

بَابُ قَوْلِ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ فِيهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں وہیب بن خالد کی رائے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَلانُ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ سَمِعت عَلِيّ بن الْمَدِينِيّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيّ يَقُول اَخْبرنِي وهيب بن خَالِد وَكَانَ من اَبْصَرَ النَّاسِ بِالْحَدِيثِ وَالرِّجَالِ اَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ فَلم ار احدا اِلَّا يُعْرَفُ وَيُنْكَرُ (١) اِلا مَالِكًا وَيَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْاَنْصَارِيَّ

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيّ لَا اُقَدِّمُ عَلَى مَالِكٍ فِي صِحَّةِ الْحَدِيثِ اَحَدًا

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن مہدی کا یہ بیان نقل کیا ہے: وہیب بن خالد جو حدیث اور رجال کے بارے میں سب سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے' اُنہوں نے مجھے بتایا ہے: جب

(۱) یہ عبارت دو طرح سے منقول ہے' ایک اس طرح "يُعْرَفُ وَيُنْكَرُ" یعنی مجہول کے صیغہ کے ساتھ ہے اور "تَعرِفُ وتُنْكِرُ" یعنی معروف کے صیغہ کے ساتھ بھی ہے' تو اس کے بعد کی جو عبارت ہے' آپ اُس کے ساتھ اسے ملا کر (مفہوم واضح کر سکتے ہیں)' عام طور پر علماء کے کلام میں یہ اس مفہوم میں استعمال ہوتی ہے: "اس طرح اور اس طرح" یا دو صیغوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کیلئے استعمال ہوتی ہے کیونکہ یہ سنت نبویہ میں بھی وارد ہوئی ہے۔ میں نے علامہ لکھنوی کی کتاب "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" کی دوسری طباعت کے صفحہ 110 اور تیسری طباعت کے صفحہ 143 پر اس کی تعلیق تحریر کی ہے۔

وہ مدینہ منورہ گئے، تو وہاں ہر شخص کی کوئی بات پسندیدہ تھی اور کوئی ناپسندیدہ تھی، صرف امام مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری کا معاملہ مختلف تھا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی بیان کرتے ہیں: حدیث کی صحت کے حوالے سے، میں کسی کو بھی امام مالک سے مقدم قرار نہیں دیتا ہوں۔

بَابُ قَوْلِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ فِيهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یحییٰ بن سعید القطان کی رائے

حَدَّثَنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا عَلَّانُ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ مَا فِي الْقَوْمِ اَصَحُّ حَدِيثًا مِنْ مَالِكٍ يَعْنِي بِالْقَوْمِ الثَّوْرِيَّ وَالْاَوْزَاعِيَّ وَابْنَ عُيَيْنَةَ قَالَ وَمَالِكٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مَعْمَرٍ

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ لَيْسَ لَهُمَا ثَالِثٌ اِلا مَالك

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ علی بن مدینی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے یحییٰ بن سعید کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں میں امام مالک سے زیادہ مستند حدیث روایت کرنے والا کوئی شخص نہیں ہے۔ لوگوں سے اُن کی مراد سفیان ثوری، امام اوزاعی اور ابن عیینہ تھے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: امام مالک میرے نزدیک معمر سے زیادہ محبوب ہیں۔

یحییٰ بن سعید یہ بھی کہتے ہیں: سفیان اور شعبہ کے ساتھ تیسرے فرد صرف امام مالک ہی ہو سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَلَّانُ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اِمَامًا فِي الْحَدِيثِ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ علی بن مدینی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے یحییٰ بن سعید القطان کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام مالک حدیث میں امام تھے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فَوْقَ مَالِكٍ فِي كُلِّ شيء

علی بن مدینی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے: سفیان ثوری ہر حوالے سے امام مالک پر فوقیت رکھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِ اَبِی الْاَسْوَدِ شَیْخِ مَالِكٍ فِیهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اُن کے استاد ابواسود کی رائے

رُوِّینَا عَنِ ابْنِ بُكَیْرٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ لَهِیعَةَ یَقُولُ قَدِمَ عَلَیْنَا اَبُو الْاَسْوَدِ سَنَةَ اِحْدَی وَثَلاثِینَ وَمِائَةٍ فَقُلْتُ مَنْ لِلرَّاْیِ بَعْدَ رَبِیعَةَ بِالْمَدِینَةِ قَالَ الْغُلامُ الْاَصْبَحِیُّ (۱)

قَالَ اَبُو عمر هُوَ اَبُو الاِسود مُحَمَّد بن عبد الرحمن بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِیُّ الْاَسَدِیُّ ابْنُ عَمِّ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ وَكَانَ عُرْوَةُ قَدْ حَضَنَهُ وَرَبَّاهُ فَكَانَ یُقَالُ لَهُ یَتِیمُ عُرْوَةَ وَهُوَ مِنْ جِلَّةِ شُیُوخِ مَالِكٍ الَّذِینَ اَخَذَ عَنْهُمْ ثُمَّ انْتَقَلَ مِنَ الْمَدِینَةِ اِلَی مِصْرَ

قَالَ اَبُو عُمَرَ كَانَ مَالِكٌ یُفْتِی فِی زَمَانٍ كَانَ یُفْتِی فِیهِ یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ الْاَنْصَارِیُّ وَرَبِیعَةَ بن اَبی عبد الرحمن وَنَافِعٌ مَوْلَی ابْنِ عُمَرَ وَمِثْلُهُمْ

ہم تک ابن بکیر کے حوالے سے یہ بات نقل ہوئی ہے: میں نے ابن لہیعہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: 131 ہجری میں ابواسود ہمارے ہاں تشریف لائے تو میں نے دریافت کیا: مدینہ منورہ میں ربیعہ الرائے کے بعد (فقہی رائے دینے والا) شخص کون ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: اصبح قبیلہ سے تعلق رکھنے والا نوجوان! (یعنی امام مالک)۔

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) یہاں ابواسود سے مراد محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل قرشی اسدی ہیں جو عروہ بن زبیر کے چچازاد تھے عروہ نے انہیں پرورش میں لے لیا تھا اوران کی تربیت کی تھی انہیں عروہ کا یتیم بھی کہا جاتا ہے اور یہ امام مالک کے جلیل القدر مشائخ میں سے ایک ہیں جن سے امام مالک نے استفادہ کیا ہے یہ مدینہ منورہ سے مصر منتقل ہو گئے تھے۔

---

(۱) ابوعبداللہ محمد بن مخلد عطار نے اپنی کتاب "مارواہ الاکابر عن مالك" میں یہ الفاظ تحریر کیے ہیں: "احمد بن منصور بن سیار رمادی نے یحییٰ بن بکیر کا یہ بیان نقل کیا ہے: مجھے اُس شخص نے یہ بات بتائی ہے جس نے ابن لہیعہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابواسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل جو عروہ بن زبیر کے ہاں یتیم کے طور پر زیر پرورش رہے تھے وہ 134 ہجری میں ہمارے پاس فسطاط آئے تو اُن سے دریافت کیا گیا: آپ نے مدینہ منورہ میں فتویٰ دینے والا کون سا شخص چھوڑا ہے؟ کیونکہ ربیعہ اور یحییٰ بن سعید تو عراق میں ہیں۔ تو اُنہوں نے جواب دیا: اصبح قبیلہ سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان ہے جس کا نام مالک بن انس ہے۔ (ز)

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) امام مالک ایک ایسے زمانہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے' جس زمانہ میں یحییٰ بن سعید انصاری' ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع' اور ان جیسے دیگر لوگ فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حدثنا مُحَمَّد جريرة قَالَ وَذَكَرَ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ اَنَّ مُصْعَبًا حَدثهُ قَالَ قَالَ لی عبد العزيز ابْن اَبِی حَازِمٍ جَلَسْتُ اِلَى مَالِكٍ فِي زَمَنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَسَمِعْتُهُ يُسْاَلُ عَنِ امْرَاَةٍ بِكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا ثُمَّ خَرَجَ عَنْهَا فَطَلَّقَهَا وَقَالَ لَمْ اُصِبْهَا فَقَالَتْ صَدَقَ لَمْ يُصِبْنِي فَقَالَ مَالِكٌ لَهَا نِصْفُ الصَّدَاقِ فَاَنْكَرْتُهَا فَجِئْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ وَقَالَ اَفَعَلَ قُلْتُ نَعَمْ لَقَدْ كَانَ هَذَا مِنَ امْرَاَةٍ مِنَّا فِي زمن عمر بن الْحطاب فَجَاءَتْ بِحَمْلٍ فَقِيلَ لَهَا مَا هَذَا فَقَالَتْ هُوَ مِنْهُ تَعْنِي زَوْجَهَا قِيلَ اَفَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتِ اَنَّهُ لَمْ يَمَسَّكِ فَقَالَتْ اِنَّهُ قَالَ شَيْئًا وَكُنْتُ بِكْرًا فَاسْتَحْيَيْتُ وَصَدَّقْتُهُ وَجَاءَ الْاَمْرُ بمالم اَحْتَسِبُ فَقَضَى لَهَا عُمَرُ بِالصَّدَاقِ كُلِّهِ

احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ عبدالعزیز بن ابوحازم کا یہ بیان نقل کیا ہے: یحییٰ بن سعید کے زمانہ میں' میں ایک مرتبہ امام مالک کے پاس بیٹھا ہوا تھا' تو میں نے سنا کہ اُن سے ایسی کنواری لڑکی کے بارے میں دریافت کیا گیا' جس کے پاس اُس کا شوہر (پہلی مرتبہ) جاتا ہے اور پھر باہر آ کر اُسے طلاق دے دیتا ہے اور یہ کہتا ہے: میں نے اس کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کیا ہے' وہ عورت بھی یہ کہتی ہے کہ اس نے سچ کہا ہے! اس نے میرے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کیا ہے' تو امام مالک نے فرمایا: ایسی عورت کو نصف مہر ملے گا۔ (عبدالعزیز بن ابوحازم کہتے ہیں:) میں نے اُن کے جواب کو تسلیم نہیں کیا' میں یحییٰ بن سعید کے پاس آیا اور اُن کے سامنے یہ بات ذکر کی' وہ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بولے: کیا اُنہوں نے ایسا کہا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو اُنہوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہمارے قبیلہ کی ایک خاتون تھی' وہ حاملہ ہو گئی' اُس سے دریافت کیا گیا: یہ کیسے ہو گیا؟ اُس نے جواب دیا: یہ اُس سے ہے! (یعنی اُس نے اپنے شوہر کا نام لیا) تو اُس سے یہ کہا گیا: تم نے تو یہ کہا تھا کہ تمہارے شوہر نے تمہارے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کیا ہے! تو اُس عورت نے کہا: یہ بات میرے شوہر نے بیان کی تھی' میں کیونکہ کنواری لڑکی تھی' اس لیے مجھے شرم آ گئی اور میں نے اُس کی بات کی

تصدیق کر دی اور پھر یہ صورتِ حال ہوگئی جس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس عورت کو مکمل مہر کی ادائیگی کا فیصلہ دیا تھا۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ رُوِّینَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهُ قَالَ اَفْقَهُ مَنْ رَاَیْتُ مِنْ اَهْلِ الْمَدِینَةِ یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ الْاَنْصَارِیُّ وَقَالَ عَلِیُّ بن المدینی لم یکن بِالْمَدِینَةِ بعد کبار التَّابِعِینَ اَعْلَمُ مِنَ ابْنِ شِهَابٍ وَیَحْیَی بْنِ سعید الانصاری وابی الزِّنَاد وَبُکَیْر بن عبد الله بن الاشج

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) ہم تک حماد بن زید کے حوالے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے اہلِ مدینہ میں سے جتنے افراد کو دیکھا ہے اُن میں سب سے بڑے فقیہ یحییٰ بن سعید انصاری ہیں۔

علی بن مدینی کہتے ہیں: اکابر تابعین کے بعد مدینہ منورہ میں ابن شہاب، یحییٰ بن سعید انصاری، ابوزناد اور بکیر بن عبداللہ بن اشج سے بڑا عالم اور کوئی نہیں ہے۔

بَاب قَول عبد الله بْنِ وَهْبٍ فِیهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عبداللہ بن وہب کی رائے

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِیدِ بن بشر وَاَحْمَدُ بن قَاسم بن عبد الرحمن قَالَا حدثنا مُحَمَّد بن عبد الله بْنِ اَبِی دُلَیْمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ وضاح قَالَ نَا الْحَارِث ابْن مِسْکِین قَالَ سَمِعت عبد الله بْنَ وَهْبٍ یَقُولُ لَوْلَا اَنِّی اَدْرَکْتُ مَالِکًا وَاللَّیْث بن سَعْدٍ لَضَلَلْتُ (۱)

احمد بن سعید اور احمد بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن وہب کا یہ بیان نقل کیا ہے: اگر میں نے امام مالک اور لیث بن سعد کو نہ پایا ہوتا، تو میں گمراہ ہو جاتا۔

قَالَ ابْنُ وَضَّاحٍ وَسَمِعْتُ اَبَا جَعْفَر الایلی یَقُول سَمِعت ابْن وَهب مَالا اُحْصِی یَقُولُ

(۱) ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ ابن وہب کا یہ بیان نقل کیا ہے: اگر امام مالک بن انس اور لیث بن سعد نہ ہوتے تو میں ہلاکت کا شکار ہو جاتا، پہلے میں یہ گمان کیا کرتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جو بھی روایت منقول ہوگی اُس پر عمل کیا جائے گا، ایک روایت میں اُن کے یہ الفاظ ہیں: ''میں گمراہ ہو جاتا'' یعنی روایات کے اختلاف کی وجہ سے ایسا ہوتا جیسا کہ ایسے بہت سے راوی ہیں جو علمِ فقہ سے بہت دور تھے اور وہ اس بارے میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے کہ کون سی روایت پر عمل کرنا ہے اور کون سی روایت پر عمل نہیں کرنا ہے۔ تو اُن کے ساتھ اسی طرح کی صورتِ حال پیش آئی۔

لَوْلا اَنَّ اللّٰهَ اَنْقَذَنِی بِمَالِكٍ وَاللَّيْث لضللت

ابن وضاح بیان کرتے ہیں: ابوجعفر ایلی فرماتے ہیں: میں نے بے شمار مرتبہ ابن وہب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے امام مالک اور لیث بن سعد کے حوالے سے نہ بچایا ہوتا' تو میں گمراہ ہو جاتا۔

وَذکر اَبُو مُحَمَّد عبد الرحمن بْنُ اَبِی حَاتِمٍ الرَّازِیُّ قَالَ نَا اَبِی قَالَ نَا هرون بْنُ سَعِیدٍ الْاَیْلِیُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ وَذکر اخْتِلَاف الْاَحَادِیث وَالرِّوَایَات فَقَالَ لَوْلَا ان لَقِیت مَالِکًا لضللت (۱)

ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابو حاتم رازی نے اپنے والد کے حوالے سے ہارون بن سعید ایلی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے ابن وہب کو سنا' اُنہوں نے احادیث اور روایات کے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا: اگر میں امام مالک سے نہ ملا ہوتا تو میں گمراہ ہو جاتا۔

---

(۱) ''ترتیب المدارک'' جو امام قاضی عیاض کی تصنیف ہے' اُس میں صفحہ 91/1 اور صفحہ 181/3 پر یہ منقول ہے:

''امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: ہم مسلسل اہلِ رائے پر لعنت کرتے رہے اور وہ ہم پر لعنت کرتے رہے یہاں تک کہ امام شافعی تشریف لائے تو اُنہوں نے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا''۔

قاضی عیاض کہتے ہیں: ''اُن کی مراد یہ تھی کہ وہ صحیح آثار سے استدلال کرتے تھے اور اُن پر عمل کیا کرتے تھے' پھر امام شافعی نے اُنہیں یہ بات بتائی کہ کچھ مسائل میں رائے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اور شرعی احکام اُس کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں اور قیاس کے رائے میں کچھ اصول ہوتے ہیں اور کچھ چیزیں اس سے الگ ہوتی ہیں' امام شافعی نے اُنہیں بتایا کہ قیاس کیسے کرنا ہے' اُس کی علتیں اور تنبیہی اُمور کون سے ہیں جس سے علمِ حدیث کے طلباء کو یہ پتا چلا کہ صحیح رائے بھی اصل کی فرع ہوتی ہے اور اصحاب الرائے کو یہ پتا چلا کہ فرع ہمیشہ اصل کے بعد ہوتی ہے اور سنتوں اور آثار کو مقدم کیے بغیر بے نیازی حاصل نہیں ہو سکتی''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

میں نے جو چیز نقل کی ہے' آپ اُس کا جائزہ لیں کہ یہ یہاں پر مذکور ابن وہب کے کلمات کے ساتھ شامل ہو سکتی ہے جو امام مالک کی فضیلت کے بارے میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام مالک کی وجہ سے اُنہیں بچا لیا تھا اور اُس کے ساتھ میں نے جو دوسری مثالیں شامل کی ہیں جن کا ذکر میں نے اپنی اُس تعلیق میں کیا ہے' جو لکھنوی کی کتاب ''الرفع والتکمیل'' کی دوسری طباعت کے صفحہ 368 اور 369 پر اور تیسری طباعت کے صفحہ 90 اور 91 پر استدراک کے طور پر تحریر کی ہے۔

بَاب قَول عبد الرحمٰن بن مهدی فِيهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عبدالرحمٰن بن مہدی کی رائے

حَدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا مُحَمَّد ابن عبد السلام الْخُشَنِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابَا حَفْصٍ عَمْرَو بْنَ عَلِيِّ الْبَصْرِيَّ الْمَعْرُوف بِالْفَلاسِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مَالِكٌ فِي نَافِعٍ اثبت من عبيد اللّٰه وَمن مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَمِنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اُمَيَّةَ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن مہدی کا یہ قول نقل کیا ہے: نافع کے حوالے سے احادیث روایت کرنے میں امام مالک عبیداللہ سے موسیٰ بن عقبہ سے اور اسماعیل بن امیہ سے زیادہ ''ثبت'' ہیں۔

وَقَالَ عبد الرحمن بْنُ مَهْدِيٍّ اَئِمَّةُ النَّاسِ فِي زَمَانِهِمْ اَرْبَعَةٌ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ بِالْكُوفَةِ وَمَالِكٌ بِالْحِجَازِ وَالْاَوْزَاعِيُّ بِالشَّامِ وَحَمَّاد بن زيد بِالْبَصْرَةِ

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: اپنے زمانہ میں چار افراد لوگوں کے امام ہوئے ہیں' کوفہ میں سفیان ثوری' حجاز میں امام مالک' شام میں امام اوزاعی اور بصرہ میں حماد بن زید۔

وَقَالَ عبد الرحمن ابْنُ مَهْدِيٍّ لَا يَكُونُ اِمَامًا فِي الْعِلْمِ مَنْ اَخَذَ بِالشَّاذِّ مِنَ الْعِلْمِ وَلا يَكُونُ اِمَامًا فِي الْعِلْمِ مَنْ رَوَى عَنْ كُلِّ اَحَدٍ وَلا يَكُونُ اِمَامًا فِي الْعِلْمِ مَنْ رَوَى كُلَّ مَا سَمِعَ قَالَ وَالْحِفْظُ الاتْقَانُ

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: وہ شخص علم میں امام نہیں بن سکتا' جو شاذ علمی باتوں کو حاصل نہیں کرتا اور وہ شخص علم میں امام نہیں ہوسکتا جو ہر کسی سے روایات نقل کر دیتا ہو اور وہ شخص علم میں امام نہیں ہوسکتا جو ہر سنی ہوئی بات کو روایت کر دیتا ہو۔ وہ فرماتے ہیں: حفظ اور اتقان (ضروری ہوتا ہے)۔

وَرَوَى اَبُو قدامة عبيد اللّٰه بن سعيد قَالَ سَمِعت عبد الرحمن بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ مَا اَدْرَكْتُ اَحَدًا اِلا وَهُوَ يخافهذَا الْحَدِيثَ اِلا مَالِكًا وَحَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ فَاِنَّهُمَا كَانَا يَجْعَلانِهِ مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ وَكَانَ شُعْبَة يَقُول ان هَذَا الحَدِيث يصدكم عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلاةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُونَ

وَقَالَ اَبُو قُدَامَةَ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَحْفَظَ اَهْلِ زَمَانِهِ

ابوقدامہ عبیداللہ بن سعید بیان کرتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

میں نے ہر شخص کو پایا ہے کہ وہ حدیث کے حوالے سے اندیشہ کا شکار ہوتا تھا' صرف امام مالک اور حماد بن سلمہ کا معاملہ مختلف تھا' کیونکہ یہ دونوں حضرات اس کو نیکی کا کام شمار کرتے تھے۔

شعبہ یہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (روایت کرنا' اس میں کئی لوگوں کی وہ حالت ہے' جس کا ذکر قرآن میں اِن الفاظ میں ہے:)

"یہ تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے گی' تو کیا تم باز آنے والے ہو!"

ابوقدامہ فرماتے ہیں: امام مالک اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ نَا مُحَمَّد بن جرير قَالَ نَا عبد الله بن شبويه قَالَ سُئِلَ عبد الرحمن بْنُ مَهْدِيّ مَنْ اَعْلَمُ مَالِكٌ اَوْ اَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ مَالِكٌ اَعْلَمُ مِنْ اُسْتَاذِ اَبِی حَنِيفَةَ يَعْنِی حَمَّادَ بْنَ اَبِی سُلَيْمَانَ

قَالَ ابْنُ مَهْدِيّ وَمَالِكٌ اَعْلَمُ عِنْدِی مِنَ الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ (۱)

احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن شبویہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: عبدالرحمٰن بن مہدی سے سوال کیا گیا: کون بڑا عالم ہے' امام مالک یا امام ابوحنیفہ؟ اُنہوں نے جواب دیا: امام مالک! امام ابوحنیفہ کے استاد یعنی حماد بن ابوسلیمان سے بھی بڑے عالم تھے۔

ابن مہدی کہتے ہیں: میرے نزدیک امام مالک' حکم اور حماد سے بڑے عالم تھے۔

وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مَهْدِيّ اَنَّهُ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَعْقَلَ مِنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ

اسی سند کے ساتھ ابن مہدی کے بارے میں یہ بات منقول ہے: وہ فرماتے ہیں: میں نے امام مالک سے زیادہ عقلمند کوئی شخص نہیں دیکھا ہے' اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو اور اُنہیں راضی کر دے!

(۱) یہ اُن کے معیار اور حساب کے حوالے سے ہے اور اُنہوں نے یہ جواب اُس وقت دیا تھا' جب لوگوں نے اُن پر اعتراض کیا تھا' جب اُنہوں نے پچھنے لگوانے کے بعد نئے سرے سے وضو کیے بغیر نماز ادا کر لی تھی' تو اُنہیں طبقہ میں اپنے سے نیچے والے طبقہ کے فرد کے حوالے سے مدد حاصل کرنی پڑی تھی' اگر وہ موازنہ کرتے ہوئے ایک ہی طبقہ پر اکتفاء کر لیتے تو یہ ادب کے زیادہ قریب ہوتا' اگرچہ حدیث اور رجال کے بارے میں روایت اور کلام کے حوالے سے اس دیلمی شخص کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا' لیکن ہر علم کے مخصوص ماہرین ہوتے ہیں اور مخصوص معیار ہوتا ہے۔ (ز)

بَابُ قَولِ احْمَدَ بن حَنْبَل مِنهُ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا ابْنُ شعبَان (۱) قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ نَا اَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَتْبَعُ مِنْ سُفْيَان

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے: امام مالک' سفیان سے زیادہ تابع (یا متبوع) تھے۔

حَدثنَا عبد الله بن مُحَمَّد قَالَ نَا عبد الحميد قَالَ نَا الْخَضِرُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ نَا اَبُو بَكْرٍ الْاَثْرَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَحْسَنُ حَدِيثًا عَنِ الزُّهْرِيِّ مِنَ ابْنِ عُيَيْنَةَ قُلْتُ فَمَعْمَرٌ قَالَ مَالِكٌ اَتْقَنُ وَمَعْمَرٌ اَكْثَرُ حَدِيثًا عَنِ الزُّهْرِيِّ

عبداللہ بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے: امام مالک' سفیان بن عیینہ سے زیادہ عمدہ طور پر زہری سے حدیث روایت کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا: تو معمر کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: امام مالک زیادہ متقن تھے اور معمر نے زہری سے (تعداد میں) زیادہ روایات نقل کی ہیں۔

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اَصْحَابُ نَافِعٍ ثَلَاثَةٌ مَالِكٌ وَاَيُّوبُ وعبيد الله بن عمر واعلمهم بِنَافِعٍ عبيد الله بن عمر واقعدهم بِهِ وَبَعْدَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ فِي نَافِعٍ ابْنُ جُرَيْجٍ

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: نافع کے شاگرد تین ہیں: امام مالک' ایوب اور عبیداللہ بن عمر۔ نافع کے بارے میں ان میں سے سب سے زیادہ علم عبیداللہ بن عمر کو ہے اور وہ ان میں سے سب سے زیادہ اُن کے ساتھ بیٹھتے رہے ہیں اور نافع کے بارے میں ان تین افراد کے بعد سب سے زیادہ (علم) ابن جریج کو ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا اَبُو الميمون عبد الرحمن بْنُ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ الْبَجَلِيُّ بِدِمَشْقَ قَالَ نَا اَبُو زرْعَة عبد الرحمن بْنُ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ

---

(۱) "الف"، "ک" اور "ذ" میں اسی طرح ہے جبکہ "س" اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ "سفیان" تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔ ابن شعبان سے مراد محمد بن قاسم بن شعبان عماری مصری ہیں جو "مناقب مالک" کے مصنف ہیں۔

حَنبَلٍ يَسْاَلُ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكٍ اِذَا اخْتَلَفَا فِي الرِّوَايَةِ فَقَالَ مَالِكٌ اَكْبَرُ فِي قَلْبِي قُلْتُ فَمَالِكٌ وَالْاَوْزَاعِيُّ اِذَا اخْتَلَفَا فَقَالَ مَالِكٌ اَحَبُّ اِلَيَّ وَاِنْ كَانَ الْاَوْزَاعِيُّ مِنَ الْاَئِمَّةِ قِيلَ لَهُ فَمَالِكٌ وَاِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ فَقَالَ هٰذَا كَاَنَّهُ شَنَّعَهُ ضَعْهُ مَعَ اَهْلِ زَمَانِهِ (١) وَقِيلَ لِاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ يُرِيدُ اَنْ يَحْفَظَ حَدِيثَ رَجُلٍ وَاحِدٍ بِعَيْنِهِ حَدِيثُ مَنْ تَرَى لَهُ قَالَ يَحْفَظُ حَدِيثَ مَالِكٍ (٢)

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ ابوزرعہ دمشقی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام احمد بن حنبل کو سنا' اُن سے سفیان اور مالک کے بارے میں دریافت کیا گیا: جب کسی روایت میں ان دونوں کے درمیان اختلاف ہو جائے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟) اُنہوں نے جواب دیا: میرے دل میں امام مالک کے لیے زیادہ احترام ہے (یعنی میں اُنہیں ترجیح دوں گا)۔ میں نے دریافت کیا: اگر امام مالک اور امام اوزاعی کے درمیان اختلاف ہو جائے؟ اُنہوں نے فرمایا: امام مالک میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں' اگرچہ امام اوزاعی بھی ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اُن سے کہا گیا: اگر امام مالک اور ابراہیم نخعی کے درمیان اختلاف ہو جائے؟ اُنہوں نے کہا: یہ (کیا فضول سوال ہے)' گویا اُنہوں نے اسے نامناسب قرار دیا' (اور فرمایا:) تم اُن کو اُن کے زمانے والوں کے ساتھ ہی رکھو۔

امام احمد بن حنبل سے کہا گیا: اے ابوعبداللہ! ایک شخص صرف ایک متعین فرد کی نقل کردہ روایات یاد کرنا چاہتا ہے' تو آپ کے خیال میں اُس کو کس کی نقل کردہ روایات (یاد کرنی چاہئیں)' تو اُنہوں نے جواب دیا: اُسے امام مالک کی نقل کردہ روایات یاد کرنی چاہئیں۔

بَابُ قَوْلِ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ فِيهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یحییٰ بن معین کی رائے

حَدَّثَنَا اَبُو زَيْدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اَبُو سَعِيدِ بْنُ

(۱) ائمہ کے ساتھ اسی طرح ادب ہونا چاہیے' کسی شخص کو اُس کے مقام سے ہٹا دینا' یا اُس کا موازنہ اُس کے طبقہ کے علاوہ کسی اور طبقہ کے افراد سے کرنا' میزان میں خسارہ کا باعث ہے اور اہلِ عدل اس کا انکار کرتے ہیں' اگرچہ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والے اس سے احتراز نہیں کرتے ہیں۔ (ز)

(۲) ''ک'' والے نسخہ میں اس روایت کے بعد محمد بن ہیثم کی محمد بن وارہ کے حوالے سے منقول روایت کا کچھ حصہ بھی ہے جو آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 106 پر امام شافعی کے حالات میں آئے گا۔

الْاَعْرَابِيّ قَالَ نَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ مَالِكٌ اَثْبَتُ فِيْ نَافِعٍ مِنْ اَيُّوْبَ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

ابوزید عبدالرحمٰن بن یحییٰ اپنی سند کے ساتھ عباد بن محمد دوری کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: نافع (سے منقول روایات) کے بارے میں امام مالک ایوب اور عبیداللہ بن عمر سے زیادہ ''ثبت'' ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ مَالِكٌ اَثْبَتُ فِيْ نَافِعٍ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَيُّوْبَ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے: نافع (سے منقول روایات) کے بارے میں امام مالک عبیداللہ بن عمر اور ایوب سے زیادہ ''ثبت'' ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قُلْتُ لِيَحْيَى اللَّيْثُ اَرْفَعُ عِنْدَكَ اَوْ مَالِكٌ قَالَ مَالِكٌ قُلْتُ اَلَيْسَ مَالِكٌ اَعْلَى اَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَعُبَيْدُ اللّٰهِ اَثْبَتُ فِيْ نَافِعٍ اَوْ مَالِكٌ قَالَ مَالِكٌ اَثْبَتُ النَّاسِ

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ كَانَ مَالِكٌ مِنْ حُجَجِ اللّٰهِ عَلَى خَلْقِهِ

ابن ابومریم بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے کہا: آپ کے نزدیک لیث بلند حیثیت رکھتے ہیں یا مالک؟ انہوں نے فرمایا: مالک! میں نے دریافت کیا: کیا امام مالک امام زہری کے شاگردوں میں سب سے نمایاں حیثیت نہیں رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے کہا: نافع سے منقول روایات کے بارے میں عبیداللہ زیادہ ''ثبت'' ہیں یا مالک؟ انہوں نے جواب دیا: مالک سب سے زیادہ ''ثبت'' ہیں۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: امام مالک اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔

بَابُ قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ فِيْهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علی بن مدینی کی رائے

ذَكَرَ اَبُوْ حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ سُئِلَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ مَنْ اَثْبَتُ اَصْحَابِ نَافِعٍ فَقَالَ مَالِكٌ واتقانه وَاَيُّوْبُ وفضله وعبيد اللّٰه وَحِفْظُهُ

ابوحاتم رازی نے یہ بات ذکر کی ہے: علی بن مدینی سے سوال کیا گیا: نافع کے شاگردوں میں سب

سے زیادہ ثبت کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''اتقان'' کے حوالے سے امام مالک ''فضیلت'' کے حوالے سے ایوب اور ''حفظ'' کے حوالے سے عبیداللہ۔

بَابُ قَوْلِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيّ فِيهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا عبد الله بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْوَرْدِ قَالَ نَا الْخَفَّافُ قَالَ سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ اَنَسِ بن اَبِي عَامِر الاصبحي كنيته اَبُو عبد الله كَانَ اِمَامًا رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْاَنْصَارِيُّ۔

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام بخاری کا یہ بیان نقل کیا ہے: یہ مالک بن انس بن ابو عامر اصبحی ہیں' ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے' یہ امام تھے' یحییٰ بن سعید انصاری نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اَحْمَدَ بْنِ شُعَيْبِ النَّسَائِيّ فِيهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَا جَمِيعًا سَمِعْنَا اَبَا عبد الرحمن اَحْمَدَ بْنَ شُعَيْبٍ النَّسَائِيَّ يَقُولُ اُمَنَاءُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى عِلْمِ رَسُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ وَالثَّوْرِيُّ اِمَامٌ اِلا انه كَانَ يَرْوِي عَنِ الضُّعَفَاءِ قَالَ وَمَا اَحَدٌ عِنْدِي بَعْدَ التَّابِعِينَ اَنْبَلُ مِنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَلَا اَحَدٌ آمَنُ عَلَى الْحَدِيثِ مِنْهُ ثُمَّ شُعْبَةُ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لَيْسَ بَعْدَ التَّابِعِينَ آمَنُ عَلَى الْحَدِيثِ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ وَلَا اَقَلُّ رِوَايَةً عَنِ الضُّعَفَاءِ مِنْهُمْ

احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام نسائی کا یہ قول نقل کیا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم (یعنی احادیث) کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ امین افراد یہ ہیں: شعبہ بن حجاج' مالک بن انس اور یحییٰ بن سعید القطان۔

امام نسائی فرماتے ہیں: سفیان ثوری بھی امام تھے' لیکن وہ ضعیف راویوں سے بھی روایات نقل کر دیتے ہیں' اسی طرح عبداللہ بن مبارک بھی اپنے زمانہ کے جلیل القدر فرد تھے' لیکن وہ بھی ضعیف راویوں

سے روایات نقل کردیتے ہیں' میرے نزدیک تابعین کے بعد امام مالک سے زیادہ جلیل القدر فرد اور کوئی نہیں ہے اور حدیث کے حوالے سے اُن سے زیادہ امین اور کوئی نہیں ہے' پھر حدیث میں شعبہ کا مقام ہے اور پھر یحییٰ بن سعید القطان کا ہے' تابعین کے بعد ان تین افراد کے علاوہ حدیث میں زیادہ امین (یا محفوظ) شخص اور کوئی نہیں ہے اور کسی نے بھی ضعیف راویوں کے حوالے سے اِن سے کم روایات نقل نہیں کی ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اَبِی حَاتِمٍ الرَّازِیّ فِیهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابوحاتم رازی کی رائے

قَالَ اَبُو مُحَمَّد عبد الرحمن بْنُ اَبِی حَاتِمٍ الرَّازِیُّ سَمِعْتُ اَبِی یَقُولُ الْحُجَّةُ عَلَی الْمُسْلِمِینَ الَّذِینَ لَیْسَ فِیهِمْ لَبْسٌ سُفْیَان الثوری وَشعْبَة وَمَالك بْنُ اَنَسٍ وَسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ

ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: مسلمانوں پر ایسی حجت' جس میں کوئی التباس نہ ہو' (یہ افراد ہیں:) سفیان ثوری' شعبہ' مالک بن انس' سفیان بن عیینہ اور حماد بن زید۔

بَابُ قَوْلِ اَبِی زُرْعَةَ الرَّازِیّ فِیهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

قَالَ اَبُو زُرْعَةَ الرَّازِیُّ اَوَّلُ شَیْءٍ اَخَذْتُ نَفْسِی بِحِفْظِهِ مِنَ الْحَدِیثِ حَدِیثُ مَالِكٍ فَلَمَّا حفظته ووعیته طلبت حَدِیث الثَّوْرِیّ وَشُعْبَةَ وَغَیْرَهُمَا فَلَمَّا تَنَاهَیْتُ فِی حِفْظِ الْحَدِیثِ نَظَرْتُ فِی رَاْیِ مَالِكٍ وَالثَّوْرِیّ وَالْاَوْزَاعِیّ وَكَتَبْتُ كُتُبَ الشَّافِعِیّ

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: احادیث میں جن کی نقل کردہ احادیث کو یاد کرنے کا مجھے پہلے خیال آیا' وہ امام مالک کی نقل کردہ روایات ہیں' جب میں نے اُنہیں یاد اور محفوظ کرلیا' تو اُس کے بعد میں نے ثوری' شعبہ اور دیگر محدثین کی نقل کردہ روایات کا علم حاصل کرنا شروع کیا' جب میں نے احادیث یاد کرلیں' تو میں نے امام مالک' ثوری اور امام اوزاعی کی آراء کا جائزہ لیا اور امام شافعی کی تحریریں نوٹ کیں۔

بَابُ قَوْلِ اَبِی دَاوُدَ السجستانی فِیهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حَدثنَا عبد اللّٰه بن مُحَمَّد بن عبد المؤمن بْنِ یَحْیَی رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ اَنا اَبُو بکر مُحَمَّد بن بکر بن عبد الرازق التَّمَّارُ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ دَاسَةَ (۱) قَالَ سَمِعْتُ اَبَا دَاوُدَ سُلَیْمَانَ بْنَ

(۱) علامہ شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ معلمی یمانی' ابن ماکولا کی کتاب ''الاکمال'' کے مقدمہ کے اختتام پر' صفحہ 60 پر یہ تحریر کرتے ہیں:

''وہ عجمی نام جن کے آخر میں ''ہ'' آتی ہے' فارسی زبان کے محاورہ میں اس ''ہ'' کو ساکن پڑھا جاتا ہے' اہلِ علم نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ چار اسماء ایسے ہیں جن کے آخر میں وقف اور وصل' دونوں صورتوں میں ''ہ'' باقی رہے گی اور وہ اسماء یہ ہیں: ماجہ' داسہ' مندہ' سیدہ۔

شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ عجمی اسماء میں آخر میں آنے والی ''ہ'' کو حرفِ اصلی شمار کیا جاتا ہے اور عربی اسماء میں آخر میں جو اصلی ''ہ'' آتی ہے اُس سے پہلے زبر ہوتی ہے' جیسے ''مِـدْرَهٍ' مَنْزَهٍ' مَهْمَهٍ '' تو جب اس کی اصل پر عربی میں منتقل کرتے ہوئے اس ''ہ'' کو ترک نہیں کیا جائے گا تو پھر اس پر آنے والی وہ حرکت جو عربی میں ہوتی ہے وہ اُس سے مختلف ہوگی جو حرکت عجمی میں اس پر آتی ہے۔

یہاں بہت سے ایسے اسماء باقی رہ جاتے ہیں جو اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں متاخرین نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو تانیث کے آخر میں آنے والی ''ہ'' کے لیے ہوتا ہے' تو کیا اس کی کوئی سند ہے؟ (معلمی کا کلام یہاں ختم ہوگیا)۔

میں یہ کہتا ہوں: شیخ احمد شاکر' محمد محی الدین عبدالحمید اور ان دونوں کی پیروی کرنے والے حضرات نے اس پر تعقب کیا ہے اور اُنہوں نے ابن ماجہ اور ابن داسہ کے الفاظ کے آخر میں نقطہ والی ''ۃ'' لگائی ہے ''ہ'' نہیں لکھی ہے اور یہ عمدہ تعقب ہے۔

میں نے ہندوستان میں حیدرآباد دکن شہر میں مکتبہ آصفیہ میں حافظ ذہبی کی کتاب ''المشتبہ فی الرجال'' کا نسخہ دیکھا جس کا نمبر 230 تھا اور یہ شیخ امام عالم علامہ حافظ محدث اپنے زمانہ کے بخاری ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن محمود ناجی شافعی ثم حنبلی کا تحریر کردہ تھا جن کی پیدائش 810 ہجری میں اور انتقال 900 ہجری میں ہوا' میں نے اُس کتاب کے سرورق پر صفحہ کے اوپر یہ لکھا ہوا دیکھا:

''بعض نے کہا ہے: وصل اور وقف اُس ''ہ'' پر آتے ہیں جو ساکن ہوتی ہے جیسے لفظ ''سِیْدَهْ' مَنْدَهْ' بَرْزُوَیهْ' رَاهُوْیَهْ '' ہیں' اس کے علاوہ ''مَاجَهْ'' اور ''مَرْدُوَیهْ'' ہیں اور اس ضبط کے ساتھ ہم نے جو الفاظ سنے ہیں اُن میں ساتواں لفظ ''حِمْوَیَهْ'' ہے''۔

الْاَشْعَثِ بْنِ اِسْحَاقَ السِّجِسْتَانِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُولُ رَحِمَ اللّٰهُ مَالِكًا كَانَ اِمَامًا رَحِمَ اللّٰهُ الشَّافِعِيَّ كَانَ اِمَامًا رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا حَنِيفَةَ كَانَ اِمَامًا (۱)

عبداللہ بن محمد اپنی سند کے ساتھ (امام ابوداؤد کے شاگردِ خاص) ابن داسہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:
میں نے امام ابوداؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ امام مالک پر رحم کرے! وہ امام تھے اللہ تعالیٰ امام شافعی پر رحم کرے! وہ امام تھے اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم کرے! وہ امام تھے۔

بَابُ قَوْلِ اَيُّوب بن سُوَيْد الرملی مِنْهُ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایوب بن سوید رملی کی رائے

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ بِشْرٍ قَالَ نَا ابْنُ اَبِي دُلَيْمٍ قَالَ نَا ابْنُ وَضَّاحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا

(۱) ہمارے زمانہ کے بعض حضرات اس تعبیر کو بعید قرار دیتے ہیں کہ یہ کہا جائے کہ "رحم اللّٰه فلانًا" یعنی ماضی کے صیغہ کے ساتھ یہ جملہ کہا جائے؛ وہ یہ نہیں کہتے بلکہ وہ فعل مضارع کے صیغہ کے ساتھ "یرحم اللّٰه فلانًا" کہتے ہیں؛ وہ یہ گمان کرتے ہیں اور اُن کا یہ وہم ہے کہ "رحمه اللّٰه تعالٰی" کا صیغہ خبریہ ہے اور یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اُس شخص کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت متحقق ہو گئی ہے جس کے بارے میں اُنہوں نے رحمت کے کلمات کہے ہیں اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے؛ جہاں تک صیغہ "یرحمه اللّٰه تعالٰی" کی بات ہے تو اُن کے گمان میں یہ اس ممنوعہ بات سے خالی ہے تو امام ابوداؤد اور ان کے علاوہ بے شمار ائمہ یہ گمان رکھنے والے افراد کی تردید کے حوالے سے ہمارے لیے کافی ہیں؛ یہ غلط وہم ہے جو ایسے شخص سے صادر ہوتا ہے جو عربی زبان کی صحیح سمجھ بوجھ نہیں رکھتا ہے؛ ایسے لوگ عربی زبان کے ذوق اور اُس کے اسالیب کی معرفت سے دور ہوتے ہیں؛ اگرچہ وہ لوگ عرب ہیں؛ لیکن اُن کی فہم اس کا ادراک حاصل نہیں کر سکی تو اُنہوں نے اپنا مخصوص موقف اختیار کر لیا۔
یہ صیغہ یعنی "رحم اللّٰه فلانًا" یہ ظاہری طور پر خبریہ ہے اور معنوی اعتبار سے دعائیہ ہے؛ جیسا کہ علمِ بلاغت کی چھوٹی کتابوں میں بھی یہ بات طے شدہ ہے؛ تو اس لیے اس صیغہ کو استعمال کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے اور کوئی معمولی سا شبہ بھی نہیں ہونا چاہیے؛ مجھے اسلاف میں سے مفسرین، محدثین، فقہاء، لغت کے ماہرین، بلاغت کے ماہرین میں سے کسی بھی ایسے شخص کے بارے میں علم نہیں ہے؛ جس نے اس مفہوم کے حوالے سے اس جملہ کا انکار کیا ہو؛ جس مفہوم کا وہم ہمارے زمانہ میں بعض افراد کو ہوا ہے۔

اسلاف و اخلاف کی کتابیں اور ان حضرات سے منقول اقوال میں یہ جملہ بے شمار جگہوں پر منقول ہے؛ یہاں امام ابوداؤد نے بھی یہی جملہ کہا ہے: "رحم اللّٰه مالكًا" امام ابن جریر کی "تاریخ" میں؛ حافظ ذہبی کی "تذکرۃ الحفاظ" اور "سیر اعلام النبلاء" میں اور دیگر کتابوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں؛ جو ان لوگوں کے گمان کی تردید کرتی ہیں۔

الطَّاهِرِ اَحْمَدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَيُّوْبَ بْنَ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيَّ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ اَجْوَدَ حَدِيْثًا مِنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

احمد بن سعید نے اپنی سند کے ساتھ ایوب بن سوید رملی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے کبھی ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا' جو امام مالک سے زیادہ عمدہ طور پر حدیث روایت کرتا ہو۔

بَابُ قَوْلِ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي اَهْلِ الْاَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ

باب: نفسانی خواہشات کے پیروکاروں اور اہلِ بدعت کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ذَكَرَ الدُّولَابِيُّ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ عبد الصمد قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو مُسْهِرٍ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ كَلَّمَنِي رَجُلٌ فِي الْقَدَرِ فَبَلَغَ الْوَالِيَ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ فَسَاَلَنِي عَنْهُ اَفَاَشْهَدُ عَلَيْهِ قَالَ نَعَمْ

دولابی نے یزید بن عبدالصمد کے حوالے سے ابومسہر کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک سے کہا: ایک شخص نے تقدیر کے بارے میں میرے ساتھ بحث کی' جب حاکم وقت کو اس بات کی اطلاع ملی تو اُس نے مجھے بلوایا اور مجھ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو کیا میں اُس شخص کے خلاف گواہی دے دوں؟ تو امام مالک نے جواب دیا: جی ہاں!

قَالَ وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ نَا مَعْنُ بْنُ عِيْسَى قَالَ انْصَرَفَ مَالِكٌ يَوْمًا مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُتَّكِءٌ عَلَى يَدِي قَالَ فَلَحِقَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اَبُو الْجُوَيْرِيَةِ كَانَ يُتَّهَمُ بِالْاِرْجَاءِ (۱) فَقَالَ يَا اَبَا عبد الله اسْمَعْ مِنِّي شَيْئًا اُكَلِّمُكَ بِهِ وَاُحَاجُّكَ وَاُخْبِرُكَ برايي (۱) قَالَ فَاِنْ غَلَبْتَنِي قَالَ اتَّبَعْتَنِي قَالَ فَاِنْ غَلَبْتُكَ قَالَ اتَّبَعْتُكَ قَالَ فَاِنْ جَاءَ رَجُلٌ فكلمناه فغلبنا قَالَ تَبِعْنَاهُ قَالَ اَبُو عبد الله بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا بِدِيْنٍ وَاحِدٍ وَاَرَاكَ تَتَنَقَّلُ

(۱) اس سے مراد یہ ہے کہ ایک "ارجاء" (کا عقیدہ) بدعت ہے اور یہ گمراہی ہے متعلق عقیدۂ ارجاء نے بدعتی اور سنی "عقیدۂ ارجاء" کی وضاحت کیلئے آپ لکھنوی کی کتاب "الرفع والتکمیل" کی دوسری طباعت کے صفحہ 67 اور تیسری طباعت کے صفحہ 81 "الایقاظ" کی دوسری طباعت کے صفحہ 216 سے لے کر 225 تک اور تیسری طباعت کے صفحہ 352 سے لے کر 383 تک کا مطالعہ فرمائیں' اس میں تفصیلی اور مناسب (تحقیق) موجود ہے۔

(۲) تمام نسخوں میں لفظ "اُبِراہی" تحریر ہے لیکن شاید درست وہی ہے جو ہم نے یہاں نقل کیا ہے۔

قَالَ ابو عبد اللّٰہ (۱) بعث اللّٰہ محمدًا بدینٍ واحد، واراك التَّنقُّلَ

دولابی نے اپنی سند کے ساتھ معن بن عیسیٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک دن امام مالک مسجد سے واپس تشریف لائے تو اُنہوں نے میرے ہاتھ سے ٹیک لگائی ہوئی تھی' ایک شخص جس کا نام ابوجویریہ تھا' اُن سے ملا' اُس پر یہ الزام تھا کہ وہ ''ارجاء'' کا عقیدہ رکھتا ہے' اُس نے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ میری بات سنئے! میں آپ کے ساتھ بات کرتا ہوں' میں آپ کے ساتھ بحث کروں گا اور آپ کو اپنے مؤقف کے بارے میں بتاؤں گا۔ امام مالک نے فرمایا: اگر تم مجھ پر غالب آ گئے تو؟ اُس نے کہا: پھر آپ میری پیروی کریں گے' امام مالک نے کہا: اگر میں تم پر غالب آ گیا؟ اُس نے کہا: تو میں آپ کی پیروی کرلوں گا۔ امام مالک نے کہا: اگر ایک اور شخص آ گیا اور اُس نے ہم دونوں کے ساتھ بحث کی اور وہ ہم دونوں پر غالب آ گیا' تو؟ اُس نے کہا: تو ہم دونوں اُس کی پیروی کرلیں گے۔ ابوعبداللہ (یعنی امام مالک) نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دین کے ہمراہ مبعوث کیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم (ایک مؤقف سے دوسرے مؤقف کی طرف) منتقل ہوتے پھر رہے ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: جو شخص اپنے دین کو فضول بحث کا نشانہ بنا لیتا ہے' وہ اکثر (ایک مؤقف سے دوسرے مؤقف کی طرف) منتقل ہوتا رہتا ہے۔

قَالَ وَاَخْبَرَنَا یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَی قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سُئِلَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الایمَانِ فَقَالَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ قُلْتُ اَیَزِیدُ وَیَنْقُصُ قَالَ قَدْ ذَکَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَهٗ فِی غَیْرِ آیٍ مِن الْقُرْآنِ اَنَّ الایمَانَ یَزِیدُ فَقُلْتُ لَهٗ اَیَنْقُصُ قَالَ دَعِ الْکَلامَ فِی نُقْصَانِهٖ وَکُفَّ عَنْهُ فَقُلْتُ فَبَعْضُهٗ اَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ قَالَ نَعَمْ (۲)

دولابی بیان کرتے ہیں: ابن وہب نے یہ بات نقل کی ہے: امام مالک سے ایمان کے بارے میں

---

(۱) چار نسخوں یعنی ''ک''، ''ا''، ''د'' اور ''س'' میں یہ تحریر ہے: ''قال یا ابا عبدِ اللّٰہ بَعَثَ اللّٰہ'' حالانکہ درست وہ ہے جو ہم نے مطبوعہ نسخہ کی بنیاد پر برقرار رکھا ہے۔

(۲) لالکائی نے ''شرح السنۃ'' صفحہ 148/1 میں مصعب کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے اپنے شہر کے افراد یعنی اہلِ مدینہ کو دیکھا ہے کہ وہ دینی معاملات کے بارے میں کلام (یعنی فلسفیانہ بحث) کرنے سے منع کرتے ہیں' مصعب نے امام مالک کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے کہ وہ یہ فرماتے ہیں: دین کے بارے میں ہر قسم کے کلام (یعنی فلسفیانہ بحث) کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اور ہمارے شہر کے لوگ مسلسل قدریہ فرقہ کے نظریات اور جہمیہ فرقہ کی آراء اور ان جیسے ←

دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: یہ قول اور عمل (کا مجموعہ) ہے۔ میں نے دریافت کیا: کیا یہ کم اور زیادہ ہوتا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی کئی آیات میں یہ بات ذکر کی ہے کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ میں نے اُن سے کہا: کیا یہ کم ہوتا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: اس کے کم ہونے کے بارے میں کلام کو چھوڑ دو اور اس سے باز رہو! میں نے کہا: کیا اس کا کوئی حصہ دوسرے سے زیادہ فضیلت والا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

وَفِی سَمَاعِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَالِكٌ مَا آيَةٌ فِی كِتَابِ اللّٰهِ اَشَدُّ عَلَى اَهْلِ الْاَهْوَاءِ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ) (۱) يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى (فَاَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تكفرون) (۲) قَالَ فَاَىُّ كَلامٍ اَبْيَنُ مِنْ هَذَا وَرَاَيْتُهُ تَاَوَّلَهَا عَلَى اَهْلِ الْاَهْوَاءِ

ابن قاسم کے سماع میں یہ بات تحریر ہے: امام مالک نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں موجود کوئی بھی آیت نفسانی خواہشات کے پیروکاروں کے لیے' اِس آیت سے زیادہ سخت نہیں ہے:

''اُس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُن سے کہا جائے گا:) تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا' تو تم نے جو کفر کیا تھا' اُس کے بدلے میں عذاب کو چکھ لو''۔

امام مالک فرماتے ہیں: اس سے زیادہ واضح بیان اور کیا ہوسکتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نے اُنہیں دیکھا کہ وہ اس سے مراد (یعنی جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا) اُن لوگوں کو لیتے تھے' جو نفسانی خواہشات کے پیروکار تھے (یعنی مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے تھے)۔

فرقوں کے نظریات کو ناپسند کرتے آئے ہیں' مجھے صرف اس چیز کے بارے میں کلام کرنا پسند ہے' جو عمل کے تحت آتی ہو' جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں کلام کرنے کا تعلق ہے' تو اُس سے خاموشی اختیار کی جائے گی' کیونکہ میں نے اپنے شہر کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ دین کے بارے میں کلام کرنے سے منع کرتے ہیں' البتہ اُس چیز کے بارے میں کلام کیا جاسکتا ہے' جو عمل کے تحت آتی ہو۔ (ز)

(۱) سورۂ آلِ عمران' آیت:106

(۲) سورۂ آلِ عمران' آیت:106

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي ان عمر بن عبد العزيز قَالَ اِنَّ فِي كِتَابِ اللّٰهِ لَعِلْمًا بَيِّنًا عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ يَقُولُ الله تَعَالَى (فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ اِلَّا من هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ) (١)

امام مالک فرماتے ہیں: مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے: حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: اللہ کی کتاب میں واضح طور پر علم موجود ہے' جس نے وہ علم حاصل کر لیا اُس نے تو حاصل کر لیا اور جو اُس سے جاہل رہا وہ جاہل رہا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''بیشک تم لوگ اور جن (بتوں کی تم لوگ عبادت کرتے ہو' تم صرف اسی کو گمراہ کر سکتے ہو جس نے (آخرکار) جہنم میں جانا ہو)''۔

وَقَالَ مَالِكٌ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْقَدَرِ اِلا اَهْلَ سَخَافَةٍ (٢) وَطَيْشٍ وَخِفَّةٍ

وَقَالَ مَالك كَانَ عمر بن عبد العزيز يَقُولُ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَلا يُعْصَى مَا خَلَقَ اِبْلِيسَ قَالَ وَهُوَ رَاْسُ الْخَطَايَا

امام مالک فرماتے ہیں: قدریہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو میں نے دیکھا ہے کہ اُن میں غفلت' طیش اور ہلکا پن پایا جاتا ہے۔

امام مالک بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہوتا کہ اُس کی نافرمانی نہ کی جائے' تو اُس نے ابلیس کو پیدا ہی نہیں کرنا تھا' تو وہ فرماتے ہیں: یہ سوچ تمام خطاؤں کی بنیاد ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ مَا اَبْيَنُ هَذِهِ الآيَةِ عَلَى اَهْلِ الْقَدَرِ وَاَشَدَّهَا عَلَيْهِمْ (وَلَوْ شِئْنَا لآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لاَمْلاَنَّ جَهَنَّم من الْجِنَّة وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ) (٣) فَلا بُد اَنْ يَكُونَ مَا قَالَ قَالَ

وَقَالَ مَالِكٌ بن انس لَيْسَ الْجِدَال فِي الدّين بشيء

(١) سورۃ الصافات' آیت:162

(٢) ''س'' نسخہ میں ''اهل غفلة'' منقول ہے۔

(٣) سورۃ السجدہ' آیت:13

قَالَ وَقَالَ مَالِكٌ اَهْلُ الْاَهْوَاءِ بِئْسَ الْقَوْمُ لَا يُسَلَّمُ عَلَيْهِمْ وَاعْتِزَالُهُمْ اَحَبُّ اِلَيَّ

امام مالک فرماتے ہیں: قدریہ فرقہ کے لوگوں کے خلاف اس سے زیادہ واضح آیت اور کوئی نہیں ہے اور اُن کے بارے میں اس سے زیادہ شدت والی آیت اور کوئی نہیں ہے۔ (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اگر ہم چاہیں تو ہر شخص کو اُس کی ہدایت دے دیں' لیکن ہماری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میں نے جہنم کو جنات اور انسانوں دونوں سے بھرنا ہے''۔

تو اس لیے یہ ضروری ہے کہ ویسا ہی ہوگا' جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وہ یہ بیان کرتے ہیں: امام مالک فرماتے ہیں: دینی معاملات میں (فضول) بحث کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

وہ یہ بیان کرتے ہیں: امام مالک فرماتے ہیں: نفسانی خواہشات کے پیروکار لوگ سب سے بُرے ہوتے ہیں' اُنہیں سلام نہیں کیا جائے گا اور اُن سے لاتعلقی اختیار کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عبد الله بن عبد الحكم قَالَ اَنَا اَشهب بن عبد العزيز قَالَ قَالَ مَالِكٌ اَقَامَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ اُمِرُوا بِالْبَيْتِ الْحَرَامِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (وَمَا كَانَ الله لِيُضيع ايمَانكُمْ) (١) اَىْ صَلاتكُمْ اِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ

قَالَ مَالِكٌ وانى لَا ذكر بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ قَوْلَ الْمُرْجِئَةِ اِنَّ الصَّلَاةَ لَيْسَتْ مِنَ الْاِيمَانِ

اشہب بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں: امام مالک نے فرمایا: لوگ 16 ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے رہے' پھر اُنہیں بیت الحرام کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا گیا' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا''۔

اس سے مراد بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے تمہارا نماز ادا کرنا ہے' امام مالک فرماتے ہیں: میں اس آیت کے ذریعہ مرجئہ کے اس قول کی تردید کرتا ہوں کہ نماز' ایمان کا حصہ نہیں ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُؤَمَّلَ بْنَ اِهَابٍ يَقُول سَمِعت عبد الرزاق بْنَ هَمَّامٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَمَعْمَرَ بْنَ رَاشِدٍ وَسُفْيَان بْنَ عُيَيْنَةَ وَمَالِكَ بْنَ اَنَسٍ يَقُولُونَ الْاِيمَانُ

(١) سورۃ البقرۃ' آیت:143

قَوْلٌ وَعَمَلٌ يزِيد وَينقص (۱)

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں: میں نے ابن جریج، سفیان ثوری، معمر بن راشد، سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے: ایمان، قول اور عمل کا مجموعہ ہے اور یہ کم اور زیادہ ہوتا ہے۔

قَالَ واخبرنی عبد الله بْنُ اَحْمَدَ بِنِ حَنْبَلٍ قَالَ نَا اَبِی قَالَ نَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ نَا عبد الله بْنُ نَافِعٍ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَقُولُ الايمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ وَيَقُولُ مَنْ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ يُوجَعُ ضَرْبًا وَيُحْبَسُ حَتَّى يَتُوبَ وَكَانَ مَالِكٌ يَقُولُ اللّٰهُ فِي السَّمَاءِ وَعِلْمُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ لَا يَخْلُو مِنْهُ شيء (۲)

وہ بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن نافع نے یہ بات نقل کی ہے: امام مالک فرماتے ہیں: ایمان، قول اور عمل کا مجموعہ ہے، وہ یہ بھی فرماتے ہیں: قرآن، اللہ کا کلام ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جو شخص یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے، اُس کی پٹائی ہوگی اور اُسے اُس وقت تک قید رکھا جائے گا، جب تک وہ توبہ نہیں کر لیتا۔

امام مالک یہ بھی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے، اُس کا علم ہر جگہ پر محیط ہے، کوئی بھی جگہ اُس

(۱) اُن کے یہ الفاظ ''یزید وینقص'' ''نسخہ'' ''ا'' میں وارد نہیں ہوئے ہیں۔

(۲) ابن نافع اور سریج اپنے حفظ اور ضبط کے حوالے سے جو حیثیت رکھتے ہیں اُس سے آپ واقف ہیں امام مالک کے شاگردوں میں سے کسی نے بھی ان کی طرح امام مالک سے روایات نقل نہیں کی ہیں، بلکہ امام مالک کے بارے میں یہ بات تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ وہ صفات کے بارے میں اور جو چیزیں عمل کے دائرہ میں نہیں آتی ہیں، اُن کے بارے میں غور و خوض نہیں کیا کرتے تھے، جیسا کہ اہلِ مدینہ کا بھی یہی معمول تھا، جس کا ذکر لالکائی نے ''شرح السنۃ'' میں اور دیگر لوگوں نے بھی کیا ہے۔

مصنف نے (اصل عربی متن کے) صفحہ 63 پر یہ بات تحریر کی ہے کہ امام مالک، ایمان کے کم ہونے کے قول سے اجتناب کرتے تھے۔ آگے (عربی متن کے صفحہ) 73 پر سند کے ساتھ یہ بات آئے گی جو یہاں اضافہ کے بغیر ذکر کی گئی ہے کہ امام مالک یہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے''۔

اس اضافی جملہ کے ایجاد ہونے کی نشانیاں واضح ہیں کیونکہ یہ روایت وہ ہے جو عبداللہ بن احمد نے اپنے والد کے حوالے سے شاذ طور پر نقل کی ہے اور ابن نافع صائغ کے بارے میں اُن کے والد کی رائے معروف ہے، عبداللہ بن احمد کی طرف کتنی ہی ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں جنہیں دیوار پر مار دینا چاہیے اور ان میں جلدی وہ شخص کرتا ہے جو اس بات کا جائزہ ہی نہیں لیتا ہے، کہ اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے بکثرت روایات نقل کرنے والوں میں کیا کچھ داخل ہوا ہے۔ (ز)

سے خالی نہیں ہے۔

اخبرنا عبد اللّٰه بن مُحَمَّد بن عبد المؤمن قَالَ اَخبَرَنِی الْقَاضِی مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ الْمَالِکِیُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِیمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیزِ الْجَرَوِیُّ قَالَ نَا شَیْخٌ لَنا قَالَ جَاء رَجُلٌ اِلَی مَالِکٍ فَقَالَ یَا اَبَا عبد اللّٰه اَسْاَلُكَ عَنْ مَسْاَلَةٍ اَجْعَلُكَ حُجَّةً فِیمَا بَیْنِی وَبَیْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ مَالِكٌ مَا شَاء اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلا بِاللّٰهِ سَلْ قَالَ مَنْ اَهْلُ السُّنَّةِ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ الَّذين لَیْسَ لَهُم لقب یعْرفُونَ بِهِ لاجهمی وَلا قَدَرِیٌّ وَلا رَافِضِیٌّ

عبداللہ بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ ایک بزرگ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک مرتبہ ایک شخص امام مالک کے پاس آیا اور بولا: اے ابوعبداللہ! میں آپ سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں' اور آپ کو میں اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت بنا لوں گا۔ امام مالک نے فرمایا: جو اللہ نے چاہا (ویسا ہی ہو گا) اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا' تم سوال کرو! اُس نے دریافت کیا: اہلِ سنت کون ہیں؟ امام مالک نے جواب دیا: اہلِ سنت وہ لوگ ہیں' جن کا کوئی مخصوص لقب نہیں ہے' جس کے ذریعہ اُن کی شناخت ہو' وہ نہ تو جہمی ہوتے ہیں' نہ قدری ہوتے ہیں اور نہ ہی رافضی ہوتے ہیں۔

قَالَ وَنا اِسْمَاعِیلُ بْنُ اِسْحَاقَ الْقَاضِی قَالَ نَا اَبُو مُصْعَبٍ قَالَ نَا عبد العزیز بْنُ اَبِی حَازِمٍ قَالَ سَاَلْتُ مَالِكًا فِیمَا بَیْنِی وَبَیْنَهُ مَنْ تُقَدِّمُ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ اُقَدِّمُ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ لَمْ یَزِدْ عَلَی هَذَا

قاضی اسماعیل بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ عبدالعزیز بن ابوحازم کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک سے تنہائی میں دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ کے بعد مقدم کون ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو مقدم قرار دیتا ہوں' اُنہوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

قَالَ وَذَکَرَ الزُّبَیْرَ عَنْ اِسْمَاعِیلَ بْنِ اَبِی اُوَیْسٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ لَیْسَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ الذین مضوا (۱) اَنْ یُفَاضِلُوا بَیْنَ النَّاسِ

اسماعیل بن ابواویس نے امام مالک کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: جو لوگ گزر چکے ہیں' اُن کے درمیان یہ رواج نہیں تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان میں سے کسی کو دوسرے سے افضل قرار دیں۔

---

(۱) ''ا''، ''ک''، ''ذ'' اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح یہ الفاظ ہیں: ''الذی مضوا علیه''۔

قَالَ وَنا مُحَمَّدُ بن عبد الله بن عبد الحكم قَالَ انا اشهب بن عبد العزيز قَالَ قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي الْإِقَامَةُ بِأَرْضٍ يَكُونُ الْعَمَلُ فِيهَا بِغَيْرِ الْحَقِّ وَالسَّبُّ لِلسَّلَفِ

اشہب بن عبدالعزیز نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے: ایسی سرزمین پر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے' جہاں ناحق طور پر عمل ہوتا ہو (یعنی حق پر عمل نہ ہوتا ہو) اور اسلاف کو بُرا کہا جاتا ہو۔

قَالَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْفِهْرِيُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ لَيْسَ لِمَنْ سَبَّ اَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الفء حق قد قسم الله الفء عَلَى ثَلاثَةِ اَصْنَافٍ فَقَالَ (لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ اخرجُوا من دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ) الْآيَة (۱) وَقَالَ (وَالَّذين تبوؤا الدَّار وَالْإِيمَان من قبلهم) الْآيَة وَقَالَ (وَالَّذِين جاؤوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذين سبقُونَا بِالْإِيمَان) الْآيَة وانما الفء لِهَؤُلاءِ الثَّلاثَةِ الْاَصْنَافِ

معن بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کو بُرا کہتا ہو' اُس کا مالِ غنیمت میں سے حصہ نہیں ہوگا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے:

''یہ اُن غریب مہاجرین کے لیے ہے جنہیں اُن کے علاقے اور زمینوں سے نکال دیا گیا''۔

اور فرمایا ہے: ''یہ اُن لوگوں کے لیے ہے' جنہوں نے اُن سے پہلے علاقے اور ایمان کو اپنا ٹھکانہ بنالیا''۔

اور یہ فرمایا ہے: ''اور اُن لوگوں کے لیے جو اُن کے بعد آئیں گے اور یہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! تُو ہماری مغفرت فرمادے اور ہمارے اُن بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور تُو ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کے لیے رنجش پیدا نہ کرنا جو ایمان لا چکے ہیں' اے ہمارے پروردگار! بے شک تُو مہربان اور رحم کرنے والا ہے''۔

(امام مالک فرماتے ہیں:) تو مالِ غنیمت ان تین اقسام کے افراد کے لیے ہوگا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الصَّائِغَ يَقُولُ سَمِعْتُ سُرَيْجَ بْنَ النُّعْمَانِ يَقُول سَمِعت عبد الله بْنِ نَافِعٍ الصَّائِغَ يَقُولُ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَقُولُ الْاِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ

(۱) یہ آیت اور اس کے بعد والی دونوں آیتیں' یہ تینوں سورۂ حشر کی آیت: 8,9 اور 10 ہیں۔

عبداللہ بن نافع صائغ بیان کرتے ہیں: امام مالک یہ فرماتے تھے: ایمان' قول اور عمل کا مجموعہ ہے اور یہ کم اور زیادہ ہوتا ہے۔

وَذكر ابو اسحاق بن مرين عَن عِيسَى بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَأَلَ أَبُو السَّمْحِ مَالِكًا فَقَالَ يَا أَبَا عبد الله أيرى اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ نَعَمْ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبهَا ناظرة) (۱) وَقَالَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ (كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لمحجوبون) (۲)

ابواسحاق نے اپنی سند کے ساتھ ابن قاسم کا یہ بیان نقل کیا ہے: ابوسمح نے امام مالک سے سوال کیا: اے ابوعبداللہ! کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اُس دن کچھ چہرے چمکدار ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے"۔

جبکہ دوسرے کچھ لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

"خبردار! اُس دن وہ لوگ اپنے پروردگار سے مجوب ہوں گے"۔

اخبرنا عبد الوارث ابن سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ أَصْبَغَ قَالَ نَا ابْن ابى خَيْثَمَة قَالَ نَا أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ خَارِجَةَ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ الْأَوْزَاعِيَّ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَمَالِكَ بن انس عَنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي فِيهَا ذِكْرُ الرُّؤْيَةِ فَقَالُوا امروها كَمَا جَاءَ تَ وَلَا كَيْفَ

وَكَانَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللهُ كَثِيرًا مَا يَتَمَثَّلُ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ

(وَخَيْرُ أُمُورِ الدِّينِ مَا كَانَ سُنَّةً ...وَشَرُّ الأُمُورِ الْمُحْدَثَاتُ الْبَدَائِعُ)

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ ولید بن مسلم کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام اوزاعی' سفیان ثوری' امام مالک اور لیث بن سعد سے اُن احادیث کے بارے میں دریافت کیا' جن میں (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا) دیدار ہونے کا ذکر ہے' تو ان حضرات نے فرمایا: کسی کیفیت کے بیان کے بغیر انہیں اُسی طرح تسلیم کیا جائے' جیسے یہ منقول ہوئی ہیں۔

امام مالک اکثر مثال بیان کرنے کے لیے کسی شاعر کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

---

(۱) سورۃ القیامہ' آیت: 23,24

(۲) سورۃ المطففین' آیت: 15

''دینی اُمور میں سب سے بہتر وہ ہیں' جو سنت ہوں اور سب سے بُرے اُمور وہ ہیں' جو ایجاد شدہ ہوں اور بدعت ہوں''۔

بَابُ جَامِعِ فَضَائِلِ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متفرق فضائل کا مجموعہ

ذَكَرَ اَبُو بِشْرٍ الدُّولَابِيُّ قَالَ نَا يُونُس بن عبد الاعلى قَالَ اَنا عبد الله ابْن وهب قَالَ سَمِعت مَالِكًا وَقَالَ لَهُ عبد الرحمن بن الْقَاسِم يَا اَبَا عبد الله لَيْسَ بَعْدَ اَهْلِ الْمَدِينَةِ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِالْبُيُوعِ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ فَقَالَ مَالِكٌ وَمِنْ اَيْنَ عَلِمُوا ذَلِكَ قَالَ مِنْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَالِكٌ مَا اَعْلَمُهَا اَنَا فَكَيْفَ يَعْلَمُونَهَا بِي

ابوبشر دولابی نے یہ بات ذکر کی ہے: عبداللہ بن وہب بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک کو سنا' عبدالرحمٰن بن قاسم نے اُن سے کہا: اے ابوعبداللہ! اہلِ مدینہ کے بعد خرید وفروخت کے احکام کے بارے میں اہلِ مصر سے زیادہ علم اور کوئی نہیں رکھتا۔ امام مالک نے دریافت کیا: اُنہوں نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟ عبدالرحمٰن نے جواب دیا: اے ابوعبداللہ! آپ سے۔ امام مالک نے اُن سے کہا: مجھے تو خود اس بارے میں علم نہیں ہے تو اُنہوں نے میرے حوالے سے اس کا علم کیسے حاصل کر لیا؟

قَالَ وَاَخْبَرَنَا اَبُو مُوسَى الْعَبَّاسِيُّ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّد ابْن مَسْلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ جُنَّةُ الْعَالِمِ لَا اَدْرِي اِذَا اَغْفَلَهَا اُصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ

دولابی بیان کرتے ہیں: ابوموسیٰ عباسی نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے: عالم کی ڈھال یہ ہے کہ وہ یہ کہے: مجھے نہیں معلوم! جب وہ اس حوالے سے غفلت کا شکار ہوگا' تو اُسے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قَالَ وَاَخْبَرَنَا اَبُو بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُصْعَبٍ الزُّبَيْرِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَجْلِسُ اِلَى رَبِيعَةَ بن اَبِى عبد الرحمن وَعَنْهُ اَخَذَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ الْعِلْمَ ثُمَّ اعْتَزَلَهُ فَجَلَسَ اِلَيْهِ اَكْثَرُ مَنْ كَانَ يَجْلِسُ اِلَى رَبِيعَةَ فَكَانَتْ حَلْقَةُ مَالِكٍ فِي زَمَنِ رَبِيعَةَ مِثْلَ حَلْقَةِ رَبِيعَةَ اَوْ اَكْثَرَ وَاَفْتَى مَعَه ربيعة عِنْد السُّلْطَان

دولابی نے اپنی سند کے ساتھ مصعب زبیری کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام مالک' ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن

کے پاس بیٹھا کرتے تھے‘ انہوں نے ربیعہ سے علم بھی حاصل کیا ہے‘ لیکن پھر انہوں نے ربیعہ سے لاتعلقی اختیار کی اور امام مالک کے پاس بیٹھنے والوں کی تعداد ربیعہ کے پاس بیٹھنے والوں سے زیادہ ہوگئی‘ تو ربیعہ کے زمانہ میں امام مالک کا حلقہ ربیعہ کے حلقہ کی مانند ہوتا تھا‘ بلکہ اُس سے زیادہ ہوتا تھا اور امام مالک ربیعہ کے ہمراہ حاکمِ وقت کے سامنے فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حدثنا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ نَا مُطَرِّفٌ قَالَ نَا مَالِكٌ قَالَ لَمَّا اَجْمَعْتُ تَحْوِيلا عَنْ مَجْلِسِ رَبِيعَةَ جَلَسْتُ اَنَا وَسُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا قَامَ رَبِيعَةُ بْنُ اَبى عبد الرحمن مِنْ مَجْلِسِه عَدَلَ اِلَيْنَا فَقَالَ يَا مَالِكُ تَلْعَبُ بِنَفْسِكَ زَفَنْتَ (۱) وَصَفَّقَ لَكَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ اَبَلَغْتَ اِلَى اَنْ تَتَّخِذَ مَجْلِسًا لِنَفْسِكَ ارْجِعْ اِلَى مَجْلِسِكَ

مطرف نے امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے: جب میں نے یہ طے کرلیا کہ اب ربیعہ کے پاس اُٹھنا بیٹھنا نہیں ہے‘ تو ایک مرتبہ میں اور سلیمان بن بلال مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے‘ جب ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن اپنی محفل سے اُٹھے‘ تو وہ ہماری طرف آئے اور بولے: اے مالک! تم اپنے آپ کے ساتھ مذاق کرتے ہو! تم رقص کرتے ہو اور سلیمان بن بلال تمہارے لیے تالیاں بجاتا ہے‘ مجھے پتا چلا ہے کہ تم نے اپنا الگ حلقہ بنالیا ہے‘ تو تم اپنی محفل میں واپس چلے جاؤ۔

ذَكَرَ الدُّولابِيُّ قَالَ نَا جَعْفَر ابْن مُحَمَّدٍ قَالَ نَا احَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ سَمِعت عبد الرحمن بن مهدى يَقُولُ سَاَلَ رَجُلٌ مَالِكًا عَنْ مَسْاَلَةٍ وَذَكَرَ اَنَّهُمْ اَرْسَلُوهُ يَسْاَلُهُ عَنْهَا مِنْ مَسِيرَةِ سِتَّةِ اشهر قَالَ فَاخبر الذى ارسلك انى لاعلم لِى بِهَا قَالَ وَمَنْ يَعْلَمُهَا قَالَ مَنْ علمه الله

قَالَ عبد الرحمن قَالَتِ الْمَلائِكَةُ (لَا عِلْمَ لَنَا اِلا مَا علمتنا) (۲)

دولابی نے یہ بات ذکر کی ہے: عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: ایک شخص نے امام مالک سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا‘ اُس نے یہ بات ذکر کی کہ لوگوں نے اُن سے یہ مسئلہ دریافت کرنے کے

(۱) یعنی تم رقص کرتے ہو۔

(۲) سورۃ البقرۃ آیت:32

لیے اُسے بھیجا ہے اور وہ چھ ماہ کی مسافت طے کر کے آیا ہے' امام مالک نے فرمایا: تم وہ مسئلہ پیش کرو! اُس نے اُنہیں اُس مسئلہ کے بارے میں بتایا' تو امام مالک نے فرمایا: مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے! تمہیں جس شخص نے بھجوایا ہے' اُسے بتا دینا کہ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ اُس شخص نے دریافت کیا: اس کے بارے میں کسے علم ہے؟ تو امام مالک نے فرمایا: اُس شخص کو جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا علم دیا ہو۔

عبدالرحمٰن بن مہدی بیان کرتے ہیں: امام مالک نے فرمایا: فرشتوں نے یہ کہا تھا (جس کا ذکر قرآن میں ہے:)

''ہمیں تو صرف وہی علم ہے' جو علم تُو نے ہمیں دیا ہے''۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا اَبُو الْمَيْمُونِ قَالَ نَا اَبُو زُرْعَةَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ قَالَ نَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ شَهِدْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ سُئِلَ عَنْ ثَمَانٍ وَاَرْبَعِينَ مَسْاَلَةً فَقَالَ فِي اثْنَتَيْنِ وَثَلاثِينَ مِنْهَا لَا اَدْرِي

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ ہیثم بن جمیل کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں امام مالک کے پاس موجود تھا' اُن سے 48 مسئلے دریافت کیے گئے تو اُن میں سے 32 مسائل کے بارے میں اُنہوں نے یہ جواب دیا: (اس کا جواب) مجھے نہیں معلوم!

وَرُوِّينَا عَنْ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ اَنَّهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى مَالِكٍ مِنَ الْعِرَاقِ بِاَرْبَعِينَ مَسْاَلَةً فَسَاَلْتُهُ عَنْهَا فَمَا اَجَابَنِي مِنْهَا اِلا فِي خَمْسِ مَسَائِلَ وَقَالَ كَانَ ابْنُ عَجْلانَ يَقُولُ اِذَا اَخْطَاَ الْعَالِمُ لَا اَدْرِي اُصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

خالد بن خداش کے حوالے سے ہم تک یہ روایت نقل ہوئی ہے: وہ بیان کرتے ہیں: میں عراق سے 40 سوالات لے کر امام مالک کے پاس آیا' میں نے اُن سے اس بارے میں دریافت کیا' تو اُنہوں نے اُن میں سے صرف 5 مسائل کے جواب مجھے دیے۔

امام مالک فرماتے ہیں: ابن عجلان یہ کہا کرتے تھے: جب عالم یہ نہ کہے کہ'' مجھے نہیں معلوم!'' تو اُسے نقصان پہنچتا ہے۔

اسی کی مانند روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی نقل کی گئی ہے۔

وَرَوَی ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ بن انس قَالَ سَمِعت عبد الله بْنَ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ يَقُولُ يَنْبَغِي لِلْعَالِمِ اَنْ يُوَرِّثَ جُلَسَاءَهُ قَوْلَ لَا اَدْرِي حَتَّى يَكُونَ ذَلِكَ اَصْلًا فِي اَيْدِيهِمْ يَفْزَعُونَ اِلَيْهِ (۱) فَاِذَا سُئِلَ اَحَدُهُمْ عَمَّا لَا يَدْرِي قَالَ لَا اَدْرِي

قَالَ اَبُو عُمَرَ صَحَّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ لَا اَدْرِي نِصْفُ الْعِلْمِ

ابن وہب نے امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے عبداللہ بن یزید کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: عالم کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنے ہم نشین افراد کو یہ بھی کہہ دیا کرے: مجھے نہیں معلوم! تا کہ اُن کے ہاتھوں میں یہ اصل موجود رہے کہ جب اُن میں سے کسی ایک سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا جائے جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو تو وہ بھی یہ کہہ دے: مجھے نہیں معلوم!

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات مستند طور پر منقول ہے: وہ یہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم (کہنا) نصف علم ہے۔

ذَكَرَ الدُّولَابِيُّ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ مُنْذُ اَكْثَرَ مِنْ خَمْسِينَ لَيْلَةً (۲) فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ مَالِكًا وَاللَّيْثَ يَخْتَلِفَانِ فَبِاَيِّهِمَا نَاْخُذُ قَالَ مَالِكٌ مَالِكٌ (۳)

دولابی نے یہ بات ذکر کی ہے: محمد بن رمح بیان کرتے ہیں: میں نے 50 سے زیادہ مرتبہ خواب میں

(۱) اُن کا یہ کہنا: ''یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اصل ہو جائے'' یعنی قاعدہ اور دستور بن جائے۔

(۲) ''ا'' اور ''د'' دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے' جبکہ نسخہ ''ک'' میں لفظ ''سَنَةً'' تحریر ہے۔

(۳) بعض علماء کی یہ عادت ہے کہ وہ کسی شخصیت کے حالات تحریر کرتے ہوئے خواب ذکر کر دیتے ہیں جو تعریف کے لیے یا جرح کے لیے ہوتے ہیں' یا بعض اُمور کی دوسروں پر ترجیح کیلئے ہوتے ہیں اور علمی دلائل کے حوالے سے یہ درحقیقت کوئی حیثیت نہیں رکھتے' کسی کو ضعیف قرار دینے یا راجح قرار دینے میں ان کا کوئی وزن نہیں ہوتا' علماء نے اس پر تنبیہ بھی کی ہے تا کہ اُن لوگوں کو پرے کیا جا سکے' جنہیں ایسا شبہ لاحق ہوتا ہے اور وہ خواب کو سند سمجھ لیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اس کی کوئی حقیقت ہے۔ پہلے زمانہ میں گزرنے والے مؤلفین کی مرتب کردہ (اہلِ علم) کے حالات سے متعلق کتابوں میں یہ بات ملاحظہ کی جا سکتی ہے کہ ان حضرات نے علمی موضوعات یا مسلکی ترجیحات کے حوالے سے خوابوں کا بکثرت ذکر کیا ہے' یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسی کتاب کی تعریف منسوب کر دی جو جھوٹی باتوں اور تعصبات سے بھری ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی مغفرت کرے' اُن پر رحم کرے اور اُن سے راضی رہے! اس طرح کے ←

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! جب مالک اور لیث کے درمیان اختلاف ہو جائے تو ہم ان دونوں میں سے کس کے قول کو اختیار کریں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مالک کے مالک کے۔

خواب زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مانوس کرنے یا بشارت دینے کیلئے فائدہ مند ہو سکتے ہیں' اس سے زیادہ اُن سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا' بطور خاص کسی ایک کتاب کی دوسری کتاب پر' یا کسی ایک مسلک کی دوسرے مسلک پر' یا ایک عالم کی دوسرے عالم پر' یا ایک فقیہ کی دوسرے فقیہ پر ترجیح کے حوالے سے (ان خوابوں سے استدلال نہیں کیا جا سکتا)۔

امام عزالدین بن عبدالسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں یہ بات تحریر کی ہے: اس بات پر حیرانگی ہوتی ہے کہ بعض لوگ بعض اُمور کو خوابوں کے ذریعہ ثابت کر لیتے ہیں' حالانکہ خواب (شرعی طور پر) حجت نہیں بن سکتے ہیں۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

ہمارے استاد علامہ کوثری نے ''تانیب الخطیب'' کے صفحہ 121 پر یہ تحریر کیا ہے: جہاں تک سچے لوگوں کے سچے خوابوں کا تعلق ہے تو اُن کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ الہام کی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں اور الہام اہلِ حق کے نزدیک معرفت کے اسباب میں شامل نہیں ہے' اس لیے علمی مسائل اور شرعی احکام میں خوابوں کے ذریعہ کسی بھی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں ہوگا۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

اللہ تعالیٰ امام مالک پر رحم کرے اور اُن سے راضی ہو! اُنہوں نے خوابوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے' یعنی وہ خواب جو اُس طرح کے ہوتے ہیں' جو یہاں محمد بن رمح کے حوالے سے ذکر ہوا ہے کہ جب اُن کے سامنے خواب دیکھنے والے شخص کا واقعہ بیان کیا گیا تو اُنہوں نے ایک جملہ کہا جو بہترین کلام ہے جس میں بڑی حکمت پائی جاتی ہے اور بہت وزنی ہے' (اُنہوں نے فرمایا:) ''الرُّؤْیا تَسُرُّ، ولا تَغُرُّ'' (خواب خوش تو کر سکتے ہیں' لیکن غلط فہمی کا شکار نہیں کر سکتے) اُن کا یہ جملہ تحریف کے ساتھ بھی منقول ہے جس میں یہ لفظ ہیں: ''ولا تَضُرُّ'' (یعنی وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں) امام مالک کا یہ کلمہ (اصل عربی کتاب کے) صفحہ 79 پر آئے گا۔

اسی وجہ سے امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' کے مقدمہ میں صفحہ 115/1 پر یہ تحریر کیا ہے: علی بن مسہر بیان کرتے ہیں: میں نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابوعیاش سے تقریباً ایک ہزار احادیث سنی ہیں' جو اپنے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے' ضعیف اور متروک راویوں میں سے ایک ہے۔

علی کہتے ہیں: میری حمزہ سے ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ روایات پیش کیں جو اُنہوں نے ابان سے سنی تھیں (جو ایک ہزار کے قریب تھیں)' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن میں سے معمولی سی تعداد پانچ یا چھ سے واقفیت کا اظہار کیا (یعنی اُنہیں درست قرار دیا)۔ (امام مسلم کی بات یہاں ختم ہوئی)

←

قَالَ وَنَا بَكْرُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَشْهَبَ بن عبد العزيز عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ فِي مَنَامِي أَنِّي دَخَلْتُ مَسْجِدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَيْتُ

اس پر تعلیق لکھتے ہوئے علامہ نووی' شرح صحیح مسلم میں صفحہ 115/1 پر تحریر کرتے ہیں: قاضی عیاض فرماتے ہیں: یہ اور اس جیسی چیزیں اس بات سے مانوس کر سکتی ہیں' یا اس بات کو ظاہر کر سکتی ہیں جو ان کے ضعیف ہونے کی وجہ سے سامنے آتا ہے' ایسا نہیں ہے کہ خواب کی وجہ سے کسی حدیث کو کالعدم قرار دیا جائے' ورنہ اس سبب کی وجہ سے ایسی سنت کالعدم قرار پائے گی جو ثابت ہو چکی ہے جو سنت ثابت شدہ نہ ہو وہ خواب کی وجہ سے ثابت شمار نہیں ہوگی' اس بات پر علماء کا اتفاق ہے' یہ قاضی کا کلام تھا۔ ہمارے اصحاب میں سے دیگر حضرات نے بلکہ اُن کے علاوہ لوگوں نے بھی یہی بات کہی ہے' اُنہوں نے اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ جو چیز شریعت میں طے شدہ ہو' اُسے کسی خواب دیکھنے والے شخص کے خواب کی وجہ سے متغیر نہیں کیا جا سکتا بطور ہم نے جو بات ذکر کی ہے یہ چیز اُس بات کے خلاف نہیں ہوگی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا''۔

کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اُس شخص کا دیکھنا صحیح ہے اور یہ کوئی پریشان خواب یا شیطان کی فریب کاری نہیں ہے' لیکن اس خواب کے ذریعہ کسی شرعی حکم کا اثبات کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نیند کی حالت ایسی حالت نہیں ہے جس میں ضبط اور تحقیق پائی جاتی ہو' اُن باتوں کے لیے جو خواب دیکھنے والا شخص سنتا ہے اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آدمی کی روایت اور اُس کی گواہی قبول کرنے کیلئے یہ بات شرط ہے کہ آدمی جاگ رہا ہو اور وہ غفلت کا شکار نہ ہو اور اُس کا حافظہ بُرا نہ ہو اور وہ زیادہ غلطیاں نہ کرتا ہو اور اُس کے ضبط میں خلل نہ ہو' جبکہ سونے والے شخص میں یہ صفات نہیں پائی جاتی ہیں' اس لیے اُس کے ضبط کے خلل کی وجہ سے اُس کی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

خواب کے بارے میں یہ سب کچھ اُس چیز سے متعلق ہے جو کسی اختلافی مسئلہ میں کسی حکم کے اثبات کے بارے میں ہو جس کے بارے میں سرکاری اہلکار (یا قاضی صاحبان) فیصلہ دے سکیں' لیکن اگر کوئی شخص یہ خواب دیکھتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کسی کام کو کرنے کی ہدایت دی ہے جو کام اُس کے لیے مستحب ہو' یا اُسے کسی ممنوعہ کام سے منع کیا ہے' یا کسی مصلحت والے کام کی طرف اُس کی رہنمائی کی ہے تو ایسی صورت میں اُس خواب پر عمل کرنے کے مستحب ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ حکم محض خواب کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اصل زندگی کے حوالے سے بھی یہ طے شدہ ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے! (اُن کی (یعنی علامہ نووی کی) بات یہاں ختم ہوگئی)

اگر آپ چاہیں تو اس موضوع سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے شاطبی کی کتاب ''الاعتصام'' کے صفحہ 260/1 سے 264 تک کا مطالعہ کر سکتے ہیں' جو چوتھے باب کا آخری حصہ ہے' جو اہلِ بدعت کے استدلال کے ماخذ کے بارے میں ہے۔ اُنہوں نے وہاں پر خوابوں کی بنیاد پر عمل کرنے کے موضوع پر بحث کی ہے اور یہ بات واضح کی ہے کہ خواب سے متعلق ہو جانا اور اس سے استدلال کرنا غلط ہے اور خواب کی بنیاد پر دلیل قائم کرنا درست نہیں ہے۔

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يخطب اِذْ اَقْبَلَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فَدَخَلَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا اَبْصَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ اِلَيَّ اِلَيَّ فَاَقْبَلَ مَالِكٌ حَتّٰى دَنَا مِنْهُ فَسَلَّ خَاتَمَهُ مِنْ خِنْصِرِهِ فَوَضَعَهُ فِي خِنْصِرِ مَالِكٍ

اشہب بن عبدالعزیز نے دراوردی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا' تو نبی اکرم ﷺ اُس وقت لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' اسی دوران امام مالک آئے' وہ مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہوئے' جب نبی اکرم ﷺ نے اُنہیں ملاحظہ فرمایا' تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس آ جاؤ! میرے پاس آ جاؤ! تو امام مالک' نبی اکرم ﷺ کے قریب چلے گئے' نبی اکرم ﷺ نے اپنی چھوٹی انگلی سے انگوٹھی اُتاری اور اُسے امام مالک کی چھوٹی انگلی میں پہنا دیا۔

وَذَكَرَ اَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَالِحٍ الْاَزْدِيُّ قَالَ نَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ قَلَّمَا كَانَ رَجُلٌ صَادِقٌ لَا يَكْذِبُ فِي حَدِيثِهِ اِلا مُتِّعَ بِعَقْلِهِ وَلَمْ يُصِبْهُ مَعَ الْهَرَمِ آفَةٌ وَلا خَرَفٌ

قَالَ اَبُو عُمَرَ كَانَ ابْنُ مَعِينٍ يَقُولُ آلَةُ الْمُحَدِّثِ الصِّدْقُ

مطرف بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو سچا شخص حدیث بیان کرتے ہوئے جھوٹ نہ بولے' تو اُس کی عقل سلامت رہتی ہے اور بڑھاپے کے ساتھ اُسے کوئی آفت یا خرابی لاحق نہیں ہوتی ہے۔

ابوعمر بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن معین کہا کرتے تھے: محدث کا آلہ سچ بیانی ہے۔

حَدثنَا سعيد بن نصر (١) وعبد اللّٰه بن مُحَمَّد بن يُوسُف قَالَا نَا عبد اللّٰه بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ نَا الْحَسَنُ بن عبد اللّٰه الزُّبَيْدِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الْاَصْبَهَانِيُّ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ نَا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذ اَتَاهُ رجل فَقَالَ ايكم مَالك فَقَالُوا هَذَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَاعْتَنَقَهُ وَضَمَّهُ اِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ

---

(١) چار نسخوں میں لفظ "نصر" کی جگہ لفظ "سید" استعمال ہوا ہے اور درست وہ ہے جو مطبوعہ نسخہ کی بنیاد پر ہم نے برقرار رکھا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ جَالِسًا فِي هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هاتوا بِمَالِكٍ (۱) فَأُتِيَ بِكَ تَرْعَدُ فرائصك فَقَالَ لَيْسَ بك بَأْس يا اَبَا عبد الله وَكَنَّاكَ وَقَالَ اجْلِسْ فَجَلَسْتَ قَالَ افْتَحْ حُجْرَكَ فَفَتَحْتَهُ فَمَلَاهُ مِسْكًا مَنْثُورًا وَقَالَ ضُمَّهُ اِلَيْكَ وبثه فی فِي اُمَّتِي قَالَ فَبَكَى مَالِكٌ وَقَالَ الرُّؤْيَا تَسُرُّ وَلا تَغُرُّ وَاِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكَ فَهُوَ الْعلم الذى اودعنى الله

مصعب بن عبداللہ زبیری نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں مسجد نبوی میں امام مالک کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' اسی دوران ایک شخص اُن کے پاس آیا اور بولا: آپ میں سے مالک بن انس کون ہے؟ لوگوں نے اُسے بتایا کہ یہ ہیں! تو اُس نے امام مالک کو سلام کیا' اُنہیں گلے لگایا اور اپنے ساتھ بھینچ لیا اور بولا: اللہ کی قسم! میں نے گزشتہ رات خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی' آپ اسی جگہ تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مالک کو لے کر آؤ! تو آپ کو لایا گیا' آپ کا جسم کانپ رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوعبداللہ! تمہارے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کنیت سے مخاطب کیا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ! تو آپ بیٹھ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جھولی پھیلاؤ! آپ نے اُسے پھیلایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بکھرے ہوئے مشک کے ساتھ بھر دیا اور فرمایا: تم اسے اپنے ساتھ لگا لو اور اسے میری اُمت میں پھیلا دو۔ تو امام مالک رو پڑے اور بولے: خواب خوش کرتے ہیں' لیکن غلط فہمی کا شکار نہیں کرتے ہیں' اگر تمہارا خواب سچ ہوا' تو اس سے مراد وہ علم ہوگا' جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔

حَدثنَا خلف ابْن قَاسم قَالَ ثَنَا عبد الله بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْوَرْدِ الْبَغْدَادِيُّ بِمِصْرَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ وَاضِحٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بن خَلاد الاسكندرانى قَالَ نَا عبد السلام بْنُ عُمَرَ بْنِ خَالِدٍ مِنْ اَهْلِ الاِسْكَنْدَرِيَّةِ قَالَ رَاَى رَجُلٌ فِي الْمَنَامِ اَنَّ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فِي جَبَّانَةِ الاِسْكَنْدَرِيَّةِ يَرْمُونَ فِي غَرَضٍ فَكلهم يُخطء الْغَرَض فاذا رجل يَرْمِي وَيُصِيبُ الْقِرْطَاسَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ اسکندریہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص عبدالسلام بن عمر کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ لوگ اسکندریہ کے میدان میں اکٹھے ہیں اور ایک نشانہ

(۱) چاروں نسخوں میں اسی طرح ہے' البتہ مطبوعہ نسخہ میں "ائتو" ہے۔

پر تیراندازی کر رہے ہیں' اُن میں سے کسی کا تیر بھی نشانہ پر نہیں لگ رہا ہے' اسی دوران ایک شخص نے تیر مارا تو وہ نشانہ پر لگ گیا' میں نے دریافت کیا: یہ کون شخص ہے؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ مالک بن انس ہیں!

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسم قَالَ نَا عبد الرحمن بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا اَبُو زُرْعَةَ قَالَ ان اَبی قَالَ نَا اَبُو خُلَيْدٍ قَالَ قَالَ مَالِكٌ قَالَ لِی اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الْمَهْدِیُّ يَا اَبَا عبد الله اَلَكَ دَارٌ قَالَ قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ يَا اَمِير الْمُؤمِنِينَ وَلَا حدثنك حَدِيثا حدّثناهُ ربيعَة بن اَبی عبد الرحمن ان نسب الْمَرْء دَاره

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے: امیر المؤمنین خلیفہ مہدی نے مجھ سے کہا: اے ابوعبداللہ! کیا آپ کا اپنا گھر ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں! اے امیر المؤمنین! اللہ کی قسم! (نہیں ہے)' البتہ میں آپ کو ایک حدیث بیان کر دیتا ہوں جو ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے مجھے بیان کی تھی:

''آدمی کا نسب' اُس کا گھر ہوتا ہے''۔

بَاب فِی رياسته وَوَجَاهَتِهِ فِی عِلْمِ الدِّينِ عِنْدَ الْعَامَّةِ وَالسَّلاطِينِ

باب: علمِ دین میں عام افراد اور حکمرانوں کے سامنے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ریاست اور وجاہت کا بیان

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ نَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَّادٍ الزُّهْرِیُّ الْمَدَنِیُّ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ قَالَ لِی الْمَهْدِیُّ يَا اَبَا عبد اللّٰه ضَعْ لِی كِتَابًا اَحْمِلُ الاُمَّةَ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَمَّا هَذَا السُّقْعُ وَاَشَارَ اِلَی الْمَغْرِبِ فَقَدْ كَفَيْتُكُهُ وَاَمَّا الشَّامُ فَفِيهِمُ الرَّجُلُ الَّذِی عَلِمْتَهُ يَعْنِی الْاَوْزَاعِیَّ وَاَمَّا اَهْلُ الْعِرَاقِ فَهُمْ اَهْلُ الْعِرَاق

قَالَ اَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ هَكَذَا حَدَّثَنِی بِهِ الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَمَّادٍ وَاَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ عَن مَالك عَلَی خِلافِ ذَلِكَ

احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن حماد کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: (ایک مرتبہ) خلیفہ مہدی نے مجھ سے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ مجھے کوئی تحریر لکھ کے دے دیں تاکہ میں اُمت پر اُسے لازم قرار دے دوں! تو میں نے اُن سے کہا: اے امیر المؤمنین! جہاں تک اس حصہ کا تعلق ہے' انہوں نے مغرب کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا' تو اس حصہ کو میں خود سنبھال لوں

گا' جہاں تک شام کا تعلق ہے تو اُن میں ایک ایسا شخص موجود ہے' جس سے آپ بھی واقف ہیں' امام مالک کی مراد امام اوزاعی تھے اور جہاں تک اہلِ عراق کا تعلق ہے' تو وہ اہلِ عراق ہیں۔

ابوجعفر محمد بن جریر نے یہی واقعہ اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے

وَمَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ فَحَدَّثَنَاهُ الْحَارِثُ بْنُ اَبِي اُسَامَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ يَقُولُ لَمَّا حَجَّ اَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ دَعَانِي فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَحَادَثْتُهُ وَسَاَلَنِي فَاَجَبْتُهُ فَقَالَ اِنِّي عَزَمْتُ اَنْ آمُرَ بِكُتُبِكَ هٰذِهِ الَّتِي قَدْ وَضَعْتَ يَعْنِي الْمُوَطَّاَ فَتُنْسَخَ نُسَخًا ثُمَّ اَبْعَثُ اِلَى كُلِّ مِصْرٍ مِنْ اَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا نُسْخَةً وَآمُرُهُمْ اَنْ يَعْمَلُوا بِمَا فِيهَا وَلَا يَتَعَدَّوْهَا اِلَى غَيْرِهَا وَيَدَعُوا مَا سِوَى ذٰلِكَ مِنْ هٰذَا الْعِلْمِ الْمُحْدَثِ فَاِنِّي رَاَيْتُ اَصْلَ الْعِلْمِ رِوَايَةَ اَهْلِ الْمَدِينَةِ وَعِلْمَهُمْ قَالَ فَقُلْتُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَفْعَلْ هٰذَا فَاِنَّ النَّاسَ قَدْ سَبَقَتْ اِلَيْهِمْ اَقَاوِيلُ وَسَمِعُوا اَحَادِيثَ وَرَوَوْا رِوَايَاتٍ وَاَخَذَ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا سبق اِلَيْهِمْ وَعَمِلُوا بِهِ وَدَانُوا بِهِ مِنَ اخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَاِنَّ رَدَّهُمْ عَمَّا اعْتَقَدُوهُ شَدِيدٌ فَدَعِ النَّاسَ وَمَا هُمْ عَلَيْهِ وَمَا اخْتَارَ اَهْلُ كُلِّ بَلَدٍ لِاَنْفُسِهِمْ فَقَالَ لَعَمْرِي لَوْ طَاوَعْتَنِي عَلَى ذٰلِكَ لَاَمَرْتُ بِهِ (1)

البتہ محمد بن عمر نے امام مالک کے حوالے سے یہ واقعہ اس سے مختلف طور پر نقل کیا ہے' اُنہوں نے اپنی

(1) ابن جریر نے یہاں کی طرح ''ذیل المذیل'' میں کیا ہے کہ اُنہوں نے پہلی روایت کو ترجیح دے دی اور واقدی کی روایت سے اجتناب کیا لیکن ابن عساکر نے ''کشف المغطی من فضل الموطا'' میں کئی طرق کے حوالے سے امام مالک سے یہ بات نقل کی ہے جو واقدی کی روایت کی تائید کرتی ہے' اگرچہ اُن میں سے کوئی ایک روایت بھی اس بات سے خالی نہیں ہے کہ اُس کے بارے میں کلام کیا جائے' اُس میں یہ بھی تحریر ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے جب امام ابو یوسف کے ساتھ حج کیا تھا تو اُس نے امام مالک سے موطا کا سماع کیا تھا۔

اس بارے میں منقول مختلف روایات کے درمیان تطبیق یوں دی جا سکتی ہے کہ منصور نے امام مالک کے ساتھ اہل مدینہ کے علوم کی تدوین کے بارے میں جو بات چیت کی تھی وہ 148 ہجری کی بات ہے اور یہ اجمالی گفتگو تھی' پھر جب اُس نے اپنے آخری حج سے پہلے حج کیا تو اُس نے اُنہیں یہ ہدایت کی کہ جو کچھ اُنہوں نے تدوین کیا ہے اُس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول شدت والی روایات سے اجتناب کریں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول رخصت والی روایات سے اجتناب کریں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ←

سند کے ساتھ امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے:

جب ابوجعفر منصور حج کرنے کے لیے آیا' تو اُس نے مجھے بلوایا' میں اُس کے پاس گیا اور اُس کے ساتھ بات چیت کرتا رہا' اُس نے مجھ سے سوالات کیے' میں نے اُسے جوابات دیئے تو اُس نے کہا: میں نے یہ طے کرلیا ہے کہ آپ نے جو یہ کتاب مرتب کی ہے' یعنی مؤطا' اُس کے بارے میں' میں حکم دیتا ہوں کہ اس کے مختلف نسخے تیار کیے جائیں اور پھر مسلمانوں کے ہر ایک شہر میں اُس کا ایک نسخہ بھجوا دوں اور اُن لوگوں کو یہ حکم دوں کہ اس کتاب میں جو کچھ تحریر ہے وہ اس کے مطابق عمل کریں' وہ اس کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہ جائیں اور اس کے علاوہ جتنی ایجاد شدہ چیزیں ہیں' اُن سب کو ترک کر دیں کیونکہ میری یہ رائے ہے کہ اصل علم وہ ہے' جسے اہلِ مدینہ نے روایت کیا ہے اور جو اُن کا علم ہے۔ امام مالک بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ایسا نہ کریں! کیونکہ مختلف لوگوں کے اقوال (مختلف علاقوں کے لوگوں کے پاس) پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور اُنہوں نے کئی احادیث سنی ہوئی ہیں' کئی روایات نقل کی ہوئی ہیں' ہر علاقہ کے افراد نے اُن چیزوں کو حاصل کرلیا جو اُن کے پاس پہنچا اور اُنہوں نے اُنہی چیزوں پر عمل کیا اور اُنہی کو اختیار کیا جس کا تعلق صحابہ کرام اور دیگر (طبقات کے اہلِ علم) سے ہے' تو جس چیز کے بارے میں وہ لوگ اعتقاد رکھتے ہیں' اُس کو مسترد کرنا مشکل ہوگا' اس لیے لوگ جس چیز پر عمل پیرا ہیں اُنہیں اُس پر رہنے دیں' ہر شہر کے لوگوں کو جو کچھ اپنے لیے اختیار کیا ہوا ہے (اُنہیں اُس پر رہنے دیں) تو خلیفہ نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے! اگر آپ میری بات مان لیتے تو میں نے یہ حکم جاری کر دینا تھا۔

وَذَكَرَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ مِسْكِينٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَا سَمِعْنَا مَالِكًا يَذْكُرُ دُخُولَهُ عَلَى اَبِي جَعْفَرٍ وَقَوْلَهُ فِي انْتِسَاخِ كُتُبِهِ فِي الْعِلْمِ وَحَمْلِ النَّاسِ عَلَيْهَا قَالَ مَالِكٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ رَسَخَ فِي قُلُوبِ اَهْلِ كُلِّ بَلَدٍ مَا اعْتَقَدُوهُ وَعَمِلُوا بِهِ وَرَدُّ

بارے میں منقول شاذ روایات سے اجتناب کریں۔ امام مالک نے مؤطا کو خلیفہ مہدی کے عہد میں 159 ہجری میں لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا' اس لیے جو لوگ اس سے پہلے گزرے ہیں اُن کا روایت کرنا ثابت نہیں ہوگا۔ (ز)

میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ بات ہے جو ہمارے شیخ نے بیان کی ہے' جو اُنہوں نے مؤطا کی تدوین کی تعریف کے بارے میں لکھی ہے' لیکن اس میں غور وفکر کی گنجائش ہے جیسا کہ میں نے علامہ عبدالحی لکھنوی کی کتاب ''التعلیق المجد علی موطا الامام محمد'' کے مقدمہ میں صفحہ 10/1 سے لے کر صفحہ 12 تک تحریر کی ہے۔

الْعَامَّةِ عَنْ مِثْلِ هَذَا عَسِيرٌ" (۱)

زبیر بن بکار نے یہ بات ذکر کی ہے: یحییٰ بن مسکین اور محمد بن مسلمہ بیان کرتے ہیں: ہم نے امام مالک کو ابوجعفر سے اپنی ملاقات کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے سنا ہے: ابوجعفر نے اُن سے یہ کہا تھا کہ علم کے حوالے سے وہ اُن کی کتاب کے نسخے تیار کرواتا ہے اور لوگوں کو اُن کا پابند کرتا ہے' امام مالک بیان کرتے ہیں: تو میں نے اُس سے کہا: اے امیر المؤمنین! ہر شہر کے لوگوں کا جو اعتقاد ہے وہ اُس میں پختہ ہیں اور اُس پر ہی عمل کرتے ہیں' تو اب اس طرح کی صورتِ حال سے اُنہیں لوٹانا مشکل ہوگا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ كَانَ مَالِكٌ يَجْلِسُ فِي مَنْزِلِهِ عَلَى ضِجَاعٍ لَهُ وَنَمَارِقَ مَطْرُوحَةٍ يُمْنَةً وَيُسْرَةً فِي سَائِرِ الْبَيْتِ لِمَنْ يَأْتِي مِنْ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ وَالنَّاسِ كَانَ مَجْلِسُه

(۱) اس موضوع سے متعلق روایت کے الفاظ ابن ابوحاتم نے ''تقدمۃ الجرح والتعدیل'' صفحہ 29 میں امام مالک کے حالات میں نقل کیے ہیں' یہ روایت عتبہ بن حماد قاری دمشقی نے امام مالک سے نقل کی ہے جیسا کہ درج ذیل روایت ہے:

''امام مالک بیان کرتے ہیں: خلیفہ ابوجعفر منصور نے مجھ سے کہا: میں یہ چاہتا ہوں کہ اس علم کو ایک ہی علم مقرر کر دوں اور تمام لشکروں کے امراء اور قاضیوں کو یہ حکم نامہ بھجوا دوں کہ وہ لوگ اس پر عمل کریں' جو شخص اس کے برخلاف کرے گا اُس کی میں گردن اُڑا دوں گا۔ میں نے اُن سے کہا: امیر المؤمنین! اس کے علاوہ صورت بھی ہو سکتی ہے! پھر میں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ اس اُمت میں موجود رہے' آپ نے مختلف جنگی مہمات روانہ کیں لیکن زیادہ علاقے فتح ہونے سے پہلے ہی آپ ﷺ کا وصال ہو گیا' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے' اُن کے عہد میں بھی زیادہ علاقے فتح نہیں ہوئے' پھر اُن دونوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اُن کے ذریعہ بہت سے علاقے فتح ہوئے' اُنہیں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نظر نہیں آیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو معلم کے طور پر مختلف علاقوں میں بھجوائیں' تو اُن حضرات کے حوالے سے اُس وقت سے لے کر آج تک علم منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اگر آپ لوگوں کو اُن کی مانوس چیز سے ہٹا کر نامانوس چیز کی طرف لے کر جائیں گے تو وہ لوگ اسے کفر سمجھیں گے' آپ ہر شہر کے رہنے والے لوگوں کو اُس علم پر گامزن رہنے دیں جو اُن کے ہاں موجود ہے اور اس علم کو (جو میرے پاس ہے) اُسے اپنے لیے حاصل کر لیں۔ تو خلیفہ نے مجھ سے کہا: آپ کی بات میں بڑی دور اندیشی پائی جاتی ہے' آپ اس علم کو (میرے بیٹے) محمد کے لیے نوٹ کر دیں''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

یہاں محمد سے مراد خلیفہ ابوجعفر منصور کا بیٹا محمد مہدی باللہ ہے جو اپنے والد کے انتقال کے بعد 158 ہجری میں منصبِ خلافت پر فائز ہوا اور اُس کا انتقال 169 ہجری میں ہوا۔

مجلس وقار وحلم قَالَ وَكَانَ رَجُلا مهيبا نبيلا لَيْسَ فِي مَجْلِسه شیء مِنَ الْمِرَاءِ وَاللَّغطِ وَكَانَ الْغُرَبَاء يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْحَدِيْثِ وَالْحَدِيثَيْنِ اَوْ قَالَ الْحَدِيث بَعْدَ الْحَدِيثِ وَرُبَّمَا اَذِنَ لِبَعْضِهِمْ فَقَرَا عَلَيْهِ وَكَانَ لَهُ كَاتِبٌ قَدْ نَسَخَ كُتُبَهُ يُقَالُ لَهُ حَبِيبٌ يقرا لِلْجَمَاعَة وَلَيْسَ اَحَدٌ مِمَّنْ حَضَرَهُ يَدْنُو مِنْهُ وَلا يَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ وَلا يَسْتَفْهِمُهُ هَيْبَةً لَهُ وَاِجْلالا وَكَانَ حَبِيبٌ اِذَا قَرَاَ فَاَخْطَاَ فَتَحَ عَلَيْهِ مَالِكٌ وَكَانَ ذَلِكَ قَلِيلا

محمد بن عمر واقدی بیان کرتے ہیں: امام مالک اپنے گھر میں اپنے مخصوص بچھونے پر بیٹھتے تھے اور اُن کے دائیں بائیں پورے گھر میں مختلف قالین بچھے ہوئے ہوتے تھے جو اُن لوگوں کیلئے ہوتے تھے جن کا تعلق قریش' انصار اور دیگر لوگوں سے تھا اور وہ اُن کے پاس آیا کرتے تھے۔ امام مالک کی مجلس علم اور وقار والی مجلس ہوتی تھی۔

وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں: وہ ایک بارعب اور سمجھدار شخص تھے' اُن کی محفل میں فضول بحث اور بلند آوازیں نہیں ہوتی تھیں' مسافر لوگ اُن سے ایک یا دو حدیثوں کے بارے میں دریافت کرتے تھے' (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) ایک کے بعد دوسری حدیث کے بارے میں دریافت کرتے تھے' تو بعض اوقات وہ اُن میں سے کسی کو اجازت دے دیتے تھے تو وہ اُن کے سامنے اُس حدیث کو پڑھ دیتا تھا' امام مالک کا ایک کاتب بھی تھا' جو اُن کی تحریریں نقل کیا کرتا تھا' اُس کا نام حبیب تھا' وہ حاضرین کے سامنے روایات پڑھ کر سناتا تھا' حاضرین میں سے کوئی بھی شخص اُن کے قریب نہیں ہوسکتا تھا اور نہ ہی اُن کی تحریر کو دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی اُن سے مفہوم دریافت کرسکتا تھا' یہ اُن کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے تھا' جب حبیب پڑھتے ہوئے کوئی غلطی کرتا تھا تو امام مالک اُسے لقمہ دے دیتے تھے' البتہ ایسا کم ہی ہوتا تھا۔

قَالَ الطَّبَرِيُّ وَسَمِعْتُ اسماعيل بن مُوسَى الغزارى يَقُولُ دَخَلْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَسَاَلْتُهُ اَنْ يُحَدِّثِنِي فَحَدَّثَنِي اثْنَيْ عَشَرَ حَدِيثًا ثُمَّ اَمْسَكَ فَقُلْتُ لَهُ زِدْنِي اَكْرَمَكَ اللّٰهُ وَكَانَ لَهُ سُودَانٌ قِيَامٌ عَلَى رَاْسِهِ فَاَمَرَهُمْ فَاَخْرَجُونِي مِنْ دَارِهِ

طبری نے اسماعیل بن موسیٰ فزاری کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے یہ درخواست کی کہ وہ مجھے حدیث سنائیں! تو اُنہوں نے مجھے 12 احادیث سنائیں' پھر وہ رُک گئے' میں نے اُن سے درخواست کی: اللہ تعالیٰ آپ کی عزت افزائی کرے! آپ مزید سنائیے! تو امام مالک کے

کچھ سیاہ فام غلام تھے' جو اُن کے سرہانے کھڑے رہتے تھے' امام مالک نے اُنہیں حکم دیا تو اُنہوں نے مجھے گھر سے باہر نکال دیا۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ نَا اَبُو الميمون عبد الرحمن بْنُ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ الْبَجَلِيُّ بِدِمَشْقَ قَالَ نَا اَبُو زُرْعَةَ عبد الرحمن بْنُ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا اَبُو مُسْهِرٍ قَالَ قَالَ مَالِكٌ قَالَ لِي اَبُو جَعْفَرٍ يَا اَبَا عبد الله ذَهَبَ النَّاسُ فَلَمْ يَبْقَ غَيْرِى وَغَيْرُكَ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے: خلیفہ ابوجعفر نے مجھ سے کہا: اے ابوعبداللہ! لوگ رخصت ہو گئے ہیں اور میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا۔

وَذَكَرَ الدولابی قَالَ نَا يُونُس بن عبد الاعلى قَالَ انا عبد الله بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَعْنِي مَالِكًا دَخَلْتُ عَلَى اَبِي جَعْفَرٍ فَرَاَيْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ يُقَبِّلُ يَدَهُ الْمَرَّتَيْنِ وَالثَّلَاثَ وَرَزَقَنِي اللّٰهُ الْعَافِيَةَ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمْ اُقَبِّلْ لَهُ يدا (۱)

دولابی بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن وہب نے امام مالک کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں خلیفہ ابوجعفر کے پاس گیا تو میں نے بنوہاشم سے تعلق رکھنے والے ایک سے زیادہ افراد کو اُس کے ہاتھ دو دو' تین تین مرتبہ چومتے ہوئے دیکھا' لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت عطا کی اور میں نے اُس کے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا۔

وَذكر الدولابی نَا اسماعيل ابْنُ اِسْحَاقَ الْقَاضِي قَالَ نَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنِي حَسَنٌ كَذَا وَقَعَ وَصَوَابُهُ حُسَيْنٌ وَهُوَ حُسَيْنُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ قَدِمَ الْمَهْدِيُّ الْمَدِينَةَ فَبَعَثَ اِلَى مَالِكٍ

(۱) میں یہ کہتا ہوں: بعض اوقات میں' شاید یہ بات ابوجعفر منصور کی طرف سے سامنے آئی تھی کیونکہ حافظ ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں صفحہ 46/6 اور ''میزان الاعتدال'' میں صفحہ 302/4 پر جلیل القدر تابعی اور بڑے امام ہشام بن عروہ بن زبیر قریشی جن کا انتقال 146 ہجری میں ہوا' اُن کے حالات میں یہ بات تحریر کی ہے: امام ذہبی فرماتے ہیں:
''محمد بن علی باہلی نے قریش سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہشام بن عروہ' خلیفہ ابوجعفر منصور کی دست بوسی کیلئے بڑھے تو خلیفہ نے اُنہیں منع کر دیا اور بولا: اے ابن عروہ! ہم اس کے بغیر بھی آپ کی عزت کرتے ہیں اور یہ عزت ہم آپ کے علاوہ دوسروں سے کروالیں گے۔ ابوالفتح کہتے ہیں: ابوجعفر منصور کی کیا بات ہے! اُس نے کیسا بلیغ جملہ کہا ہے اور وہ کیسا بلند مرتبہ شخص تھا' ویسے فاضلین اور اکابرین کی دست بوسی کرنے کا رواج اسلاف میں تھا جیسا کہ میں نے اپنی کتاب ''العلماء العزاب'' میں صفحہ 74 پر تیسری شخصیت کے حالات کی تعلیق میں تحریر کیا ہے' اگر آپ چاہیں تو اُس کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

بِأَلْفَىْ دِينَارٍ اَوْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ ثُمَّ اَتَاهُ الرَّبِيعُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يحب اَنْ تُعَادِلَهُ اِلَى مَدِينَةِ السَّلَامِ فَقَالَ لَهُ مَالِكٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالْمَال عندى على حَاله

دولابی نے نصر بن علی کا یہ بیان نقل کیا ہے: حسن بن عروہ نے (دولابی کی کتاب میں اسی طرح تحریر ہے' لیکن درست یہ ہے کہ اُن کا نام حسین بن عروہ ہے' وہ بیان کرتے ہیں: خلیفہ مہدی' مدینہ منورہ آیا اُس نے امام مالک کو دو ہزار دینار' یا شاید تین ہزار دینار بھجوائے' پھر (خلیفہ کا معتمد) ربیع اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا: امیر المؤمنین یہ چاہتے ہیں کہ مدینۃ السلام میں آپ اُن سے ملاقات کریں! تو امام مالک نے اُن سے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''مدینہ منورہ اُن لوگوں کے لیے بہتر ہوگا' اگر اُنہیں علم ہو''۔

وہ مال میرے پاس اسی طرح موجود ہے (یعنی جو خلیفہ نے بھجوایا تھا' تو بے شک تم اُسے واپس لے لو)۔

نَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمد نَا ابْن زُهَيْرٍ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ اَمْلَى عَلَيَّ ابْنُ مَنَاذِرَ (۱)

وَمَنْ يَبْغِ الْوُصَاةَ فَاِنَّ عِنْدِى ...وُصَاةً لِلْكُهُولِ وَلِلشَّبَابِ

خُذُوا عَنْ مَالِكٍ وَعَنِ ابْنِ عون ...ولاتروو اَحَادِيْثَ ابْنِ دَابٍ (۲)

(۱) یہ ابوجعفر محمد بن مناذر بصری یربوعی ہے' اُن کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' یہ شاعر ہے' اس نے تاریخی روایات اور نادر روایات نقل کی ہیں' یہ ادب اور لغت کے ماہرین میں سے ایک ہے' اس نے علم فقہ حاصل کیا' حدیث روایت کی اور پھر زندیق ہوگیا' اس کا انتقال 198 ہجری میں ہوا۔ یاقوت حموی کی کتاب ''ارشاد الاریب'' کے صفحہ 55/19 سے صفحہ 60 تک اور ابن حجر کی کتاب ''لسان المیزان'' کے صفحہ 390/5 سے صفحہ 393 تک اس کے تفصیلی حالات منقول ہیں۔

لفظ مناذر میں میم پر پیش پڑھی جائے گی جیسا کہ ابن حجر نے اسے بیان کیا ہے اور ضبط کیا ہے' اُنہوں نے میم پر زبر ہونے کا انکار کیا ہے جیسا کہ آپ اس کے حالات میں یہ بات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ''الصحاح' القاموس اور تاج العروس'' ان سب کے مصنفین نے ''نذر'' کے تحت اس لفظ میں میم پر زبر یا پیش' دونوں ہونے کو درست قرار دیا ہے۔

(۲) یہاں ابن عون مراد ہیں جو علم حدیث حاصل کرنے کے پابند ہوئے اور اُن سے علم روایت کیا گیا جس طرح ←

قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْعِرَاقَ سَمِعْتُهُمْ يُنْشِدُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَا أَمْلَاهَا عَلَيَّ خُذُوا عَنْ يُونُسَ

امام مالک سے روایت کیا گیا۔ وہ امام‘ حافظ‘ پیشوا‘ اہلِ بصرہ کے شیخ اور اُن کے بڑے عالم عبداللہ بن عون بن ارطبان بصری مزنی ہیں‘ اُن کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے‘ یہ تابعین سے تعلق رکھنے والے اکابر اہلِ علم میں سے ایک ہیں۔ علم‘ زہد‘ پرہیزگاری اور عبادت کے حوالے سے فضیلت اور ترجیح کی تمام صفات کے جامع تھے‘ دین میں پختہ تھے‘ سنت کے عالم تھے‘ حسن بصری‘ محمد بن سیرین‘ ابراہیم نخعی‘ سعید بن جبیر اور ان کے طبقہ کے افراد کے شاگردوں میں سے ہیں‘ اپنے زمانہ میں زہد اور نیکوکاری کے حوالے سے بے نظیر شخصیت تھے‘ انہیں بصرہ کا ستارہ شمار کیا جاتا ہے۔

قرہ بن خالد بیان کرتے ہیں: ہم محمد بن سیرین کی پرہیزگاری پر حیران ہوا کرتے تھے لیکن ابن عون نے ہمیں ان کی یاد بھلا دی۔ بکار سیرینی بیان کرتے ہیں: میں ایک عرصہ تک اُن کے ساتھ رہا ہوں‘ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے‘ اُن کی خوشبو پاکیزہ تھی‘ لباس نرم تھا‘ ہفتہ میں ایک مرتبہ پورا قرآن ختم کر لیتے تھے‘ جنگوں میں حصہ لیتے تھے‘ گھوڑے پر سوار ہو جاتے تھے‘ اُنہوں نے رومیوں کے ایک بڑے شاہسوار کو مقابلہ کے لیے للکارا اور اُسے قتل کر دیا‘ لوگ اُن سے واقف نہیں ہیں‘ اُن کی پیدائش 66 ہجری میں اور انتقال 151 ہجری میں ہوا۔ ان کے مناقب بے شمار ہیں‘ صرف اتنی ہی بات کافی ہے کہ آپ امام‘ مجاہد‘ عابد‘ زاہد‘ عبداللہ بن مبارک کا اُن کے بارے میں قول سن لیں‘ وہ فرماتے ہیں:

”جب بھی کسی شخصیت سے ملنے سے پہلے میرے سامنے اُس کا ذکر ہوا اور پھر میری اُس سے ملاقات ہوئی تو وہ شخصیت اُس سے کم تھی (جو مجھے بتایا گیا تھا) لیکن ابن عون کا معاملہ مختلف ہے...... میری یہ خواہش ہے کہ میں اُن کے ساتھ رہتا یہاں تک کہ میں مرجاتا یا اُن کا انتقال ہو جاتا“۔

اگر آپ چاہیں تو ان کے تفصیلی حالات کے لیے ”سیر اعلام النبلاء“ کے صفحہ 364/6 سے 375 تک اور ”تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی“ کے صفحہ 156/1 سے 157 تک‘ اور حافظ ابن حجر کی ”تہذیب التہذیب“ کے صفحہ 346/5 سے 349 تک‘ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

ابن داب نام کے دو صاحب ہیں‘ یہ دونوں مدنی ہیں اور دونوں احادیث ایجاد کرتے ہیں‘ ان میں سے ایک محمد بن داب مدنی ہیں‘ امام ابن ماجہ ان سے روایت نقل کرنے میں منفرد ہیں‘ اُنہوں نے اپنی سنن کے مقدمہ میں صفحہ 97/1 ”باب: جس سے کسی علمی بات کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ اُسے چھپا لے“ اس میں امام ابن ماجہ نے ان صاحب کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے‘ امام ابوزرعہ‘ امام ابن حبان اور دیگر حضرات نے اس شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر ”تقریب التہذیب“ صفحہ 159/2 پر تحریر کرتے ہیں: محمد بن داب‘ ہمزہ کے بغیر ہوگا‘ یہ مدنی ہے۔ ابوزرعہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے‘ یہ نویں طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ”د“ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

(شیخ ابوغدہ فرماتے ہیں:) یہاں ”د“ کا جو ”رمز“ استعمال ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے اپنی ”سنن“ میں ←

وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ (ا) قَالَ اَبُو عُمَرَ هٰكَذَا هٰذَا الْخَبَرُ فِي كِتَابِ ابْنِ اَبِي خَيْثَمَةَ وَرُوِّيْنَا مِنْ وُجُوْهٍ اَنَّ اَصْلَ الْبَيْتَيْنِ لابْنِ مَنَاذِرَ اِنَّمَا هُوَ

خُذُوا عَنْ يُونُسَ وَعَنِ ابْنِ عون ... ولاتروُوا اَحَادِيثَ ابْنِ دَابِ

اس راوی کے حوالے سے روایت نقل کی ہے' لیکن یہ رمز غلط ہے اور تحریف شدہ ہے' درست یہ ہے کہ یہاں رمز کے طور پر "ق" آنا چاہیے تھا کیونکہ ابن ماجہ کیلئے وہی رمز مخصوص ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ امام ابن ماجہ نے اس راوی سے روایت نقل کی ہے اور جس طرح رجال الحدیث سے متعلق تمام کتابوں میں اس کیلئے رمز "ق" نقل کیا گیا ہے۔

ابن داب دوسرا شخص جو یہاں مراد ہے' وہ عیسیٰ بن یزید بن بکر بن داب لیثی مدنی ہے' جس کے حالات حافظ ابن حجر کی "لسان المیزان" کے صفحہ 408/4 سے 410 تک ہیں۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں صفحہ 148/11 سے صفحہ 152 تک اس کے حالات نقل کیے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں: یہ بغداد آیا تھا اور وہاں مقیم رہا' وہاں اس نے احادیث بیان کیں' یہ عرب راویوں سے روایات نقل کرتا تھا' ادبیات میں مہارت رکھتا تھا' انساب کا عالم تھا' تاریخی واقعات کا عارف تھا' سیرت کا حافظ تھا' یہ بات بیان کی گئی ہے کہ یہ احادیث میں اُن الفاظ کا اضافہ کر دیتا تھا' جو احادیث کے متن میں نہیں ہوتے تھے۔ خلف احمر فرماتے ہیں: ابن داب' حدیث ایجاد کیا کرتا تھا۔

ابراہیم بن محمد بن عرفہ بیان کرتے ہیں: ابن داب' خلیفہ ہادی کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا تھا' اُسے خلیفہ کی بارگاہ میں بڑا مقام حاصل تھا' ابن مناذر نے یہ کہا ہے:

"جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہو تو میرے پاس بوڑھوں اور جوانوں کیلئے ایک نصیحت ہے اور وہ یہ کہ تم لوگ امام مالک اور ابن عون سے روایات حاصل کر لو لیکن ابن داب کی احادیث کو روایت نہ کرو' تم ہلاکت کا شکار ہونے والے لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ جھوٹی احادیث کے ساتھ لہو ولعب کے مرتکب ہوں گے جب ان سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی تو یہ مضمحل ہو جائیں گی' جس طرح سراب کرتا ہے"۔

(ا) یونس نامی یہ صاحب یونس بن عبید بصری ہیں جیسا کہ ذرا آگے چل کر مصنف نے ان کے نسب کی صراحت کر دی ہے' یہ امام' پیشوا' حافظ' حجت' ابوعبداللہ یونس بن عبید بن دینار بصری عبدی ہیں' اُن کے ساتھ انہیں نسب ولاء حاصل ہے' یہ کمسن تابعین کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں' حسن بصری' ابن سیرین' ثابت بنانی اور اس بلند مرتبہ والے طبقہ کے افراد کے شاگردوں میں سے ہیں' یہ خز کا کاروبار کرتے تھے' یہ اُسے فروخت کرتے تھے اور خز سے مراد اُون اور ریشم سے بنا ہوا' یا خالص ریشم سے بنا ہوا کپڑا ہے۔ یہ ثقہ حافظانِ حدیث میں سے ایک ہیں' ہدایت کے بلند نشانات میں سے ایک ہیں۔ علم' فضیلت' حفظ' اتقان' سنت' اہل بدعت کے ساتھ بغض' دنیا سے لاتعلقی' دین کی سمجھ بوجھ اور عمل پر پرہیزگاری کے حوالے سے اپنے زمانہ کے اکابرین میں سے ایک ہیں۔ ایک غازی کا یہ بیان ہے کہ اللہ کی قسم! ایک مرتبہ ہم لوگ ←

وَكَانَ عِيسَى بْنُ دَابٍ عَدُوًّا لابْنِ مَنَاذِرَ وَكَانَ اَحْسَنَ هَدْيًا مِنَ ابْنِ مَنَاذِرَ وَسَمْتًا وَمُرُوءَةً وَصِيَانَةً (ا) وَذِكْرُ يُونُسَ فِي هَذَا الحَدِيث اشبه لِاَنّ عبد الله ابْن عَوْنٍ وَيُونُسَ بْنَ عُبَيْدٍ كَانَا بَصْرِيَّيْنِ جَارَيْنِ مُتَوَاخِيَيْنِ كِلاهُمَا عَلَى السُّنَّةِ قَدْ شُهِرَا بِهَا

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن منذر حزامی کا یہ بیان نقل کیا ہے: ابن مناذر نے مجھے یہ اشعار املاء کروائے:

''جو شخص کسی نصیحت کا طلبگار ہو تو میرے پاس عمر رسیدہ افراد اور نوجوانوں کیلئے ایک نصیحت ہے کہ تم مالک اور ابن عون سے احادیث حاصل کرلو لیکن ابن داب سے احادیث روایت نہ کرنا''۔

ابراہیم بن منذر حزامی بیان کرتے ہیں: جب میں عراق آیا تو میں نے اُنہیں وہ اشعار سناتے ہوئے سنا جو اُس سے مختلف تھے جو اُنہوں نے مجھے املاء کروائے تھے' وہاں وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

''یونس اور ابن عون سے احادیث حاصل کرلو''۔

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) ابن ابوخیثمہ کی کتاب میں یہ روایت اسی طرح ہے' ہم نے دیگر حوالوں سے ابن مناذر کے یہ دونوں مصرعے روایت کیے ہیں جو ان الفاظ میں ہیں:

''یونس اور ابن عون سے احادیث حاصل کرلو لیکن ابن داب کی احادیث روایت نہ کرنا''۔

اصل میں عیسیٰ بن داب' ابن مناذر کے دشمن تھے' حالانکہ اخلاق' چال چلن' مروّت اور پرہیزگاری کے حوالے سے وہ ابن مناذر سے عمدہ تھے۔

دشمن کے مدمقابل تھے' جب ہمارے لیے پریشان کن صورتِ حال پیدا ہوگئی تو ہم نے کہا: اے اللہ! اے یونس بن عبید کے پروردگار! تُو ہمیں آسانی نصیب فرما! تو ہمیں آسانی نصیب ہوگئی۔ ان صاحب کا انتقال 139 ہجری میں ہوا' اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے!

ان کے تفصیلی معطر حالات جن میں سلف صالحین کے اخلاق کے نادر موتی اور قیمتی جواہرات پائے جاتے ہیں' وہ (حالات) ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 288/6 سے صفحہ 296 تک' ''تاریخ اسلام'' صفحہ 318/5 سے صفحہ 320 تک اور ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 145/1 سے صفحہ 146 تک تحریر ہیں۔ یہ تینوں کتابیں حافظ ذہبی کی تصنیف ہیں' اس کے علاوہ ابن حجر کی ''تہذیب التہذیب'' کے صفحہ 442/11 سے 445 تک ہیں۔

(ا) اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جھوٹا مؤمن اپنے اخلاق کے حوالے سے ملحد اور زندیق شخص سے بہتر ہوتا ہے' تاہم ہم ہر خرابی سے سلامتی اور عافیت کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔

اس واقعہ میں (شعر میں) یونس کا ذکر ہونا زیادہ قرینِ قیاس ہے کیونکہ عبداللہ بن عون اور یونس بن عبید' یہ دونوں بصرہ کے رہنے والے ہیں' دونوں پڑوسی تھے' دونوں سنت (کے بڑے عالم) تھے اور اسی حوالے سے مشہور ہوئے۔

بَاب ذكر محنته رَحمَه اللّٰهِ مَعَ السُّلْطَان

باب: حاکمِ وقت کی طرف سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش

نَا اَبُو عُمَرَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ اَبُو بَكْرٍ الدِّينَوَرِيُّ قَالَ نَا اَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ قَالَ وَكَانَ مَالِكٌ قَدْ ضُرِبَ بِالسِّيَاطِ وَاخْتُلِفَ فِيمَنْ ضَرَبَهُ وَفِي السَّبَبِ الَّذِي ضُرِبَ فِيهِ قَالَ فَحَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا ابْنُ ذَكْوَانَ عَنْ مَرْوَانَ الطَّاطَرِيِّ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ نَهَى مَالِكًا عَنِ الْحَدِيثِ (لَيْسَ عَلَى مُسْتَكْرَهٍ طَلَاقٌ) ثُمَّ دس اِلَيْهِ مَنْ يَسْاَلُهُ عَنْهُ فَحَدَّثَ بِهِ عَلَى رُؤُسِ النَّاسِ فَضَرَبَهُ بِالسِّيَاطِ

ابوعمر احمد بن محمد اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں: ابن جریر طبری نے یہ بات بیان کی ہے: امام مالک کو کوڑوں کے ساتھ مارا گیا تھا' البتہ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کس نے اُنہیں کوڑے لگوائے تھے اور کس وجہ سے لگوائے تھے؟ طبری بیان کرتے ہیں: عباس بن ولید نے اپنی سند کے ساتھ مروان طاطری کا یہ بیان نقل کیا ہے: خلیفہ ابوجعفر نے امام مالک کو یہ حدیث روایت کرنے سے منع کیا:

''جس شخص کو مجبور کیا گیا ہو' اُس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی''۔

پھر خلیفہ نے ایک شخص کو اُن کے پاس بھیجا جس نے اُن سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں کی موجودگی میں امام مالک نے اُسے یہ حدیث روایت کر دی تو اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر نے اُنہیں کوڑے لگوائے۔

قَالَ وَحَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ قَالَ اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَّادٍ اَنَّهُ كَانَ يَنْظُرُ اِلَى مَالِكٍ اِذَا اُقِيمَ مِنْ مَجْلِسِهِ حَمَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى اَوْ يَدَهُ الْيُسْرَى بِالْاُخْرَى وَاَمَّا مُحَمَّد بن عمر اِنَّهُ قَالَ فِي ذَلِكَ مَا حَدَّثَنِي الْحَارِثُ قَالَ نَا ابْنُ سَعْدٍ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ لَمَّا دُعِيَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَشُووِرَ وَسُمِعَ مِنْهُ وَقُبِلَ قَوْلُهُ شَنِفَ لَهُ النَّاس (۱) وحسدوه وبغوه بِكُل شيء فَلَمَّا وَلِيَ

(۱) ''القاموس'' میں یہ تحریر ہے: لفظ ''شَنِفَ'' لفظ ''فَرِحَ'' کی طرح ہے' (یعنی یہ باب سمع یسمع سے آتا ہے)۔ اس کا مطلب ہے: وہ اُسے ناپسند کرتا ہے اور اُسے منکر قرار دیتا ہے۔

جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَلَى الْمَدِينَةِ سعوا بِهِ اليه واكثروا [1] عَلَيْهِ عِنْدَهُ وَقَالُوا لَا يَرَى اَيْمَانَ بَيْعَتِكُمْ هَذِهِ بشيء وَهُوَ يَأْخُذُ بِحَدِيثٍ رَوَاهُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْاَحْنَفِ [2] فِي طَلَاقِ الْمُكْرَهِ اَنَّهُ لَا يَجُوزُ فَغَضِبَ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ فَدَعَا بِمَالِكٍ فَاحْتَجَّ عَلَيْهِ بِمَا رُفِعَ اِلَيْهِ عَنْهُ ثُمَّ جَرَّدَهُ وَمَدَّهُ فَضَرَبَهُ بِالسِّيَاطِ [3] وَمُدَّتْ يَدُهُ حَتَّى انْخَلَعَتْ كتفه وارتكب مِنْهُ اَمْر عَظِيم فَوَاللّٰه مازال مَالِكٌ بَعْدَ ذَلِكَ الضَّرْبِ فِي رِفْعَةٍ مِنَ النَّاسِ وَعُلُوٍّ مِنْ اَمْرِهِ [4] وَاِعْظَامِ النَّاسِ لَهُ وَكَاَنَّمَا كَانَتْ تِلْكَ السِّيَاطُ الَّتِي ضُرِبَ بِهَا حليا حلى بِهِ

ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن حماد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ امام مالک کا یہ منظر آج بھی اُن کی نگاہ میں ہے کہ اُنہیں اُن کی مجلس سے اُٹھایا گیا اور اُن کا دایاں ہاتھ یا شاید بایاں ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ دیا گیا (یعنی باندھ دیا گیا)۔

جہاں تک محمد بن عمر کا تعلق ہے' وہ یہ بیان کرتے ہیں: جب امام مالک کو (خلیفہ کے پاس) بلایا گیا' اُن سے مشورہ لیا گیا' اُن کی بات سنی گئی' اُن کی بات کو قبول کیا گیا تو کچھ لوگ اُن سے ناراض ہو گئے' اُن سے حسد کرنے لگے اور ہر حوالے سے اُن کے خلاف ہو گئے' جب جعفر بن سلیمان مدینہ منورہ کا گورنر بنا تو یہ لوگ اُس کے سامنے کوششیں کرنے لگے اور امام مالک کی بکثرت بُرائیاں بیان کرنے لگے' اُن لوگوں نے یہ بھی کہا کہ امام مالک تمہاری بیعت کی قسم کو کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں اور وہ اُس حدیث کو اختیار کرتے ہیں جو اُنہوں نے ثابت بن احنف کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جس شخص کو مجبور کیا گیا ہو اُس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے (تو جب طلاق واقع نہیں ہوتی ہے تو زبردستی کی بیعت بھی واقع نہیں ہو گی)۔
اس پر جعفر بن سلیمان غصہ میں آ گیا' اُس نے امام مالک کو بلوایا اور اُس کے سامنے جو کچھ بیان کیا گیا تھا' اُس کو اُن کے خلاف دلیل بنا کر اُن کے (بالائی جسم کے) لباس کو اُتارا اور اُنہیں کوڑے لگوائے' اُن کا ہاتھ اتنا کھینچا گیا کہ اُن کا کندھا اُتر گیا' یہ ایک بڑا سانحہ تھا لیکن اس مار پیٹ کے بعد اللہ کی قسم! لوگوں میں امام

---

(۱) ''ؤ'' نسخہ میں لفظ ''وَكَبَّروا'' ہے اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''كثروا'' ہے۔

(۲) ''ا'' نسخہ میں اور مطبوعہ نسخہ میں اور موطا میں ''طلاق سے متعلق روایات'' کے آغاز میں اسی طرح تحریر ہے' لیکن ''ؤ''، ''ک''، ''س'' نسخہ میں لفظ ''ثابت الاحنف'' مذکور ہے۔

(۳) یہ 146 ہجری کی بات ہے۔(ز)

(۴) ''ا'' نسخہ میں یہ مذکور ہے: ''تو اس پٹائی کے بعد اُن کی عظمت اور بلند مرتبہ میں اضافہ ہو گیا''۔

مالک کی قدرومنزلت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اُن کا مرتبہ بلند ہو گیا' لوگ اُن کی زیادہ تعظیم کرنے لگے' تو اُن لگے ہوئے کوڑوں کی مثال یوں ہو گئی جیسے اُنہیں کسی زیور سے آراستہ کیا گیا ہو۔

بَابُ ذِكْرِ وَفَاةِ مَالِكٍ وَذِكْرِ مَا رُثِيَ بِهِ وَمَبْلَغِ عُمُرِهِ

باب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات' اُن کے انتقال پر کہے گئے مرثیے اور اُن کی عمر کا تذکرہ

نَا اَبُو عُمَرَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ نَا اَبُو جعفر مُحَمَّد بن جرير قَالَ الحارث بن ابى اسامة [(۱)] قال نَا مُحَمَّد بن سعد [(۲)] قَالَ نَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اَبِى اُوَيْسٍ قَالَ اشْتَكَى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فَسَاَلْتُ بَعْضَ اَهْلِنَا عَمَّا قَالَ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالُوا تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَتُوُفِّيَ صَبِيحَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَةٍ فِي خِلَافَةِ هرون وَصلى عَلَيْهِ عبد الله بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ على بن عبد الله بْنِ الْعَبَّاسِ وَهُوَ ابْنُ زَيْنَبَ بِنْتِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ كَانَ يُعْرَفُ بِاُمِّهِ يُقَالُ لَهُ عبد الله بن زَيْنَبَ كَانَ اَمِيرَ الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ وَالِيًا عَلَيْهَا لِهَارُونَ صَلَّى عَلَيْهِ فِي مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ وَدُفِنَ بِالْبَقِيعِ وَكَانَ يَوْمَ مَاتَ ابْنَ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ سَنَةً

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُصْعَبِ بن عبد الله الزُّبَيْرِيِّ فَقَالَ اَنَا اَحْفَظُ النَّاسِ لِمَوْتِ مَالِكٍ مَاتَ فِي صَفَرٍ سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَةٍ

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ وَاَخْبَرَنِي مَعْنُ بْنُ عِيسَى بِمِثْلِ ذَلِكَ وَقَالَ رَاَيْتُ الْفُسْطَاطَ عَلَى قَبْرِ مَالك ابْنِ اَنَسٍ وَقَالَ خَلِيفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ مَالِكُ بْنُ اَنَسِ بْنِ اَبِى عَامِرٍ مِنْ ذِى اَصْبَحَ من حمير يكنى اَبَا عبد الله مَاتَ سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَةٍ

ابوعمر احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ اسماعیل بن ابواویس کا یہ بیان نقل کیا ہے: جب امام مالک کی بیماری شدید ہو گئی (اور پھر اُن کا انتقال ہو گیا) تو میں نے اپنے اہلِ خانہ سے دریافت کیا: مرنے کے قریب

(۱) تمام نسخوں میں یہ لفظ ساقط ہے لیکن سند کو متصل رکھنے کیلئے اسے برقرار رکھنا ضروری ہے' اس سے پہلے باب 27 اور باب 26 میں محمد بن جریر طبری کی محمد بن سعد کے حوالے سے نقل کردہ روایت گزر چکی ہے' جو حارث بن ابواسامہ کے واسطہ سے منقول ہے۔

(۲) نسخہ ''س'' میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے' دیگر تمام نسخوں میں اسے تبدیل کر کے محمد بن سعید لکھا گیا ہے۔

اُنہوں نے کیا پڑھا تھا؟ تو اہلِ خانہ نے بتایا: اُنہوں نے پہلے کلمۂ شہادت پڑھا اور پھر یہ آیت پڑھی:

"لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ"۔

امام مالک کا انتقال 14 ربیع الاوّل کی صبح 179 ہجری میں' ہارون الرشید کے عہدِ خلافت میں ہوا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ عبداللہ بن محمد نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی' یہ صاحب سلیمان بن علی کی صاحبزادی زینب کے صاحبزادے تھے' تو یہ اپنی والدہ کے حوالے سے معروف تھے اور انہیں عبداللہ بن زینب کہا جاتا تھا' یہ اُن دنوں مدینہ منورہ کے گورنر تھے' خلیفہ ہارون الرشید نے انہیں وہاں کا گورنر مقرر کیا تھا' اُنہوں نے جنازگاہ میں امام مالک کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی اور امام مالک کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا' انتقال کے وقت اُن کی عمر 85 برس تھی۔

محمد بن سعد نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ مصعب بن عبداللہ زبیری سے کیا تو اُنہوں نے فرمایا: امام مالک کے انتقال (کی تاریخ) مجھے سب سے زیادہ اچھی طرح سے یاد ہے' اُن کا انتقال صفر کے مہینہ میں 179 ہجری میں ہوا تھا۔

ابن سعد بیان کرتے ہیں: معن بن عیسیٰ نے بھی مجھے اسی کی مانند بات بتائی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک کی قبر پر خیمہ لگے ہوئے دیکھا تھا۔

خلیفہ بن خیاط تحریر کرتے ہیں: مالک بن انس بن ابوعامر' ان کا تعلق ذواصبح قبیلہ سے تھا' جو حمیر قبیلہ کی شاخ ہے' ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور ان کا انتقال 179 ہجری میں ہوا۔

وَمِمَّا رُثِیَ بِهِ مَالك رَحِمَه الله قَول عبد الله بن سَالم الْخياط ذكره مُحَمَّد ابْن الْحَسَنِ بْنِ زِبَالَةَ عَنْهُ ...

يَأْبَى الْجَوَابَ فَمَا يُرَاجَعُ هَيْبَةً ...وَالسَّائِلُونَ نَوَاكِسُ الْاَذْقَانِ

اَدَبُ الْوَقَارِ وَعِزُّ سُلْطَانِ التُّقَى ...فَهُوَ الْمُطَاعُ وَلَيْسَ ذَا سُلْطَانِ

امام مالک پر جو مرثیے کہے گئے ہیں' اُن میں سے ایک عبداللہ بن سالم خیاط کا کہا ہوا مرثیہ ہے جسے محمد بن حسن بن زبالہ نے اُن سے روایت کیا ہے' (وہ کہتے ہیں:)

"اگر وہ جواب دینے سے انکار کر دیں تو اُن کی ہیبت کی وجہ سے اُن سے دوبارہ سوال نہیں کیا جا سکتا' اور سوال کرنے والے لوگ اپنی ٹھوڑیاں جھکا لیتے ہیں' وقار کا ادب اور پرہیزگار حکمران کی عزت (اُنہیں

حاصل ہے) وہ ایک ایسے فرمانروا ہیں جن کے پاس سلطنت نہیں ہے"۔

وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ كِنَانَةَ يُنْشِدُ هَذِهِ الْاَبْيَاتَ لِبَعْضِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِي مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ (اَلا اِنَّ

فَقْدَ الْعِلْمِ فِي فَقْدِ مَالِكٍ ...فَلا زَالَ فِينَا صَالِحَ الْحَالِ مَالِكُ

فَلَوْلاهُ مَا قَامَتْ حُقُوقٌ كَثِيرَةٌ ...وَلَوْلاه لانْسَدَّتْ عَلَيْنَا الْمَسَالِكُ

يُقِيمُ سَبِيلَ الْحَقِّ سِرًّا وَجَهْرَةً ...وَيَهْدِى كَمَا تَهْدِى النُّجُومُ الشَّوَابِكُ

قَالَ اَبُو عُمَرَ تُنْسَبُ هَذِهِ الْاَبْيَاتُ اِلَى ابْنِ اَبِى الْمُعَافَى الْمَدَنِيِّ وَفِيهَا زِيَادَةٌ

عَشَوْنَا اِلَيْهِ نَبْتَغِي ضَوْءَ نَارِهِ ...وَقَدْ لَزِمَ الْعَيَّ اللَّجُوجُ الْمُمَاحِكُ

فَجَاءَ بِرَاْيٍ مِثْلُهُ يُقْتَدَى بِهِ ... كَنَظْمِ جُمَانٍ زَيَّنَتْهُ السَّبَائِكُ

عثمان بن کنانہ نے امام مالک کے بارے میں بعض اہلِ مدینہ کو یہ اشعار موزوں کر کے سنائے تھے:

"خبردار! امام مالک کو کھو کر علم کو کھو دیا گیا ہے' امام مالک ہمارے درمیان ہمیشہ نیک حالت میں رہے' اگر وہ نہ ہوتے تو بہت سے حقوق ادا نہ ہو پاتے اور اگر وہ نہ ہوتے تو بہت سے راستے ہمارے لیے بند ہو جاتے' اُنہوں نے پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر حق کے راستہ کو قائم رکھا اور اس طرح رہنمائی کی جس طرح جگمگاتے ہوئے ستارے رہنمائی کرتے ہیں"۔

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) یہ اشعار ابن ابومعافی مدنی کی طرف منسوب ہیں اور ان میں کچھ اضافہ ہے: "ہم رات کے وقت اُن کے پاس گئے تا کہ اُن کی آگ کی روشنی حاصل کریں'

تو اُنہوں نے ایسی رائے پیش کی کہ اُس جیسی رائے کی پیروی کی جاتی ہے جو موتیوں کی اُس لڑی کی مانند ہے جسے چاندی کے ذریعے آراستہ کیا گیا ہو"۔

وَمِمَّا رُثِيَ بِهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَا رُوِّينَا عَنْ اَصْبَغَ بْنِ الْفَرَجِ اَنَّهُ قَالَ رَثَتْ مَالِكًا امْرَاَةٌ فَقَالَتْ

بَكَيْتُ بِدَمْعٍ وَاكِفٍ فَقْدَ مَالِكٍ ...فَفِي فَقْدِهِ ضَاقَتْ عَلَيْنَا المسالك

ومالى لَا اَبْكِى عَلَيْهِ وَقَدْ بَكَتْ ...عَلَيْهِ الثُّرَيَّا والنجوم الشوابك

حَلَفْتُ بِمن اَهْدَتْ قُرَيْشٌ وَحَلَّلَتْ ...صَبِيحَةَ عَشْرٍ حِينَ تُقْضَى الْمَنَاسِكُ

لَنِعْمَ وِعَاءُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ مَالِكٌ ...اِذَا عَزَّ (۱) مَفْقُودٌ مِنَ النَّاسِ هَالِكُ

(۱) چاروں نسخوں یعنی "ک" "ا" "د" اور "س" میں لفظ "عد" ہے اور درست لفظ وہ ہے جسے مطبوعہ نسخہ میں برقرار رکھا گیا ہے۔

امام مالک کے بارے میں جو مرثیے کہے گئے' اُن میں سے ایک یہ ہے جسے ہم نے اصبغ بن فرج سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے امام مالک کا مرثیہ کہتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

''امام مالک کی جدائی پر میں بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ رو رہی ہوں کیونکہ اُن کی جدائی کی وجہ سے ہمارے لیے راستے تنگ ہو گئے ہیں' آخر میں اُن پر کیوں نہ روؤں جبکہ اُن پر ثریا (نامی ستارہ) اور جگمگاتے ہوئے ستارے رو رہے ہیں' دس تاریخ کی صبح جب مناسک مکمل ہو جاتے ہیں تو قریش جو ہدی (قربانی کا جانور) بھیجتے ہیں اور احرام کھولتے ہیں' میں نے (اُس طرح کا جانور قربان کرنے کا) حلف اُٹھا لیا ہے (یعنی نذر مان لی ہے) تو فقہ اور علم کا بہترین برتن امام مالک تھے' جب لوگوں میں سے گمشدہ شخص ہلاکت کا شکار ہوتا ہے''۔

وَقَالَ الزُّبَيْرُ بن بكار انشدني عبد العزيز بن عبد الله الاويسي واسمعيل ابْن اَبِی اُوَيْسٍ لابْنِ اَبِی الْمُعَافَی

تَحَمَّلَ عِلْمَ الدِّيْنِ نُوْرًا مُثَقَّفًا ...بِالاِسْنَادِ عَنْ قَوْمٍ ثِقَاتٍ مِنَ السَّلَفْ

رَمَوْهُ بِنَبْلٍ كَانَ قَدْ رَاشَهَا لَهُمْ ...وَعَلَّمَهُمْ شَدَّ السَّوَاعِدِ وَالْاَكُفّ

فَمَا سَاعِدٌ مِنْهُمْ تَقَاوَمَ ظُفْرُهُ ...اِذَا قِسْتَ مِنْهُمْ سَاعِدًا بِبَنَانِ كَفّ

زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں: عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی اور اسماعیل بن ابواویس نے مجھے ابن ابومعافی کے یہ اشعار سنائے:

''اُنہوں نے علمِ دین کا نور حاصل کیا جو سیدھا تھا' وہ (نور) اُنہوں نے اسلاف سے تعلق رکھنے والے ثقہ افراد سے حاصل کیا' تو اُن ثقہ لوگوں نے اُنہیں سمجھدار قرار دیا' جو اُن کے سامنے آیا اور اُنہوں نے لوگوں کو کلائیاں اور ہتھیلیاں باندھنے کی تعلیم دی تو اُن میں سے کسی کی کلائی اُن کے ناخن کے برابر بھی نہیں ہو سکی' جب تم اُن میں سے ہتھیلی کے پوروں کے ذریعہ کلائی کا اندازہ لگاؤ''۔

وَاَنْشَدَ الزُّبَيْرُ اَيْضًا لاَبِی الْمُعَافَی اَوِ ابْنِ اَبِی الْمُعَافَی

اَلا قُلْ لِقَوْمٍ سَرَّهُمْ فَقْدُ مَالِكٍ اَلا اِنَّ فَقْدَ الْعِلْمِ اذ مَاتَ مَالك

فمالى لَا اَبْكِی عَلَى فَقْدِ مَالِكٍ ...وَفِی فَقْدِهِ سدت علينا المسالك

ومالى لَا اَبْكِی عَلَيْهِ وَقَدْ بَكَتْ ...عَلَيْهِ الثُّرَيَّا وَالنُّجُومُ الشَّوَابِكُ

فَذَكَرَ نَحْوَ الْاَبْيَاتِ الَّتِي نَسَبَهَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اِلَى الْمَرْاَةِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا

قَالَ اَبُو عُمَرَ اَلَّفَ النَّاسُ فِي فَضَائِلِ مَالِكٍ وَاَكْثَرُوا وَاَتَوْا بِمَا لَا فَضِيلَةَ فِي بَعْضِهِ حَشَوْا بِهَا كُتُبَهُمْ فَرَاَيْتُ الاقْتِصَارَ مِنْهَا عَلَى عُيُونِهَا اَوْلَى مِنَ الاِكْثَارِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ

زبیر (بن بکار) نے ابومعافی یا شاید ابن ابومعافی کے یہ اشعار بھی نقل کیے ہیں:

''خبردار! تم لوگوں سے یہ کہہ دو کہ امام مالک جدا ہو گئے ہیں اور امام مالک کے انتقال پر علم بھی رخصت ہو گیا ہے' میں آخر امام مالک کی جدائی پر کیوں نہ روؤں جبکہ اُن کی جدائی پر ہمارے لیے راستے مسدود ہو گئے ہیں اور میں اُن پر کیوں نہ روؤں جبکہ ثریا (نامی ستارہ) اور جگمگاتے ہوئے ستارے اُن پر رو رہے ہیں''۔

تو یہاں زبیر بن بکار نے اُسی کی مانند اشعار بیان کیے ہیں' جن کی نسبت اصبغ بن فرج نے ایک خاتون کی طرف کی تھی اور ان اشعار کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) لوگوں نے امام مالک کے فضائل کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں' اُنہوں نے بکثرت فضائل نقل کیے ہیں اور اُن میں سے کچھ ایسی چیزیں بھی نقل کر دی ہیں' جن میں فضیلت نہیں پائی جاتی' اُن لوگوں نے اُن کتابوں میں غیر ضروری باتیں نقل کر دیں' تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ میں اُن بکثرت باتوں کا اختصار کر لوں' باقی توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

كَمُلَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا شَرِيكَ لَهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُنَا تَمَّتْ اَخْبَارُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ ويليها اَخْبَار اَصْحَابه رضى الله عَنْهُم

ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لیے مخصوص ہے جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ اور ان کی آل پر درود و سلام نازل کرے' یہاں امام مالکؒ کے حالات ختم ہو گئے' اب اس کے بعد ان کے شاگردوں کے حالات آئیں گے۔

☆☆☆☆☆

اَخْبَارُ اَصْحَاب مَالِكٍ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کا تذکرہ

قَالَ اَبُو عمر يُوسُف بن عبد الله بن مُحَمَّد بن عبد البر النَّمِرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلْتُمْ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ عَنِ التَّعْرِيفِ بِابْنِ وَهْبٍ وَابْنِ الْقَاسِمِ وَاَشْهَبَ فَخُذُوا الْجَواب فيهم وَمن حَضَرَنِى ذِكْرُهُ مِنْ نَظَرَائِهِمْ مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ من اَصْحَاب مَالك رَحِمهم الله اَجْمَعِينَ

شیخ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر نمری بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر رحم کرے! تم نے یہ فرمائش کی ہے کہ ابن وہب' ابن قاسم اور اشہب کا تعارف بھی کروا دیا جائے' تو تم یہ جواب حاصل کرو' اس میں ان حضرات کا بھی ذکر ہے اور ان کے ساتھ اُن لوگوں کا بھی ذکر ہے جو امام مالک کے شاگردوں کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور فقہ میں مہارت کے حوالے سے ان حضرات کی مانند ہیں' اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے!

عبد اللّٰه بن وهب

(1) عبداللہ بن وہب

ابْنِ مُسْلِم مولى رَيْحَانَةَ مولاة عبد الرحمن بن يزيد بن انس الْفِهْرِيُّ (ا) يُكَنّى اَبَا مُحَمَّدٍ وُلِدَ بِمِصْرَ سَنَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَةٍ فِي ذِى الْقَعْدَةِ وَقِيلَ بَلْ وُلِدَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَةٍ وَفِى هَذَا الْعَامِ مَاتَ ابْنُ شِهَابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

یہ عبداللہ بن وہب بن مسلم ہیں' یہ (یعنی مسلم) ابوعبدالرحمٰن یزید بن انیس فہری کی کنیز ریحانہ کے غلام ہیں' ان کی کنیت ابومحمد ہے' یہ ذی القعدہ 125 ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے' ایک قول کے مطابق یہ 124 ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور اسی سال ابن شہاب کا انتقال ہوا۔

رَوَى ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ اَبِى ذِئْبٍ وابى صَخْر جميلَة بْنِ زِيَادٍ وَاَبِى هَانِءٍ حُمَيْدِ بْنِ هَانِءٍ وَيُونُس بن يزيد وَنَحْو اربعمائة رَجُلٍ مِنْ شُيُوخِ

(ا) ''ک'' اور ''ذ'' دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے اور ''ج'' کے اوراق میں بھی ہے اور ''ا'' میں یہ الفاظ ہیں: ابوعبدالرحمٰن یزید بن انس فہری کی کنیز۔

الْمُحَدِّثِينَ بِمِصْرَ وَالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَمَنْ هُوَ أَسَنُّ مِنْ هَؤُلَاءِ كَابْنِ جريج وعبد الرحمن بن زِيَاد الافريقي وَسعد بن أَبِي أَيُّوب وَغيرهم

ابن وہب نے امام مالک لیث بن سعد ابن ابوذئب ابوصخر حمید بن زیاد ابوہانی حمید بن ہانی یونس بن یزید اور مصر حجاز اور عراق سے تعلق رکھنے والے تقریباً چار سو مشائخ محدثین سے احادیث روایت کی ہیں جن میں سفیان ثوری ابن عیینہ اور جریر بن حازم شامل ہیں اور اس کے علاوہ وہ لوگ بھی ہیں جو ان حضرات سے عمر میں بڑے ہیں جیسے ابن جریج عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی سعید بن ابوایوب اور ان کے علاوہ دیگر حضرات ہیں۔

حَدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يحيى بن مِعِين يَقُول عبد الله بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ ثِقَةٌ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے: عبداللہ بن وہب مصری ثقہ ہے۔

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَل عبد الله بْنُ وَهْبٍ صَحِيحُ الْحَدِيثِ يَفْصِلُ السَّمَاعَ مِنَ الْعَرْضِ وَالْحَدِيثَ مِنَ الْحَدِيثِ مَا اَصَحَّ حَدِيثَهُ وَاَثْبَتَهُ فَقِيلَ لَهُ اَلَيْسَ كَانَ سيء الاخذ قَالَ قد كَانَ سيء الْاَخْذِ وَلَكِنْ اِذَا نَظَرْتَ فِي حَدِيثِهِ وَمَا رَوَى عَنْ مَالِكٍ وَجَدْتَهُ صَحِيحًا

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: عبداللہ بن وہب حدیث روایت کرنے کے حوالے سے مستند ہیں کیونکہ وہ سماع (یعنی استاد سے حدیث سننے) اور عرض (یعنی استاد کو حدیث پڑھ کر سنانے) میں فرق کرتے ہیں۔ ایک حدیث اور دوسری حدیث کے درمیان امتیاز قائم رکھتے ہیں ان کی نقل کردہ روایت کتنی عمدہ اور کتنی مستند ہوتی ہے۔ امام احمد سے کہا گیا: کیا وہ روایت حاصل کرنے میں خراب نہیں ہیں؟ تو امام احمد نے فرمایا: وہ روایت اخذ کرنے میں خراب ہیں لیکن جب تم ان کی نقل کردہ روایت کا جائزہ لو اور انہوں نے امام مالک سے جو روایات نقل کی ہیں ان کا جائزہ لو تو تم انہیں مستند پاؤ گے۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ رَوَى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ جَمَاعَةٌ يَطُولُ ذِكْرُهُمْ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَصرح باسمه وَقيل اِنَّ مَالِكًا رَوَى عَنْهُ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ حَدِيثَ بَيْعِ الْعُرْبَانِ (1) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(1) عربان اور عربون یعنی عین پر پیش کے ساتھ یا عربون یعنی عین پر زبر کے ساتھ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ آدمی کوئی سامان خریدے اور سامان کے مالک کو کوئی چیز دیدے اس شرط پر کہ اگر سودا برقرار رہا تو ←

وَلَمْ يُصَرِّحْ مَالِك فِى حَدِيث الْعُرْبَانِ عَنْ اَحَدٍ اِنَّمَا قَالَ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ وَمَرَّةً قَالَ اِنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ (ا) وَمِنْ اَرْوَى النَّاسِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ وَاَحْمَدُ بْنُ صَالِحِ الْمِصْرِيُّ وَعِيسَى بْنُ حَمَّاد زغبة وَيُونُس بن عبد الاعلى وَاَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَسُحْنُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَاَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ وَقد روى عَنهُ ابْن بكير وعبد الله بْنُ صَالِحٍ كَاتِبُ اللَّيْثِ

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) ابن وہب سے ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں‘ جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا اُن سے لیث بن سعد نے روایات نقل کی ہیں اور اُن کے نام کی تصریح کی ہے‘ ایک قول کے مطابق امام مالک نے اُن کے حوالے سے ابن لہیعہ کی نقل کردہ روایت جو ’’بیع عربان‘‘ کے بارے میں ہے‘ وہ نقل کی ہے‘ باقی اللہ بہتر جانتا ہے‘ البتہ امام مالک نے ’’حدیثِ عربان‘‘ نقل کرتے ہوئے راوی کے نام کی صراحت نہیں کی‘ اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ایک ایسے شخص کے حوالے سے عمرو بن شعیب سے منقول ہے جو شخص امام مالک کے نزدیک ثقہ ہے اور ایک مرتبہ اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ عمرو بن شعیب کے بارے میں اُن تک یہ روایت پہنچی ہے۔

ابن وہب سے سب سے زیادہ روایات اصبغ بن فرج‘ احمد بن صالح مصری‘ عیسیٰ بن حماد زغبہ‘ یونس بن عبدالاعلیٰ‘ ابوطاہر احمد بن عمرو بن سرح‘ سحنون بن سعید‘ احمد بن سعید الدارمی‘ حرملہ بن یحییٰ اور دیگر افراد نے نقل کی ہیں۔ ابن بکیر اور عبداللہ بن صالح‘ جو لیث کے کاتب ہیں‘ اُنہوں نے بھی ابن وہب سے روایات نقل کی ہیں۔

وَرُوِّينَا عَنْ اَحْمَدَ بن صَالح انه قَالَ حَدثنَا ابْنِ وَهْبٍ مِائَةُ اَلْفِ حَدِيثٍ وَمَا رَاَيْتُ حِجَازِيًّا وَلا شَامِيًّا وَلا مِصْرِيًّا اَكْثَرَ حَدِيثًا مِنَ ابْنِ وَهْبٍ وَقَعَ عِنْدَنَا مِنْهُ سَبْعُونَ الف حَدِيثٍ

ہم تک احمد بن صالح کے حوالے سے یہ بات روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ابن وہب کی نقل

اصل قیمت میں سے اسے منہا کر لیا جائے گا اور اگر سودا برقرار نہ رہا تو یہ رقم سامان کے مالک کے پاس رہ جائے گی‘ خریدار اسے واپس نہیں لے سکے گا (ہمارے محاورہ میں اسے بیعانہ کہتے ہیں)۔ یہ بات حافظ ابن اثیر نے ’’النہایہ‘‘ میں صفحہ 202/3 پر نقل کی ہے۔

(ا) ’’موطا‘‘ میں خرید و فروخت سے متعلق کتاب کے آغاز میں صفحہ 609/2 میں اور شرح زرقانی کے ہمراہ صفحہ 186/4 میں اسی طرح ہے۔

کردہ روایات ایک لاکھ ہیں' میں نے کوئی حجازی یا شامی یا مصری شخص ایسا نہیں دیکھا جس نے ابن وہب سے زیادہ روایات نقل کی ہوں' اُن میں سے ستر ہزار روایات ہم تک پہنچی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ یَقُولُ نَظَرْتُ فِی حَدِیثِ ابْنِ وَهْبٍ نَحْوَ ثَمَانِینَ اَلْفَ حَدِیثٍ مِنْ حَدِیثِهٖ عَنِ الْمِصْرِیِّینَ وَغَیْرِهِمْ فَمَا اَعْلَمُ اَنِّی رَاَیْتُ لَهٗ حَدِیثًا لَا اَصْلَ لَهٗ وَهُوَ ثِقَةٌ

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ رازی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے ابن وہب کی نقل کردہ تقریباً اسّی ہزار احادیث کا جائزہ لیا' اس میں اُن کی نقل کردہ وہ روایات بھی ہیں' جو اُنہوں نے اہلِ مصر سے نقل کی ہیں اور وہ روایات بھی ہیں' جو دیگر لوگوں سے نقل کی ہیں' تو میرے علم کے مطابق میں نے اُن کے حوالے سے کوئی ایک حدیث ایسی نہیں دیکھی' جس کی کوئی اصل نہ ہو' وہ ثقہ ہیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ یَقُولُ ابْنُ وَهْبٍ اَفْقَهُ مِنَ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ اَبُو عُمَرَ یَقُولُونَ اِنَّ مَالِکًا رَحِمَهُ اللّٰهُ لَمْ یَکْتُبْ اِلَی اَحَدٍ کِتَابًا یُعَنْوِنُهٗ بِالْفَقِیهِ اِلا اِلَی ابْنِ وَهْبٍ

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے: (امام مالک کے شاگردوں میں) ابن وہب' ابن قاسم سے بڑے فقیہ ہیں۔

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) لوگوں نے یہ بات بیان کی ہے: امام مالک نے کسی بھی شخص کو تحریر لکھ کر بھجواتے ہوئے' اُسے فقیہ کا نام نہیں دیا' صرف ابن وہب کو اُنہوں نے ''فقیہ'' لکھا ہے۔

وَکَانَ رَجُلا صَالِحًا خَائِفًا لِلّٰهِ کَانَ سَبَبُ مَوْتِهٖ اَنَّهٗ قُرِءَ عَلَیْهِ کِتَابُ الْاَهْوَالِ من جامعه فَاَخذه شیء کَالْغَشِیِّ فَحُمِلَ اِلَی دَارِهٖ فَلَمْ یَزَلْ کَذَلِکَ اِلَی اَنْ قَضَی نَحْبَهٗ تُوُفِّیَ ابْنُ وَهْبٍ بِمِصْرَ فِی شَعْبَانَ سَنَةَ سَبْعٍ وَتِسْعِینَ وَمِائَةٍ وَهُوَ ابْنُ اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِینَ سَنَةً

ابن وہب ایک نیک شخص تھے' اُن میں خداخوفی پائی جاتی تھی' اُن کے انتقال کا سبب یہ بنا کہ ایک مرتبہ اُن کی کتاب ''جامع'' میں سے ہولناکیوں سے متعلق روایات اُن کے سامنے پڑھی جارہی تھیں' تو اس کے نتیجہ میں اُن پر بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوئی' اُنہیں اُٹھا کر گھر لے جایا گیا' لیکن اُن کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔

ابن وہب کا انتقال شعبان کے مہینہ میں 197 ہجری میں' مصر میں ہوا' اُس وقت اُن کی عمر 72 برس

تھی۔

وَذَكَرَ أَبُو الْعَبَّاس مُحَمَّد ابْنِ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ فِي تَارِيخِهِ قَالَ نَا الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ قُرِءَ على عبد الله بْنِ وَهْبٍ مَا كَتَبَهُ فِي أَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِكَلِمَةٍ حَتَّى مَاتَ وَذَلِكَ بِمِصْرَ سَنَةَ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ

ابوعباس محمد بن اسحاق سراج نے اپنی ''تاریخ'' میں اپنی سند کے ساتھ خالد بن خداش کا یہ بیان نقل کیا ہے: عبداللہ بن وہب کے سامنے قیامت کے دن کی ہولناکیوں کے بارے میں اُنہوں نے جو کچھ تحریر کیا ہے' وہ روایات پڑھی گئیں' تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور پھر اُن کے انتقال تک اُنہوں نے کوئی کلمہ ادا نہیں کیا (یعنی مسلسل بے ہوش رہے)۔ یہ واقعہ مصر میں پیش آیا اور یہ 197 ہجری کی بات ہے۔

أَخْبَار ابْنِ الْقَاسِمِ

(2) عبدالرحمٰن بن قاسم

عبد الرحمن بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ خَالِدِ بْنِ جُنَادَةَ مَوْلَى زبيد بن الْحَارِث العتقي يكنى أَبَا عبد الله والعتقاء مِنْهُم من نسبهم فِي كِنْدَةَ وَقِيلَ إِنَّ زُبَيْدَ بْنَ الْحَارِثِ الْعُتَقِيَّ مِنْ حِجْرِ حِمْيَرَ وَذَلِكَ أَنَّ الْعُتَقَاءَ كَانُوا جَمَاعَاتٍ فَمِنْهُمْ مِنْ كِنْدَةَ وَمِنْهُمْ مِنْ حِجْرِ حِمْيَرَ وَمِنْ سَعْدِ الْعَشِيرَةِ وَمِنْ كِنَانَةَ مُضَرَ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ عبد الله الْبَجَلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلامُ أَنَّهُ قَالَ (الطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيفٍ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بعض فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)

یہ عبدالرحمٰن بن قاسم بن خالد بن جنادہ ہیں' وہ (یعنی جنادہ) زبید بن حارث عتقی کے آزاد کردہ غلام ہیں' اُن کی کنیت ابوعبداللہ ہے' عتقاء کہلانے والے لوگوں کا تعلق انہی کے خاندان سے ہے' کندہ میں لوگ انہی کی طرف نسبت کرتے ہیں' ایک قول کے مطابق زبید بن حارث عتقی کا تعلق حمیر (قبیلہ) کی ایک شاخ سے تھا' اس کی وجہ یہ ہے کہ عتقاء کہلانے والے لوگ مختلف گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں' کچھ کا تعلق کندہ سے ہے' کچھ کا تعلق حجر حمیر سے ہے' کچھ کا تعلق سعد العشیرہ سے ہے' کچھ کا تعلق کنانہ مضر سے ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

''طلقاء کا تعلق قریش سے ہے اور عتقاء کا تعلق ثقیف سے ہے اور یہ دنیا اور آخرت میں ایک دوسرے کے دوست ہیں''۔

(یہ کلمات شاید حاشیہ کے ہیں' جو اصل متن کے ساتھ درج ہو گئے ہیں:) یہ روایت امام ابن حبان نے اپنی ''صحیح'' میں 250:16 میں نقل کی ہے اور اس کی سند ''حسن'' ہے۔

ولد عبد الرحمن بْنُ الْقَاسِمِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَةٍ وَتُوُفِّيَ بِمِصْرَ سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ وَكَانَ فَقِيهًا قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الرَّأْيُ وَكَانَ رَجُلا صَالِحًا مقلا صَابِرًا وَرِوَايَته الْمُوَطَّا عَنْ مَالِكٍ رِوَايَةٌ صَحِيحَةٌ قَلِيلَةُ الْخَطَإِ وَكَانَ فِيمَا رَوَاهُ عَنْ مَالِكٍ مِنْ مُوَطَّئِهِ ثِقَةً حَسَنَ الضَّبْطِ مُتْقِنًا

عبدالرحمٰن بن قاسم 128 ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ان کا انتقال مصر میں 191 ہجری میں ہوا۔

یہ فقیہ تھے' لیکن ان پر رائے (یعنی قیاسی مسائل میں اشتغال) کا غلبہ تھا' یہ ایک نیک شخص تھے' قناعت پسند تھے' صابر تھے' انہوں نے امام مالک سے جو ''موطا'' روایت کی ہے اُس کی روایت مستند ہے اور اُس میں کم غلطیاں پائی جاتی ہیں' اُنہوں نے امام مالک کی جو ''موطا'' روایت کی ہے' اُس کو روایت کرنے کے حوالے سے یہ ثقہ ہیں' ان کا ''ضبط'' عمدہ ہے اور یہ ''متقن'' ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ سُئِلَ أَبُو زُرْعَةَ عَنْ عبد الرحمن بْنِ الْقَاسِمِ صَاحِبِ مَالِكٍ فَقَالَ مِصْرِيٌّ ثِقَةٌ رجل صَالح كَانَ عِنْده ثَلَاثِمِائَةِ جِلْدٍ أَوْ نَحْوُهَا عَنْ مَالِكٍ مِنْ مَسَائِلَ سَأَلَهُ عَنْهَا أَسَدٌ (۱) رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَغْرِبِ كَانَ سَأَلَ عَنْهَا مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ ثُمَّ قَدِمَ مِصْرَ فَسَأَلَ ابْنَ

(۱) یہ اسد بن فرات ہیں' جو قیروان کے قاضی ہیں اور صقلیہ کے فاتح ہیں' ان کا انتقال وہاں 213 ہجری میں ہوا' انہوں نے امام مالک سے مؤطا کا سماع کیا ہے جب انہوں نے (غیر منصوص فقہی مسائل کے بارے میں) امام مالک سے بکثرت سوالات کیے تو امام مالک نے انہیں عراق جانے کی ہدایت دی' یہ عراق چلے گئے وہاں انہوں نے امام ابو یوسف' امام محمد بن حسن شیبانی اور امام ابوحنیفہ کے دیگر شاگردوں سے علم فقہ حاصل کیا' شیخ ابواسحاق شیرازی فرماتے ہیں: بعد میں یہ مصر آ گئے اور ابن وہب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: یہ امام ابوحنیفہ (کے اقوال کے بارے میں) تحریریں ہیں' اُنہوں نے ابن وہب سے یہ کہا کہ وہ ان مسائل کے بارے میں امام مالک کے مسلک کے مطابق اُنہیں جواب دیں۔ تو ابن وہب نے احتیاط کے پیش نظر ایسا کرنے سے انکار کر دیا' یہ ابن قاسم کے پاس چلے گئے تو اُنہوں نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے' امام مالک کے جو اقوال اُنہیں یاد تھے اُن کے بارے میں اُنہوں نے جوابات دے دیئے ←

وَهْبٍ اَنْ يُجِيبَهُ فِيمَا كَانَ عِنْدَهُ فِيهَا عَنْ مَالِكٍ ومالم يَكُنْ عِنْدَهُ عَنْ مَالِكٍ فِيهَا قَالَ فِيهَا بِرَأْيِهِ عَلَى مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ مَالِكٌ فَلَمْ يفعل فَاتى عبد الرحمن بْنَ الْقَاسِمِ فَاَجَابَهُ فِيهَا قَالَ وَالنَّاسُ يَتَكَلَّمُونَ فى هَذِهِ الْمَسَائِلِ

قَالَ اَبُو عبد الرحمن النَّسَائِىّ عبد الرحمن بْنُ الْقَاسِمِ ثِقَةٌ

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: امام ابوزرعہ رازی سے امام مالک کے شاگرد عبدالرحمٰن بن قاسم کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ مصر کے رہنے والے ہیں' ثقہ ہیں اور نیک شخص ہیں' ابن قاسم کے پاس امام مالک کے حوالے سے منقول تین سو کے لگ بھگ جلدیں تھیں' یہ اُن مسائل سے تعلق رکھتی تھیں' جو مسائل شیخ اسد بن فرات نے دریافت کیے تھے' ان صاحب کا تعلق مراکش سے تھا'

اور جن کے بارے میں اُنہیں شک تھا' اُن کے بارے میں یہ کہہ دیا: میرا خیال ہے' میں یہ سمجھتا ہوں' میرا یہ گمان ہے' اس تحریر کو ''الاسدیہ'' کہا جاتا ہے' یہ قیروان واپس چلے گئے اور اپنی اُن تحریروں کی وجہ سے انہیں وہاں نمایاں علمی حیثیت حاصل ہوگئی۔

اسد بن فرات نے اُس تحریر کے کئی نسخے تیار کیے اور ابن قاسم کی فرمائش پر ایک نسخہ اُنہیں بھی دے دیا' یہ تحریر چمڑے پر لکھی ہوئی تھی اور سحنون مالکی کی تصنیف ''المدونۃ الکبریٰ'' کی اصل یہی تحریر ہے۔ اسد بن فرات نے قیروان میں پہلے امام ابوحنیفہ اور امام مالک' دونوں کے مسلک کو پھیلایا اور پھر اُنہوں نے صرف امام ابوحنیفہ کے مسلک پر اکتفاء کر لیا' اندلس کی سرحد تک مراکش کے تمام علاقوں میں یہ مسلک پھیل گیا' ابن فروخ نے اسے اختیار کیا یہاں تک کہ مراکش میں حنفیوں کی تعداد ابن بادیس کے زمانہ تک سب سے زیادہ رہی۔ اسد بن فرات کے تفصیلی حالات ''معالم الایمان''، ''الدیباج''، ''المدارک'' اور دیگر کتابوں میں تحریر ہیں۔ (ز)

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: میں ہر سمجھدار اور قائد طالب علم کو یہ دعوت دیتا ہوں اور اُس سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ قاضی عیاض مالکی کی کتاب ''ترتیب المدارک'' کے صفحہ 291/3 سے صفحہ 309 تک جو مراکش میں شائع ہونے والی کتاب کے صفحات ہیں' جبکہ بیروت سے شائع شدہ کتاب کے صفحہ 465/2 سے 480 تک کا مطالعہ کرے' یا شیخ ابوبکر مالکی کی کتاب ''ریاض النفوس'' کے صفحہ 172/1 سے صفحہ 189 تک کا مطالعہ کرے' ان کتابوں میں شیخ اسد بن فرات اور اُن کے مشائخ کے بارے میں علم' قابلیت' سمجھداری' ادب' جہاد' بہادری' شہادت' پرہیزگاری' تواضع' علم اور اخلاق سیکھنے کی شدید طلب کے بارے میں کئی روایات منقول ہیں' یہ بہترین اور تفصیلی حالات ہیں' جو شخص انہیں پڑھتا ہے وہ ان کو پڑھ کر سیر نہیں ہوتا ہے۔

اُنہوں نے ان مسائل کے بارے میں پہلے امام محمد بن حسن سے دریافت کیا تھا' پھر وہ مصر آئے اور اُنہوں نے ابن وہب سے یہی سوال کیے کہ اُن کے پاس امام مالک کے حوالے سے جو روایات موجود ہیں' وہ اُن کی روشنی میں اُس کے جواب دیں اور جن مسائل کے بارے میں اُن کے پاس امام مالک کے حوالے سے کوئی روایت منقول نہیں ہے' اُس میں وہ اپنی رائے بیان کریں کہ امام مالک کی ایسی صورت میں کیا رائے ہوتی' لیکن ابن وہب نے ایسا نہیں کیا' تو اسد بن فرات' عبدالرحمٰن بن قاسم کے پاس آئے' تو اُنہوں نے اسد بن فرات کو ان سوالات کے جوابات دیئے' لوگ انہی مسائل کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن قاسم' ثقہ ہیں۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ رَوَى عَنْهُ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ وَاَبُو زَيْدِ بْنُ اَبِى الْغمر وَمُحَمّد بن عبد الله بن عبد الحكم وَسُحْنُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَاَبُو ثَابِتٍ مُحَمَّدُ بْنُ عبد الله

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) حارث بن مسکین' ابوزید بن ابو الغمر' محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم' سحنون بن سعید اور ابوثابت محمد بن عبیداللہ نے ان (یعنی ابن قاسم) سے روایات نقل کی ہیں۔

اَخْبَار اَشهب

(3) اشہب بن عبدالعزیز

ابْـن عبـد الـعـزيـز بْـنِ دَاوُدَ بْـنِ اِبْرَاهِيمَ الْقَيْسِيُّ ثُمَّ الْجَعْدِيُّ يُكَنّى اَبَا عُمَرَ وَيُقَالُ اسْمُهُ مِسْـكِيـنٌ وَاَشْهَبُ لَقَبٌ وُلِدَ سَنَةَ اَرْبَعِينَ وَمِئَةٍ (١) وَمَاتَ بِـمِـصْـرَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ بَعْدَ مَوْتِ الشَّـافِـعِيِّ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَمْ يُدْرِكِ الشَّافِعِيُّ بِمِصْرَ من اَصْحَاب مَالك الا اَشهب وَابْن عبـد الـحكم وَكَانَ نُزُوله على ابْن عبد الحكم فَاَكْرَمَ نُزُلَهُ وَبَلَغَ مِنْ بِرِّهِ كَثِيرًا وَلَهُ فِى ذَلِك اَخْبَار حِسَانٌ

یہ اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد بن ابراہیم قیسی ثم جعدی ہیں' ان کی کنیت ابوعمر ہے' ایک قول کے مطابق ان کا نام مسکین ہے اور اشہب ان کا لقب ہے۔

یہ 140 ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ان کا انتقال مصر میں 204 ہجری میں' امام شافعی کے انتقال کے

(۱) ایک قول کے مطابق یہ 150 ہجری کی بات ہے جیسا کہ ''الدیباج'' اور ''عیون التواریخ'' اور دیگر کتابوں میں تحریر ہے۔(ز)

18 دن بعد ہوا۔

امام شافعی نے مصر میں امام مالک کے شاگردوں میں سے صرف اشہب اور ابن عبدالحکم کو پایا ہے' جب وہ ابن عبدالحکم کے پاس گئے تو اُنہوں نے اُن کی خوب مہمان نوازی کی اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا' اس حوالے سے کئی عمدہ روایات موجود ہیں۔

وَكَانَ اَشْهَبُ ثِقَةً فِيمَا رَوَى عَنْ مَالِكٍ وَرَوَى عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَعَنْ جَمَاعَةٍ وَصَنَّفَ كِتَابًا فِي الْفِقْهِ رَوَاهُ عَنْهُ سَعِيدُ بْنُ حَسَّانٍ وَغَيْرُهُ

اشہب' امام مالک سے روایت کرنے میں ثقہ شمار ہوتے ہیں' انہوں نے لیث بن سعد اور ایک جماعت سے بھی روایات نقل کی ہیں' اُنہوں نے فقہ میں ایک کتاب بھی تحریر کی' جسے سعید بن حسان اور دیگر حضرات نے اُن سے روایت کیا ہے۔

وَرُوِّينَا عَنْ مُحَمَّدِ بن عبد الله بن عبد الحكم قَالَ سَمِعْتُ اَشْهَبَ يَدْعُو عَلَى الشَّافِعِيِّ بِالْمَوْتِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلشَّافِعِيِّ فَقَالَ مُتَمَثِّلا

تَمَنَّى رِجَالٌ اَنْ اَمُوتَ وَاِنْ اَمُتْ ...فَتِلْكَ سَبِيلٌ لَسْتُ فِيهَا باوحد

فَقل للذى يبقي (۱) خِلافَ الَّذِى مَضَى ...تَهَيَّا لاُخْرَى مِثْلَهَا فَكَاَنْ قد

ہم تک محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اشہب کو سنا' وہ امام شافعی کو مرنے کی بددعا دے رہے تھے' میں نے امام شافعی سے یہ بات ذکر کی تو اُنہوں نے حسب حال کے طور پر یہ شعر سنایا:

''کچھ لوگ یہ آرزو رکھتے ہیں کہ میں مر جاؤں' اگر میں مر گیا تو یہ کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ جس پر میں اکیلا ہوں گا' تو جو شخص اس کے برخلاف جانا چاہتا ہے' اُس سے یہ کہہ دو اس جیسے دوسرے کا قصد کر لے وہ بھی یہی ہو گا''۔

قَالَ فَلَمَّا مَاتَ الشافعى اشْترى اَشهب فى تَرِكَتِهِ غُلامًا كَانَ لَهُ ثُمَّ مَاتَ اَشْهَبُ بَعْدَهُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَاشْتَرَيْتُ اَنَا ذَلِكَ الْمَمْلُوكَ فى تَرِكَةِ اَشْهَبَ (۲)

راوی بیان کرتے ہیں: امام شافعی کا انتقال ہو گیا تو اشہب نے اُن کے ترکہ میں سے اُن کا ایک غلام

(۱) یہی درست ہے جیسا کہ نسخہ ''د''، ''ک'' اور ''ج'' میں منقول ہے جبکہ مطبوعہ کتاب اور دیگر کتابوں میں لفظ ''یبغی'' تحریر ہے۔

(۲) نسخہ نقل کرنے والے کی طرف سے تصحیح کے ساتھ نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے جبکہ نسخہ نقل کرنے والے کا یہ کہنا ہے کہ اصل میں یہ الفاظ تحریر ہیں: ''فی ترکتہ''۔

خرید لیا' پھر اُس کے 18 دن بعد اشہب کا بھی انتقال ہوگیا' تو میں نے اشہب کے ترکہ میں سے اُس غلام کو خرید لیا۔

نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ شَاكِرٍ رَحِمَهُ الله قَالَ نَا عبد الله بْنُ عُثْمَانَ قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم يَقُولُ اَشْهَبُ اَفْقَهُ مِنَ ابْنِ الْقَاسِمِ مِائَةَ مرّة ونى اَحْمد بن عبد الله بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ ذكر قَول مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم لِمُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ لُبَابَةَ فَقَالَ لَيْسَ هَذَا عِنْدَنَا كَمَا قَالَهُ مُحَمَّدٌ وَاِنَّمَا قَالَهُ لاَنَّ اَشْهَبَ شَيْخُهُ وَمُعَلِّمُهُ قَالَ اَبُو عُمَرَ اَشْهَبُ شَيْخُهُ وَابْنُ الْقَاسِمِ شَيْخُهُ وَهُوَ اَعْلَمُ بهما لِكَثْرَة مُجَالَسَته لَهما وَاَخذه عَنْهُمَا (۱)

ابراہیم بن شاکر نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کا یہ بیان نقل کیا ہے: اشہب' ابن قاسم سے' ایک سو گنا بڑے فقیہ تھے۔

احمد بن عبداللہ نے اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: اُنہوں نے محمد بن عبداللہ کا یہ قول محمد بن عمر بن لبابہ کے سامنے ذکر کیا' تو اُنہوں نے فرمایا: محمد بن عبداللہ نے جو کہا ہے' ہمارے نزدیک ویسا نہیں ہے' اُنہوں نے یہ اس لیے کہا تھا کیونکہ اشہب اُن کے شیخ اور معلم تھے۔

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) اشہب اُن کے شیخ تھے' تو ابن قاسم بھی اُن کے شیخ تھے اور وہ ان

---

(۱) جی ہاں! یہ دونوں ابن عبدالحکم کے استاد ہیں' لیکن ابن عبدالحکم 15 ذوالحج 182 ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ابن قاسم صفر کے مہینہ میں 191 ہجری میں انتقال کر گئے تھے' تو اُس وقت ابن عبدالحکم کی عمر 8 برس تھی' اتنی عمر میں اُنہوں نے ابن قاسم سے جو استفادہ کیا ہے وہ اُس طرح نہیں ہوگا جس طرح اُنہوں نے اشہب سے استفادہ کیا ہے جن کا انتقال 204 ہجری میں ہوا اور اپنے استاد کے انتقال کے وقت ابن عبدالحکم کی عمر 23 برس تھی تو اُنہوں نے اشہب کا زمانہ ایسی عمر میں پایا ہے جو واضح بھی ہے اور لمبا بھی ہے' اُنہوں نے زیادہ عرصہ تک اشہب سے استفادہ کیا اور ایسی عمر میں کیا جس میں آدمی کو سمجھ بوجھ زیادہ ہوتی ہے' تو پھر یہ بات حیران کن نہیں ہوگی کہ اُنہوں نے اشہب کی صفت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' کے صفحہ 502/9 میں اس بات کو بعید از امکان قرار دیا ہے کہ ابن عبدالحکم نے ابن قاسم سے استفادہ کیا ہوگا کیونکہ اُس وقت اُن کی عمر کم تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے' البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اپنے والد کے توجہ دلانے کی وجہ سے اُنہوں نے تھوڑا سا استفادہ کیا ہو اور امام ذہبی کی یہ بات بہت عمدہ ہے۔

دونوں کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے تھے' کیونکہ وہ ان دونوں کے ساتھ بکثرت اُٹھتے بیٹھتے رہے تھے اور اُنہوں نے ان دونوں سے بکثرت استفادہ کیا تھا۔

وقد قال الشافعي: افقه اصحاب مالك المصريين' اشهب' وافقه اصحاب مالك المدنيين ابن دينار .

قال ابو عمر: كان عبد الملك بن الماجشون يُساوى بين ابن دينار وبين المغيرة بن عبد الرحمٰن المخزومي في الفقه' ويقول: وعليهما كان مدار الفتيا بعد مالك رحمه اللّٰه بالمدينة . (۱)

امام شافعی فرماتے ہیں: مصر سے تعلق رکھنے والے امام مالک کے شاگردوں میں اشہب سب سے بڑے فقیہ ہیں اور مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے امام مالک کے شاگردوں میں ابن دینار سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) عبدالملک بن ماجشون فقہ میں' ابن دینار اور مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی کو ہم پلہ قرار دیتے تھے' وہ یہ فرماتے تھے: امام مالک کے بعد مدینہ منورہ میں فتویٰ کا مدار اِنہی دو حضرات پر ہے۔

عبد اللّٰه بن عبد الحكم

(4)عبداللہ بن عبدالحکم

ابْنُ اَعْيَنَ بْنِ اللَّيْثِ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (۲) وُلِدَ بِمِصْرَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ وَقِيلَ سَنَةَ خَمْسٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَةٍ وَمَاتَ لِاِحْدَى وَعِشْرِينَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ عَشْرٍ وَمِائَتَيْنِ وَهُوَ ابْنُ سِتِّينَ سَنَةً وَاِلَيْهِ اَوْصَى ابْنُ الْقَاسِمِ وَاَشْهَبُ وَابْنُ وَهْبٍ

یہ عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین بن لیث ہیں' یہ (یعنی لیث) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔

---

(۱) متن کے یہ الفاظ "وقد قال الشافعي" یہاں تک اضافہ نسخہ "ک" سے نقل کیا گیا ہے۔

(۲) امام شافعی کے شاگردوں کے تذکرہ میں ان صاحب کے حالات دوسری مرتبہ اختصار کے ساتھ (اصل عربی متن کے) صفحہ 172 کے (حالات کے نمبر) 22 پر آئیں گے۔

عبداللہ بن عبدالحکم 150ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے' ایک قول کے مطابق ان کی پیدائش 155ہجری میں ہوئی تھی' ان کا انتقال 21رمضان المبارک 210ہجری میں ہوا' اُس وقت ان کی عمر60سال تھی۔ابن قاسم'اشہب اورابن وہب نے اِنہی کے بارے میں وصیت کی تھی۔

سَمِعَ مِنْ مَالِكٍ سَمَاعًا نَحْوَ ثَلاثَةِ اَجْزَاءٍ وَسَمِعَ الْمُوَطَّا ثُمَّ رَوَى عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَابْنِ الْقَاسِمِ وَاَشْهَبَ كَثِيرًا مِنْ رَاْيِ مَالِكٍ الَّذِى سَمِعُوهُ مِنْهُ وَصَنَّفَ كِتَابًا اخْتَصَرَ فِيهِ تِلْكَ الْاَسْمِعَةَ بِالْفَاظٍ مُقَرَّبَةٍ ثُمَّ اخْتَصَرَ مِنْ ذَلِكَ الْكِتَابِ كِتَابًا صَغِيرًا وَعَلَيْهِمَا مَعَ غَيْرِهِمَا عَنْ مَالِكٍ يُعَوِّلُ الْبُغْدَادِيُّونَ مِنَ الْمَالِكِيِّينَ فِي الْمُدَارَسَةِ وَاِيَّاهُمَا شَرَحَ الشَّيْخُ اَبُو بَكْرٍ الابهرى رَحِمَهُ الله وَكَانَ ابْن عبد الحكم رَجُلا صَالِحًا ثِقَةً

انہوں نے امام مالک سے تقریباً تین اجزاء کا سماع کیا ہے'انہوں نے''مؤطا'' کا سماع کیا ہےاور پھر ابن وہب' ابن قاسم اور اشہب کے حوالے سے امام مالک کی بہت سی فقہی آراء روایت کی ہیں' جو ان حضرات نے امام مالک سے سنی ہوئی تھیں۔

انہوں نے ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی' جس میں سنی ہوئی اُن روایات کو قریبی الفاظ کے ہمراہ مختصر طور پر تحریر کیا تھا' پھر اُنہوں نے اس کا اختصار لکھ کر ایک اور چھوٹی کتاب تیار کی اور اُن دونوں کتابوں پر بغداد سے تعلق رکھنے والے امام مالک کے شاگردوں کی روایات کا اضافہ کیا' شیخ ابوبکر ابہری نے ان دونوں کتابوں کی شرح تحریر کی ہے۔

ابن عبدالحکم ایک نیک اور ثقہ شخص تھے۔

وَقَالَ ابْنُ اَبِى حَاتِمٍ سُئِلَ اَبُو زُرْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ فَقَالَ مِصْرِيٌّ ثِقَةٌ قَالَ وَسَمِعْتُ اَحْمَدَ بن صَالح يَقُول كتبت عَن عبد الله بن عبد الحكم وَكَانَ شَيْخَ مِصْرَ قَالَ وَسُئِلَ اَبِى عَنْ عبد الله بن عبد الحكم الْمِصْرِيّ فَقَالَ صَدُوقٌ

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: امام ابوزرعہ رازی سے عبداللہ بن عبدالحکم کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: وہ مصری ہیں اور ثقہ ہیں' اُنہوں نے یہ بتایا کہ میں نے احمد بن صالح کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں نے عبداللہ بن عبدالحکم مصری سے روایات نوٹ کی ہیں' جو مصر کے بزرگ (یعنی بڑے عالم) تھے۔

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میرے والد سے عبداللہ بن عبدالحکم مصری کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ صدوق ہیں۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ اَحْمَدَ قَالا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْوَكِيعِيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ رَاَيْتُ مَالك بن انس فِي النّوم بعد مامات بايام قَالَ لِي اِنَّ بِبَلَدِكُمْ رَجُلا يُقَالُ لَهُ ابْنُ عبد الحكم فَخُذُوا عَنهُ فانه ثِقة

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ بشر بن بکر کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام مالک کے انتقال کے کچھ دن بعد اُنہیں خواب میں دیکھا' تو اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: تمہارے شہر میں ایک شخص ہے' جس کا نام ابن عبدالحکم ہے' تم اُس سے استفادہ کرو' کیونکہ وہ ثقہ ہے۔

اَلْمُغِيرَة بن عبد الرحمن

(5) مغیرہ بن عبدالرحمٰن

ابْنِ الْحَارِث بن عبد الله بْنِ عَيَّاشِ بْنِ اَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ اُمُّهُ قُرَيْبَةُ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ يُكَنَّى اَبَا هَاشِمٍ وَقِيلَ يُكَنَّى اَبَا هِشَامٍ

یہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابوربیعہ مخزومی ہیں' ان کی والدہ قریبہ بنت محمد بن عمر بن ابوسلمہ مخزومی ہیں' ان صاحب کی کنیت ابوہاشم ہے اور ایک قول کے مطابق ابوہشام ہے۔

رَوَى عَنْ اَبِيهِ وَيَزِيدَ بْنِ اَبِي عبيد وَمُحَمّد بن عجلان وعبد الله بْنِ سَعِيدِ بْنِ اَبِي هِنْدٍ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رَوَى عَنْهُ اِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ وَمصْعَب بن عبد الله الزُّبَيْرِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ وَابْنُهُ عَيَّاشُ بْنُ الْمُغِيرَةِ

انہوں نے اپنے والد (اُن کے علاوہ) یزید بن ابوعبید' محمد بن عجلان' عبداللہ بن سعید بن ابوہند اور امام مالک سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ابراہیم بن حمزہ زبیری' مصعب بن عبداللہ زبیری' احمد بن عبدہ' ابومصعب زہری' یعقوب بن حمید بن کاسب اور ان کے اپنے صاحبزادے عیاش بن مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے روایات نقل کی ہیں۔

قَالَ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ سُئِلَ ابو زرعة عَنِ الْمُغيرَة بن عبد الرحمن بن الْحَارِث بن عبد الله بْنِ عَيَّاشِ بْنِ اَبِی رَبِيعَةَ فَقَالَ لَا بَأسَ بِهِ

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: امام ابوزرعہ رازی سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابوربیعہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وَقَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ كَانَ الْمُغِيرَةُ فَقِيهَ اَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْدَ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَعَرَضَ عَلَيْهِ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الرَّشِيدُ الْقَضَاء بِالْمَدِينَةِ عَلَى جَائِزَةِ اَرْبَعَةِ آلافِ دِينَارٍ فَامْتَنَعَ فَاَبَى الرَّشِيدُ اِلا اَنْ يُلْزِمَهُ ذَلِكَ فَقَالَ وَاللهِ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لاَنْ يَخْنُقَنِي الشَّيْطَانُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَلِيَ الْقَضَاء فَقَالَ الرشيد مَا بعد هَذَا غَايَة فاعفاه عَنِ الْقَضَاءِ وَاَجَازَهُ بِاَلْفَيْ دِينَارٍ

زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں: امام مالک کے بعد اہلِ مدینہ کے فقیہ مغیرہ ہی تھے' خلیفہ ہارون الرشید نے اُنہیں مدینہ منورہ کے قاضی کے عہدہ کی پیش کش کی تھی اور اُن کا معاوضہ چار ہزار دینار مقرر کیا تھا' تو انہوں نے یہ پیش کش قبول نہیں کی۔ ہارون الرشید نے اپنی پیش کش پر اصرار کیا تو انہوں نے کہا: اے امیرالمؤمنین! اللہ کی قسم! اگر شیطان میرا گلہ دبا دے تو یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوگا کہ میں قاضی بن جاؤں۔ تو ہارون الرشید نے کہا: اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہے! تو اُس نے اُنہیں قاضی کے عہدہ کے حوالے سے چھوڑ دیا' البتہ اُن کا ہدیہ دو ہزار دینار مقرر کیا۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ كَانَ مَدَارُ الْفَتْوَى بِالْمَدِينَةِ فِي آخِرِ زمن مَالك وَبعده على الْمُغيرَة بن عبد الرحمن وَمُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ حَكَى ذَلِكَ عبد الملك بْنُ الْمَاجِشُونِ وَكَانَ ابْنُ اَبِي حَازِمٍ ثَالِثَ الْقَوْمِ فِي ذَلِكَ وَعُثْمَانُ بْنُ كِنَانَةَ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ بِرِوَايَةِ الْحَدِيثِ عِنَايَةٌ وَابْنُ نَافِعٍ وَتُوُفِّيَ الْمُغِيرَةُ سَنَةَ سِتٍّ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) امام مالک کی زندگی کے آخری دور میں اور اُن کے بعد مدینہ منورہ میں فتویٰ کا مدار مغیرہ بن عبدالرحمٰن اور محمد بن ابراہیم بن دینار پر تھا' یہ بات عبدالملک بن ماجشون نے نقل کی ہے اور ان کے ساتھ تیسرے فرد ابن ابوحازم تھے' ان کے علاوہ عثمان بن کنانہ تھے' جنہیں حدیث روایت کرنے میں کوئی نمایاں حیثیت حاصل نہیں ہے اور ابن نافع تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن کا انتقال 186 ہجری میں ہوا۔

مُحَمَّدُ بن ابراهيم بن دِينَار الْجُهَنِيّ اَبُو عبد الله

(6) محمد بن ابراہیم بن دینار جہنی' ابوعبداللہ

كَانَ مفتی اهل الْمَدِينَة مَعَ مَالك وعبد العزيز بن ابی سَلمَة وبعدهما كَانَ فَقِيهًا فَاضِلا لَهُ بِالْعِلْمِ رِوَايَةٌ وَعِنَايَةٌ رَوَى عَن مُوسَى ابْن عقبَة وَيزِيد بن ابی عبيد وعبد العزيز بْنِ الْمُطَّلِبِ رَوَى عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ وَذُوَيْبُ بْنُ عِمَامَةَ الْمَدِينِيُّ السَّهْمِيُّ وَاَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ

یہ امام مالک اورعبدالعزیز بن ابوسلمہ کی زندگی میں اوران کے بعد اہلِ مدینہ کے مفتی تھے' یہ فقیہ تھے' فاضل تھے' روایات کے عالم تھے اوراس میں مہارت رکھتے تھے۔

انہوں نے موسیٰ بن عقبہ' یزید بن ابوعبید اورعبدالعزیز بن مطلب سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ابن وہب' ذویب بن عمامہ مدینی سہمی اورابومصعب زہری نے روایات نقل کی ہیں۔

قَالَ ابْن اَبی حَاتِم سَاَلت عَن اَبِی فَقَالَ كَانَ مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ زَمَنَ مَالك وَكَانَ ثِقَة(۱)

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں دریافت کیا' تو اُنہوں نے فرمایا: یہ امام مالک کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے فقہاء میں سے ایک تھے اور یہ ثقہ تھے۔

عبد العزيز بْنُ اَبِی حَازِمٍ

(7) عبدالعزیز بن ابوحازم

وَاسْمُ اَبِی حَازِمٍ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ مَوْلَى اَسْلَم يُكَنَّى اَبَا تَمَّامٍ سمع اَبَاهُ والْعَلَاء بن عبد الرحمن وَسُهَيْلَ بْنَ اَبِی صَالِحٍ رَوَى عَنْهُ ابْنُ وهب وَيحيى ابْن صَالح الوحاظى وَابْن اَبی اويس وعبد العزيز الاويسى

ابوحازم کا نام سلمہ بن دینار ہے اوروہ اسلم کے غلام ہیں' (عبدالعزیز کی) کنیت ابوتمام ہے۔

انہوں نے اپنے والد (ابوحازم سلمہ بن دینار)' علاء بن عبدالرحمٰن اورسہیل بن ابوصالح سے سماع کیا ہے' جبکہ ان سے ابن وہب' یحییٰ بن صالح وحاظی' ابن ابواویس اورعبدالعزیز اویسی نے روایات نقل کی ہیں۔

(۱) ابن فرحون کہتے ہیں: انہوں نے امام مالک کے ہمراہ ابن ہرمز سے درس حاصل کیا تھا' ان کا انتقال 182 ہجری میں ہوا۔(ز)

سُئِلَ احْمَد ابْن حَنْبَلٍ عَنْهُ فَقَالَ يُقَالُ إِنَّ كُتُبَ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلالٍ وَقَعَتْ إِلَيْهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا مِنْهُ وَقد روى عَنهُ اَقْوَامٍ لَا يُعْرَفُ لَهُ مِنْهُمْ سَمَاعٌ وَاَمَّا كُتُبُ اَبِيهِ فَسَمِعَهَا مِنْهُ قَالَ اَحْمَدُ وَكَانَ تفقه وَلم يَكُنْ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ مَالِكٍ اَفْقَهُ مِنْهُ

امام احمد بن حنبل سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کو سلیمان بن بلال کی تحریریں ملی تھیں' انہوں نے سلیمان بن بلال سے اُن روایات کا سماع نہیں کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے کچھ ایسے لوگوں کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' جن سے ان کا سماع معروف نہیں ہے' جہاں تک ان کے والد کی تحریروں کا تعلق ہے' تو انہوں نے اُن سے اُن تحریروں کا سماع کیا ہے۔
امام احمد فرماتے ہیں: یہ فقہ میں مہارت رکھتے تھے' امام مالک کے بعد مدینہ منورہ میں ان سے بڑا فقیہ اور کوئی نہیں تھا۔

حَدَّثَنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا احْمَد ابْن وهب بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُول عبد العزيز بْنُ اَبِي حَازِمٍ صَدُوقٌ ثِقَةٌ لَيْسَ بِهِ بَاْس

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے: عبدالعزیز بن ابوحازم' صدوق اور ثقہ ہیں' ان میں کوئی خرج نہیں ہے۔

توفی عبدْ العزيز يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلَ يَوْمٍ مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ

عبدالعزیز کا انتقال جمعہ کے دن' یکم صفر المظفر 185 ہجری میں ہوا۔

عُثْمَانُ بْنُ عِيسَى بْنِ كِنَانَةَ

(8) عثمان بن عیسیٰ بن کنانہ

كَانَ فَقِيهًا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ اَخَذَ عَنْ مَالِكٍ وَغَلَبَ عَلَيْهِ الرَّأْيُ وَقَعَدَ مَقْعَدَ مَالِكٍ بَعْدَهُ وَلَيْسَ لَهُ فِي الْحَدِيثِ ذِكْرٌ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ

یہ مدینہ منورہ کے فقہاء میں سے ایک فقیہ تھے' انہوں نے امام مالک سے استفادہ کیا تھا' لیکن ان پر رائے (یعنی قیاسی مسائل میں اشتغال) کا غلبہ تھا' امام مالک کے بعد یہی اُن کی جگہ مسند نشین ہوئے تھے' لیکن حدیث کے حوالے سے ان کی کوئی قابلِ ذکر حیثیت نہیں ہے۔

ان کا انتقال 185 ہجری میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ الْفَقِيهُ الْمَدَنِيُّ

(9) محمد بن مسلمہ ابوہشام مخزومی' فقیہ' مدنی

هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بن هِشَام بن اسماعيل بن هِشَام ابْن الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ

یہ محمد بن مسلمہ بن محمد بن ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن ولید بن مغیرہ ہیں۔

رَوَى عَنْ مَالِكِ بْنِ انس وَالضَّحَّاك بن عُثْمَان وابراهيم ابْن سَعْدٍ وَشُعَيْبِ بْنِ طَلْحَةَ وَالْهُدَيْرِيِّ قَالَ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ سَاَلْتُ اَبِي عَنْهُ فَقَالَ كَانَ احد فُقَهَاء الْمَدِينَة من اَصْحَاب مَالك وَكَانَ مِنْ اَفْقَهِهِمْ وَسُئِلَ عَنْهُ اَبِي فَقَالَ كَانَ ثِقَةً وَذَكَرَ السَّرَّاجُ قَالَ مَاتَ مُحَمَّدُ بن مسلمة المخزومى سنة سِتّ عشرَة وَمِائَتَيْنِ

انہوں نے امام مالک' ضحاک بن عثمان' ابراہیم بن سعد' شعیب بن طلحہ اور ہدیری سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ مدینہ منورہ کے فقہاء میں سے ایک تھے' یہ امام مالک کے شاگردوں میں سے ہیں' اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اُن (یعنی امام مالک کے شاگردوں) میں سے سب سے بڑے فقیہ ہیں' (ایک مرتبہ) میرے والد سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ ثقہ ہیں۔

سراج نے یہ بات ذکر کی ہے کہ محمد بن مسلمہ مخزومی مدنی کا انتقال 216 ہجری میں ہوا۔

عبد الله بن نَافِع الصَّائِغ

(10) عبداللہ بن نافع صائغ

عبد الله بن نَافِع الصَّائِغ اَبُو مُحَمَّد مولى قريش [1] رَوَى عَنْ مَالِكٍ وَابْنِ اَبِي ذِئْبٍ

یہ عبداللہ بن نافع صائغ ہیں' ان کی کنیت ابومحمد ہے' یہ قریش کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے امام مالک اور ابن ابوذئب سے روایات نقل کی ہیں۔

صفحہ 102: ''قریش کے آزاد کردہ غلام'' یہ اضافہ نسخہ ''ک'' سے نقل کیا گیا ہے' البتہ اُس نسخہ میں 'مولی لقریش'' کے الفاظ ہیں' اور میں نے اُسے برقرار رکھا ہے جو آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

حَدَّثَنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يحيى بن مِعِين يَقُول عبد الله بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ ثِقَةٌ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے: عبداللہ بن نافع صائغ' ثقہ ہیں۔

وَقَالَ اَبُو طَالِبٍ سَاَلْتُ اَحْمَدَ ابْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عبد الله بن نَافِع الصَّائِغ قَالَ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَ حَدِيثٍ كَانَ صَاحِبَ رَاْيِ مَالِكٍ وَكَانَ يُفْتِي اَهْلَ الْمَدِينَةِ بِرَاْيِ مَالِكٍ وَلَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيثِ بِذَاكَ

ابوطالب بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل سے عبداللہ بن نافع صائغ کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ حدیث کے ماہر نہیں تھے' یہ امام مالک کی فقہی آراء کے ماہر تھے اور یہ اہلِ مدینہ کو امام مالک کی آراء کے مطابق فتویٰ دیتے تھے' حدیث میں یہ کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ سَاَلْتُ اَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَافِعٍ الصَّائِغِ فَقَالَ لَيْسَ بِالْحَافِظِ هُوَ لَيِّنٌ فِي حِفْظِهِ وَكِتَابُهُ اَصَحُّ وَسُئِلَ اَبُو زُرْعَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهِ (۱)

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے عبداللہ بن نافع صائغ کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ حافظ الحدیث نہیں تھے' ان کے حافظہ میں کمزوری پائی جاتی تھی' البتہ تحریری حوالے سے یہ مستند ہیں۔ امام ابوزرعہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قَالَ اَبُو عمر توفي عبد الله بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ بِالْمَدِينَةِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ سِتٍّ وَمِائَتَيْنِ وَقِيلَ سَنَةَ سَبْعٍ وَمِائَتَيْنِ وَفِيهَا مَاتَ الْوَاقِدِيُّ بِبَغْدَادَ قَاضِيًا لِلْمَاْمُونِ

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) عبداللہ بن نافع صائغ کا انتقال' مدینہ منورہ میں' رمضان المبارک

(۱) امام احمد فرماتے ہیں: یہ حدیث کے عالم نہیں تھے اور یہ حدیث میں ضعیف تھے' امام بخاری فرماتے ہیں: ان کی کچھ احادیث معروف ہیں اور کچھ منکر ہیں' ابن فرحون کہتے ہیں: یہ بہرے اور اَن پڑھ تھے اور لکھنا نہیں جانتے تھے' یہ بیان کرتے ہیں: میں چالیس سال امام مالک کے ساتھ رہا ہوں لیکن میں نے ان کے حوالے سے کوئی روایت نوٹ نہیں کی' میں صرف اُن کی باتیں زبانی یاد رکھتا تھا' ان کے حالات ابواسحاق شیرازی کی کتاب ''طبقات الفقہاء'' میں مذکور ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں: انہوں نے امام مالک کے حوالے سے غریب روایات نقل کی ہیں۔ (ز)

میں 206 ہجری میں اور ایک قول کے مطابق 207 ہجری میں ہوا' اسی سال بغداد میں واقدی کا انتقال ہوا' جو خلیفہ مامون الرشید کی طرف سے مقرر کردہ قاضی تھا۔

عبد اللّٰه بن نَافِع الزبيری

(11) عبداللہ بن نافع زبیری

هُوَ عبد اللّٰه بن نَافِع بن ثَابت بن عبد اللّٰه بْـنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ الْاَسَدِيُّ يُكَنّى اَبَا بَكْرٍ

یہ عبداللہ بن نافع بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام قریشی اسدی ہیں' ان کی کنیت ابوبکر ہے۔

سَمِعَ مِنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ و عبد اللّٰه بـن مُحَمَّد بن يحيى ابْن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَوَى عَنْهُ عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّد الدوری وَغيره

انہوں نے امام مالک سے سماع کیا ہے' البتہ امام مالک کے حوالے سے ان کا ''موطا'' روایت کرنا مستند طور پر منقول نہیں ہے۔ (امام مالک کے علاوہ) انہوں نے عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ بن زبیر سے بھی سماع کیا ہے۔

عباس بن محمد دوری اور دیگر حضرات نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

حَـدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يحيى بن مِعِين يَقُول عبد اللّٰه بْنُ نَافِعٍ مِنْ وَلَدِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ صَدُوقٌ لَيْسَ بِهِ بَاْسٌ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے: عبداللہ بن نافع' حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں' یہ صدوق ہیں' ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قَـالَ اَبـو عُـمَـرَ سَـاَلَهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الْاَنْدَلُسِيُّ عَنْ تَفْسِيرِ بعض الْمُوَطَّاِ وَحَمَلَهُ عَنْهُ كَتَبْنَاهُ عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ شُيُوخنَا رَحِمهم الله

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) یحییٰ بن یحییٰ (مصمودی) اندلسی نے ان سے امام مالک کے کچھ اقوال کی وضاحت کے بارے میں دریافت کیا تھا' جو اقوال ''موطا'' میں منقول ہیں اور پھر اُنہوں نے اس کے حوالے سے اُن اقوال کو نقل کر دیا' ہم نے اپنے تین مشائخ کے حوالے سے اس کو نوٹ کیا ہے۔

قَالَ الزبير كَانَ عبد الله بْنُ نَافِعٍ الزُّبَيْرِيُّ يَسْرُدُ الصَّوْمَ وَكَانَ الْمَنْظُورَ اليه من قُرَيْش بِالْمَدِينَةِ فِي هَدْيِهِ وَفِقْهِهِ وَفَضْلِهِ (۱)

زبیر بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن نافع زبیری مسلسل (نفلی) روزے رکھتے تھے اور اپنی شخصیت' فقاہت اور فضیلت کے حوالے سے مدینہ منورہ میں' قریش میں نمایاں حیثیت کے مالک تھے۔

تُوُفِّيَ سَنَةَ عِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ وَقِيلَ بَلْ مَاتَ سَنَةَ خَمْسَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ ذَكَرَهُ السَّرَّاجُ وَقِيلَ تُوُفِّيَ سَنَةَ سِتَّ عشرَة وَمِائَتَيْنِ وَهُوَ ابْن سبعين سنة (۲)

ان کا انتقال 220 ہجری میں ہوا' ایک قول کے مطابق ان کا انتقال 215 ہجری میں ہوا' یہ بات سراج نے نقل کی ہے اور ایک قول کے مطابق ان کا انتقال 216 ہجری میں ہوا' اُس وقت ان کی عمر 70 برس تھی۔

عبد الملك الْمَاجِشُونُ

(12) عبدالملک ماجشون

عبد الملك بن عبد العزيز بن عبد الله بْنِ اَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمٍ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَنَّى اَبَا مَرْوَانَ

یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابوسلمہ ماجشون ہیں' یہ قریش کی شاخ بنوتیم کے آزاد کردہ غلام ہیں' ان کی کنیت ابومروان ہے۔

كَانَ فَقِيهًا فَصِيحًا دَارَتْ عَلَيْهِ الْفُتْيَا فِي زَمَانِهِ اِلَى مَوته وعَلى ابيه عبد العزيز قَبْلَهُ فَهُوَ فَقِيهٌ ابْنِ فَقِيهٍ وَكَانَ ضَرِيرَ الْبَصَرِ وَقِيلَ اِنَّهُ عَمِيَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ

یہ فقیہ تھے' فصیح تھے' اپنے انتقال تک ان کے زمانہ میں فتویٰ کے حوالے سے انہی پر مدار تھا' ان سے

(۱) مطبوعہ نسخہ اور ''ا'' اور ''د'' ان دونوں نسخوں میں یہ جملہ اضافی ہے: ''وكان المنظور اليه.....في حين وفاته وهديه''۔

(۲) تاریخ وفات کے بارے میں نسخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے' جہاں جسے برقرار رکھا گیا ہے وہ مطبوعہ نسخہ اور نسخہ ''د'' میں ہے' البتہ نسخہ ''د'' میں 216 کی جگہ 210 مذکور ہے اور ''تہذیب الکمال'' میں صفحہ 747/2 میں اسی کو ترجیح دی گئی ہے کہ ان کا سنِ وفات 216 ہجری ہے۔

پہلے ان کے والد عبدالعزیز پر مدار تھا' گویا یہ فقیہ ابن فقیہ ہیں' ان کی بینائی کمزور تھی' ایک قول کے مطابق آخری عمر میں یہ نابینا ہو گئے تھے۔

رَوَى عَنْ مَالِكٍ وَعَنْ اَبِيهِ وَكَانَ مُولَعًا بِسَمَاعِ الْغِنَاءِ ارْتِحَالًا وَغَيْرَ ارْتِحَالٍ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَدِمَ عَلَيْنَا وَمَعَهُ مَنْ يُغَنِّيهِ

انہوں نے امام مالک اور اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں' ان پر یہ الزام ہے کہ یہ غناء سنتے تھے' سفر کے دوران بھی اور اس کے علاوہ بھی۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: یہ ہمارے ہاں آئے تھے تو ان کے ساتھ وہ شخص بھی تھا' جو ان کو گا کر سناتا تھا۔

حَدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعت مُصعب بن عبد الله الزبيری يَقُول عبد الملك بن عبد العزيز الْمَاجِشُونُ كَانَ فِي زَمَانِهِ مُفْتِيَ اَهْلِ الْمَدِينَةِ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ مصعب بن عبداللہ زبیری کا یہ قول نقل کیا ہے: عبدالملک بن عبدالعزیز ماجشون اپنے زمانہ میں اہلِ مدینہ کے مفتی تھے۔

قَالَ اَبُو عمر توفّی عبد الملك بْنُ الْمَاجِشُونِ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَقِيلَ سَنَةَ اَربع عشرَة وَمِائَتَيْنِ

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) عبدالملک بن ماجشون کا انتقال 212 ہجری میں ہوا اور ایک قول کے مطابق 214 ہجری میں ہوا۔

مطرف بن عبد الله

(13) مطرف بن عبداللہ

مطرف بن عبد الله بْن مُطَرِّفِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنَّى ابا مُصعب وَكَانَ اَصَمّ

یہ مطرف بن عبداللہ بن مطرف بن سلیمان بن یسار ہیں' یہ (یعنی یسار) اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے' مطرف کی کنیت ابومصعب تھی اور یہ بہرے تھے۔

كذا كنّاه البخاری فقال: انا مُطَرِّف بن عبد الله ابو مُصْعب' وغيرُ البخاری يُكَنّيه

بابی عبد اللّٰہ ۔ (۱)

امام بخاری نے ان کی یہی کنیت بیان کی ہے' وہ فرماتے ہیں: ابومصعب مطرف بن عبداللہ نے ہمیں حدیث بیان کی' جبکہ امام بخاری کے علاوہ دیگر لوگوں نے ان کی کنیت ابوعبداللہ بیان کی ہے۔

روی عَن مَالك وَابن ابی الزِّنَاد وعبد الرحمن بن اَبی الموالی و عبد الله بن عمر الْعُمَرِی روی عَنهُ اَبُو زرْعَة وَاَبُو حَاتِم

انہوں نے امام مالک' ابن ابوزناد' عبدالرحمٰن بن ابوموالی اور عبداللہ بن عمر عمری سے روایت نقل کی ہیں جبکہ ان سے امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوحاتم رازی نے روایات نقل کی ہیں۔

سُئِلَ اَبُو حَاتِمٍ مَنْ اَحَبُّ اِلَيْكَ مُطَرِّفٌ اَوْ اسماعيل ابْن اَبِی اُوَيْسٍ قَالَ مُطَرِّفٌ وَسُئِلَ عَنْهُ مَرَّةً اُخرَى فَقَالَ صَدُوقٌ

امام ابوحاتم رازی سے سوال کیا گیا: آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے' مطرف یا اسماعیل بن ابواویس؟ اُنہوں نے جواب دیا: مطرف! ایک مرتبہ اُن سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا: یہ صدوق ہیں۔

قَالَ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ تُوُفِّیَ مُطَرِّفٌ سَنَةَ عِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ وَقَالَ غَيْرُهُ تُوُفِّیَ سَنَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ دُخُوله الْعِرَاق

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: مطرف کا انتقال 220 ہجری میں ہوا تھا' دیگر حضرات نے یہ بات بیان کی ہے کہ ان کا انتقال 214 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا' حالانکہ پہلے یہ عراق چلے گئے تھے۔

يحيى بن يَحْيَى الْاَنْدَلُسِیُّ (۲)

(14) یحییٰ بن یحییٰ (مصمودی) اندلسی

يُكَنَّى اَبَا مُحَمَّدٍ وَيُعْرَفُ بِابْنِ اَبِی عِيسَى وَهُوَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ وَهُوَ الْمُكَنَّى بِاَبِی عِيسَى وَهُوَ الدَّاخِلُ اِلَى الْاَنْدَلُسِ وَهُوَ كَثِيرُ بْنُ وَسلاسَ بْنِ شملل اَصله من البربر من مصمودة الْمشرق

ان کی کنیت ابومحمد ہے' یہ ابن ابوعیسیٰ کے نام سے معروف ہیں' یہ یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر ہیں' اُن (یعنی

(۱) یہ ٹکڑا نسخہ ''ک'' سے اضافی طور پر نقل کیا گیا ہے اور اُس میں ''من مصعب'' تحریر ہے اور یہ غلط ہے۔

(۲) یہ یحییٰ بن یحییٰ اللیثی ہیں جنہوں نے وہ مؤطا روایت کی ہے جو آج کل رائج ہے۔

کثیر) کی کنیت ابوعیسیٰ ہے' یہ اندلس تشریف لے گئے تھے' ان کا نام کثیر بن وسلاس بن شمال ہے' یہ بربر قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور مصمودہ مشرق سے تعلق رکھتے ہیں۔

سمع من زياد بن عبد الرحمن موطا مالك' وسمع من يحيى بن مضر . ثم دخل المشرق وَهُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَسَمِعَ مِنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ الْمُوَطَّأَ غَيْرَ اَبْوَابٍ مِنَ الاعْتِكَاف فَحَمَلَهَا عَنْ زِيَادٍ عَنْ مَالِكٍ وَسَمِعَ مِنْ نَافِعِ بْنِ اَبِى نُعَيْمٍ وَمِنَ الْقَاسِمِ الْعُمَرِيِّ وَمِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَسَمِعَ بِمَكَّةَ مِنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَسَمِعَ بِمِصْرَ مِنَ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ سَمَاعًا كَثِيرًا وَمِنَ ابْنِ وَهْبٍ مُوَطَّاهُ وَجَامِعَهُ وَسَمِعَ مِنَ ابْنِ الْقَاسِمِ مسَائِله وَحمل عَنهُ من رَأيه عشرة كتب كبار (ا) اَكْثَرهَا سُؤَاله وسماعه وَكتب سَماع ابْن الْقَاسِم من مَالِكٍ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَدِينَةِ لِيَسْمَعَهُ مِنْ مَالِكٍ وَيُسَائِلُهُ عَنْهُ فَوَجَدَ مَالِكًا عَلِيلا فَاَقَامَ بِالْمَدِينَةِ اِلَى اَنْ تُوُفِّيَ مَالِكٌ وَحَضَرَ جِنَازَتَهُ وَسَمِعَ مِنْ اَنَسِ بْنِ عِيَاضٍ

انہوں نے زیاد بن عبدالرحمٰن سے مؤطا امام مالک کا سماع کیا تھا' انہوں نے یحییٰ بن مضر سے بھی سماع کیا' 28 سال کی عمر میں یہ مشرق آ گئے' انہوں نے اعتکاف سے متعلق ابواب کے علاوہ امام مالک سے "مؤطا امام مالک" (کے بقیہ حصے) کا سماع کیا' اُنہوں نے زیاد کے حوالے سے امام مالک سے "مؤطا" کو روایت کیا ہے' انہوں نے نافع بن ابونعیم' قاسم عمری' حسین بن ضمیرہ سے بھی سماع کیا ہے' انہوں نے مکہ میں سفیان بن عیینہ سے سماع کیا ہے اور مصر میں لیث بن سعد سے بہت زیادہ سماع کیا ہے' انہوں نے ابن وہب سے اُن کی نقل کردہ "مؤطا" اور اُن کی تصنیف کردہ "جامع" کا سماع کیا ہے اور ابن قاسم سے اُن کی کتاب "المسائل" کا سماع کیا ہے' اُنہوں نے ابن قاسم کے حوالے سے اُن کی آراء پر مشتمل دس بڑے رجسٹر نقل کیے ہیں جن میں سے زیادہ تر اُن کے سوالات اور اُن کا سماع ہے' انہوں نے ابن قاسم کے امام مالک سے سماع کو نوٹ کیا اور پھر مدینہ منورہ چلے گئے تاکہ امام مالک سے ان روایات کا سماع کریں اور اُن مسائل کے بارے میں دریافت کریں' تو انہوں نے امام مالک کو علیل پایا' امام مالک کے انتقال تک یہ مدینہ منورہ میں ٹھہرے رہے اور اُن کے جنازہ میں بھی شریک ہوئے' انہوں نے انس بن عیاض سے بھی سماع کیا ہے۔

(ا) تمام نسخوں میں اور مطبوعہ نسخہ میں یہی الفاظ ہیں: "دس بڑی کتابیں"۔

وَقَدِمَ اِلَى الْاَنْدَلُسِ بِعِلْمٍ كَثِيرٍ فَدَارَتْ فُتْيَا الْاَنْدَلُسِ بَعْدَ عِيسَى بْنِ دِينَارٍ عَلَيْهِ وَانْتَهَى السُّلْطَانُ وَالْعَامَّةُ اِلَى رَأْيِهِ وَكَانَ فَقِيهًا حَسَنَ الرَّأْيِ وَكَانَ لَا يرى الْقُنُوت فى الصُّبْحِ وَلَا فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ وَقَالَ سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْاَنْصَارِيَّ يَقُولُ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ اَرْبَعِينَ يَوْمًا يَدْعُو عَلَى قَوْمٍ وَيَدْعُو لآخَرِينَ قَالَ وَكَانَ اللَّيْثُ لَا يَقْنُتُ

یہ بہت سا علم لے کر یہ اندلس آ گئے اور عیسیٰ بن دینار کے بعد اندلس میں فتویٰ کا مدار انہی پر ہو گیا۔ حاکمِ وقت اور عام افراد انہی کی رائے کی طرف رجوع کرتے تھے' یہ فقیہ تھے' ان کی رائے عمدہ تھی' یہ صبح کی نماز' بلکہ کسی بھی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کے قائل نہیں تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں: میں نے لیث بن سعد کو یحییٰ بن سعید انصاری کا یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً چالیس دن تک قنوتِ نازلہ پڑھی تھی' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم اور بعض دوسرے لوگوں کے لیے دعائے ضرر کرتے رہے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں: لیث بن سعد بھی دعائے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

وَخَالَفَ يَحْيَى اَيْضًا مَالِكًا فِي الْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فَلَمْ يَرَ الْقَضَاءَ بِهِ وَلَا الْحُكْمَ وَاَخَذَ بِقَوْلِ اللَّيْثِ فِي ذَلِك وَقَالَ لابد مِنْ شَاهِدَيْنِ رَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٍ وَامْرَاَتَيْنِ (۱)

ایک گواہ کے ہمراہ قسم لے کر فیصلہ دینے کے بارے میں بھی یحییٰ مصمودی کی رائے امام مالک سے

(۱) یہ اُسی طرح ہے جیسے فقہاءِ عراق اور دیگر تمام علاقوں کے علماء کا مسلک ہے' اگرچہ امام شافعی نے اس بارے میں امام مالک کی پیروی کی ہے اور پہلے اور بعد کے (دونوں اُدوار میں) اس مسئلہ کے بارے میں امام مالک کی رائے کا دفاع کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ امام لیث بن سعد نے امام مالک کو خط لکھا تھا جس میں ایک گواہ کے ہمراہ قسم لے کر فیصلہ دینے کی تردید کے بارے میں جمہور کے قول کی وجہ بیان کی گئی تھی۔ لیث بن سعد کے یہ الفاظ یحییٰ بن معین نے اپنی کتاب ''معرفۃ التاریخ والعلل'' میں نقل کیے ہیں جسے عباس دوری نے اُن سے روایت کیا ہے اور اس میں وہ مواد موجود ہے جو فقہ کے عالم اور طالب علم کو شرح صدر عطا کرتا ہے۔ اسی طرح (یحییٰ بن یحییٰ لیثی) نے مؤطا امام مالک کا جو نسخہ نقل کیا ہے' اُس میں جمہور کے قول کی طرف رجوع کیا گیا ہے حالانکہ ناقل نے اندلس میں امام مالک کے مسلک کی خوب نشر و اشاعت کی تھی۔

لیث بن سعد نے امام مالک کو جو خط لکھا تھا وہ فقہاء کیلئے اُتنا ہی اہم ہے جس طرح امام مالک کا لیث بن سعد کے نام تحریر شدہ خط اہم ہے' اس مسئلہ کے بارے میں امام محمد بن حسن شیبانی نے اپنی کتاب ''الاحتجاج علی اھل المدینۃ'' میں ←

مخالف ہے' اُن کے نزدیک اس طرح نہ تو قاضی فیصلہ دے سکتا ہے اور نہ ہی ثالث ایسا کر سکتا ہے' اُنہوں نے اس بارے میں لیث بن سعد کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ کہا ہے: دو مرد گواہوں یا پھر ایک مرد اور دو خواتین گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

وَكَانَ يرى كِرَاء الْاَرْضِ بِجُزْءٍ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا عَلَى مَذْهَبِ اللَّيْثِ وَقَالَ هِيَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَر

یحیٰ مصمودی' لیث بن سعد کے مسلک کے مطابق زمین کی پیداوار کے کسی حصہ کے عوض میں زمین کو کرائے پر دینے (کے جائز ہونے) کے بھی قائل تھے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: خیبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔

وَقضى بدار امين (۱) اِذَا لَمْ يُوجَدْ فِي اَهْلِ الزَّوْجَيْنِ حَكَمَانِ يَصْلُحَانِ لِذَلِكَ

یحیٰ مصمودی نے یہ بھی فتویٰ دیا ہے کہ جب میاں بیوی کے متعلقین میں سے ایسے افراد نہ مل سکیں جو

بھرپور کلام کیا ہے۔ امام ابویوسف کے بارے میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ جب وہ حج کرنے کیلئے آئے تو اُنہوں نے اس مسئلہ کے بارے میں امام مالک کے ساتھ مناظرہ رکھ لیا جس میں امام مالک نے اپنے شاگرد مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا۔ امام ابویوسف نے اس بارے میں کتاب اللہ سے استدلال کیا اور ایک گواہ کے ہمراہ قسم لے کر فیصلہ دینے سے متعلق روایت کی متعدد علتیں بیان کیں جیسا کہ یہ بات معروف ہے' بعض حضرات نے اس بارے میں امام ابویوسف کے ساتھ امام شافعی کا مناظرہ بھی روایت کیا ہے' لیکن وہ ایجاد کی ہوئی روایت ہے کیونکہ امام شافعی کی امام ابویوسف سے ملاقات ہی ثابت نہیں ہے' چہ جائیکہ مناظرہ کریں۔ آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 139 میں ابن لباد کے حوالے سے روایت منقول ہے لیکن یہ اُن روایات میں سے ہے جو روایات امام شافعی تک پہنچی تھیں' امام شافعی نے اس روایت کا سماع نہیں کیا۔

(۱) نسخہ "ک" اور "و" دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے' نسخہ "ج" کے حاشیہ میں بھی اسی طرح ہے اور یہی درست ہے۔ نسخہ "ا" میں یہ پورا جملہ نہیں ہے اور مطبوعہ نسخہ میں یہ الفاظ ہیں: "وقضى براى امينين اذا...... " اور نسخہ "ج" میں یہ الفاظ ہیں: "......برای امینین" اور درست یہ ہے: "وقضى بدار امين" جیسا کہ میں نے اسے برقرار رکھا ہے۔

اُن کے قول "وقضى بدار امين" سے مراد یہ ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان اختلاف رونما ہو جائے اور قاضی کیلئے اُن کا معاملہ مشکل کا باعث بنے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ ان دونوں میں سے زیادتی کون کر رہا ہے؟ تو وہ ایک امانت دار اور ثقہ شخص کے ہاں ان دونوں کو بھیجے گا' یہ دونوں اُس کے ساتھ رہیں گے' یا اُس کے پڑوس میں رہیں گے' یا وہ امین شخص اُن دونوں کے ساتھ رہے گا اور پھر وہ ان دونوں کے معاملہ کا جائزہ لے گا اور صورتِ حال جاننے کی کوشش ←

ثالثی کر کے اُن کے درمیان اختلاف ختم کر سکیں تو پھر کسی شخص کو مقرر کیا جا سکتا ہے جو اُن کے ساتھ یا اُن کے پڑوس میں رہ کر اُن کی صورتِ حال کا جائزہ لے اور قاضی کو اس بارے میں بتائے۔

کرے گا' تاکہ اُسے پتہ چل جائے کہ ان میں سے ظلم کرنے والا اور زیادتی کرنے والا فریق کون ہے۔ یہ وہ رائے ہے جو معروف ہے اور یحییٰ بن یحییٰ کے حوالے سے مالکی فقہاء کی کتابوں میں منقول ہے۔ مصنف یعنی امام ابن عبدالبر اپنی کتاب "الکافی" صفحہ 597/2 میں دونوں طرف سے ثالث بھیجنے سے متعلق کلام کے آخر میں یہ تحریر کرتے ہیں:

"جس صورتِ حال میں دونوں طرف سے ثالث آنے چاہئیں اُس صورتِ حال کے بارے میں یحییٰ بن یحییٰ' دارامین کا فتویٰ دیتے ہیں اور ہمارے ہاں اسی پر عمل کیا جاتا ہے"۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

شیخ محمد علیش اپنی کتاب "منح الجلیل علی مختصر الشیخ خلیل" صفحہ 177/2 اور صفحہ 178 پر 'فصل: بیویوں کے درمیان تقسیم' اُن کی طرف سے نافرمانی اور ان دونوں اُمور سے مناسبت رکھنے والے مسائل کے احکام کا بیان' میں تحریر کرتے ہیں:

"ابن زیاد کے احکام میں یہ تحریر ہے: عبیداللہ بن یحییٰ نے مجھے خط لکھا کہ تم نے تو مجھ سے یہ کہا ہے کہ میرے والد اور میرے چچا دونوں طرف سے ثالثوں کو بھجوانے کا فیصلہ نہیں دیتے ہیں اور ہمارے ہاں اس پر عمل بھی نہیں ہے۔ قاضی حضرات اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ مرد اور اُس کی بیوی کو کسی امین شخص کے ہاں بھجوا دیا جائے تاکہ اُن کی صورتِ حال کی سمجھ بوجھ حاصل ہو سکے تو کیا میں ثالثوں کے فیصلہ کو برقرار رکھوں' یعنی دونوں فریقوں کی طرف سے ثالثوں کو بھیجا جائے' یا پھر اُس طرح کرو جس طرح (ہمارے علاقہ کے) قاضی صاحبان کرتے ہیں؟ تو عبیداللہ بن یحییٰ نے اُنہیں جواب میں لکھا: میں نہیں سمجھتا کہ ثالثوں کے بارے میں فیصلہ دیا جائے کیونکہ اس صورت میں آپ ایک ایسا فیصلہ دیں گے جو آپ سے پہلے کے عادل حکمرانوں' یعنی آپ کے چچا اور آپ کے والد نے نہیں دیا ہے' اس لیے آپ ان دونوں کو کسی امین شخص کے گھر بھجوا دیں' یا پھر کسی امین کو ان دونوں کے ساتھ رہنے دیں۔ یہ وہ معاملہ ہے جس پر قاضی صاحبان شروع سے عمل کرتے آ رہے ہیں"۔

پھر شیخ علیش تحریر کرتے ہیں: متیطی نے بعض فقہاء کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ ثالث بھجوانے کے حکم سے متعلق آیت محکم ہے' یہ منسوخ نہیں ہے' اس پر عمل کرنا واجب ہے' کسی عالم کیلئے اس کے مطابق فتویٰ دینے کو ترک کرنا درست نہیں ہے' یحییٰ بن یحییٰ کا معاملہ مختلف ہے' وہ ثالثوں کو بھجوانے کے قائل نہیں تھے۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں: اس حوالے سے اُن کا انکار بھی کیا گیا' اُن کے صاحبزادے عبیداللہ نے اُن کی پیروی کی ہے اور جس شخص نے اُن سے فتویٰ مانگا تھا' اُسے اُنہوں نے یہی کہا تھا کہ ثالثوں کو نہیں بھجوایا جائے گا۔ ابن فتوح کہتے ہیں: محمد بن احمد نے یہ بات بیان کی ہے کہ ہم نے جن لوگوں کا زمانہ پایا ہے اور جن سے سماع کیا ہے تو ہمارے ہاں تو ثالثوں کے بارے میں ←

وَكَانَ اِمَامَ اَهْلِ بَلَدِهٖ وَالْمُقْتَدٰى بِهٖ فِيْهِمْ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ وَالْمُعَوَّلَ عَلَيْهِ وَكَانَ ثِقَةً عَاقِلًا حَسَنَ الْهُدٰى وَالسَّمْتِ كَانَ يُشَبَّهُ فِيْ سَمْتِهٖ بِسَمْتِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رَحِمَهُ الله وَلم يكن لَهٗ بصر بِالْحَدِيْثِ

وہ اپنے علاقے کے امام تھے اور وہاں کے لوگوں کے پیشوا تھے' اُنہی کی طرف دیکھا جاتا تھا اور اُنہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا' وہ ثقہ تھے' عقلمند تھے' عمدہ اخلاق کے مالک تھے' وہ اپنے طور طریقوں میں امام مالک کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے' البتہ اُنہیں علمِ حدیث میں زیادہ بصیرت حاصل نہیں تھی۔

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ لَمْ يُعْطَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَنْدَلُسِ مُنْذُ دَخَلَهَا الْاِسْلَامُ مِنَ الْحَظْوَةِ وَعِظَمِ الْقَدْرِ وَجَلَالَةِ الذِّكْرِ مَا اُعْطِيَهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى

احمد بن خالد بیان کرتے ہیں: جب سے اندلس میں اسلام آیا ہے اُس کے بعد کبھی بھی کسی بھی صاحبِ علم کو وہ عظمت' رفعت اور قدر و منزلت حاصل نہیں ہوئی جو یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کو حاصل ہوئی تھی۔

وَاخْتُلِفَ فِيْ وَقْتِ وَفَاتِهٖ فَقِيْلَ تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَقِيْلَ تُوُفِّيَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَثَلَاثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَ يَاْتِي الْجَامِعَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَاجِلًا مُتَعَمِّمًا

ان کے انتقال کے وقت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' ایک قول کے مطابق ان کا انتقال

فیصلہ نہیں دیا جاتا ہے کیونکہ میاں بیوی کا معاملہ اس حد تک کم ہی پہنچتا ہے کہ دونوں طرف سے ثالثوں کی ضرورت پیش آئے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

ان سب باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عبارت میں درست الفاظ یہ ہیں: ''وقضی بدار امین'' یعنی ثالثوں کی جگہ یہ فیصلہ دیا جائے گا' جس کی تفصیل اور توجیہ شیخ علیش نے ذکر کی ہے اور اُنہوں نے اسے ابن حبیب کے حوالے سے مطرف اور اصبغ سے نقل کیا ہے' تو آپ اس کی طرف رجوع کر لیں۔

یہاں ایک عبارت باقی رہ جاتی ہے' جو یہاں کے ذیل میں ہے اور کتاب ''ترتیب المدارک'' میں ہے: ''جب میاں بیوی کے رشتہ دار دستیاب نہ ہوں تو وہ اس کے ذریعہ صلح کر لیں گے''۔ یہ اضافہ زیادہ مشکل ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں یحییٰ بن یحییٰ نے جو موقف اختیار کیا ہے اُسے اس صورتِ حال کے ساتھ مشروط قرار دیا جائے گا جبکہ یحییٰ بن یحییٰ کا مسلک یہ ہے کہ اس شرط کے بغیر بھی یہی فیصلہ ہوگا جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزرا ہے اور اُسے نقل کیا گیا ہے تو اس صورت میں اس کے صحیح یا غلط ہونے یا اضافی ہونے کیلئے مالکی فقہ کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جائے گا' کیونکہ اس بارے میں اُنہی کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

233 ہجری میں ہوا' ایک قول کے مطابق 234 ہجری میں ہوا' یہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں' عمامہ باندھ کر پیدل تشریف لاتے تھے۔

عَلِیُّ بْنُ زِیَادِ التُّونُسِیُّ

(15) علی بن زیاد تیونسی

یُکَنّٰی اَبَا الْحَسَنِ اَصْلُهُ مِنَ الْعجم ولد بِاَطْرَابُلُس ثُمَّ سَکَنَ تُونُسَ رَوَی عَنْ مَالِکٍ وَغیرہ وتوفی سنة ثلاث وثمانین ومائة

ان کی کنیت ابوالحسن ہے' نسلی اعتبار سے یہ عجمی ہیں' یہ طرابلس میں پیدا ہوئے' پھر انہوں نے تیونس میں رہائش اختیار کی' انہوں نے امام مالک اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 183 ہجری میں ہوا۔

عبد اللّٰه بْنُ غَانِمِ الافْرِیقِیُّ

(16) عبداللہ بن غانم افریقی

الْقَاضِی بِهَا وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَعِشْرِینَ وَمِئَةٍ (ا) وَکَانَ فَقِیهًا سَمِعَ مِنْ مَالِکٍ وَمِنْ اَبِی یُوسُفَ الْقَاضِی

یہ وہاں (یعنی افریقہ) کے قاضی تھے' یہ 128 ہجری میں پیدا ہوئے' یہ فقیہ تھے' انہوں نے امام مالک اور قاضی ابو یوسف سے سماع کیا ہے۔

معن بن عِیسَی

(17) معن بن عیسیٰ

ابْن یَحْیَی بْنِ دِینَارٍ الْقَزَّازُ مَوْلَی اَشْجَعَ یُکَنّٰی اَبَا یحیی

یہ معن بن عیسیٰ بن یحییٰ بن دینار قزاز ہیں' یہ اشجع قبیلہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔

روی عَن مَالك ابْن اَنَسٍ وَمُعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ وَمَخْرَمَةَ بْنِ بُکَیْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ

انہوں نے امام مالک' معاویہ بن صالح' مخرمہ بن بکیر اور محمد بن ہلال سے روایات نقل کی ہیں۔

(ا) ان کا انتقال ربیع الثانی 190 ہجری میں ہوا' یہ عبداللہ بن عمیر بن غانم رعینی ہیں۔ (ز)

رَوَی عَنْهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَل وَعلی بن الْمَدِينِيِّ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَالْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عبد الله ابْنُ نُمَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيّ وَغَيْرُهُم

ان سے امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، امام حمیدی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، ابراہیم بن منذر، ابوبکر بن ابوشیبہ، نصر بن علی اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

وَكَانَ اَشَدَّ النَّاسِ مُلازَمَةً لِمَالِكٍ وَكَانَ مَالِكٌ يَتَّكِءُ عَلَيْهِ فِي خُرُوجِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى قِيلَ لَهُ عُصَيَّةُ مَالِكٍ

لوگوں میں سے یہ سب سے زیادہ امام مالک کے ساتھ رہے ہیں، یہاں تک کہ امام مالک مسجد تشریف لے جاتے ہوئے ان کا سہارا لیا کرتے تھے، انہیں امام مالک کا ''عصا'' بھی کہا جاتا تھا۔

قَالَ اَبُو حَاتِمٍ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ مُوسَى الْاَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ مَعْنَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ كَانَ مَالِكٌ لَا يُجِيبُ الْعِرَاقِيين فی شیء مِنَ الْحَدِيثِ حَتَّى اَكُونَ اَنَا اَسْاَلُهُ عَنْهُ

ابوحاتم بیان کرتے ہیں: اسحاق بن موسیٰ انصاری نے معن بن عیسیٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے: حدیث کے حوالے سے امام مالک اہلِ عراق کو کوئی جواب نہیں دیتے تھے، یہاں تک کہ جب میں نے اُن سے حدیث کے بارے میں دریافت کرنا شروع کیا (تو وہ مجھے جواب دینے لگے)۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَعْنَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ كُلُّ شیء مِنَ الْحَدِيثِ فِي الْمُوَطَّا سَمِعْتُهُ مِنْ مَالِكٍ الاما استثنيت انی عرضته عَلَيْهِ وكل شیء مِنْ غَيْرِ الْحَدِيثِ عَرَضْتُهُ عَلَى مَالِكٍ إِلا مَا اسْتَثْنَيْتُ اَنِّي سَاَلْتُهُ عَنْهُ

اسحاق بن موسیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے معن بن عیسیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ''موطا'' میں منقول ہر حدیث کو میں نے امام مالک سے سنا ہے، البتہ جس حدیث کا میں نے استثناء کیا ہو، وہ روایت میں نے امام مالک کو پڑھ کر سنائی ہوگی اور ''موطا'' میں منقول حدیث کے علاوہ ہر روایت میں نے امام مالک کو پڑھ کر سنائی ہے، البتہ جس کا میں نے استثناء کیا ہو، اُس کے بارے میں، میں نے اُن سے سوال کیا ہوگا۔

قَالَ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ سَمِعْتُ اَبِی يَقُولُ اَثْبَتُ اَصْحَابِ مَالِكٍ وَاَوْثَقُهُمْ مَعْنُ بْنُ عِيسَى وَهُوَ اَحَبُّ إِلَيَّ من ابْنِ نَافِعٍ وَابْنِ وَهْبٍ

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام مالک کے شاگردوں

میں سے سب سے زیادہ ثبت اور سب سے زیادہ ثقہ معن بن عیسیٰ ہیں' یہ میرے نزدیک ابن نافع اور ابن وہب سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

ذَكَرَ اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ السَّرَّاجُ فِي تَارِيخِهِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَنَةَ مَاتَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فَسَاَلْتُ عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى فَقِيلَ لِي تُوُفِّيَ مُنْذُ اَيَّامٍ قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ مات الهديرى سنة وثمان ومئتين' وتوفى معن ابْن عِيسَى بِالْمَدِينَةِ سنة ثَمَان وَتِسْعين وَمِئَة (۱)

ابوعباس محمد بن اسحاق سراج نے اپنی ''تاریخ'' میں' محمد بن رافع کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں اُس سال مدینہ منورہ آیا' جس سال سفیان بن عیینہ کا انتقال ہوا تھا' میں نے معن بن عیسیٰ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا: کچھ دن پہلے اُن کا انتقال ہو گیا ہے۔

ابراہیم بن منذر بیان کرتے ہیں: ہدیری کا انتقال 208 ہجری میں ہوا اور معن بن عیسیٰ کا انتقال مدینہ منورہ میں 198 ہجری میں ہوا۔

عبد الله بن مسلمة بن قعنب القعنبى

(18) عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب قعنبی

ابو عبد الرحمن مَدَنِيٌّ سَكَنَ الْبَصْرَةَ رَوَى عَنْ مَالِكٍ وَابْنِ اَبِي ذِئْبٍ وَمَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ وَاَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ وَسَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ رَوَى عَنْهُ اَبُو زُرْعَةَ الرازى وَاَبُو حَاتِمِ الرازى وعَلى بن عبد العزيز

ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' یہ مدنی ہیں لیکن انہوں نے بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی۔

انہوں نے امام مالک' ابن ابوذئب' مخرمہ بن بکیر' افلح بن حمید اور سلمہ بن وردان سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے امام ابوزرعہ رازی' ابوحاتم رازی اور علی بن عبدالعزیز نے روایات نقل کی ہیں۔

---

(۱) اُن کا یہ کہنا کہ ہدیری کا انتقال 208 ہجری میں ہوا' یہ الفاظ نسخہ ''ک'' سے اضافی ہیں کیونکہ ہدیری سے مراد ابوزکریا یحییٰ بن عبدالملک ہدیری تمیمی ہیں جو امام مالک کے شاگرد ہیں' اُنہوں نے امام مالک سے احادیث اور فقہی آراء روایت کی ہیں۔

قَالَ ابْنُ اَبِی حَاتِمٍ قُلْتُ لِاَبِی الْقَعْنَبِیُّ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَمْ اِسْمَاعِیلُ بْنُ اَبِی اُوَیْسٍ فَقَالَ الْقَعْنَبِیُّ اَحَبُّ اِلَیَّ وَسُئِلَ اَبِی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْلَمَۃَ الْقَعْنَبِیِّ فَقَالَ بَصْرِیٌّ ثِقَۃٌ حُجَّۃٌ وَسُئِلَ اَبُو زُرْعَۃَ عَنْہُ فَقَالَ مَا کَتَبْتُ عَنْ اَحَدٍ اَجَلَّ فِی عَیْنِی مِنْہُ وَسُئِلَ ابْنُ مَعِینٍ عَنِ الْقَعْنَبِیِّ فَقَالَ ذَاکَ مِنْ دُرٍّ ذَاکَ مِنْ دَنَانِیرَ (۱)

ابن ابوحاتم بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے دریافت کیا: آپ کے نزدیک قعنبی زیادہ محبوب ہیں یا اسماعیل بن ابواویس؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: قعنبی میرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں۔

میرے والد سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں' ثقہ اور حجت ہیں۔

امام ابوزرعہ سے اُن کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: میں نے جتنے لوگوں سے روایات نوٹ کی ہیں' اُن میں سے وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ جلیل القدر ہیں۔

یحییٰ بن معین سے قعنبی کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: وہ قیمتی موتی ہیں' وہ دینار ہیں (یعنی انتہائی قیمتی فرد ہیں)۔

اَبُو مُصْعَبٍ الزُّہْرِیُّ

(19) ابومصعب زہری

اِسْمُہُ اَحْمَدُ بْنُ اَبِی بَکْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ زُرَارَۃَ بْنِ مُصْعَبِ بْنِ عبد الرحمن بْنِ عَوْفٍ

ان کا نام احمد بن ابوبکر بن حارث بن زرارہ بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف ہے۔

قَالَ الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ کَانَ اَبُو مُصعب علی شرطۃ عبید اللّٰہ ابْنُ الْحسن بن عبید اللّٰہ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذْ کَانَ وَالِیًا لِلْمَامُونِ عَلَی الْمَدِینَۃِ ثُمَّ وَلَاہُ الْقَضَاءَ وَمَاتَ وَہُوَ فَقِیہُ اَہْلِ الْمَدِینَۃِ غَیْرُ مُدَافَعٍ

زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں: عبیداللہ بن حسن' جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں' جب وہ خلیفہ مامون الرشید کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر بنے' تو اُنہوں نے ابومصعب کو کوتوال مقرر کیا' پھر بعد میں اُنہیں قاضی کا عہدہ سونپا گیا' اپنے انتقال کے وقت وہ اہلِ مدینہ کے' کسی مدافعت کے بغیر' (یعنی

---

(۱) قعنبی کا انتقال 221 ہجری میں ہوا۔ (ز)

متفقہ طور پر) ثقہ تھے۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ رَوَى عَنْ مَالِكٍ وَالدَّرَاوَرْدِيِّ وَاِبْرَاهِيمَ بْنِ سعد وعطاف بْنِ خَالِدٍ وَغَيْرِهِمْ رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ وَاِسْمَاعِيلُ الْقَاضِي وَالْبُخَارِيُّ وَاَبُو حَاتِمٍ وَاَبُو زُرْعَةَ وَقَالا فِيهِ صَدُوقٌ

مَاتَ اَبُو مُصْعَبٍ سَنَةَ اِحْدَى وَاَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) انہوں نے امام مالک' دراوردی' ابراہیم بن سعد' عطاف بن خالد اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

جبکہ ان سے محمد بن یحییٰ ذہلی' قاضی اسماعیل' امام بخاری' ابوحاتم رازی' ابوزرعہ رازی نے روایات نقل کی ہیں۔ ان دونوں حضرات (یعنی ابوحاتم اور ابوزرعہ) نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے: یہ صدوق ہیں۔

ابومصعب کا انتقال 241 ہجری میں ہوا۔

يَحْيَى بْنُ يحيى بن بكر بن عبد الرحمٰن التَّمِيمِيُّ الْحَنْظَلِيُّ (۱)

(20) یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبدالرحمٰن تمیمی حنظلی

مَوْلًى لَهُمْ وَيُقَالُ مَوْلَى بَنِي منقر بن سعيد بْنِ عَمْرِو بْنِ تَمِيمٍ النَّيْسَابُورِيّ يُكَنَّى اَبَا زَكَرِيَّا

یہ اُن کے ساتھ نسبِ ولاء رکھتے ہیں' ایک قول کے مطابق ان کی نسبتِ ولاء بنومنقر بن سعد بن عمرو بن تمیم سے ہے' (ان کا اسمِ منسوب) نیشاپوری اور ان کی کنیت ابوزکریا ہے۔

رَوَى عَنْ مَالِكٍ الْمُوَطَّا وَقِيلَ اِنَّهُ قَرَاَهُ عَلَيْهِ وَرَوَى عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ لَهِيعَةَ وَزُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يسار وَغَيْرِهِمْ كَانَتْ لَهُ حَالٌ بِنَيْسَابُورَ وَلَهُ حَظٌّ مِنَ الْفِقْهِ وَكَانَ ثِقَةً مَاْمُونًا مَرْضِيًّا رَوَى عَنْهُ جَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ بَلَدِهِ وَغَيْرِهِمْ وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْجِلَّةِ الْحُفَّاظِ اِسْحَاقُ بن ابراهيم وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ وَرَوَى عَنْهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَلَمْ يَرْوِ مُسْلِمٌ الْمُوَطَّاَ اِلا عَنْهُ

انہوں نے امام مالک سے ''مؤطا'' روایت کی ہے' ایک قول کے مطابق انہوں نے امام مالک کے

(۱) ان کی پیدائش 142 ہجری میں اور انتقال 226 ہجری میں ہوا' ان کے دادا کا نام ایک قول کے مطابق بکیر اور دوسرے قول کے مطابق بکر ہے۔

سامنے ''موطا'' پڑھ کر سنائی تھی، انہوں نے لیث بن سعد، ابن لہیعہ، زہیر بن معاویہ، سلیمان بن بلال اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

نیشاپور میں انہیں نمایاں حیثیت حاصل تھی، یہ فقہ میں بھی مہارت رکھتے تھے، یہ ثقہ، مامون اور پسندیدہ شخصیت کے مالک تھے، ان کے شہر اور دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی ایک جماعت نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ جلیل القدر حافظانِ حدیث میں سے اسحاق بن راہویہ، محمد بن یحییٰ ذہلی نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ امام بخاری اور امام مسلم نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔ امام مسلم نے تو ''موطا'' صرف اِن ہی سے نقل کی ہے۔

وَكَانَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يُثْنِي عَلَيْهِ قَالَ عبد الله بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ سَمِعْتُ اَبِي يَذْكُرُ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيَّ فَاَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا وَقَالَ مَا اَخْرَجَتْ خُرَاسَانُ بَعْدَ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِثْلَ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى كَانَ مِنْ وَرَعِهِ يَشُكُّ فِي الْحَدِيثِ كَثِيرًا حَتَّى سَمَّوْهُ الشَّكَّاكَ وَقَالَ اَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ ذَكَرَ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيَّ فَذَكَرَ مِنْ فَضْلِهِ وَاِتْقَانِهِ اَمْرًا عَظِيمًا وَاَثْنَى عَلَيْهِ ابو زرعة (۱) وَقَالَ اسحاق ابْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهَوَيْهِ كَتَبْتُ الْعِلْمَ عَمَّنْ كَتَبْتُهُ فَلَمْ اَكْتُبْ عَنْ اَحَدٍ اَوْثَقَ فِي نَفْسِي مِنْ هَذَيْنِ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى وَالْفَضْلِ بْنِ مُوسَى السِّينَانِيِّ قَالَ اِسْحَاقُ وَكَانَ يَحْيَى رَجُلًا عَاقِلًا وَكَانَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى يَقُولُ مَنْ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ فَهُوَ كَافِرٌ لَا يُكَلَّمُ وَلَا يُجَالس ولايناكح قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ وَذَكَرَ السَّرَّاجُ عَنِ الْحسن بن عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ (۲) يَقُولُ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ عَمَّنْ اَكْتُبُ فَقَالَ عَنْ يحيى بن يحيى

امام احمد بن حنبل ان کی تعریف کیا کرتے تھے، عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں: میں نے اپنے

(۱) متن کے الفاظ ''فذكر من فضله'' سے ان الفاظ ''ابو زرعة'' یہ نسخہ ''ا'' میں ساقط ہیں اور اس کی جگہ یہ الفاظ ہیں: ''(قال) وكان ثقة''۔

(۲) تمام نسخوں میں اسی طرح ہے، البتہ نسخہ ''ج'' میں حسن کی جگہ حسین ہے جبکہ ''سیر اعلام النبلاء'' میں صفحہ 514/10 میں یہ تحریر ہے: ابو عباس سراج بیان کرتے ہیں: میں نے حسین بن عبدش کو سنا، وہ ثقہ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن اسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، تو ہوسکتا ہے کہ یہی درست ہو۔

یہاں نسخہ ''ا'' میں کوئی چیز نہیں ہے۔

←

والد کو یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری کا ذکر کرتے ہوئے سنا' تو اُنہوں نے اچھے لفظوں میں اُن کی تعریف کی اور فرمایا: خراسان سے عبداللہ بن مبارک کے بعد' یحییٰ بن یحییٰ جیسا کوئی شخص سامنے نہیں آیا' اُن کی پرہیزگاری کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ روایات میں بہت زیادہ شک کا اظہار کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ لوگوں نے اُنہیں ''شکاک'' (بہت زیادہ شک کرنے والا) کا نام دے دیا۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا' اُنہوں نے اُن کی فضیلت اور اتقان کا ذکر بڑھا چڑھا کر کیا' خود امام ابوزرعہ نے بھی اُن کی تعریف کی ہے۔

اسحاق بن راہویہ بیان کرتے ہیں: میں نے بے شمار لوگوں سے علمی روایات نوٹ کی ہیں' لیکن میں نے کسی ایسے شخص سے روایت نوٹ نہیں کی جو میرے نزدیک ان دو حضرات سے زیادہ قابلِ اعتماد ہو' یعنی یحییٰ بن یحییٰ اور فضل بن موسیٰ صنعانی' اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: یحییٰ ایک عقلمند شخص تھے۔

یہاں نسخہ ''ج'' ختم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ امام مالک کے شاگردوں کے حالات پر اکتفاء کرتا ہے' البتہ اس نسخہ کے آخر میں یہ تحریر ہے:

''اس پورے جزء کا سماع شیخ فقیہ' امام' عالم' شرف الدین ابومحمد عبدالوہاب بن ظافر بن علی بن فتوح قرشی سے ہوا' جو ابن رواج کے نام سے معروف ہیں اور اُنہوں نے اس کی اجازت براہِ راست شیخ ابوالحسن علی بن عتیق بن احمد بن مؤمن انصاری سے حاصل کی تھی جو اُن کے ہاں اسکندریہ تشریف لائے تھے اور اُنہوں نے اس نسخہ کو شیخ محمد بن علی بن عبدالملک بن عبدالعزیز بن حسن بن علی قرشی کے سامنے پڑھا تھا جو ابن قاہری کے نام سے معروف ہیں۔ اُن کی تحریر میں اسی طرح ہے۔

نجیب ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن ابومحمد عطاء اللہ بن صدقہ بن یوسف' جو ابن معتصم کے نام سے معروف ہیں' اُن کے والد عادل تھے' اور ابوعبداللہ محمد اور ابوحجاج یوسف بن حماد محمد بن عبدالعزیز یہ دونوں قرشی ہیں اور یہ دونوں ابن خیر کے نام سے معروف ہیں اور شیخ ابوالحسن بن ابوطاہر بن ابوحسین قرشی اور شیخ ابوعباس احمد بن محمد بن عبداللہ شاطبی' ان سب حضرات نے اُس رات میں' جس سے اگلی صبح 24 جمادی الاوّل 637 ہجری تھی' مسجد اسکندریہ میں اس کا سماع کیا تھا' اللہ تعالیٰ اُس شہر کو محفوظ رکھے۔

ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے جو اُس کی حقیقی حمد ہو اور اُس کا درود ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل پر نازل ہو اور بہت سا سلام بھی نازل ہو' یہ بات صحیح طور پر منقول ہے اور اسے عبدالوہاب بن ظافر جو ابن رواج کے نام سے معروف ہے' اُس نے اسے تحریر کیا ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ فرماتے ہیں: جو شخص یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہے' اُس کے ساتھ کلام نہ کیا جائے' اُس کی ہم نشینی اختیار نہ کی جائے' اُس کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے۔

سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: جو شخص یہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ بدعتی ہے۔

سراج نے حسن بن عبید کے حوالے سے محمد بن مسلمہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے عرض کی: میں کس سے روایات نوٹ کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یحییٰ بن یحییٰ سے۔

انْتَهَى الْقَوْلُ فِي اَهْلِ الْفِقْهِ مِنْ اَصْحَابِ مَالِكٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَذٰلِكَ كِتَابُ فَضَائِلِ مَالِكٍ وَذِكْرِ مَنَاقِبِهِ بِمَعُونَةِ اللّٰهِ تَعَالَى وَصَلَّى اللّٰهُ على مُحَمَّدٍ وَآله

امام مالک کے شاگردوں میں سے فقہاء کے حالات یہاں ختم ہو گئے' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہے' اس طرح' اللہ تعالیٰ کی مدد سے' امام مالک سے متعلق کتاب (یعنی مرکزی باب) اور ان کے مناقب کا تذکرہ ختم ہو گیا' اللہ تعالیٰ حضرت محمد اور ان کی آل پر درود نازل کرے۔

☆☆☆☆☆

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

فِيهِ اَخْبَار الشافعي وَاَصْحَابه

اس (حصے میں) امام شافعی اور ان کے شاگردوں کے حالات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ وَرَسُولِهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ اَجْمَعِينَ

ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اللہ تعالیٰ حضرت محمد پر درود نازل کرے جو اس کے نبی اور اس کے رسول ہیں اور انبیاء (کی بعثت کے سلسلے) کو ختم کرنے والے ہیں اور ان کی تمام آل پر بھی (درود نازل کرے)

وَنَذْكُرُ اَيْضًا فِي هَذَا الْجُزْءِ بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذِكْرِ الْاَخْبَارِ عَنْ اِمَامَةِ مَالِكٍ وَفَضْلِهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَا قَيَّدْنَاهُ وَكَتَبْنَاهُ مِنْ عُيُونِ اَخْبَارِ الشَّافِعِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيسَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَنَقْتَصِرُ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى مَا يَكْفِي وَيَدُلُّ وَيَشْهَدُ بِتَقَدُّمِهِ فِي عِلْمِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَاِمَامَتِهِ عِنْدَ جُمْهُورِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيل

اس سے پہلے ہم امام مالک کی امامت اور فضیلت کے بارے میں تحریر کر چکے ہیں تو اب اس جزء میں ہم امام محمد بن ادریس شافعی کے بارے میں روایات ذکر کریں گے اور ان روایت میں سے ہم صرف ان روایات پر اکتفاء کریں گے جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک علم حلال وحرام میں ان کے مقدم ہونے اور ان کی امامت پر دلالت کرتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں باقی اللہ تعالیٰ ہی سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے وہ میرے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

بَاب معرفة نسبه وبلده ومولده

باب: اُن کے نسب (آبائی) شہر اور پیدائش کا تذکرہ

قَالَ اَبُو عمر لاخلاف عَلِمْتُهُ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَةِ بِاَيَّامِ النَّاسِ مِنْ اَهْلِ السِّيَرِ وَالْعِلْمِ بِالْخَبَرِ وَالْمَعْرِفَةِ بِاَنْسَابِ قُرَيْش وَغيرهَا من الْعَرَب وَاهل الحَدِيث اَن والفقيه الشَّافِعِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَبْدِ يَزِيدَ بن هَاشم بن الْمطلب ابْن عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) میرے علم کے مطابق لوگوں کے حالات کے بارے میں علم اور معرفت رکھنے والے افراد تاریخ کے ماہرین' روایات کا علم رکھنے والے افراد' قریش اور دیگر عرب کے نسب کی معرفت رکھنے والے افراد اور حدیث وفقہ کے ماہرین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ امام شافعی کا نام ونسب یہ ہے:

محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

وَيَجْتَمِعُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى عبدمناف بْنِ قُصَيٍّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّد بن عبد اللّٰه بن عبد المطلب بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَالشَّافِعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِع والى شَافِع ينتسب (1) وَقَدْ تَقَدَّمَ اَنَّهُ شَافِعُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ عبيد بن عبديزيد بن هَاشم بن الْمطلب بن عبدمناف بْنِ قُصَيٍّ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاشِمِيٌّ وَالشَّافِعِيُّ مُطَّلِبِيٌّ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ اَخَوَانِ ابْنَا عَبْدِ مَنَافٍ وَلِعَبْدِ مَنَافٍ اَرْبَعَةُ بَنُونَ

(1) جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ جناب شافع' ابولہب کے غلام تھے اور اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی تھی کہ اُنہیں قریش کا آزاد کردہ غلام قرار دیا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تھا' پھر اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی درخواست کی تو اُنہوں نے یہ درخواست مان لی' تو یہ روایت درست ہونے سے دور ہے اور (راویوں کی) جماعت سے شاذ ہے۔ اس بارے میں بنیادی وجہ بعض حنفی اور مالکی راوی ہیں' جن میں تعصب پایا جاتا تھا' وہ علمی معاملات میں تو امام شافعی کے ساتھ مناقشہ کر سکتے ہیں' لیکن اُن کے نسب کے بارے میں طعن نہیں کر سکتے۔ (ز)

هَاشِمٌ وَالْمطلب وَنَوْفَل وعبدشمس بَنو عبدمناف

عبدمناف بن قصی پر امام شافعی کا نسب نبی اکرم ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا نسب مبارک یہ ہے:

حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔

امام شافعی کا نسب یہ ہے: محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع، ان شافع کی نسبت کی وجہ سے اُنہیں ''شافعی'' کہا جاتا ہے، اس سے پہلے یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ شافع کا نسب یہ ہے:

شافع بن سائب بن عبید بن عبدیزید بن ہاشم بن مطلب بن عبدمناف بن قصی۔

تو نبی اکرم ﷺ ہاشمی ہیں اور امام شافعی مطلبی ہیں۔ جنابِ ہاشم اور جنابِ مطلب دونوں بھائی ہیں، یہ دونوں جنابِ عبدمناف کے صاحبزادے ہیں، جنابِ عبدمناف کے چار صاحبزادے تھے:

ہاشم، مطلب، نوفل اور عبدشمس، (یہ چاروں) عبدمناف کے صاحبزادے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ لاخلاف اَنَّ الشَّافِعِيَّ وُلِدَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَهُوَ الْعَامُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ اَبُو حنيفَة رَحمَه الله

اسی طرح اس بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام شافعی کی پیدائش 150 ہجری میں ہوئی تھی اور یہ وہی سال ہے، جس میں امام ابوحنیفہ کا انتقال ہوا۔

نَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ رَمَضَانَ بْنِ شَاكر الحميری وَمُحَمَّد بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عبد الله بن عبد الحكم قَالَ قَالَ لِي الشَّافِعِيُّ وُلِدْتُ بِغَزَّةَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ وَحُمِلْتُ اِلَى مَكَّةَ وَاَنَا ابْنُ سَنَتَيْنِ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام شافعی نے مجھے بتایا: میں 150 ہجری میں غزہ میں پیدا ہوا تھا، جب میں دو سال کا تھا، تو مجھے مکہ لے آئے۔

نَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحسن بن رَشِيق قَالَ نَا عبد الله بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ التَّمِيمِيُّ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا الشَّافِعِيُّ بَغْدَادَ سَنَةَ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ وَمِئَةٍ (1)

(1) اسی وجہ سے اُنہوں نے ابن مہدی کی فرمائش پر ''کتاب الرسالۃ'' تحریر کی تھی اور کتاب ''الحجۃ'' تحریر کی تھی۔ فقیہ ابوثور، امام احمد بن حنبل، زعفرانی اور ابوعبدالرحمٰن اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے استفادہ کیا۔ (ز)

فَاَقَامَ عِنْدَنَا سَنَتَيْنِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا سَنَةَ ثَمَانٍ وَتِسْعِيْنَ (١) فَاَقَامَ عِنْدَنَا اَشْهُرًا ثُمَّ خَرَجَ اِلَى مِصْرَ (٢) وَبِهَا مَاتَ وَكَانَ يَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ وَكَانَ خَفِيفَ الْعَارِضَيْنِ

خلف بن قاسم نے اپنی سند کے ساتھ حسن زعفرانی کا یہ بیان نقل کیا ہے: 195 ہجری میں امام شافعی ہمارے پاس بغداد تشریف لائے' وہ دو سال ہمارے پاس ٹھہرے رہے' پھر وہ مکہ واپس چلے گئے' پھر وہ 198 ہجری میں ہمارے پاس تشریف لائے اور چند ماہ ہمارے ساتھ ٹھہرے' پھر مصر تشریف لے گئے اور وہیں اُن کا انتقال ہوا' وہ مہندی لگایا کرتے تھے اور اُن کے رخسار کمزور تھے۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ اَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بن عبد الرحمن رَحِمَهُ الله قَالَ اخبرنی عبد اللّٰه بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ بِنْتِ الشَّافِعِيِّ قَالَ كَانَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مُطَّلِبِيًّا وَكَانَتْ اُمُّهُ اَزْدِيَّةً مِنَ الْاَزْدِ وَكَانَ يَسْكُنُ مَكَّةَ وَيَنْزِلُ مِنْهَا بالبنية وَكَانَتِ امْرَاَتُهُ اُمُّ وَلَدِهِ حَمْدَةَ بِنْتَ نَافِعِ بْنِ عَنْبَسَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان

ساجی نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی کے نواسے عبداللہ بن محمد کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام شافعی'

---

(١) اس مقدمہ کے آخر میں یہ تحریر ہے کہ کرابیسی دو ماہ اُن کے ساتھ رہے تھے اور اُن سے یہ درخواست کی تھی کہ اُن کی کتابیں اُن کے سامنے پڑھیں تو اُنہوں نے انکار کر دیا اور بولے: تم زعفرانی کی تحریریں حاصل کر کے نسخہ نقل کر لو' میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں' تو اُنہوں نے یہ اجازت حاصل کی تھی جیسا کہ رامہرمزی نے زعفرانی اور داؤد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے اور یہ دونوں واقعات فقہ میں اُن کی امامت کے زمانہ میں پیش آئے تھے' جبکہ امام شافعی اپنے زمانۂ طالب علمی میں' ان دونوں صاحبان کے اپنے پاس آنے سے پہلے' عراق تشریف لائے تھے جب اُنہیں 184 ہجری میں یمن سے بعض علویوں کے ہمراہ (پکڑ کر عراق) لایا گیا تھا اور اُس موقع پر اُنہوں نے امام محمد سے استفادہ کیا تھا اور اُن سے ایک بختی اونٹ کے وزن جتنا علم حاصل کیا تھا۔ امام شافعی کے (عراق کے) یہ تین اسفار اُن لوگوں کیلئے التباس کا باعث بنتے ہیں' جو لوگ تاریخ سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں' اس لیے اس طرح کے جھوٹے واقعات کو صحیح تاریخ مسترد کر دیتی ہے۔ (ز)

نسخہ "ا"، "ک" اور "ذ" میں ان دونوں صاحبان کی آمد کا سال 175 تحریر ہے' اور یہ تحریف ہے۔

(٢) حرملہ بیان کرتے ہیں: امام شافعی 199 ہجری میں مصر تشریف لائے تھے جبکہ ربیع کا کہنا ہے: وہ 200 ہجری میں تشریف لائے تھے' امام نووی ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے یہ فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے کہ وہ 199 ہجری کے آخر میں تشریف لائے ہوں۔ (ز)

مطلبی تھے' اُن کی والدہ ازدیہ تھیں' جن کا تعلق ازد قبیلہ سے تھا' وہ مکہ میں رہتے تھے اور مکہ کے زیریں حصہ میں موجود گھاٹی میں رہتے تھے' اُن کی بیوی اُن کی اُم ولد تھی' جس کا نام حمدہ بنت نافع بن عنبسہ بن عمرو بن عثمان بن عفان تھا۔

قَالَ الْحسن وَنا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا اَبُو الْيُمْنِ يَاسِينُ بْنُ زُرَارَةَ الْقَتَبَانِيُّ الْحِمْيَرِيُّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الشَّافِعِيُّ مِصْرَ اَتَاهُ جَدِّي وَاَنَا مَعَهُ فَسَاَلَهُ اَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ فَاَبَى قَالَ اُرِيدُ اَنْ اَنْزِلَ عَلَى اَخْوَالِي الْاَزْدِ فَنَزَلَ عَلَيْهِمْ

ابوالیمن یاسین بن زرارہ قتبانی حمیری بیان کرتے ہیں: جب امام شافعیؒ مصر تشریف لائے تو میرے دادا اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے' میں بھی اُن کے ساتھ تھا' میرے دادا نے اُن سے درخواست کی کہ وہ اُن کے ہاں مہمان ٹھہریں' تو اُنہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں' میں اپنے ننھیالی عزیزوں ''ازد'' قبیلہ کے ساتھ رہائش اختیار کروں' تو اُنہوں نے اُن لوگوں کے ساتھ ہی رہائش اختیار کی۔

بَابٌ فِيْ طَلَبِهِ لِلْعِلْمِ وَمُلَازَمَتِهِ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحصیلِ علم

اخبرنَا احْمَد بن عبد الله بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ نَا اَبِي قَالَ نَا اسلم بن عبد العزيز قَالَ نَا المزني وَمُحَمّد بن عبد الله بن عبد الحكم جَمِيعًا قَالا جَاءَ الشَّافِعِيُّ اِلَى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فَقَالَ لَهُ اِنِّي اُرِيدُ اَنْ اَسْمَعَ مِنْكَ الْمُوَطَّاَ فَقَالَ مَالِكٌ تَمْضِي اِلَى حَبِيبٍ كَاتِبِي فَاِنَّهُ الَّذِي يَتَوَلَّى قِرَاءَتَهُ فَقَالَ لَهُ الشَّافِعِيُّ تَسْمَعُ مِنِّي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ صُفُحًا فَاِنِ اسْتَحْسَنْتَ قِرَاءَتِي قَرَاْتُهُ عَلَيْكَ وَاِلا تَرَكْتُ فَقَالَ لَهُ اقْرَاْ فَقَرَاَ صُفُحًا ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ لَهُ مَالِكٌ هِيهِ فَقَرَاَ صُفُحًا ثُمَّ سَكَتَ فَقَالَ لَهُ هِيهِ فَقَرَاَ فَاسْتَحْسَنَ مَالِكٌ قِرَاءَتَهُ فَقَرَاَهُ عَلَيْهِ اَجْمَعُ

امام مزنی اور محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: امام شافعیؒ امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے کہا: میں آپ سے ''مؤطا'' کا سماع کرنا چاہتا ہوں۔ امام مالک نے فرمایا: تم میرے کاتب حبیب کے پاس جاؤ کیونکہ ''مؤطا'' کو پڑھ کر سنانے کی ذمہ داری اُسی کی ہے۔ تو امام شافعی نے اُن سے گزارش کی: اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو! آپ مجھ سے ایک صفحہ سن لیں' اگر آپ کو میرا پڑھنا اچھا لگا' تو میں آپ کے سامنے (مؤطا کو) پڑھ دوں گا' ورنہ اسے ترک کر دوں گا۔ تو امام مالک نے اُن سے فرمایا: تم

پڑھو! اُنہوں نے ایک صفحہ پڑھا اور ٹھہر گئے' امام مالک نے اُن سے فرمایا: اور پڑھو! اُنہوں نے پھر ایک صفحہ پڑھا اور خاموش ہو گئے' امام مالک نے اُن سے فرمایا: اور پڑھو! اُنہوں نے پڑھا تو امام مالک نے اُن کے پڑھنے کو عمدہ قرار دیا' تو اُنہوں نے امام مالک کے سامنے پوری ''موطا'' پڑھی۔

قَالَ الْمُزَنِيُّ وَابْنُ عبد الحكم فَلِذَلِكَ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

مزنی اور ابن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: اسی وجہ سے امام شافعی (امام مالک کے حوالے سے حدیث روایت کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں:) امام مالک نے ہمیں خبر دی۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ آدَمَ قَالَ نَا الرَّبِيع ابْن سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ أَتَيْتُ مَالِكًا وَقَدْ حَفِظْتُ الْمُوَطَّأَ فَقَالَ لِي اطْلُبْ مَنْ يَقْرَأُ لَكَ فَقُلْتُ لا عَلَيْكَ أَنْ تَسْمَعَ قِرَاءَتِي فَإِنْ خَفَّتْ عَلَيْكَ وَإِلا طَلَبْتَ مَنْ يَقْرَأُ لِي فَقَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فاعجبه ذَلِكَ وَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْمُوَطَّأَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ (۱)

ربیع بن سلیمان مؤذن بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: جب میں امام مالک کی خدمت میں (پہلی مرتبہ) حاضر ہوا' تو میں ''موطا'' حفظ کر چکا تھا' امام مالک نے مجھ سے فرمایا: تم کسی ایسے بندہ کو تلاش کرو' جو تمہیں ''موطا'' پڑھ کر سنا دے! تو میں نے گزارش کی: اگر آپ میرے پڑھے ہوئے کو سن لیں تو کوئی حرج نہیں ہوگا' اس طرح آپ کو سہولت ہوگی (اور اگر یہ آپ کو پسند نہ آیا) تو میں کوئی ایسا شخص تلاش کروں گا' جو مجھے یہ پڑھ کر سنائے۔ تو امام مالک نے مجھ سے فرمایا: تم پڑھو! میں نے پڑھا تو اُنہیں یہ بہت اچھا لگا' اُنہوں نے فرمایا: تم پڑھو! تو میں نے شروع سے لے کر آخر تک پوری

(۱) یہ 163 ہجری کی بات ہے' اُس وقت امام شافعی کی عمر 13 سال تھی جیسا کہ حافظ ابونعیم نے محمد بن خالد کے حوالے سے ربیع سے یہ روایت نقل کی ہے اور یہ امام شافعی کے یمن تشریف لے جانے سے پہلے کی بات ہے' کیونکہ اُس وقت تو اُن کی عمر تو 17 برس یا اس کے آس پاس تھی' جیسا کہ کئی روایات میں یہ بات منقول ہے' وہ اُس وقت تک وہاں مقیم رہے جب تک اُنہیں (پکڑ کر) عراق نہیں لے جایا گیا' وہ اس دوران یمن میں اپنی اقامت کے دوران آخری دور میں حج کرنے کیلئے مکہ تشریف لائے تھے' امام مالک کے ساتھ وہ ابتدائی دور میں رہے تھے' یہی وجہ ہے کہ آپ امام شافعی کو پائیں گے کہ بعض اوقات وہ امام مالک کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرتے ہیں تو اُس میں تین واسطے ہوتے ہیں اور یہ وہ روایت ہوتی ہے جو موطا میں منقول نہیں تھی جیسا کہ نصف دیت کے بارے میں حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے فیصلہ کی روایت ہے۔ (ز)

''موطا'' (مختلف دنوں میں) اُنہیں پڑھ کر سنائی۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بن يحيى الفارسى قَالَ اَنَا الرَّبِيعُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ حَمَلْتُ عَنْ مُحَمَّد بن الحسن حمل بختى وَمرَّةً قَالَ وقر بعير لَيْسَ عَلَيْهِ الاسماعى مِنْهُ قَالَ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا سُئِلَ عَنْ مَسْاَلَةٍ فِيهَا نَظَرٌ اِلا رَاَيْتُ الْكَرَاهَةَ فِي وَجْهِهِ اِلا مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ (۱)

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے امام محمد بن حسن سے ایک بختی اونٹ (پر لادے جانے والے وزن کے برابر تحریروں جتنا علم) حاصل کیا ہے' اور ایک

(۱) حافظ ابن حجر کہتے ہیں: مدینہ منورہ میں علمِ فقہ کی ریاست امام مالک پر ختم ہوگئی تھی' اسی لیے امام شافعی نے اُن کی طرف سفر کیا' اُن کے ساتھ رہے' اُن سے استفادہ کیا جبکہ عراق میں علمِ فقہ کی ریاست امام ابوحنیفہ پر ختم ہوتی تھی تو اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد بن حسن سے استفادہ کیا' اُن کے پاس جو مواد موجود تھا' امام شافعی نے وہ سب اُن سے سنا' یوں امام شافعی کے لیے اہلِ رائے اور اہلِ حدیث کا علم جمع ہو گیا' اُنہوں نے اس میں تصرف کیا' اس کے اصول مقرر کیے' اس کے قواعد وضوابط بنائے اور موافق اور مخالف آراء کے بارے میں نشاندہی کی۔

امام محمد بن حسن نے ان کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کیا' وہ باقاعدگی کے ساتھ اُنہیں پچاس دینار یا اس سے زیادہ عطیہ کے طور پر دیتے رہے' جیسا کہ ابوعبید اور دیگر حضرات نے یہ روایت نقل کی ہے' امام محمد کے ذریعہ امام شافعی کا چودھویں کا چاند مکمل ہوا' اُنہوں نے امام محمد کے حوالے سے بہت سی چیزیں روایت کیں' یہاں تک کہ وہ بعد میں اس علم کے بڑے ماہر بن گئے' پھر وہ مکہ تشریف لے گئے اور وہاں علم پھیلانا شروع کیا' اُنہوں نے امام ابو یوسف کا زمانہ نہیں پایا' وہ امام محمد کے واسطہ سے امام ابو یوسف سے روایات نقل کرتے ہیں جیسا کہ کتاب ''الام'' اور کتاب ''مسند الشافعی'' میں یہ مذکور ہے:

''محمد بن حسن نے یعقوب بن ابراہیم (قاضی ابو یوسف) کے حوالے سے' عبداللہ بن دینار کے حوالے سے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ''نسبی تعلق کی طرح' ولاء بھی ایک تعلق ہے' جسے نہ تو فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا جا سکتا ہے''۔ (ز)

(ابوغدہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہاں امام شافعی کے حوالے سے امام محمد کے سینہ کی کشادگی (یعنی وسعتِ قلبی) کا اُس روایت کے ساتھ موازنہ کریں جو (اصل عربی متن کے) صفحہ 57 پر گزر چکی ہے کہ جب امام شافعی اُن کے ساتھ بحث کرنے لگے تو اُن کی رگیں پھول گئیں اور اُن کے بٹن ٹوٹ گئے تو پھر آپ کے سامنے مردود روایت کے مقابلہ میں صحیح روایت اور باطل کے مقابلہ میں حق واضح ہو جائے گا۔

مرتبہ اُنہوں نے یہ کہا کہ ایک اونٹ کے بوجھ جتنا حاصل کیا ہے(راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) ایک اونٹ جتنا وزن حاصل کیا۔

امام شافعی یہ بھی فرماتے ہیں: میں نے یہ دیکھا کہ جب بھی کسی شخص سے کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا جس میں غور وفکر کی گنجائش ہو تو اُس کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے صرف امام محمد کا معاملہ مختلف ہے (یعنی اُنہوں نے کبھی بھی سوال کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا)۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَمَضَانَ قَالَ نَا مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم قَالَ قَالَ الشَّافِعِيُّ لَمْ يَكُنْ لِي مَالٌ وَكُنْتُ اَطْلُبُ الْعِلْمَ فِي الْحَدَاثَةِ وَكُنْتُ اَذْهَبُ اِلَى الدِّيوَانِ اَسْتَوْهِبُ الظُّهُورَ فَاَكْتُبُ فِيهَا (۱)

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں: میرے پاس مال نہیں تھا اور میں نے کم عمری میں ہی علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا' تو بعض اوقات میں کسی دفتر میں جاتا اور اُن سے ہبہ کے طور پر اوراق مانگتا اور پھر اُن پر چیزیں نوٹ کرتا تھا۔

بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ الشَّافِعِيِّ وَثَنَاءِ الْعُلَمَاءِ عَلَيْهِ وَاِقْرَارِهِمْ لَهُ بِالتَّقَدُّمِ فِي عِلْمِهِ

باب: امام شافعی کے فضائل' اہلِ علم کا اُن کی تعریف کرنا اور علمی اعتبار سے اُن کی برتری کا اعتراف کرنا

فَمِنْ ذٰلِكَ ثَنَاءُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَلَيْهِ وَتَفْضِيلِهِ لَهُ

ان میں سے ایک سفیان بن عیینہ ہیں جنہوں نے اُن کی تعریف کی ہے اور اُن کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے۔

اَخْبَرَنَا اسماعيل بن اسحاق النصرى (۲) الاستجى رَحِمَهُ الله قَالَ نَا حَمَّاد ابْن شُقْرَانَ قَالَ نَا اَبُو سَعِيدِ بْنُ الْاَعْرَابِيِّ بِمَكَّةَ قَالَ نَا تَمِيم بن عبد الله الرَّازِيُّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِمَكَّةَ فَجَاءَ الشَّافِعِيُّ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَقَالَ هٰذَا

---

(۱) اس سے مراد وہ اوراق ہیں جن کے ایک طرف لکھا ہوا ہوتا ہے: اور ریاستی اہلکاروں کیلئے اُن کی ضرورت نہیں ہوتی تاکہ امام شافعی اُن کے دوسری طرف (احادیث وروایات) نوٹ کرلیں۔

(۲) نسخہ''ؤ''،''ک''اور''س''میں اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح لفظ''المضری''تحریر ہے جبکہ نسخہ''ا''میں لفظ''البصری''تحریر ہے اور یہ دونوں غلط ہیں۔

اَفْضَلُ فِتْيَانِ اَهْلِ زَمَانِه

سوید بن سعید بیان کرتے ہیں: ہم لوگ مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس موجود تھے' اسی دوران امام شافعی تشریف لے آئے' تو سفیان بن عیینہ نے اُن کی طرف دیکھا اور بولے: یہ اپنے زمانہ کے افراد میں سب سے افضل ہیں۔

وَبِاِسْنَادِهِ عَنْ سُوَيْدِ بِنِ سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِمَكَّةَ فَجَاءَ رَجُلٌ يَنْعَى الشَّافِعِيَّ وَيَقُولُ انه مَاتَ فَقَالَ ابْن عُيَيْنَة ان مَاتَ مُحَمَّد بن ادريس فقدمات افضل اهل زَمَانه (۱)

سوید بن سعید بیان کرتے ہیں: ہم مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس موجود تھے' ایک شخص آیا اور اُس نے امام شافعی کے انتقال کی اطلاع دیتے ہوئے یہ کہا: وہ فوت ہوگئے ہیں! تو سفیان بن عیینہ نے کہا: اگر تو محمد بن ادریس (شافعی) فوت ہوگئے ہیں' تو اپنے زمانہ کا سب سے زیادہ فضیلت والا شخص فوت ہوگیا ہے۔

حَدثنَا عبد الرحمن بن عبد الله بن خَالِد الهمذانی قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ النَّجِيرَمِيُّ اِمْلاءً فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ بِالْبَصْرَةِ قَالَ نَا اَبُو يحيى زَكَرِيَّا بن يحيى بن عبد الرحمن الساجي قَالَ نَا عبد الله بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ بِنْتِ الشَّافِعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ وَكَانَ اذا جَاءَهُ شيء مِنَ التَّفْسِيرِ وَالْفُتْيَا الْتَفَتَ اِلَى الشَّافِعِيِّ وَقَالَ سَلُوا هَذَا

امام شافعی کے نواسے عبداللہ بن محمد بیان کرتے ہیں: میرے والد نے سفیان بن عیینہ کے بارے میں

(۱) یہ روایت اس میں مذکور صیغے میں جو خلل ہے وہ ظاہر ہے کیونکہ سفیان بن عیینہ کو امام شافعی کے انتقال کی اطلاع کیسے دی جاسکتی ہے جبکہ سفیان بن عیینہ کا انتقال 198 ہجری میں ہوا اور امام شافعی کا انتقال 204 ہجری میں ہوا۔

صحیح روایت وہ ہے جو امام بیہقی کی کتاب ''مناقب الشافعی'' صفحہ 240/2 اور قاضی عیاض کی کتاب ''ترتیب المدارک'' مطبوعہ: مراکش کے صفحہ 185/3 اور مطبوعہ بیروت کے صفحہ 389/2 پر تحریر ہے' اُنہوں نے اپنی سند کے ساتھ سوید بن سعید کا یہ بیان نقل کیا ہے:

''ہم لوگ مکہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس موجود تھے' امام شافعی تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے' ابن عیینہ نے ایک ایسی حدیث روایت کی جو رقت پیدا کرنے والی تھی' تو امام شافعی پر بیہوشی طاری ہوگئی تو (سفیان بن عیینہ سے) یہ کہا گیا: اے ابومحمد! محمد بن ادریس (یعنی امام شافعی) شاید انتقال کر گئے ہیں' تو ابن عیینہ نے کہا: اگر محمد بن ادریس انتقال کر گئے' تو اپنے زمانہ کا سب سے زیادہ فضیلت والا شخص انتقال کر جائے گا۔

یہ بات نقل کی ہے: جب اُن کے پاس تفسیر یا فتویٰ سے متعلق کوئی سوال آتا' تو وہ امام شافعی کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے: تم لوگ اِن سے دریافت کرو!

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ اَيْضًا فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ بِنْتِ الشَّافِعِيّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي وَعَمِّي اِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ يَقُولانِ كَانَ سُفْيَانَ ابْن عُيَيْنَةَ اذا جَاءَهُ شيء مِنَ التَّفْسِيرِ وَالْفُتْيَا يُسْاَلُ عَنْهُ اَلْتَفَتَ اِلَى الشافعي وَقَالَ سَلُوا هَذَا

امام شافعی کے نواسے نے اپنے والد اور اپنے چچا ابراہیم بن محمد کا یہ بیان نقل کیا ہے: سفیان بن عیینہ کے پاس جب تفسیر یا فتویٰ سے متعلق کوئی سوال آتا' تو وہ امام شافعی کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے: تم لوگ اِن سے دریافت کرو!

وَبِهِ عَنِ السَّاجِيِّ قَالَ نَا ابراهيم بن عبد الوهاب الابزارى قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن عبد الرحمن الْجَوْهَرِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَقِيلَ لَهُ هَهُنَا فَتًى يَعْنُونَ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعُوا الرَّاْىَ فَقَالَ سُفْيَانُ جَزَى اللّٰهُ هَذَا مِنْ فَتًى خَيْرًا ثُمَّ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَال لَهُ اِبْرَاهِيم) (۱) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هدى) (۲)

محمد بن عبدالرحمٰن جوہری بیان کرتے ہیں: میں سفیان بن عیینہ کے پاس موجود تھا' اُنہیں بتایا گیا یہاں ایک نوجوان ہے جسے شافعی کہا جاتا ہے' جو یہ کہتا ہے: تم پر لازم ہے کہ تم حدیثِ رسول کو اختیار کرو اور رائے کو ترک کر دو۔ تو سفیان نے کہا: اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو جزائے خیر عطا کرے! پھر اُنہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے افراد نے یہ کہا تھا:)

''اُنہوں نے کہا: ہم نے ایک نوجوان کو ان (بتوں) کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا' اُس کا نام ابراہیم ہے''۔

(اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کا ذکر کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے:)

''وہ کچھ نوجوان تھے' جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کی ہدایت کو زیادہ کر دیا''۔

---

(۱) سورۂ انبیاء' آیت:60

(۲) سورۂ کہف' آیت:13

بَابُ قَوْلِ مُسْلِمِ بْنِ خَالِدٍ الزَّنْجِيِّ فَقِيهِ مَكَّةَ فِيهِ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مکہ کے فقیہ مسلم بن خالد زنگی کی رائے

اخبرنَا اَحْمد بن عبد الله بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ نَا اَبِي قَالَ نَا اسلم بن عبد العزيز قَالَ نَـا الـرَّبِيـعُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَبُو مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَقُولُ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ خَالِد الزنجي للشافعي افت ياابا عبد الله قَدْ آنَ لَكَ اَنْ تُفْتِيَ وَهُوَ ابْنُ خمس عشرة سنة

ابومحمد ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام حمیدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: مسلم بن خالد زنگی نے امام شافعی سے کہا: اے ابوعبداللہ! تم فتویٰ دو! کیونکہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم فتویٰ دیا کرو۔ (راوی کہتے ہیں:) اُس وقت امام شافعی کی عمر 15 سال تھی۔

وَذكـره الـسـاجـي وَقَـالَ سَـمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْحُمَيْدِيَّ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمَ بْنَ خَالِدٍ الزَّنْجِيَّ يَقُولُ لِلشَّافِعِيِّ قَدْ آنَ لَكَ اَنْ تُفْتِيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً (۱)

ربیع بن سلیمان نے امام حمیدی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے مسلم بن خالد زنگی کو امام شافعی سے یہ کہتے ہوئے سنا: اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم فتویٰ دو! حالانکہ امام شافعی کی عمر اُس وقت 15 سال تھی۔

بَابُ قَوْلِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ فِيهِ وَدُعَائِهِ لَهُ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یحییٰ بن سعید القطان کی رائے اور اُن کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دعا کرنا

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيق نَا عبيد الله بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْعُمَرِيُّ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ (۲) اِنِّي لَاَدْعُو اللّٰهَ لِلشَّافِعِيِّ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا مُنْذُ اَرْبَعِ سِنِينَ لِمَا اَظْهَرَ مِنَ الْقَوْلِ بِمَا صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۱) مصنف نے اس روایت کو مؤخر کیا ہے کیونکہ امام حمیدی کی عمر تو اُس وقت کم تھی' وہ اُس موقع پر موجود نہیں ہو سکتے تھے جب مسلم بن خالد زنگی نے امام شافعی سے یہ بات کہی تھی جیسا کہ خطیب بغدادی نے بھی یہ بات ذکر کی ہے' تو پہلی روایت میں یہ کہا جائے گا کہ یہ منقطع ہے اور دوسری روایتوں میں یہ کہا جائے گا کہ جب مسلم بن خالد نے امام شافعی سے یہ کہا تھا' اُس وقت امام شافعی کی عمر 18 برس تھی۔ (ز)

(۲) ابن ابوحاتم کے الفاظ یہ ہیں: مجھے یحییٰ بن سعید القطان کے حوالے سے یہ بات بتائی گئی ہے۔ (ز)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حسن بن محمد زعفرانی بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید القطان نے مجھے بتایا کہ میں پچھلے چار سال سے نماز میں اور نماز کے علاوہ مسلسل امام شافعی کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں' کیونکہ وہ اُسی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستند طور پر منقول ہو۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ الْاَصْفَهَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ النَّقَّالَ يَقُولُ (۱) سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ اَنَا اَدْعُو اللّٰهَ لِلشَّافِعِيِّ حَتّٰى فِي صلاتی

حارث نقال بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید القطان کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں اللہ تعالیٰ سے امام شافعی کے لیے دعا کرتا ہوں یہاں تک کہ نماز میں بھی (اُن کیلئے دعا کرتا ہوں)۔

بَابُ ثَنَاءِ عبد الرحمن بْنِ مَهْدِيٍّ عَلَيْهِ اَيْضًا

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں' عبدالرحمٰن بن مہدی کی تعریف

ذَكَرَ السَّاجِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الْاَصْفَهَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى ابْن عبد الرحمن بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ كَانَ اَبِي احْتَجَمَ بِالْبَصْرَةِ فَصَلَّى وَلَمْ يُحْدِثْ وُضُوءًا فَعَابُوهُ بِالْبَصْرَةِ وَاَنْكَرُوا عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ كِتَابِهِ اِلَى الشَّافِعِيِّ بِذَلِكَ فوجه بالرسالة الى ابى فابى لايعرف ذَلِكَ الْكِتَابَ بِذَلِكَ الْخَطِّ (۲)

موسیٰ بن عبدالرحمٰن مہدی بیان کرتے ہیں: میرے والد (عبدالرحمٰن بن مہدی) نے بصرہ میں پچھنے

---

(۱) ابن سمعانی بیان کرتے ہیں: میرا گمان یہ ہے کہ حارث بن سریج کا نام "نقال" اس لیے مشہور ہوا کیونکہ اُنہوں نے امام شافعی کا مکتوب عبدالرحمٰن بن مہدی تک منتقل کیا تھا۔(ز)

آگے چل کر اگلے باب میں اس بات کا تذکرہ آئے گا کہ اُنہوں نے وہ خط لیا اور امام شافعی کا وہ خط ابن مہدی تک پہنچایا۔

(۲) تمام نسخوں میں اور امام بیہقی کی کتاب "مناقب الشافعی" میں صفحہ 231/1 پر اسی طرح تحریر ہے جبکہ مطبوعہ کتاب میں یہ تحریر ہے کہ اُنہوں نے اس بات سے انکار کر دیا' وہ اس خط کے ہمراہ اس تحریر سے واقف نہیں تھے۔ اور یہ تحریف ہے' ہمارے شیخ علامہ زاہد الکوثری کا یہ گمان ہے کہ شاید درست اور تحریف سے پاک عبارت یوں ہوگی: "ابن مہدی کے حوالے سے جو روایت نقل کی گئی ہے اُس کا مطلب شاید یہ ہوگا کہ اگر یہ تحریر مختصر ہوتی تو ہمیں اس کی سمجھ آ جاتی' اگر یہ تحریر مختصر ہوتی تو ہمیں اس کی سمجھ آ جاتی"۔

لگوائے اور پھر از سرنو وضو کیے بغیر نماز ادا کر لی' تو بصرہ کے لوگوں نے اُن پر اعتراض کیا اور اُن کے اس عمل کا انکار کیا' عبدالرحمٰن بن مہدی نے اس وجہ سے اس بارے میں امام شافعی کو خط لکھا تو امام شافعی نے میرے والد کو اُس کے جواب میں جو لکھا وہ ''کتاب الرسالہ'' ہے اور اُن کے رسم الخط کی وجہ سے میں اُس تحریر کو پہچان سکتا ہوں۔

وَذَكَرَ السَّاجِیُّ قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ النَّقَّالَ يَقُولُ لَنَا حَمَلْتُ رِسَالَةَ الشَّافِعِيِّ اِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ

حارث نقال بیان کرتے ہیں: میں امام شافعی کا مکتوب لے کر عبدالرحمٰن بن مہدی کے پاس گیا تھا۔

وَذَكَرَ السَّاجِیُّ ایضا قَالَ نَا عبد اللّٰه بْنُ اَحْمَدَ النَّحْوِیُّ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ الْعَبَّاس الرازی قَالَ كُنت عِنْد عبد الرحمن بْنِ مَهْدِيٍّ فَجَاءَتْهُ رِسَالَةُ الشَّافِعِيِّ فَلَمَّا قَرَاَهَا قَالَ هَذَا كَلَامُ شَابٍّ مُفْهِمٍ (۱)

عمر بن عباس رازی بیان کرتے ہیں: میں عبدالرحمٰن بن مہدی کے پاس موجود تھا' اُن کے پاس امام شافعی کا مکتوب آیا' جب اُنہوں نے اُسے پڑھ لیا تو فرمایا: یہ ایک نوجوان کا کلام ہے جو بات سمجھا سکتا ہے

حَدَّثَنَا خَلَفُ بن احْمَد وعبد الرحمن بْنُ يَحْيَى قَالا نَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عبد اللّٰه بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَزْوِينِیُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَعْقُوب بن الْفرج يَقُول سَمِعت علی بن الْمَدِينِيِّ يَقُولُ قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ اجب عبد الرحمن بْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ كِتَابِهِ فَقَدْ كَتَبَ اِلَيْكَ يَسْاَلُكَ وَهُوَ مُتَشَوِّقٌ اِلَى جَوَابِكَ قَالَ فَاَجَابَهُ الشَّافِعِیُّ وَهُوَ كِتَابُ الرِّسَالَةِ الَّتِي كُتِبَتْ عَنْهُ بِالْعِرَاقِ وَاِنَّمَا هِيَ رِسَالَتُهُ اِلَى عبد الرحمن ابْن مَهْدِيٍّ

علی بن مدینی بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی سے کہا: آپ عبدالرحمٰن بن مہدی کے خط کا جواب دیں! اُنہوں نے آپ کو خط لکھ کر آپ سے مسئلہ دریافت کیا ہے اور وہ آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ تو امام شافعی نے اُنہیں جو جواب دیا وہ ''کتاب الرسالہ'' ہے جو عراق میں اُن کے حوالہ سے نوٹ کی گئی اور یہ اُن کا وہ رسالہ ہے' جو اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو بھجوایا تھا۔

---

(۱) اس میں ھاء پر زبر ہے اور شد بھی ہے' اس سے مراد فہم' معرفت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی کشادگی والا شخص ہے۔

بَابُ ذِكْرِ بَعْضِ قَوْلِ مُحَمَّدِ بْنِ عبد الله بن عبد الحكم فِيهِ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کے بعض اقوال کا تذکرہ

حَدثنَا ابو عمر احْمَد بن عبد الله بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيّ قَالَ نَا اَبِى قَالَ نَا اسلم بن عبد العزيز قَالَ قَالَ لى مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم لَوْلا الشَّافِعِيُّ مَا عَرَفْتُ كَيْفَ اَرُدُّ عَلَى اَحَدٍ وَبِهِ عَرَفْتُ مَا عَرَفْتُ وَهُوَ الَّذِى عَلَّمَنِى الْقِيَاسَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَدْ كَانَ صَاحِبَ سُنَّةٍ وَاَثَرٍ وَفَضْلٍ وَخَيْرٍ مَعَ لِسَانٍ فَصِيحٍ طَوِيل وعقل صَحِيح رصين

اسلم بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں: محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے مجھ سے فرمایا: اگر امام شافعی نہ ہوتے تو مجھے یہ معرفت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ میں کسی کو کیا جواب دوں؟ میں نے اُن سے اور جو کچھ سیکھا تو سیکھا' وہی ہیں جنہوں نے مجھے قیاس (سے متعلق قواعد وضوابط) کی تعلیم دی' اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے! وہ سنت اور آثار کے عالم تھے' فضیلت اور بھلائی والے تھے' نیز اُن کی زبان فصیح تھی اور عقل صحیح اور مضبوط تھی۔

بَاب قَول عبد الله بن عبد الحكم فِيهِ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عبداللہ بن عبدالحکم کا قول

حَدثنَا عبد الله بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ نَا يَحْيَى بن مَالك بن عَائذ (1) قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِى الشَّرِيفِ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جرير قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم يَقُول لِى اَبِى الْزَمْ هَذَا الشَّيْخَ يَعْنِى مُحَمَّدَ بْنَ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيَّ فَمَا رَاَيْتُ اَبْصَرَ بِاُصُولِ الْعِلْمِ اَوْ قَالَ اُصُولِ الْفِقْهِ مِنْهُ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا: تم ان بزرگ کے ساتھ رہنا! اُن کی مراد امام شافعی تھے' میں نے علم کے اصول (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اصولِ فقہ کے بارے میں ان سے زیادہ بصیرت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(1) نسخہ ''ت'' میں اسی طرح ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ اور ''ا'' اور ''ذ'' دونوں نسخوں میں لفظ ''عابد'' تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔

بَابُ قَوْلِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فِيهِ وَثَنَائِهِ عَلَيْهِ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اور اُن کی تعریف

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ كُنَّا نَاْتِي الشَّافِعِيَّ فَنَجِدُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عِنْدَهُ قَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهِ وَمَا زَالَ مَعَنَا حَتَّى سَمِعَ كُتُبَ الشَّافِعِيِّ كُلِّهَا

یعقوب بن اسحاق بیان کرتے ہیں: ہم امام شافعی کے پاس آیا کرتے تھے تو ہم امام احمد بن حنبل کو پاتے تھے کہ وہ ہم سے پہلے اُن کے پاس موجود ہوتے تھے اور وہ مسلسل ہمارے ساتھ رہے اور اُنہوں نے امام شافعی کی تمام کتابوں کا سماع کیا۔

قَالَ وَبَلَغَنَا عَنْ اَبِي ثور انه قَالَ كَانَ احْمَد بن حَنْبَل يجلس مَعَنَا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَيَسْمَعُ مَعَنَا

راوی بیان کرتے ہیں: ابوثور کے بارے میں ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں: امام احمد بن حنبل ہمارے ساتھ امام شافعی کے پاس موجود ہوتے تھے اور وہ ہمارے ساتھ سماع کیا کرتے تھے۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ وَقَالَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوَيْهِ يَقُولُ لَقِيَنِي اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِي تَعَالَ حَتَّى اُرِيَكَ رَجُلا لَمْ تَرَ عَيْنَاكَ مِثْلَهُ فَارَانِي الشافعي (1)

اسحاق بن راھویہ بیان کرتے ہیں: مکہ میں امام احمد بن حنبل کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے

(1) اسحاق بن راھویہ بیان کرتے ہیں: امام احمد نے مجھ سے کہا: تم ان صاحب (یعنی امام شافعی) کے پاس کیوں نہیں بیٹھتے ہو؟ میں نے کہا: میں نے ان کے ساتھ کیا کرنا ہے جبکہ ان کی اور ہماری عمر قریب قریب ہے' کیا میں سفیان بن عیینہ اور دیگر جلیل القدر تمام مشائخ کو ترک کر دوں! تو امام احمد بولے: تمہارا ستیاناس ہو! اس (شخص کا علم اگر اس سے حاصل نہ کیا) تو یہ علم فوت ہو جائے گا اور اگر (اُن کا علم اُن سے حاصل نہ کیا) تو وہ فوت نہیں ہوگا' (کیونکہ وہ روایات دوسرے راویوں سے حاصل ہو جائیں گی) پھر اسحاق بن راھویہ' امام شافعی کے پاس گئے اور اُن دونوں حضرات کے درمیان مکہ کے گھروں کو کرایہ پر دینے کے بارے میں بحث شروع ہوئی' امام شافعی نے اس بحث کے دوران زیادہ جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کیا جبکہ اسحاق بن راھویہ نے بھرپور تقریر کی' جب وہ گفتگو کر کے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے اپنے ساتھ موجود ''مرو'' سے تعلق رکھنے والے ایک شخص سے کہا: یہ آدمی صاحبِ کمال نہیں ہے' یہ کلمات اُنہوں نے فارسی میں کہے' ←

مجھ سے فرمایا: تم میرے ساتھ آؤ! میں تمہیں ایک شخص دکھاتا ہوں' تمہاری آنکھوں نے اُس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا ہوگا۔ تو اُنہوں نے مجھے امام شافعی دکھائے۔

اخبرنا عبد اللّٰه بنُ مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى قَالَ نَا اَحْمَدُ بن حمدان قَالَ نَا عبد اللّٰه بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ قُلْتُ لاَبِي يَا ابَةِ اَيَّ رَجُلٍ كَانَ الشَّافِعِيُّ فَاِنِّي اَسْمَعُكَ تُكْثِرُ الدُّعَاء لَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ كَانَ الشافعي رَحِمَهُ اللّٰهُ كَالشَّمْسِ لِلدُّنْيَا وَكَالْعَافِيَةِ لِلنَّاسِ فَانْظُرْ هَلْ لِهَذَيْنِ مِنْ عِوَضٍ اَوْ خَلَفٍ

عبداللہ بن احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا: اباجان! شافعی نامی صاحب کون ہیں؟ کیونکہ میں نے آپ کو اکثر اُن کیلئے دعا کرتے ہوئے سنا ہے۔ تو اُنہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! امام شافعی کی مثال یوں ہے' جیسے دنیا کے لیے سورج ہوتا ہے' یا لوگوں کے لیے عافیت ہوتی

امام شافعی کو اندازہ ہوگیا (کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں) تو اُنہوں نے دوبارہ یہ بحث چھیڑ کر اس پر بھرپور کلام کیا' پھر اُنہوں نے حاضرین میں سے کسی سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو اُنہیں بتایا گیا: یہ اسحاق بن راھویہ ہیں۔ امام شافعی نے دریافت کیا: کیا تمہارے بارے میں اہلِ خراسان یہ گمان کرتے ہیں کہ تم اُن کے فقیہ ہو؟ اسحاق بن راھویہ نے جواب دیا: اُن لوگوں کا یہی گمان ہے! تو امام شافعی نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ کی بجائے کوئی اور آپ کی جگہ پر ہو۔

ان دونوں صاحبان کا ایک اور مناظرہ بھی ہے' جو مردار کی کھال کے بارے میں ہے جس میں امام اسحاق بن راھویہ غالب آ گئے تھے' امام شافعی کے انتقال کے بعد اسحاق بن راھویہ اس پر ندامت کا اظہار کیا کرتے تھے کہ وہ امام شافعی سے استفادہ نہیں کر سکے یہاں تک کہ احمد بن سلمہ نیشاپوری نے یہ روایت نقل کی ہے: اسحاق بن راھویہ نے "مرو" میں ایک ایسی خاتون کے ساتھ شادی کی جس کے (سابقہ شوہر یا کسی اور مرد عزیز) کے پاس امام شافعی کی تحریریں تھیں (اور وہ اُس عورت کے پاس منتقل ہوگئی تھیں) تو اسحاق بن راھویہ نے صرف اُن تحریروں کی وجہ سے اُس عورت کے ساتھ شادی کی تھی' اُنہوں نے امام شافعی کی کتاب سامنے رکھ کے "الجامع الکبیر" مرتب کی اور سفیان ثوری کی "الجامع الصغیر" کو سامنے رکھ کر اپنی "الجامع الصغیر" مرتب کی' شیخ ابو اسماعیل ترمذی نیشاپور تشریف لائے تو اُن کے پاس بھی امام شافعی کی کچھ تحریریں تھیں' جو بویطی کے حوالے سے منقول تھیں۔ اسحاق بن راھویہ نے اُن سے کہا: آپ امام شافعی کی تحریروں کو اُس وقت تک بیان نہ کریں' جب تک میں زندہ ہوں' تو اُنہوں نے یہ بات مان لی اور پھر یہ بیان نہیں کیا یہاں تک کہ وہ نیشاپور سے چلے گئے۔ امام ذہبی نے ابن سلمہ کی نقل کردہ روایت کو بعید از امکان قرار دیا ہے۔ (ز)

ہے' تم ان دونوں چیزوں کو دیکھ لو' کیا ان کا کوئی عوض یا متبادل ہو سکتا ہے (اسی طرح امام شافعی کا بھی نہیں ہو سکتا)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَيُّوبَ الرَّقِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ اَحْمَدَ بن عَمْرو بن عبد الخالق الْبَزَّار يَقُول سَمِعت عبد الملك بن عبد الحميد الميموني يَقُول كنت عِنْد اَبِى عبد الله اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَجَرَى ذِكْرُ الشَّافِعِيِّ قَالَ فَرَاَيْتُ اَحْمَدَ يَرْفَعُهُ وَيَرْفَعُ بِهِ فَقَالَ بَلَغَنِي اَوْ قَالَ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الامة على رَاس مِائَةِ سَنَةٍ رَجُلا يُقِيمُ لَهَا اَمْرَ دِينِهَا) (۱) قَالَ فَكَانَ عمر بن عبد العزيز على رَاس كل الْمِائَةِ وَاَرْجُو اَنْ يَكُونَ الشَّافِعِيُّ عَلَى رَاْسِ الْمِائَةِ الاُخْرَى

عبدالملک میمونی بیان کرتے ہیں: میں امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اُنہوں نے امام شافعی کا ذکر چھیڑ دیا' تو میمونی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد کو دیکھا کہ اُنہوں نے امام شافعی کی رفعتِ شان کا ذکر کیا اور بتایا کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں اس اُمت کیلئے ایک شخص کو بھیجے گا' جو اس اُمت کیلئے اُن کے دین کو ٹھیک کر دے گا (یعنی اُس کی تعلیمات کی تجدید کرے گا)''۔

(امام احمد بن حنبل نے فرمایا:) حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک صدی کے اختتام پر تھے اور مجھے اُمید ہے کہ امام شافعی دوسری صدی کے اختتام پر ہوں گے۔

وَذَكَرَ اَبُو عُمَرَ الزَّاهِدُ مُحَمَّدُ بن عبد الواحد غُلَام ثَعْلَب قَالَ اَنَا اَبُو على الْحسين بن عبد الله الْخِرَقِيُّ (۲) قَالَ قَالَ لِي صَالِحُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ لَقِيَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فَقَالَ لِي

(۱) (اصل عربی متن والی) کتاب کے آخر میں صفحہ 341 پر اس حدیث کی تخریج اور اس میں روایت کے الفاظ ''امر دينها'' کے اثبات کے بارے میں تحقیق ملاحظہ فرمالیں۔

(۲) نسخہ ''ا'' میں لفظ ''حسين بن عبيد الله'' اور نسخہ ''ک'' میں لفظ ''حسن بن عبد الله'' ہے جبکہ نسخہ ''و'' اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''حسن بن عبيد الله'' ہے' میں نے ابن ابویعلیٰ کی کتاب ''طبقات الحنابلہ'' صفحہ 45/2 کی طرف مراجعت کے بعد جس لفظ کو برقرار رکھا ہے وہی درست ہے۔

اَمَا يَسْتَحِي اَبُوكَ مِمَّا يَفْعَلُ فَقُلْتُ وَمَا يَفْعَلُ قَالَ رَاَيْتُهُ مَعَ الشَّافِعِيِّ وَالشَّافِعِيُّ رَاكِبٌ وَهُوَ رَاجِلٌ وَرَاَيْتُهُ قَدْ اَخَذَ بِرِكَابِهِ فَقُلْتُ ذَلِكَ لِاَبِي فَقَالَ لِي قُلْ لَهُ اِذَا لَقِيتَهُ اِنْ اَرَدْتَ اَنْ تَتَفَقَّهَ فَتَعَالَ فَخذ بر كابه الآخر

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح بیان کرتے ہیں: یحیٰی بن معین کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے مجھ سے کہا: کیا تمہارے والد کو وہ کام کرتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ میں نے دریافت کیا: اُنہوں نے کیا کیا ہے؟ تو یحیٰی بن معین نے بتایا: میں نے اُنہیں شافعی کے ساتھ دیکھا' شافعی سوار تھے اور وہ پیدل تھے اور میں نے اُنہیں دیکھا کہ اُنہوں نے شافعی کی سواری کی رکاب پکڑی ہوئی تھی' (صالح بیان کرتے ہیں:) میں نے اپنے والد سے اس کا تذکرہ کیا تو اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: جب تمہاری اُس سے ملاقات ہوتو اُس سے کہنا: اگر تم علم فقہ حاصل کرنا چاہتے ہو' تو آؤ اور اُن کی دوسری رکاب پکڑلو۔

حَدثنَا عبد اللّٰه بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ حَمْدَانَ بِبَغْدَادَ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ كَانَ الشَّافِعِيُّ مِنْ اَفْصَحِ النَّاسِ قُلْتُ وَكَانَ لَهُ سِنٌّ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالْكَبِيرِ

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام شافعی سب سے زیادہ فصیح تھے۔ میں نے دریافت کیا: اُن کی عمر کتنی تھی؟ تو امام احمد نے فرمایا: وہ زیادہ بڑی عمر کے نہیں تھے۔

قَالَ عبد اللّٰه وَسَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ قَالَ الشَّافِعِيُّ لَنَا اَمَّا اَنْتُمْ فَاَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ وَالرِّجَالِ مِنِّي فَاِذَا كَانَ الْحَدِيثُ صَحِيحا فاعلمونى اَنْ يَكُونَ كُوفِيًّا اَوْ بَصْرِيًّا اَوْ شَامِيًّا اَذْهَبُ اِلَيْهِ اِذَا كَانَ صَحِيحًا (۱) قَالَ لِي اَبِي قَالَ الشَّافِعِيُّ اَنَا قَرَاْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ

(۱) لفظ "ان شاء" "ابن ابویعلیٰ کی کتاب "طبقات الحنابلہ" صفحہ 282/1 سے اضافی ہے۔ ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" صفحہ 213/11 میں مذکورہ روایت ذکر کرنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے: "اُنہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی خواہ وہ حجازی ہو کیونکہ وہ حجاز کی روایات کے بارے میں بصیرت رکھتے تھے اور یہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں تھی خواہ وہ مصری ہو' کیونکہ مصری روایات کے بارے میں ان دونوں کے علاوہ دیگر لوگ زیادہ بہتر جانتے تھے مذکورہ روایت اُس روایت کے برعکس ہے جو امام شافعی سے نقل کی گئی ہے (وہ یہ فرماتے ہیں:)

←

قِرَاءَتِی قَالَ اَبِی لِاَنَّہٗ کَانَ فَصِیحًا

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام شافعی نے ہم سے فرمایا: تم لوگ (یعنی محدثین) حدیث اور رجال کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہو' تو جب کوئی حدیث مستند ہو' تو تم مجھے اُس کے بارے میں بتاؤ' خواہ وہ (راوی) کوفی ہو' یا بصری ہو' یا شامی ہو' میں اُس حدیث کو اختیار کروں گا' بشرطیکہ وہ مستند ہو۔

میرے والد نے مجھ سے کہا: امام شافعی نے یہ فرمایا: میں نے امام مالک کے سامنے (''موطا'') پڑھی ہے' اُنہیں میرا پڑھنا پسند تھا (عبداللہ کہتے ہیں:) میرے والد (یعنی امام احمد بن حنبل) فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ تھی کہ امام شافعی' فصیح تھے۔

''عراق سے آنے والی ہر وہ روایت جس کی اصل حجاز میں موجود نہ ہو' تم اُسے قبول نہ کرو' خواہ وہ صحیح ہی ہو''۔

جب امام ذہبی نے ''سیراعلام النبلاء'' صفحہ 24/10 پر امام شافعی کے حالات میں اُن کے حوالے سے یہ بات روایت کی تو بعد میں یہ کہا: ''پھر امام شافعی نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا اور اُن روایات کو مستند قرار دیا تھا جن کی سند ثابت ہوتی ہے''۔

اہلِ عراق کی نقل کردہ حدیث کے بارے میں توقف کرنے کے حوالے سے امام مالک سے جو کچھ بھی منقول ہے اُس سے بھی یہی مراد ہوگا کیونکہ بعد میں اُنہوں نے اس کے برعکس ہر اُس روایت سے استدلال کیا ہے جو روایت (اہلِ عراق کی ہو) اور مستند طور پر ثابت ہو جیسا کہ امام ذہبی نے ''سیراعلام النبلاء'' صفحہ 61/8 پر اُن کے حالات میں یہ بات ذکر کی ہے۔

(ابوغدہ کہتے ہیں:) اس طرح کے کلمات جب ان حضرات سے صادر ہوتے ہیں تو اس کا مقصد اہلِ حجاز کی حدیث کی اہمیت کو بیان کرنا ہوتا ہے کیونکہ وہی حدیث کا معدن اور حدیث کے صدور کا ابتدائی مقام ہے' اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ اہلِ عراق کی نقل کردہ حدیث کو لغو قرار دیا جائے کیونکہ یہ بات نہ تو عقل میں آتی ہے اور نہ ہی کسی بھی حال میں قبول کی جاسکتی ہے' ایسا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ عجلی نے یہ بات ذکر کی ہے: 1500 صحابہ کرام نے کوفہ کو وطن بنایا تھا (یعنی وہاں اقامت اختیار کی تھی) جن میں سے 70 حضرات بدری صحابہ تھے۔

یہ وہ حضرات ہیں جو اُن حضرات کے علاوہ ہیں' جو یہاں کچھ عرصہ ٹھہرے' یہاں علم منتقل کیا اور پھر کسی دوسرے شہر منتقل ہو گئے' عراق کے باقی علاقوں کی بات تو ایک طرف رہی' (صرف کوفہ کو یہ شرف حاصل ہے) اگر آپ چاہیں تو ہمارے استاد علامہ زاہد الکوثری کی کتاب ''فقہ اہل العراق وحدیثھم'' صفحہ 42 کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

قَالَ اَبُو یحیی الساجی وَسمعت عبد اللّٰه بْنَ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ یَقُولُ حَدَّثَنِی اَبِی عَنِ الشَّافِعِیِّ عَنْ مَالِكٍ وَحَاتِمِ بْنِ اِسْمَاعِیلَ حَدِیثًا صَالِحًا وَكَانَ اَبِی یَكْرَهُ الآرَاءَ كُلَّهَا اِلا اَنَّهُ كَانَ حَسَنَ الْقَوْلِ فِی الشَّافِعِیِّ

عبداللہ بن احمد اپنے والد (امام احمد بن حنبل) کے حوالے سے امام شافعی کے حوالے سے امام مالک اور حاتم بن اسماعیل سے ایک صالح حدیث روایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: میرے والد ہر قسم کی (ذاتی) آراء کو ناپسند کرتے تھے البتہ امام شافعی کے بارے میں اُن کی رائے اچھی تھی۔

كَانَ عبد اللّٰه بْنَ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ یَقُولُ حَدَّثَنِی اَبِی عَنْهُ بِحَدِیثٍ كَثِیرٍ عَنْ مَالِكٍ وَعَنِ الدَّرَاوَرْدِیِّ

عبداللہ بن احمد بیان کرتے ہیں: میرے والد (امام احمد بن حنبل) نے امام شافعی کے حوالے سے کئی احادیث مجھے بیان کی ہیں جو امام مالک اور دراوردی سے منقول ہیں۔

وَذَكَرَ السَّاجِیُّ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ اِدْرِیسَ السِّجِسْتَانِیُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْهَیْثَمِ قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن وارَه الرَّازِیَّ [1] قَالَ قُلْتُ لاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اِنِّی كتبت الحَدِیث وَاَكْثَرت مِنْهُ فَلا بُد لِی مِنَ النَّظَرِ فِی الرَّاْیِ فَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لا تَفْعَلْ فَقُلْتُ لا بُدَّ اَكْتُبُ رَاْیَ الاَوْزَاعِیِّ اَوْ رَاْیَ الثَّوْرِیِّ اَوْ رَاْیَ مَالِكٍ قَالَ اِنْ كُنْتُ لا بُدَّ كَاتِبًا لِلرَّاْیِ فَاكْتُبْ رَاْیَ الشَّافِعِیِّ وَعَلَیْكَ بِالْبُوَیْطِیِّ فَاسْمَعْهُ مِنْهُ فَاِنْ فَاتَكَ فَاَبُو الْوَلِیدِ بْنُ اَبِی الْجَارُودِ بِمَكَّةَ

محمد بن وارہ رازی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا: میں نے احادیث نوٹ کی ہیں اور بہت سی احادیث نوٹ کی ہیں تو اب میرے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں قیاسی مسائل میں غور و فکر کروں۔ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو! میں نے کہا: میرے لیے یہ ضروری ہے کہ میں امام اوزاعی کی فقہی آراء یا امام ثوری کی فقہی آراء یا امام مالک کی فقہی آراء نوٹ کروں۔ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اگر تم نے لازمی طور پر فقہی آراء ہی نوٹ کرنی ہیں تو تم امام شافعی کی فقہی آراء نوٹ کرو تم (امام

---

(۱) تمام نسخوں میں لفظ ''محمد بن فزارة الرازی'' تحریر ہے جبکہ نسخہ ''ک'' کے حاشیہ میں لفظ ''المرادی'' تحریر ہے اور یہ دونوں غلط ہیں درست لفظ ''محمد بن وارہ'' ہے نسخہ ''ک'' میں امام مالک کے حالات میں یہ نقل ہوا ہے وہاں بھی اس روایت کا کچھ حصہ ذکر ہوا ہے جیسا کہ میں نے وہاں اس کے حاشیہ میں تنبیہ کر دی ہے۔

شافعی کے شاگردِ خاص) بویطی کے پاس جاؤ اور اُن سے (امام شافعی کی فقہی آراء کا) سماع کرو اگر اُن تک نہ پہنچ پاؤ تو مکہ میں ابوولید بن ابوجارود کے پاس چلے جاؤ (اور اُن سے امام شافعی کی فقہی آراء کا سماع کرو)

ذَكَرَ السَّاجِيُّ قَالَ نَا بعض اَصْحَابِنَا قَالَ سَمِعت الْمروذی (ا) قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَا اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِيثِ حَمَلَ مَحْبَرَةً اِلا وَلِلشَّافِعِيِّ عَلَيْهِ مِنَّةٌ وَسَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ سُلَيْمَانَ يَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقُلْنَا يَا اَبَا مُحَمَّدٍ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الرَّاْيِ كَانُوا يهزاون بِاَصْحَابِ الْحَدِيثِ حَتَّى عَلَّمَهُمُ الشَّافِعِيُّ وَاَقَامَ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ

مروزی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: علمِ حدیث کے طالب علموں میں سے جس کسی نے بھی دوات اٹھائی (یعنی احادیث کو تحریری شکل میں نوٹ کرنا چاہا) تو اُس پر امام شافعی کا احسان ہوگا۔ میں نے ربیع بن سلیمان کو بھی اسی کی مانند فرماتے ہوئے سنا' تو ہم نے کہا: اے ابومحمد! یہ کیسے ہوگا؟ تو اُنہوں نے فرمایا: پہلے اصحابِ رائے' محدثین کا مذاق اُڑایا کرتے تھے' یہاں تک کہ امام شافعی نے اُنہیں تعلیم دی اور اُن کے خلاف حجت قائم کی۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ اَيْضًا قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ مُجَاهِدٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اللَّيْثِ الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ مَا صَلَّيْتُ صَلاةً مُنْذُ اَرْبَعِينَ سَنَةً اِلا وَاَنَا اَدْعُو فِيهَا لِلشَّافِعِيِّ

محمد بن لیث رازی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں چالیس سال سے جب بھی نماز ادا کرتا ہوں' تو اُس میں امام شافعی کیلئے بھی دعا کرتا ہوں۔

قَالَ ونا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْكِرْمَانِيُّ قَالَ نَا الْفَضْلُ بْنُ زِيَادٍ الْقَطَّانُ قَالَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هَذَا الذى تَرَوْنَهُ اَوْ عامته مِنِّي هُوَ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَمَاتَ مُنْذُ كَذَا كَذَا سَنَةٍ وَاَنَا اَدْعُو

(ا) المروذی' یہ ابوبکر احمد بن محمد بن حجاج مروذی ہیں جو امام احمد کے شاگردوں میں اُن کے نزدیک سب سے زیادہ مقدم حیثیت رکھتے ہیں' وہ امام احمد کی پرہیزگاری اور فضیلت کی وجہ سے امام احمد کی خدمت کیلئے مخصوص تھے۔ مطبوعہ نسخہ' نسخہ "ا"' "ک" اور "د" میں لفظ "المروزی" یعنی زاء کے ساتھ تحریر ہے اور یہ تحریف ہے جو اس اسمِ منسوب کی شہرت کی وجہ سے بہت سی کتابوں میں واقع ہوئی ہے' یہ لفظ "المروذی" ہے جس میں میم پر زبر' راء پر شد اور پیش ہے' اُس کے بعد واؤ ساکن ہے' پھر ذال ہے اس کی نسبت "مرو الروذ" کی طرف ہے جیسا کہ "معجم البلدان" میں تحریر ہے۔

اللّٰہَ لِلشَّافِعِیِّ وَاَسْتَغْفِرُ لَہٗ (۱)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: یہ روایات جنہیں تم میرے حوالے سے نقل کرتے ہو یا تم نے مجھ سے جن کے بارے میں جانا ہے یہ سب امام شافعی سے منقول ہیں اُن کا انتقال اتنے اتنے سال پہلے ہوا تھا اور میں اللہ تعالیٰ سے امام شافعی کیلئے دعا کرتا ہوں اور اُن کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

(۱) جہاں تک اُس روایت کا تعلق ہے جو ابوالحسین بن ابویعلیٰ نے اپنی ''طبقات'' کے صفحہ 56/1 پر شیخ ابوبکر مروذی (احمد بن محمد بن حجاج) کے حالات میں تحریر کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد سے دریافت کیا: کیا آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آدمی امام شافعی کی تحریروں کو نوٹ کرے؟ اُنہوں نے فرمایا: جی نہیں! میں نے دریافت کیا: کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ آدمی (امام شافعی کی کتاب) ''الرسالہ'' کو نوٹ کر لے؟ اُنہوں نے فرمایا: تم بعد والی کسی چیز کے بارے میں مجھ سے دریافت نہ کرو۔ میں نے کہا: کیا آپ نے اُسے نوٹ کیا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: اس بات سے اللہ کی پناہ ہے! تم نہ تو امام مالک کا کلام نوٹ کرو نہ سفیان ثوری کا نہ امام شافعی کا نہ اسحاق بن راھویہ کا اور نہ ہی ابوعبید کا (کلام تم نوٹ کرو)۔

اسی طرح امام احمد بن حنبل کے بارے میں یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ اُن سے یہ سوال کیا گیا: امام مالک کی ''موطا'' اور سفیان ثوری کی ''جامع'' میں سے آپ کو کون سی کتاب زیادہ پسند ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: نہ یہ ہے نہ وہ ہے! ابوموسیٰ مدینی اپنی کتاب ''النصح الجلی'' میں حسین بن عبداللہ کے حوالے سے اثرم کے حوالے سے امام احمد بن حنبل کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اُن کے ساتھ یعنی امام شافعی کے ساتھ یہاں بہت اُٹھتا بیٹھتا رہا ہوں لیکن جب وہ مصر چلے گئے تو اُن میں تبدیلی آ گئی وہ تاویل اور رائے بیان کرنے لگے یہ اور اس قسم کی دیگر تمام روایات ایجاد کی ہوئی ہیں جنہیں حشویہ فرقہ کے لوگوں نے ایجاد کیا ہے تاکہ اُمت کی توجہ فقہ کے ائمہ سے ہٹا سکیں جیسا کہ اُنہوں نے امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کے بارے میں بھی یہی طرزِ عمل اختیار کیا حالانکہ امام احمد بن حنبل کے بارے میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ وہ ان ائمہ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور خاص طور پر امام شافعی کا بہت احترام کرتے تھے۔ ابن وارہ نے یہ روایت نقل کی ہے: اُنہوں نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا: امام شافعی کی وہ تحریریں آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں جو اہلِ عراق کے پاس ہیں یا وہ زیادہ محبوب ہیں جو مصر سے تعلق رکھتی ہیں (عراقی تحریروں میں امام شافعی کی قدیم آراء ہیں جبکہ مصری تحریروں میں امام شافعی کی جدید آراء ہیں جو کچھ مسائل میں اُن آراء سے مختلف ہیں جو عراقی تحریروں میں امام شافعی کی قدیم آراء تھیں)۔ تو امام احمد نے فرمایا: تم اُن تحریروں کو لازم پکڑو جو اُنہوں نے مصر میں مرتب کی ہیں کیونکہ عراق میں اُنہوں نے جو کچھ تحریر کیا تھا اُسے محکم نہیں کیا تھا لیکن جب وہ مصر تشریف لے گئے تو وہاں اُنہوں نے ان کو محکم کر دیا یہ روایت امام ذہبی نے اپنی تاریخ کبیر میں نقل کی ہے۔ (ز)

بَابُ قَوْلِ اِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ فِي الشَّافِعِيِّ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اسحاق بن راہویہ کی رائے

اخبرنا اسماعیل بن اسحاق المضری وقاسم بن مُحَمَّد بن عسلون (1) قَالا نَا خَالِدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا احمد بن شُعَيب النسائی قَالَ نَا عبید اللّٰه بْنُ اِبْرَاهِيمَ الثِّقَةُ الْمَامُونُ قَالَ سَمِعْتُ اِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوَيْهِ يَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ عِنْدَنَا اِمَامٌ

عبیداللہ بن ابراہیم بیان کرتے ہیں: میں نے اسحاق بن راہویہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: محمد بن ادریس شافعی ہمارے نزدیک امام ہیں۔

بَابُ قَوْلِ هَارُونَ بْنِ سَعِيدٍ الْاَيْلِيِّ فِيهِ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہارون بن سعید ایلی کی رائے

ذَكَرَ السَّاجِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ الْحَجَّاجِ نَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْهَيْثَمِ الْاَيْلِيُّ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ الشَّافِعِيِّ قَطُّ وَلَقَدْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِصْرَ فَقَالُوا قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقِيهٌ فَجِئْنَاهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَمَا رَاَيْنَا اَحْسَنَ وَجْهًا مِنْهُ وَلا اَحْسَنَ صَلاةً فَافْتَتَنَّا بِهِ فَلَمَّا قَضَى صَلاتَهُ تَكَلَّمَ فَمَا رَاَيْنَا اَحْسَنَ مَنْطِقًا مِنْهُ قَالَ عبد الرحمن قَالَ لَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ لَوْ اَنَّ الشَّافِعِيَّ نَاظَرَ عَلَى اَنَّ هٰذَا الْعَمُودَ الَّذِي مِنْ حِجَارَةٍ مِنْ خَشَبٍ لاَثْبَتَ ذٰلِكَ لِقُدْرَتِهِ عَلَى الْمُنَاظَرَةِ

ہارون بن سعید بن ہیثم ایلی فرماتے ہیں: میں نے کبھی بھی امام شافعی جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا' وہ ہمارے پاس مصر تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں نے یہ کہا: قریش سے تعلق رکھنے والا ایک فقیہ شخص آیا ہے' ہم اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ نماز ادا کر رہے تھے' ہم نے اُن سے زیادہ خوبصورت چہرے والا اور اُن سے زیادہ عمدہ طور پر نماز ادا کرنے والا شخص نہیں دیکھا' اُنہوں نے اس حوالے سے ہمیں آزمائش میں مبتلا کر دیا (یعنی ہم اُن کی محبت میں مبتلا ہو گئے) جب اُنہوں نے نماز مکمل کی اور گفتگو شروع کی' تو ہم نے اُن سے اچھا گفتگو کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: ہارون بن سعید نے ہم سے کہا: اگر امام شافعی اس بات پر مناظرہ کریں

---

(1) نسخہ "ک" میں اور تمام نسخوں میں اسی طرح "......بن غسلون" ہے یعنی غین کے ساتھ ہے اور یہ غلط ہے۔

کہ پتھر کا بنا ہوا' یہ ستون' اصل میں لکڑی سے بنا ہوا ہے' تو مناظرہ میں اپنی قابلیت کی وجہ سے وہ اسے ثابت کر دیں گے۔

بَابٌ فِي حَثِّهِ عَلَى حِفْظِ السُّنَنِ وَالتَّرْغِيبِ فِي ذَٰلِكَ وَاتِّبَاعِ السُّنَّةِ وَكَرَاهَتِهِ لِمَذَاهِبِ اَهْلِ الْكَلامِ وَالْبِدْعَةِ

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سنن کو یاد رکھنے پر اور سنت کی پیروی کرنے پر اُبھارنا............

اور اُس کی ترغیب دینا اور اُن کا اہلِ کلام اور اہلِ بدعت کے مسالک کو ناپسند کرنا

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ شَاكِرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يحيى قَالَ نَا اسحاق ابْن مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ نَا السَّاجِيُّ عَنِ الْحُسَيْنِ الكرابيسى قَالَ سُئِلَ الشافعى عَن شيء من الْكَلَام فَغَضب وَقَالَ كَلامٌ مِثْلُ هَذَا يَعْنِي حَفْصًا الْفَرْدَ وَاَصْحَابَهُ اَخْزَاهُمُ اللّٰهُ (۱)

حسین کرابیسی بیان کرتے ہیں: امام شافعی سے علمِ کلام سے متعلق کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ غصہ میں آ گئے اور بولے: وہ اس جیسے کی مانند کا کلام ہے' اُن کی مراد حفص الفرد (نامی ایک بدمذہب شخص) اور اُس کے شاگرد تھے' اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو رسوا کرے!

---

(۱) یہ حفص الفرد ہیں جس میں فاء پر زبر ہے' ابن حجر نے "تبصیر المنتبہ" صفحہ 1074/3 میں اس لفظ کو اسی طرح نقل کیا ہے "القاموس" میں مادہ "فرد" میں یہ فاء کے ساتھ ہے' (اور یہ تحریر ہے:) "حفص الفرد مصری کا تعلق جبریہ فرقہ سے ہے"۔

جبکہ حافظ ذہبی کی کتاب "میزان الاعتدال" صفحہ 564/1 میں یہ تحریر ہے: "حفص الفرد' ایک بدعتی تھا' امام نسائی کہتے ہیں: یہ علمِ کلام کا ماہر تھا' البتہ اس کی حدیث کو نوٹ نہیں کیا جائے گا' امام شافعی نے اس کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے اسے کافر قرار دیا ہے"۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

"المیزان" اور "لسان المیزان" صفحہ 330/2 میں اور سبکی کی کتاب "طبقات الشافعیہ الکبریٰ" میں صفحہ 98/2 اور صفحہ 380 میں اس کا نام غلط طور پر حفص القرد یعنی قاف کے ساتھ تحریر ہے اور یہ شائع کرنے والے کی غلطی ہے۔

امام شافعی اسے حفص المنفرد (یعنی انفرادی رائے رکھنے والا شخص) کہا کرتے تھے جیسا کہ ابن ابوحاتم رازی کی کتاب "آداب الشافعی" صفحہ 195 پر تحریر ہے' حفص کے بعض اقوال سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے آپ اس کتاب کے صفحہ 182,192,194 کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کے حالات ابن ندیم کی کتاب "الفہرست" صفحہ 229 پر "جبریہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے متکلمین کے حالات اور حشویہ فرقہ کی نشوونما کا تذکرہ" سے متعلق باب میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلامَةَ قَالَ نَا يُونُسُ بْنُ عبد الاعلى قَالَ ذَكَرَ لِي الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ نَاظَرَ حَفْصًا الْفَرْدَ كَثِيرًا مِمَّا جَرَى بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ لِي غِبْتَ عَنَّا اَبَا مُوسَى وَكَنَّانِي وَاعْلَمْ وَاللّٰهِ اِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ اَهْلِ الْكَلام على شيء مَا ظَنَنْتُهُ قَطُّ وَلانْ يَبْتَلِيَ اللّٰهُ الْمَرْءَ بِكُلِّ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مَا عَدَا الشِّرْكَ بِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَنْظُرَ فِي الْكَلامِ (١)

یونس بن عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں: امام شافعی نے میرے سامنے یہ بات ذکر کی کہ جس دن اُن کا حفص الفرد کے ساتھ مناظرہ ہوا' تو اُن دونوں کے درمیان کافی دیر تک بحث ہوتی رہی' پھر اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تم اُس وقت ہمارے ساتھ موجود نہیں تھے' تو اُنہوں نے مجھے کنیت کے ساتھ مخاطب کیا (اور فرمایا:) تم یہ بات جان لو کہ اللہ کی قسم! مجھے اہلِ کلام کے حوالے سے ایسی چیزوں کے بارے میں اطلاع حاصل ہوئی ہے' جن کے بارے میں مجھے کبھی گمان بھی نہیں ہوا تھا' اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کو شرک کے علاوہ' کسی بھی ایسی بُرائی میں مبتلا کر دے' جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہو' تو یہ اُس آدمی کے حق میں اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ آدمی علمِ کلام میں غور وفکر کرے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ نَا الْحسن بن رَشِيقٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْخَيَّاطُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الْاَصْبَهَانِيُّ بِمَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْجَارُودِيَّ يَقُولُ ذُكِرَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ ابراهيم ابْن اسماعيل بن عُلَيَّةَ فَقَالَ اَنَا مُخَالِفٌ لَهُ فِي كُلِّ شيء وَفِي قَوْلِ لَا اِلَهَ اِلا اللّٰهُ لَسْتُ اَقُولُ كَمَا يَقُولُ اَنَا اَقُولُ لَا اِلَهَ اِلا اللّٰهُ الَّذِي كَلَّمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلامُ تَكْلِيمًا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَذَاكَ يَقُولُ لَا اِلَهَ اِلا اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ كَلامًا اَسْمَعَهُ مُوسَى مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ

جارودی بیان کرتے ہیں: امام شافعی کے سامنے ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ کا ذکر کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: میں ہر چیز میں اُس کا مخالف ہوں یہاں تک کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے میں بھی مخالف ہوں' میں اُس

(١) کلام کے سیاق وسباق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد اُس نوعیت کا غور وفکر ہے' جس طرح کا غور وفکر امام شافعی کا مخاطب شخص حفص الفرد کیا کرتا تھا تا کہ اس بارے میں منقول امام شافعی کے تمام اقوال کے درمیان تطبیق ہو جائے۔ سلف صالحین شروع سے عوام کو علمِ کلام میں غور وفکر کرنے سے روکتے چلے آ رہے ہیں' خاص طور پر اہلِ بدعت کے ساتھ کلام کرنے سے روکتے آ رہے ہیں' کیونکہ ہر فن کے مخصوص ماہرین ہوتے ہیں' ابن عساکر کی کتاب ''تبیین کذب المفتری'' میں صفحہ 333 سے 359 تک اس بارے میں تفصیلی کلام ہے۔ (ز)

طرح نہیں پڑھتا جس طرح وہ پڑھتا ہے' کیونکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اُس اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جس نے حجاب کے پیچھے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا تھا' جبکہ وہ یہ کہتا ہے کہ اُس اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جس نے کلام کو پیدا کیا اور پھر حجاب کے پیچھے سے وہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سنوایا۔

قَالَ الْحَسَنُ وَحَدَّثَنَا علی بن يَعْقُوبَ (۱) قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ) (۲) اعلمنا بذلك اَن ثَمَّ قوما غير محجوبون يَنْظُرُونَ اِلَيْهِ لَا يُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ كَمَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ (تَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ الشَّمْسَ لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهَا)

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہوئے سنا ہے: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''خبردار! وہ لوگ اُس دن اپنے پروردگار سے محجوب ہوں گے''۔

(امام شافعی فرماتے ہیں:) اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ کچھ لوگ (قیامت کے دن) محجوب نہیں بھی ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اُنہیں اس میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی' یہ لوگ مؤمن ہوں گے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے یہ بات منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''قیامت کے دن تم لوگ اپنے پروردگار کا دیدار کرو گے' جس طرح تم لوگ سورج کو دیکھتے ہو کہ تمہیں اُس کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی ہے''۔

قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يحيى الفارسي قَالَ نَا مُحَمَّد بن عبد اللّٰه بن عبد الحكم قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِي الْكَلَامِ وَالْاَهْوَاءِ لَفَرُّوا مِنْهُ كَمَا يَفِرُّونَ مِنَ

(۱) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے: ''حدثنا علی بن یعقوب '' جبکہ مطبوعہ نسخہ میں یہ ہے: ''حدثنا یعقوب '' یہی سند آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 138 اور 146 پر بھی آئے گی اور اُس مقام پر تمام نسخوں میں وہی تحریر ہے جو ہم نے یہاں برقرار رکھا ہے یعنی ''علی بن یعقوب''۔

(۲) سورۂ مطففین' آیت:15

الْاَسَدِ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر لوگوں کو پتا چل جائے کہ علمِ کلام اور (اعتقادی حوالے سے) نفسانی خواہشات کی پیروی میں (کتنی خرابیاں ہیں) تو وہ اُن سے یوں بھاگیں گے' جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ وَنا سَعِيدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ زَكَرِيَّا اللَّخْمِيُّ قَالَ نَا يُونُس بن عبد الاعلى قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُول الِاسْم غير الْمُسَمّى اَو الشىء غَيْرُ الْمُشَيَّا فَاشْهَدْ عَلَيْهِ بِالزَّنْدَقَةِ

یونس بن عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب تم کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ اسم' مسمّٰی کا غیر ہوتا ہے' یا شئے' مشیا کی غیر ہوتی ہے' تو اُس کے زندیق ہونے پر گواہ ہو جاؤ۔

قَالَ وَحَدَّثَنَا حسن بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ نَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ فِي اَهْلِ الْاَهْوَاءِ اُمَّةٌ (۱) اَشْهَدُ بِالزُّورِ مِنَ الرَّافِضَةِ

حرملہ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: نفسانی خواہشات کے پیروکاروں (یعنی گمراہ فرقوں) میں سے ایک گروہ ہے' جو رافضیوں سے بھی زیادہ جھوٹی بات کہتے ہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ وَنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ اَنا مُحَمَّد بن عبد الله ابْن عبد الحكم قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ مِنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ كَلامًا بَادَرْتُ مِنْهُ خِفْتُ اَنْ يَقَعَ عَلَيْنَا السَّقْفُ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے ابن عیینہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے جابر جعفی سے ایک کلام سنا' تو میں تیزی سے اُٹھ کر اُس کے پاس سے چلا گیا' اس اندیشہ کے تحت کہ کہیں ہم پر چھت نہ آ گرے۔

---

(۱) اس سے مراد خطابیہ فرقہ کے لوگ ہیں' جو مخالف کے خلاف جھوٹ بولنے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں اور بعض احمق راویوں سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں' تا کہ جھوٹ کے ذریعہ سچ کا اور جھوٹ کے ذریعہ جھوٹ کا مقابلہ کر سکیں۔ نسخہ "ک"، "ا" اور "س" میں یہ روایت اسی طرح ہے "نفسانی خواہشات کے پیروکاروں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو رافضیوں سے بھی زیادہ جھوٹا ہے"۔ سیاقِ کلام سے تو یہی جملہ مناسب محسوس ہوتا ہے' ویسے خطابیہ بھی رافضیوں کا ایک گروہ ہے۔

قَالَ الْحَسَنُ ونا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ الْجَارُودِيَّ يَقُولُ مَرِضَ الشَّافِعِيُّ بِمِصْرَ مَرْضَةً أَيِسُوا مِنْهُ فِيهَا ثُمَّ أَفَاقَ وَكُلٌّ يَقُولُ لَهُ مَنْ أَنَا فَيُجِيبُهُ حَتَّى قَالَ لَهُ حَفْصٌ الْفَرْدُ مَنْ أنا يا أبا عبد الله قَالَ أَنْت حَفْص الْفَرد لاحفظك اللّٰهُ وَلا رَعَاكَ وَلا كَلاكَ إِلا أَنْ تَتُوبَ مِمَّا أَنْتَ فِيهِ

جارودی بیان کرتے ہیں: مصر میں امام شافعی شدید بیمار ہو گئے' یہاں تک کہ لوگ اُن سے مایوس ہو گئے' پھر جب اُنہیں ہوش آیا' تو ہر شخص اُن سے یہ دریافت کرتا کہ میں کون ہوں؟ تو وہ اُسے جواب دیتے' یہاں تک کہ حفص الفرد نے اُن سے دریافت کیا: اے ابوعبداللہ! میں کون ہوں؟ تو امام شافعی نے فرمایا: تم حفص الفرد ہو! اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری حفاظت کرے' نہ ہی تمہاری رعایت کرے اور نہ ہی تمہیں شاداب کرے! جب تک تم اپنے (باطل نظریات) سے توبہ نہیں کر لیتے۔

قَالَ الْحَسَنُ وَنَا مُحَمَّد بن ابراهيم الانماطي وعبيد الله بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ قَالا نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ حُكْمِي فِي أَصْحَابِ الْكَلامِ أَنْ يُضْرَبُوا بِالْجَرِيدِ وَيُحْمَلُوا عَلَى الإِبِلِ وَيُطَافُ بِهِمْ فِي الْعَشَائِرِ وَالْقَبَائِلِ يُقَالُ هَذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَأَخَذَ فِي الْكَلامِ

حسن بن محمد زعفرانی بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: علمِ کلام میں اشتغال رکھنے والوں کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ شاخوں کے ذریعہ اُن کی پٹائی کی جائے اور اُنہیں اونٹوں پر بٹھا کر تمام خاندانوں اور قبائل کا چکر لگوایا جائے اور یہ کہا جائے: یہ اُس شخص کی سزا ہے' جس نے کتاب وسنت کو ترک کیا اور علمِ کلام میں مشغول ہوا۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ عَنْ أَبِي ثَوْرٍ وَالْكَرَابِيسِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا الشَّافِعِيَّ يَقُولُ ذَلِكَ

ساجی نے ابوثور اور کرابیسی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: ان دونوں صاحبان نے بھی امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ عَنِ الزَّعْفَرَانِيِّ قَالَ كَانَ الشَّافِعِيُّ يكره الْكَلَام وَمن شعره الذى لايختلف فِيهِ وَهُوَ اصح شيء عَنْهُ

وَمَا شِئْتُ كَانَ وَإِنْ لَمْ أَشَأْ ...وَمَا شِئْتُ إِنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ

خَلَقْتَ الْعِبَادَ عَلَى مَا عَلِمْتَ ...وَفِى الْعِلْمِ يَجْرِى الْفَتَى وَلَعَلّه المسن
عَلَى ذَا مَنَنْتَ وَهَذَا خَذَلْتَ ...وَهَذَا اَعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنْ
فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيدٌ ...وَمِنْهُم قَبِيح وَمِنْهُم حسن

ساجی نے زعفرانی کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام شافعی علمِ کلام کو ناپسند کرتے تھے اور اُن کے وہ اشعار جن کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے' اُن میں سے اُن کے حوالے سے زیادہ مستند طور پر جو منقول ہے (اُس میں یہ اشعار بھی شامل ہیں:)

''(اے اللہ!) جو تُو نے چاہا وہ ہوا' اگرچہ میں نے وہ نہ چاہا اور جو میں نے چاہا لیکن تُو نے نہ چاہا' تو وہ نہیں ہوگا' تُو نے اپنے علم کے مطابق بندوں کو پیدا کیا' حالانکہ نوجوان اور عمر رسیدہ افراد (اپنے دائرہ کے) علم میں چلتے پھرتے ہیں' کسی پر تُو نے مہربانی کی اور کسی کو تُو نے رسوا کیا' تو ایک کی تُو نے مدد کی اور دوسرے کی مدد نہیں کی' اُن میں سے کچھ لوگ بدنصیب ہیں اور کچھ سعادت مند ہیں' اُن میں سے کچھ لوگ بدصورت ہیں اور کچھ خوبصورت ہیں''۔

وَحدثنَا عبد اللّٰه بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى بْنِ مُفَرِّجٍ قَالَ نَا اَبُو اَحْمَدَ مَنْصُورُ بْنُ اَحْمَدَ الْهَرَوِيُّ قَالَ نَا اَبُو مُحَمَّد عبد اللّٰه ابْنِ اَبِى سُفْيَانَ سَمِعْتُ اَبَا اِبْرَاهِيمَ اِسْمَاعِيلَ بْنَ يَحْيَى الْمُزَنِيَّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيَّ يُنْشِدُ هَذِهِ الْاَبْيَاتَ لِنَفْسِهِ

قَالَ اَبُو عُمَرَ وَهَذِهِ الابيات من اثبت شیء فی الایمان بِالْقَدرِ

ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی بیان کرتے ہیں: میں نے بذاتِ خود امام شافعی کو یہ اشعار سناتے ہوئے سنا ہے۔

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) ان اشعار میں تقدیر پر ایمان رکھنے کے حوالے سے سب سے زیادہ مضبوط (موقف) بیان کیا گیا ہے۔

وَذكر اَبُو الْقَاسِمِ عبيد اللّٰه ابْنُ عُمَرَ الْبَغْدَادِيُّ الشَّافِعِيُّ (۱) الَّذِى اسْتَجْلَبَهُ الْحَكَمُ

(۱) یہ علمِ قرأت میں بلند حیثیت کے مالک ہیں لیکن ان پر یہ الزام ہے کہ یہ اُن لوگوں سے روایات نقل کر دیتے ہیں جن سے یہ ملے بھی نہیں ہوتے' اگرچہ اُندلسیوں نے ان سے اکثر روایات نقل کی ہیں تو جن روایات کو نقل کرنے میں یہ منفرد ہوں اُن کی تحقیق کی جائے گی کیونکہ جب یہ کسی روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہوں تو اب محض انہیں دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ (ز)

الْمُسْتَنْصِرُ بِاللّٰه اَمِير الْمُؤمِنِينَ واسكنه الزهراء حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ الايمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَاعْتِقَادٌ بِالْقَلْبِ اَلا تَرَى قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجل (وَمَا كَانَ الله لِيُضيع ايمَانكُمْ) يَعْنِي صَلاتَكُمْ اِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَسَمَّى الصَّلاةَ اِيمَانًا وَهِيَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَعَقْدٌ

ابوالقاسم عبیداللہ بن عمر بغدادی شافعی' جنہیں امیرالمؤمنین مستنصر باللہ حکم نے بلوایا تھا اور زہراء میں ٹھہرایا تھا' اُنہوں نے اپنی سند کے ساتھ ربیع (بن سلیمان) کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ایمان' قول اور عمل اور دل کے اعتقاد کا مجموعہ ہے' کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا''۔

یہاں ایمان سے مراد لوگوں کا بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان کا نام دیا ہے اور یہ قول' عمل اور اعتقاد کا مجموعہ ہے۔

قَالَ الرَّبِيعُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ الايمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے۔

وَرَوَى الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَاَبُو حَنِيفَةَ قَحْزَمُ بْنُ عبد الله بْنِ قَحْزَمٍ الاُسْوَانِيُّ وَالْمُزَنِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُهُمْ عَنِ الشَّافِعِيِّ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرَاهُ اَوْلِيَاؤُهُ فِي الآخِرَةِ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ عَنْهُ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ بَعْضُ اَهْلِ الْكَلامِ خِلافَ ذَلِكَ وَلا يَصِحُّ عَنْهُ (۱) وَالصَّحِيحُ مَا

(۱) شاید اس سے مراد قاضی عبدالجبار ہمدانی ہیں جیسا کہ ''طبقات المعتزلہ'' میں یہ تحریر ہے: ''ابراہیم بن محمد بن ابو یحییٰ اسلمی مدنی نے عمرو بن عبید سے یہ مسلک حاصل کیا تھا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ابراہیم بن محمد معتزلی تھا' جبکہ مسلم بن خالد زنگی نے غیلان بن مسلم دمشقی سے یہ مسلک حاصل کیا تھا۔ امام شافعی' ابراہیم بن ابو یحییٰ اور مسلم بن خالد دونوں کے شاگرد ہیں' تو عدل اور توحید کے قائلین میں سے دو افراد' ابراہیم اور مسلم' امام شافعی کے اساتذہ میں اکٹھے ہو گئے''۔
اس کے بعد آخر تک پوری گفتگو ہے جو رازی نے اُن کے حوالے سے نقل کی ہے۔
حفص الفرد' بشر بن غیاث اور ابراہیم بن علیہ کے ساتھ امام شافعی کا تعلق اُن کی تردید کے لیے تھا' (اُن کی تعلیم و تربیت کیلئے نہیں تھا) جہاں تک ابوعبدالرحمٰن احمد بن یحییٰ کے امام شافعی سے بغداد میں استفادہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ وہ پہلے فرد ہیں جو امام شافعی کے بعد یہاں رہے' اس حوالے سے امام شافعی پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کتنے ہی شاگرد ←

ذَكَرَهُ الْمُزَنِيُّ عَنِ ابْنِ هَرِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى (كلا إنهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون) [1] دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ يَرَوْنَهُ فِي الْآخِرَةِ وَهٰذَا الصَّرِيحُ مِنْهُ رَحِمَهُ اللّٰهُ

علمِ کلام کے بعض ماہرین نے امام شافعی کے حوالے سے اس کے برخلاف بھی نقل کیا ہے' لیکن وہ اُن سے مستند طور پر منقول نہیں ہے' مستند وہی ہے جو مزنی نے ابن حرم کے حوالے سے ذکر کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"خبردار! اُس دن وہ لوگ اپنے پروردگار سے محجوب ہوں گے"۔

(امام شافعی فرماتے ہیں:) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے ولی آخرت میں اللہ کا دیدار کریں گے۔ (مصنف فرماتے ہیں:) تو یہ امام شافعی کی طرف سے اس بارے میں تصریح ہے۔

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ وَأَصْلُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّ الْخَبَرَ إِذَا صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ قَوْلُهُ وَمَذْهَبُهُ وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ يَخْتَلِفُ فِي ذٰلِكَ

ابوالقاسم بیان کرتے ہیں: امام شافعی کا اصول یہ ہے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث مستند طور پر منقول ہو' تو وہی امام شافعی کا قول اور مسلک ہوگا' امام شافعی کے شاگردوں میں سے میرے علم کے مطابق کسی نے بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کیا ہے۔

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمِصْرِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُ مَخْلُوقٍ

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: قرآن' اللہ کا کلام

ایسے ہوتے ہیں جو اپنے استاد کے راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔ امام مزنی کے حوالے سے قرآن مجید (کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے) کے بارے میں جو کچھ منقول ہے' وہ اُن سے ثابت شدہ نہیں ہے' تو اُسے مزنی سے متعلق نہیں کیا جا سکتا' چہ جائیکہ اُسے امام شافعی کی طرف منسوب کیا جائے' جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے کہ امام شافعی کے شاگردوں میں سے بویطی کے علاوہ اور کسی کو بھی خلقِ قرآن کے مسئلہ میں آزمائش کا سامنا نہیں کرنا پڑا تو یہ اعتراض مکڑی کے گھر سے بھی زیادہ کمزور ہے کیونکہ ان حضرات کی موافقت صرف الفاظ کے بارے میں تھی اور اس حوالے سے اُن پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ (ز)

(1) سورۂ مطففین' آیت: 15

ہے اور مخلوق نہیں ہے۔

وَنَا اَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْمُسْتَمْلِي قَالَ نَا اَبُو نُعَيْمٍ عبد الملك بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرْجَانِيُّ قَالَ سُئِلَ الرَّبِيعُ عَنْ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى الشَّافِعِيِّ فَنَاظَرَهُ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ فَقَالَ لَهُ الشَّافِعِيُّ كَفَرْتَ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ (۱)

ابونعیم عبدالملک بن محمد جرجانی بیان کرتے ہیں: ربیع سے قرآن کے بارے میں امام شافعی کے مؤقف کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: ایک شخص امام شافعی کے پاس آیا اور اُس نے قرآن کے بارے میں اُن کے ساتھ مناظرہ شروع کیا' تو اُس نے کہا: قرآن مخلوق ہے' تو امام شافعی نے اُن سے کہا: تم نے عظیم اللہ کا کفر کیا ہے۔

قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمِصْرِيُّ وَاَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَا نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم' خلفاءِ راشدین مہدیین ہیں۔

قَالَ وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ مَالِكٍ (۲) الْاَنْدَلُسِيُّ بِمِصْرَ قَالَ سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ بْنَ يَحْيَى قَالَ سَاَلْتُ الشَّافِعِيَّ فقلت يَا اَبَا عبد الله مَنِ الْخُلَفَاءِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَعُمَرُ بْنُ عبد العزيز

حرملہ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی سے سوال کیا: اے ابوعبداللہ! اللہ کے رسول کے بعد خلفا کون ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: پانچ حضرات ہیں: حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم۔

(۱) نسخہ "ک" میں ہے: "تم نے قرآنِ عظیم کا انکار کیا"۔

(۲) نسخہ "ک" میں ہے: "بن هلال"۔

بَاب جَامِع فَضَائِل الشافعی واخباره

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اور احوال

حَدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ نَا مَنْصُورُ بْنُ اَبِی مُزَاحِمٍ نَا عَدِیُّ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ اَبِی بَكْرِ بْنِ اَبِی الْجَهْمَةِ (۱) عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ لِی عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ اَشْهَدُ عَلَی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انه قَالَ لاتؤموا قُرَيْشًا وَائْتَمُّوا بِهَا وَلا تُعَلِّمُوا قُرَيْشًا وَتَعَلَّمُوا مِنْهَا فَاِنَّ اَمَانَةَ الرَّجُلِ مِنْ قُرَيْشٍ تَعْدِلُ اَمَانَةَ اَمِينَيْنِ وَاِنَّ عِلْمَ عَالِمِ قُرَيْشٍ يَسَعُ طِبَاقَ الْاَرْضِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: وہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ قریش کو اپنا پیروکار نہ بنانا' بلکہ اُن کی پیروی کرنا اور تم قریش کو تعلیم نہ دینا' بلکہ اُن سے علم حاصل کرنا' کیونکہ قریش سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کے پاس امانت' دو امین افراد کی امانت کے برابر ہوتی ہے اور قریش کے ایک عالم کا علم' پوری روئے زمین کیلئے کافی ہوگا''۔

قَالَ الْاَصْمَعِیُّ قُرَيْشٌ الْكَتَبَةُ الْحَسَبَةُ ملح هَذِه الْامة علم عالمها طِبَاقَ الْاَرْضِ كَاَنَّهُ يَعُمُّ الْاَرْضَ فَيَكُونُ طِبَاقًا لَهَا

---

(۱) عدی نامی راوی متروک ہے' ابوبکر اور اُس کا باپ دونوں مجہول ہیں اور ان دونوں حضرات کے حوالے سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت منقول نہیں ہے جیسا کہ بزار اور دیگر حضرات نے یہ بات بیان کی ہے' حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''توالی التانیس'' صفحہ 44 پر اسی طرح تحریر کیا ہے۔

چند سطروں کے بعد عقیلی کے حوالے سے منقول حدیث جس کی سند میں مرسل یا منقطع ہونے کی بنیاد صالح بن رستم دمشقی ہے' تو یہ شخص حالت کے اعتبار سے مجہول ہے بلکہ تحقیقی طور پر اپنے وجود کے حوالے سے بھی مجہول ہے' مزنی نے سعید کا زمانہ نہیں پایا اور یہ حدیث بعض ضعیف حوالوں کے ساتھ دیگر الفاظ میں بھی منقول ہے' تو مخارج کے متعدد ہونے کی وجہ سے اس میں کسی حد تک قوت آ جاتی ہے' ''المقاصد الحسنہ'' اور ''کشف الخفاء'' میں اس کے متعدد طرق ذکر کیے گئے ہیں۔(ز)

نسخہ ''ک''،''و''،''ا''،''س'' میں عدی بن فضل کی جگہ لفظ علی بن فضل تحریر ہے اور یہ تصحیف ہے۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ كَانُوا يَقُولُونَ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ

اصمعی بیان کرتے ہیں: قریش لکھنے کا فن جانتے تھے اور حساب رکھتے تھے' وہ اس اُمت کا نمک ہیں (یعنی اُمت میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں) اور اُن کے ایک عالم کا علم تمام روئے زمین کو بھر دے گا' گویا یہ تمام روئے زمین کیلئے عام ہوگا اور اُس (یعنی زمین) کے مختلف چھوٹے (یعنی حصے ہوں گے)۔

احمد بن زہیر بیان کرتے ہیں: لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد امام شافعی ہیں۔

وَذَكَرَ اَبُو جَعْفَر العقيلي فِي التَّارِيخ الْكَبِير حَدثنَا عبد الله بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا الْمُزَنِيُّ قَالَ نَا سعيد بن ابى اَيُّوبَ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ الدِّمَشْقِيُّ عَن عَطاء ابْن اَبِي رَبَاحٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (اَكْرِمُوا قُرَيْشًا فَاِنَّ عَالِمَهَا يَمْلأُ الْاَرْضَ عِلْمًا)

ابوجعفر عقیلی نے ''تاریخ کبیر'' میں اپنی سند کے ساتھ عطاء بن ابی رباح کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''تم لوگ قریش کا احترام کرو' کیونکہ اُن کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا''۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ الاِمَامُ قَالَ سَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ سُلَيْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْيَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: علم کی دو قسمیں ہیں' علم الادیان اور علم الابدان۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ نَا الْحسن ابْن رَشِيقٍ نَا عَلِيُّ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشافعي يَقُول ليونس بن عبد الاعلى يَا اَبَا مُوسَى عَلَيْكَ بِالْفِقْهِ فَاِنَّهُ كَالتُّفَّاحِ الشَّامِيّ يُحْمَلُ مِنْ عَامِهِ

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یونس بن عبدالاعلیٰ سے یہ کہتے ہوئے سنا: اے ابوموسیٰ! تم پر علمِ فقہ حاصل کرنا لازم ہے کیونکہ اس کی مثال شام کے سیب کی مانند ہے جو اپنے مخصوص موسم میں آتا ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ آدَمَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَرِيرٍ النَّحْوِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ ابْن سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ

طَلَبُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ النَّافِلَةِ

ربیع بن سلیمان مرادی بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: علم حاصل کرنا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الْكِنْدِيُّ قَالَ نَا يُونُسُ بن عبد الاعلى قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ (۱) الْعَقْلُ التَّجْرِبَةُ

یونس بن عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: عقل' تجربہ سے آتی ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفٌ نَا الْحَسَنُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بن آدم نَا الرّبيع ابْن سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ وَهُوَ مَرِيضٌ وَدِدْتُ اَنَّ الْخَلْقَ يَعْلَمُونَ مَا فِي هَذِهِ الْكُتُبِ عَلَى اَنْ لَا يَنْسُبُوا اِلَيَّ مِنهَا شَيْئًا يَعْنِي مَا وَضَعَ مِنْ كُتُبِهِ

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو بیماری کے دوران یہ فرماتے ہوئے سنا: میری یہ خواہش ہے کہ لوگوں کو اس بات کا علم ہو' جو کچھ ان کتابوں میں تحریر ہے اور وہ اس میں سے کچھ بھی میری طرف منسوب نہ کریں' یعنی وہ چیزیں' جو انہوں نے اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں۔

حَدَّثَنَا عبد الرحمن بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالا نَا احْمَد بن سعيد بن حزم (۲) قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ سَمِعت اَبَا مُحَمَّد بن بنت الشافعي يَقُول سَمِعت الزعفراني يَقُولُ وَدِدْتُ اَنَّ النَّاسَ يَفْهَمُونَ مَا فِي كُتُبِي مِنْ مَعَانِيَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَيَنْشُرُونَ ذَلِكَ وَاِنْ لَمْ يَنْسُبُوهُ اِلَيَّ

زعفرانی بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری یہ خواہش ہے کہ میری کتابوں میں کتاب و سنت سے متعلق جو کچھ تحریر ہے' لوگ اُس کو سمجھ جائیں اور پھر اُس کو پھیلا دیں' اگرچہ وہ ان باتوں کو میری طرف منسوب نہ کریں۔

وَرُوِّينَا عَنِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ يَوْمًا وَدَخَلَ عَلَيْهِ جَارٌ لَهُ خَيَّاطٌ فَاَمَرَهُ بِاِصْلَاحِ اَزْرَارِهِ فَاَصْلَحَهَا فَاَعْطَاهُ الشَّافِعِيُّ دِينَارًا ذَهَبًا فَنظَرَ اِلَيْهِ الْخَيَّاطُ وَضَحِكَ فَقَالَ لَهُ

(۱) نسخہ ''س'' یہاں تک موجود ہے۔

(۱) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے جبکہ باقی نسخوں میں ''احمد بن سعید بن ابومریم'' تحریر ہے۔

الشَّافِعِیُّ خُذْهُ فَلَوْ حَضَرَنَا اَكْثَرُ مِنْهُ مَا رَضِينَا لَكَ بِهِ فَقَالَ لَهُ ابقاك الله انما دَخَلنَا عَلَيْكَ لِنُسَلِّمَ عَلَيْكَ قَالَ الشَّافِعِیُّ فَاَنْتَ اِذًا ضَيْفٌ زَائِرٌ وَلَيْسَ مِنَ الْمُرُوءَةِ الاسْتِخْدَامُ بالضيف الزائر (۱)

ہم امام مزنی کے حوالے سے یہ روایت نقل کر چکے ہیں: وہ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں امام شافعی کے پاس موجود تھا' اُن کا ایک پڑوسی اُن کے پاس آیا' جو درزی تھا' تو امام شافعی نے اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ اُن کے بٹن ٹھیک کر دے! تو اُس نے اُن کے بٹن ٹھیک کر دیئے' امام شافعی نے اُسے سونے کا ایک دینار دیا' درزی نے اُن کی طرف دیکھا اور ہنس پڑا' امام شافعی نے اُس سے فرمایا: تم اسے لے لو! اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ کی گنجائش ہوتی تو ہم تمہیں صرف یہ دے کر راضی نہ ہوتے۔ تو اُس درزی نے اُن سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے! میں تو اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' تا کہ آپ کو سلام کر لوں۔ تو امام شافعی نے فرمایا: پھر تو تم مہمان ملاقاتی ہو اور مہمان ملاقاتی سے کوئی خدمت لینا مروّت اور اخلاقیات کے خلاف ہے۔

ذکر اَبُو بکر بن مُحَمَّد بن اللَّبَّادُ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ اَبِی دَاوُدَ البرلسی عَن مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ يَقُولُ قَالَ اَبُو يُوسُفَ لاَرُوحَنَّ اللَّيْلَةَ اِلَى اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يَعْنِی الرَّشِيدَ بِقَاصِمَةِ الظَّهْرِ عَلَى الْمَدَنِيِّينَ فِی الْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ فَتَقُولُ مَاذَا قَالَ اِنَّهُ لَا يُقْضَى اِلا بِشَاهِدَيْنِ لاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَبَى اِلا الشَّاهِدَيْنِ وَتَلا الآيَةَ فِی الدَّيْنِ (۲) قَالَ فَاِنْ قَالُوا لَكَ فَمَنِ الشَّاهِدَانِ اللَّذَان يقبلان وَلَا يُحْكَمُ اِلا بِهِمَا قَالَ اَقُولُ

(۱) عنقریب یہ روایت دوسری مرتبہ اپنی سند کے ساتھ (اصل عربی متن کے) صفحہ 152 پر آئے گی۔

(۲) ابن لباد نامی یہ صاحب قیروان میں مالکیوں کے جلیل القدر فقہاء میں سے ایک ہیں' یہ اور ان کے استاد برلسی ثقہ اور ثبت راویوں میں سے ایک ہیں' امام شافعی کی نقل کردہ یہ روایت ''بلاغات'' میں سے ہوگی کیونکہ امام شافعی نے امام ابو یوسف سے ملاقات نہیں کی ہے اور اُنہوں نے یہاں اُس شخص کا ذکر بھی نہیں کیا جس سے اُنہوں نے یہ واقعہ سنا ہے' جس سے یہ پتا چلتا کہ وہ شخص خود اُس موقع پر موجود تھا' یا کوئی شخص اُس موقع پر موجود تھا اور یہ بھی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ دوسرا شخص کون تھا جس نے امام ابو یوسف کے مقابلہ میں یہ قول پیش کیا تھا' جبکہ رات ہو چکی تھی اور یہ مناظرہ کی محفل منعقد ہونے سے پہلی کی بات ہے۔

معروف یہ ہے کہ جب امام ابو یوسف خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ حج کرنے کیلئے گئے تو اُنہوں نے ←

حُرَّانِ مُسْلِمَانِ عَدْلَانِ قَالَ فَقُلْتُ يُقَالُ لَكَ فَلِمَ اَجَزْتَ شَهَادَةَ النَّصَارَى فِي الْحُقُوقِ (ا)

خلیفہ ہارون الرشید سے یہ فرمائش کی کہ وہ امام مالک کے ساتھ ایک مسئلہ میں مناظرہ کرنا چاہتے ہیں' امام مالک نے بذاتِ خود مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے شاگردوں میں سے مغیرہ مخزومی یا شاید عثمان بن کنانہ کو اپنا نائب مقرر کیا' امام ابو یوسف نے گواہی دینے سے متعلق آیات کی تلاوت کی اور بولے: کیا آپ نے یہ بات نہیں سنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (گواہی کے احکام کے حوالے سے) یا تو دو گواہوں کا ذکر کیا ہے' یا چار گواہوں کا ذکر کیا ہے (صرف ایک گواہ کا کہیں ذکر نہیں ہے) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی یہ بات مستند طور پر منقول نہیں ہے کہ آپ نے صرف ایک گواہ کی بنیاد پر کوئی فیصلہ دیا ہو' یہ حدیث صرف سہیل نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے جو اُس نے ابو صالح سے نقل کی ہے' لیکن پھر سہیل اس بات کو بھول گیا اور وہ اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے یہ کہنے لگا: ربیعہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے' تو جب سہیل اس حدیث کو بھول گیا تو یہ روایت کالعدم شمار ہو گی۔ اس پر مغیرہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح (ایک گواہ کی بنیاد پر) فیصلہ دیا ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فلاں نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے' تو امام ابو یوسف بولے: میں قرآن کو دلیل بنا کر تمہارے ساتھ بات چیت کر رہا ہوں اور تم میرے مقابلہ میں لوگوں کے افعال کو دلیل کے طور پر پیش کر رہے ہو' کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کیا تم اس بنیاد پر مجھے مطمئن کر و گے! یا اُس روایت کی وجہ سے کرو گے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ یا دیگر کسی شخص کے فیصلہ دینے کے بارے میں ہے؟ تو مغیرہ نے کہا: کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرو گے! جنہوں نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم لے کر فیصلہ دے دیا تھا؟ یا تم اُن پر ایمان رکھتے ہو؟ (شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: یہ بات دلیل پیش کرنے کے موقع پر غیر ضروری ہے) تو امام ابو یوسف خاموش ہو گئے' (شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) مجھے نہیں اندازہ ہوا کہ اس بحث میں کس نے دوسرے فریق کو ساکت کیا' اس بارے میں دونوں طرف سے منقول احادیث میں طویل کلام پایا جاتا ہے۔ (ز)

(ا) امام مالک نے عیسائیوں کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی کو درست قرار نہیں دیا ہے اور اُن کی یہ رائے اُن کے مشائخ میں سے زہری' یحییٰ بن سعید اور ربیعۃ الرائے کے خلاف ہے' اسی طرح یہ بات امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کے مؤقف کے بھی خلاف ہے' اس کے علاوہ ابن ابولیلیٰ اور سفیان ثوری کے مؤقف کے بھی خلاف ہے۔ یحییٰ بن اکثم بیان کرتے ہیں: میں نے متقدمین میں سے ایک سو فقہاء کے اقوال جمع کیے ہیں جو اس بارے میں ہیں کہ اہلِ کتاب کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی کو قبول کیا جائے گا اور اس بارے میں کتاب وسنت سے جو دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں وہ بھی خاصے ہیں' آیت بھی آدمی کے مؤقف پر دلالت کرتی ہے لیکن یہ واضح دلالت نہیں ہے اور نزاع کو ختم نہیں کرتی ہے' اس لیے اس کے ذریعہ اس بارے میں حتمی رائے حاصل نہیں کی جا سکتی جیسا کہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں' اگر آدمی کو اُس کی مراد سمجھ میں نہیں آتی تو پھر آدمی جو چاہے وہ کہہ دے۔ (ز)

وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تبارك وَتَعَالَی (من رجالكم) وَقَالَ (مِمَّن ترضونَ من الشُّهَدَاء) (۱) قَالَ فَتَفَكَّرَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ هَذَا خَفِيٌّ مِنْ اَيْنَ اَنْ يَهْتَدُوا لِهَذَا (۲) قَالَ قُلْتُ فانما تحتج بِقَوْلِكَ (۳) عَلَى ضُعَفَاءِ النَّاسِ (۴)

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: (ایک مرتبہ) امام ابو یوسف نے فرمایا: آج میں امیر المؤمنین کے پاس جاؤں گا! یعنی ہارون الرشید کے پاس

(۱) سورۃ البقرہ آیت:282

(۲) نسخہ "ک"، "ا" اور "و" میں یہ تحریر ہے: "هم احمق من ان يهتدوا لهذا"۔

(۳) تمام نسخوں میں یہ لفظ ہے: "وانما يُحتج......" تو میں نے اسی کو برقرار رکھا ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

(۴) اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس مسئلہ میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے کچھ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جنہوں نے اس بارے میں اہل مدینہ کے عمل اور جعفر کی نقل کردہ مرسل روایت سے استدلال کیا ہے اور دوسری طرف ان کے مخالف فریقوں کے پاس کتاب اللہ کا حکم ہے اور سنت سے ثابت شدہ یہ حکم ہے کہ جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہے قسم اُٹھانا اُس پر لازم ہوگا اور اس روایت کے طرق اتنے زیادہ ہیں کہ یہ متواتر کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس کے علاوہ اور بھی احادیث اور آثار موجود ہیں۔

امام لیث بن سعد مصری نے امام مالک کو جو خط لکھا تھا اُس میں یہ تحریر کیا تھا:

"اُن مسائل میں سے ایک مسئلہ ایک گواہ اور صاحب حق کی قسم کی بنیاد پر فیصلہ دینے کا بھی ہے مجھے یہ بات پتا ہے کہ مدینہ منورہ میں شروع سے اس کی بنیاد پر فیصلہ دیا جاتا رہا ہے لیکن شام مصر یا عراق میں موجود صحابہ کرام نے اس کی بنیاد پر فیصلہ نہیں دیا اور نہ ہی ہدایت یافتہ اور ہدایت کے مرکز خلفاء یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے اُن صحابہ کرام کی طرف اس بارے میں کوئی حکم لکھا ہے۔

اُس کے بعد عمر بن عبدالعزیز حکمران بنے اور آپ جانتے ہیں کہ اُن کی نیت سنتوں کے احیاء اور بدعتوں کے قلع قمع کی تھی اور وہ اقامتِ دین کیلئے بھرپور کوشش کرنے والے مخلص تھے سابقہ لوگوں کے معاملات کے حوالے سے وہ بھرپور رائے اور علم رکھتے تھے۔ رزیق بن حکیم نے اُنہیں یہ خط لکھا کہ آپ مدینہ منورہ میں ایک گواہ کی گواہی اور صاحبِ حق کی قسم کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا کرتے تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اُنہیں جواب میں لکھا کہ ہم مدینہ منورہ میں اس بنیاد پر فیصلہ دے دیتے تھے لیکن پھر ہم نے اہلِ شام کو اس سے مختلف صورتِ حال پر پایا تو اب ہم صرف دو عادل گواہوں یا ایک مرد اور دو خواتین کی گواہی کی بنیاد پر فیصلہ دیں گے"۔

مدینہ منورہ میں حدیث کے سب سے بڑے عالم زہری ہیں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایک گواہ کے ہمراہ ←

جاؤں گا' جو ایک گواہ کے ہمراہ قسم لینے (کی بنیاد پر فیصلہ کرنے) کے بارے میں' ایک شخص سے اُن سے دریافت کیا: تو آپ کی کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: دو گواہوں کے بغیر فیصلہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو گواہوں کا ہی حکم دیا ہے اور پھر اُنہوں نے قرض کے حکم سے متعلق آیت تلاوت کی' تو اُس شخص نے کہا: اگر وہ لوگ آپ سے یہ کہیں کہ وہ دو گواہ کون سے ہوں گے جن (کی گواہی) کو قبول کیا جائے گا اور صرف اُنہی کی بنیاد پر فیصلہ دیا جائے گا؟ تو امام ابو یوسف نے فرمایا: میں یہ کہوں گا کہ وہ دونوں آزاد ہوں گے' مسلمان ہوں گے اور عادل ہوں گے۔ امام شافعی بیان کرتے ہیں: میں نے کہا کہ اگر آپ سے یہ کہا جائے کہ پھر آپ حقوق کے بارے میں عیسائیوں کی گواہی کو کیوں درست قرار دیتے ہیں' جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''تمہارے مردوں میں سے''۔

اور یہ فرمایا ہے: ''جن گواہوں سے تم راضی ہوتے ہو''۔

امام ابو یوسف کچھ دیر سوچتے رہے' پھر بولے: یہ بات تو مجھ سے پوشیدہ رہی' اُنہیں اس دلیل کا پتا کہاں سے چلے گا؟ تو میں نے کہا: وہ آپ کے قول کے ذریعہ ضعیف لوگوں کے خلاف دلیل حاصل کریں گے۔

قَالَ ابْنُ اللَّبَّادِ وَثَنِّى الْبُرُلُّسِيُّ قَالَ وَنا الْمُزَنِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَيْسَ اَحَدٌ يَسْتَخْرِجُ مِنَ الدُّنْيَا عصارة عَيْشٍ اِلا بِحَالٍ مَكْرُوهَةٍ فِي دِينِهِ (۱) قَالَ وَمن لم يُبَادر اَجله سلبته الايام فريسته لَان صناعَة الدَّهْر التقلب وَشَرطه الاحالة (۲)

امام مزنی بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص دنیا میں سے خوشحالی

قسم کی بنیاد پر فیصلہ دینا حضرت معاویہؓ کی ایجاد کردہ بدعت ہے' اسی طرح مکہ کے عالم عطاء (بن ابی رباح) کوفہ کے عالم (ابراہیم) نخعی' امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب' سفیان ثوری اور اُن کے اصحاب' امام اوزاعی اور اُن کے اصحاب اس بارے میں متفق ہیں اور قسم کی بنیاد پر فیصلہ دینے والی روایت کے بعد کے زمانہ میں طرق زیادہ ہو جانا اس بارے میں اُس کے حجت ہونے میں اضافہ نہیں کرتے ہیں' جبکہ اس کے مدمقابل زیادہ مضبوط دلائل موجود ہیں۔ (ز)

(۱) ''غَضَارةُ العيش'' کا مطلب وسعت اور گنجائش ہے' جبکہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''عصارة'' تحریر ہے' یعنی عین اور صاد کے ساتھ ہے۔

(۲) ''الاحالة'' کا مطلب تغیر و تبدیلی ہے' نسخہ ''ا''، ''و'' اور ''ک'' اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''الامالة'' تحریر ہے۔

کو حاصل کرتا ہے تو دینی اعتبار سے اُس کی حالت ناپسندیدہ ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اگر اُس کو موت نہیں بھی آتی تو زندگی اُس کی فرصت کو سلب کر لیتی ہے' کیونکہ زمانہ کی بنیاد تبدیلی ہے اور یہ متغیر ہوتا رہتا ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ اَحْمَدَ بن علی بن المدائنی قَالَ سَمِعت المزنی وَالربیع ابْن سُلَيْمَانَ يَقُولانِ سَمِعْنَا الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَا تُشَاوِرْ من لَيْسَ فی بَيته دَقِيق لانه مدلة الْعقل (۱)

مزنی اور ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: ہم نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کسی ایسے شخص سے مشورہ نہ کرو' جس کے گھر میں آٹا موجود نہ ہو' کیونکہ اُس کا ذہن منتشر ہوتا ہے۔

قَالَ الْحسن ونا علی بن السَّرِيّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ زَكَرِيَّا قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ اَكْلُ الْفُولِ يَزِيدُ فِي الدِّمَاغِ وَاَكْلُ اللَّحْمِ يَزِيدُ فِي الْعَقْلِ

ربیع بن سلیمان مؤذن بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: لوبیا کھانے سے دماغ تیز ہوتا ہے اور گوشت کھانے سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔

قَالَ الْحَسَنُ وَنا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلامَةَ قَالَ نَا يُونُس بن عبد الاعلی قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَكْتُبُ بِهَذَا الشِّعْرِ اِلَى رجال من قُرَيْش فی ابْنِ هَرِمٍ حَيْثُ اخْتَلَفُوا

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا جَعْفَرًا حِينَ اَزْلَقَتْ ...بِنَا نَعْلُنَا فِي الْوَاطِئِينَ فَزَلَّتْ

اَبَوْا اَنْ يَمَلُّونَا وَلَوْ اَنَّ اُمَّنَا ...تلاقی الذی لَا قوه فِينَا لملت

یونس بن عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو سنا کہ اُنہوں نے ابن ہرم کے حوالے سے قریش کے کچھ افراد کو یہ شعر لکھ کر بھیجے' جب اُن کے درمیان اختلاف رونما ہوا تھا' (وہ اشعار یہ ہیں:)

''اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جعفر کو جزائے خیر عطا کرے' جب چلنے والوں کے درمیان ہمارا جوتا پھسلا' اور اس نے ہمیں بھی پھسلایا تو ان لوگوں نے ہم سے لاتعلقی اختیار کرنے سے انکار کر دیا' انہوں نے جس صورتحال کا سامنا کیا تھا اگر ہماری ماں نے اس صورتحال کا سامنا کیا ہوتا تو وہ بھی اکتاہٹ کا شکار ہو

(۱) نسخہ ''و''، ''ک'' اور ''ا'' میں اسی طرح تحریر ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں واؤ کے ساتھ ''مُوَلّہ العقل'' تحریر ہے۔

جاتی''۔

اخبرنَا اَبُو الْوَلِید عبد اللّٰہ بن مُحَمَّد بن یُوسُف قَالَ اَنا اَبُو الْحسن علی بْن عبد اللّٰہ ابْن جَهْضَم الهمذانی بِمَكَّة (۱) قَالَ اَنا القاضی عبد الملك بن مُحَمَّد بن عبد العزیز قَالَ اَنا ابْنُ مُجَاهِدٍ قَالَ نَا اَبُو زَكَرِيَّا قَالَ نَا الرَّبِیعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُولُ رَاَيْتُ وَاَنَا بِالْيَمَنِ فِی الْمَنَامِ كَاَنِّی جَالِسٌ فِی سَوَاءِ الطَّوَافِ اِذْ قِيلَ هَذَا عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللہ عَنهُ فَقُمْتُ الیه وسلمتُ عَلَيْهِ وَصَافَحْتُهُ وَعَانَقْتُهُ فَخلَعَ خَاتَمَهُ مِنْ اِصْبَعِهِ فَجَعَلَهُ فِی اِصْبَعِی فَلَمَّا اَصْبَحْتُ قُلْتُ يَا عَمُّ جِئْنِی بِالْمُعَبِّرِ فَجَاءَنِی بِهِ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الرُّؤْيَا فَقَالَ اَبْشِرْ يَا ابا عبد اللّٰہ اَمَّا رُؤْيَتُكَ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَهُوَ النَّجَاةُ مِنَ النَّارِ وَاَمَّا مُصَافَحَتُكَ اِيَّاهُ فَهُوَ الْاَمَانُ يَوْمَ الْحِسَابِ وَاَمَّا جَعْلُهُ الْخَاتَمَ فِی اِصْبَعِكَ فَسَيَبْلُغُ اسْمُكَ فِی الدُّنْيَا اسْم علی بن ابی طالب (۲)

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ایک مرتبہ میں نے یمن میں خواب میں دیکھا کہ میں مطاف (خانۂ کعبہ کے اردگرد طواف کی جگہ) میں بیٹھا ہوں' اسی دوران یہ بتایا گیا کہ یہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں' تو میں اُٹھ کر اُن کے پاس گیا' میں نے اُنہیں سلام کیا' اُن کے ساتھ مصافحہ کیا اور اُن سے گلے ملا' اُنہوں نے اپنی ایک انگلی سے اپنی انگوٹھی اُتاری اور وہ میری

(۱) ابن جہضم نامی یہ شخص ''بہجۃ الاسرار'' کا مصنف ہے' اس کی حالت معروف ہے' اس نے مجہول راویوں کے حوالے سے غریب روایات نقل کی ہیں' محدثین نے اس پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ یہ ترغیب دینے والی روایات ایجاد کرتا ہے' حافظ ابن حجر نے اس طرح کے خواب ایک اور سند کے ساتھ امام شافعی سے روایت کیے ہیں' اُنہوں نے یہ خواب بغداد میں دیکھا تھا' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

اُس کے بعد مزنی کی مختصر سے متعلق خواب کی حکایت بھی ابن جہضم کے حوالے سے منقول ہے۔ (ز)

مطبوعہ نسخہ میں ''علی بن'' کے بعد لفظ ''محمد'' ذکر کرنا' ناسخ کی غلطی ہے جسے میں نے برقرار رکھا ہے' وہی لفظ نسخہ ''و''،''ا'' اور ''ک'' میں تحریر ہے' اس کے حالات رجال سے متعلق کتابوں میں مذکور ہیں' جیسا کہ آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 143 پر یہ بات آئے گی۔

(۲) نسخہ ''و''، ''ک'' اور ''ا'' میں اسی طرح ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں یہ کلمات ہیں: ''عنقریب دنیا میں تمہارا نام وہاں تک پہنچے گا جہاں حضرت علی بن ابوطالبؓ کا نام پہنچا تھا''۔

انگلی میں پہنا دی' اگلے دن صبح میں نے کہا: اے میرے چچا! میرے پاس خوابوں کی تعبیر بیان کرنے والے کسی شخص کو لائیں تو وہ ایک شخص کو میرے پاس لائے۔ میں نے اُسے یہ خواب سنایا تو اُس نے کہا: اے ابوعبداللہ! تمہیں مبارک ہو! تمہارا مسجد حرام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دیکھنا جہنم سے نجات کی دلیل ہے' تمہارا اُن کے ساتھ مصافحہ کرنا قیامت کے دن امان ملنے کی دلیل ہے اور اُن کا تمہاری انگلی میں انگوٹھی پہنانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ عنقریب دنیا میں تمہارا بھی نام اُسی طرح روشن ہوگا' جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام روشن ہوا ہے۔

حَدثنَا عبد اللّٰه قَالَ نَا الْهَمَذَانِيُّ قَالَ نَا اَبُو بَكْرٍ المداينی قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْفَقِيهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ الْكِرْمَانِيَّ (ا) يَقُولُ رَاَيْتُ كَاَنَّ الْقِيَامَةَ قَدْ قَامَتْ وَاُمِرَ بِی اِلَی الْجَنَّةِ وَفِی كُمِّی مُخْتَصَرُ الْمُزَنِيِّ فَقَالَ لِی رِضْوَانُ دَعْهُ وَادْخُلْ فَقُلْتُ لَا اَدْخُلُ اِلا بِمَا مَعِی فَاِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجل دَعه يدْخل بِمَا مَعَه

ابوجعفر کرمانی بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے' مجھے جنت میں لے جانے کا حکم دیا گیا' میری آستین میں ''مختصر المزنی'' تھی' رضوانِ جنت نے مجھ سے کہا: تم اسے چھوڑ دو اور اندر چلے جاؤ! تو میں نے کہا: میں اس کے بغیر اندر نہیں جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نداء آئی: اسے رہنے دو اور جو اس کے ساتھ ہے' اُس کے ہمراہ اسے اندر جانے دو۔

حَدثنَا عبد اللّٰه قَالَ نَا علی بن عبد اللّٰه الْهَمَذَانِيُّ قَالَ نَا اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ السَّرْحِ الْجَدِّيُّ قَالَ قَالَ اَبُو جَعْفَرٍ التِّرْمِذِيُّ رَاَيْتُ كَاَنَّ الْقِيَامَةَ قَدْ قَامَتْ فَاُمِرَ بِی اِلَی الْجَنَّةِ وَفِی كُمِّی مُخْتَصَرُ الشَّافِعِيِّ اَعْنِی كِتَابَ الْمُزَنِيِّ فَقَالَ لِی رِضْوَانُ دَعْهُ وَادْخُلْ فَقُلْتُ لَا اَدْخُلُ اِلا بِمَا مَعِی فَاِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ دَعْهُ يَدْخُلُ بِمَا مَعَه

ابوجعفر ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے' مجھے جنت میں جانے کا حکم ملا' میری آستین میں ''مختصر الشافعی'' تھی' میری مراد امام مزنی کی کتاب ہے' رضوانِ جنت نے

(ا) تمام نسخوں میں لفظ ''الکرمانی'' تحریر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریف ہے' درست لفظ وہی ہے جو آگے آنے والی روایت میں بھی مذکور ہے' یعنی ''ابوجعفر ترمذی'' یہ صاحب محمد بن احمد بن نصر ترمذی ہیں جو حافظ الحدیث ہیں اور ان کا انتقال 295 ہجری میں ہوا۔

مجھ سے کہا: تم اسے چھوڑ دو اور اندر چلے جاؤ! تو میں نے کہا: میں اس کے بغیر اندر نہیں جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نداء آئی: اسے رہنے دو اور جو اس کے ساتھ ہے اُس کے ہمراہ اسے اندر جانے دو۔

حَدثنَا عبد الرحمن بن عبد اللّٰه ابْن خَالِد قَالَ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ النَّجِيرَمِيُّ اِمْلاءً فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ بِالْبَصْرَةِ قَالَ نا اَبُو يَحْيَى (۱) زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ قَالَ سَمِعْتُ حَوْثَرَةَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْمِنقَرِيَّ يَقُولُ تَتَبَيَّنُ السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ فِي اثْنَتَيْنِ فِي حُبِّهِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَكِتَابَةِ كُتُبِ الشَّافِعِيِّ (۲)

حوثرہ بن محمد منقری فرماتے ہیں: دو باتوں کے حوالے سے آدمی کا ''سُنّی'' ہونا واضح ہوتا ہے' اُس کا امام احمد بن حنبل سے محبت رکھنا اور اُس کا امام شافعی کی تحریروں کو نوٹ کرنا۔

نَا عبد الرَّحْمَن بن عبد اللّٰه بن خَالِد قَالَ نَا يُوسُف ابْن يَعْقُوبَ النَّجِيرَمِيُّ قَالَ نَا اَبُو يَحْيَى السَّاجِيُّ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ هِلالَ بْنَ الْعَلاءِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ فَتَحَ اَقْفَالَ الْعِلْم

ہلال بن العلاء فرماتے ہیں: امام شافعی نے علم کے تالوں کو کھول دیا۔

حَدثنَا اَحْمد بن عبد اللّٰه بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ نَا اَبِي قَالَ نَا اسلم بن عبد العزيز قَالَ قَالَ لِي مُحَمَّد بن عبد اللّٰه بن عبد الحكم لَوْلا الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَاَنَّهُ الَّذِي عَلَّمَنِي الْقِيَاسَ مَا عَلِمْتُهُ وَبِهِ عَرَفْتُهُ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَاِنَّهُ كَانَ صَاحِبَ سُنَّةٍ وَاَثَرٍ وَفَضْلٍ وَخَيْرٍ

محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم فرماتے ہیں: اگر امام شافعی نہ ہوتے تو (میں کچھ بھی نہ ہوتا) کیونکہ اُنہوں نے ہی مجھے قیاس (کے اصول وضوابط) کی تعلیم دی' مجھے اُن کا علم نہیں تھا اور اُنہی کی مدد سے میں نے اُسے پہچانا' تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن پر نازل ہو! وہ سنت اور آثار کے عالم تھے اور فضیلت اور بھلائی والے تھے۔

نَا خَلَفٌ قَالَ نَا الْحَسَنُ نَا اَحْمَدُ بن علي المدايني قَالَ سَمِعْتُ الْمُزَنِيَّ يَقُولُ مَنْ شَاءَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ نَاظَرْتُهُ عَلَى مَا يُوجَدُ فِي كتب الشافعي من خطا انه من الْكتاب لَيْسَ من الشافعي

امام مزنی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جو بھی چاہے' میں اُس کے ساتھ اس بارے میں

---

(۱) نسخہ ''د'' میں اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح لفظ ''انا'' تحریر ہے جبکہ دیگر تمام نسخوں میں لفظ ''یوسف بن یعقوب....'' سے پہلے لفظ ''نا'' ساقط ہے۔

(۲) تمام نسخوں میں اسی طرح تحریر ہے: ''وکتابة کتب الشافعی'' اور اس کا مطلب ہے: ''وکتابته......''۔

مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہوں کہ امام شافعی کی کتابوں میں کوئی غلطی نہیں پائی جاتی' اگر کوئی غلطی پائی جاتی ہے تو وہ نوٹ کرنے والے کی ہوتی ہے' امام شافعی کی نہیں ہوتی۔

قَالَ الحسن ونا المدانیی اَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا الْمُزَنِيُّ قَالَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ لَمَّا خَرَجَ الشَّافِعِيُّ مِنْ مَكَّةَ اِلَى مِصْرَ وَفَاتَنَا بِنَفْسِهِ خَرَجْنَا خَلْفَهُ اِلَى مِصْرَ

امام مزنی نے امام حمیدی کا یہ بیان نقل کیا ہے: جب امام شافعی مکہ سے مصر تشریف لے جانے لگے اور ہمیں اُنہیں کھونے کا احساس ہوا' تو ہم اُن کے پیچھے مصر چلے گئے۔

اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَبُو حَفْص مُحَمَّد بن اسمعيل الصَّائِغُ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيَّ يَقُولُ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ اِنْ كَانَ اَحَدٌ يُخَالِفُنَا فَيُثْبِتُ خِلافَهُ عَلَيْنَا فَالشَّافِعِيُّ فَقِيلَ لَهُ فَلِمَ قَالَ لِبَيَانِهِ وَتَثَبُّتِهِ فِي السُّؤَالِ وَالْجَوَابِ وَالاسْتِمَاعِ

مصعب بن عبداللہ زبیری بیان کرتے ہیں: امام محمد بن حسن نے مجھ سے فرمایا: اگر کوئی شخص ہمارے برخلاف مؤقف اختیار کرتے ہوئے اپنے اختلاف کو ثابت کر سکتا ہے تو وہ شافعی ہیں۔ اُن سے دریافت کیا گیا: وہ کیوں؟ اُنہوں نے جواب دیا: کیونکہ وہ بات کو واضح کر سکتے ہیں' سوال و جواب میں پختہ ہیں اور غور سے سنتے ہیں۔

بَابٌ مِنْ اَخْبَارِهِ وَحِكَايَاتِهِ

باب: اُن کے حالات و واقعات

اَنَا خَلَفٌ نَا الْحَسَنُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَمَضَانَ الزَّيَّاتُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْحَرَسِ يَوْمًا عَلَى الشَّافِعِيِّ وَاَنَا آكُلُ مَعَهُ خُبْزًا فَجَلَسَ يَاْكُلُ مَعَنَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ مَا تَقُولُ فِي طَعَامِ الْفُجَاءَةِ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ سِرًّا هَلا كَانَ هَذَا مِنْهُ قَبْلَ الاَكْلِ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: ایک سپاہی ایک دن امام شافعی کے پاس آیا' میں اُس وقت امام شافعی کے ساتھ بیٹھا روٹی کھا رہا تھا' تو وہ بھی بیٹھ کر ہمارے ساتھ کھانا کھانے لگا' جب کھانا کھا کر فارغ ہوا تو بولا: اے ابوعبداللہ! اچانک کھانے (یعنی کسی کے پاس اچانک پہنچ کر اُس کے ساتھ کھانے میں

شریک ہونے) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو امام شافعی نے پست آواز میں کہا: یہ بات اس نے کھانے سے پہلے کیوں نہیں پوچھی؟

وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَ للشافعی غُلام يُسَمّى إِطْرَاقًا (۱) وَكَانَ طَبَّاخًا فَبِيعَ فِي تَرِكَةِ الشَّافِعِيّ فَاشْتَرَاهُ اَشْهَبُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَبِيعَ فِي تَرِكَة اَشهب فَقَالَ لی ای یامحمد اشْتَرِ لَنَا اِطْرَاقًا قَالَ فَحَضَرْتُ وَقْتَ بَيْعِهِ وَالنِّدَاءِ عَلَيْهِ وَحَضَرَ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِنَا فَجَعَلْتُ اَزِيدُ فِيهِ فَقَالَ لِي يُوسُف بن عمر وَامْسِكْ عَنْ شِرَائِهِ دفن العلمين فِي بِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا وَتَشْتَرِيهِ اَتُحِبُّ اَنْ تَكُونَ الثَّالِثَ فَاشْتَرَيْتُهُ وَتَرَكْتُ التَّطَيُّرَ

اسی سند کے ساتھ محمد بن عبداللہ کا یہ بیان منقول ہے: امام شافعی کا ایک غلام تھا جس کا نام اطراق تھا' وہ بہت اچھا باورچی تھا' امام شافعی کے ترکہ میں سے اُسے فروخت کر دیا گیا تو اشہب بن عبدالعزیز نے اُسے خرید لیا' پھر اشہب کے ترکہ میں سے اُسے فروخت کرنے کیلئے پیش کیا گیا' تو میرے والد نے مجھ سے کہا: اے محمد! تم اطراق کو ہمارے لیے خرید لو! محمد بن عبداللہ کہتے ہیں: اُس کی فروخت اور بولی کے وقت میں وہاں موجود تھا اور ہمارے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی وہاں موجود تھی' میں نے اُس کی بولی زیادہ دینا شروع کی تو یوسف بن عمرو نے مجھ سے کہا: تم اس کو خریدنے سے رُک جاؤ کیونکہ اس نے بیس کے قریب دنوں میں دو عالموں کو دفن کر دیا ہے' اب تم اسے خرید رہے ہو تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم تیسرے فرد بن جاؤ۔ (محمد بن عبداللہ کہتے ہیں:) لیکن میں نے اُسے خرید لیا اور بدشگونی کو ترک کر دیا۔

قَالَ الْحَسَنُ وَنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ انا مُحَمَّد بن عبد الله بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ اَنا الشَّافِعِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِي يَحْيَى قَالَ كُلُّ طَبْعٍ (۲) اَعْيَاكَ فَبَوْلُ الْحِمَارِ يُخْرِجُهُ اِلا السَّمْنَ فَإِنَّهُ إِذَا غُسِلَ ثُمَّ اتَّسَخَ بَانَ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ابن ابو یحییٰ نے کہا: ہر وہ داغ جو تمہارے اوپر لگا ہوا ہو' گدھے کا پیشاب اُسے باہر نکال دیتا ہے' صرف گھی کے داغ کا معاملہ مختلف ہے

(۱) ابن ابوحاتم کی کتاب ''آداب الشافعی'' کے صفحہ 277 پر یہ تحریر ہے: ''امام شافعی کا ایک سقلبی غلام تھا جس کا نام اطراق تھا''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔ یہ غلام عربی نہیں تھا اور یہ بات عجیب نہیں ہے کہ اُس کا نام اطراق ہو' کیونکہ اُس کی مادری زبان میں اس لفظ کا کوئی اور مطلب ہو سکتا ہے۔

(۲) ''الطبع'' اس میں طاء پر زیر ہے' باء ساکن ہے اور اس پر زبر بھی پڑھی جا سکتی ہے' اس سے مراد شدید میل کچیل ہے۔

کیونکہ پہلے اُسے دھویا جائے' پھر اچھی طرح ملا جائے' پھر وہ صاف ہوتا ہے۔

قَالَ وَنا عَلِيُّ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ سُوَيْدٍ الْوَرَّاقُ الْقُرَشِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ قَالَ الشَّافِعِيُّ قَالَ لِي عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ لِي شَيْخٌ مِنَّا مَنْ اَظْهَرَ شُكْرَكَ بِمَا لَمْ تَاْتِهِ اِلَيْهِ فَاحْذَرْ اَنْ يَكْفُرَ نِعْمَتَكَ فِيمَا اَتَيْتَ اِلَيْهِ

ربیع بن سلیمان نے امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میرے چچا محمد بن علی نے مجھ سے کہا کہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ نے مجھ سے کہا: جو شخص کسی ایسی چیز کی وجہ سے تمہارے شکر گزاری کا اظہار کرتا ہے جو اچھائی تم نے اُس کے ساتھ نہ کی ہو' تو تم اس بات سے بچ کے رہنا کہ وہ تمہاری اُس نعمت کا انکار کر دے گا' جو تم نے اُس کے ساتھ کی ہو گی۔

قَالَ وَنا حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّد بن الْعَبَّاس الكتانی الْجَوْهَرِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ اِلَى مَكَّةَ فَمَا كَانَ يَصْعَدُ شَرَفًا وَلا يَهْبِطُ وَادِيًا اِلا اَنْشَا يَقُولُ

يَا رَاكِبًا قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنًى ...وَاهْتِفْ بِسَاكِنِ خَيْفِهَا وَالنَّاهِضِ

سَحَرًا اِذَا فَاضَ الْحَجِيجُ اِلَى مِنًى ...فَيْضًا كَمُلْتَطِمِ الْفُرَاتِ الْفَائِضِ

اِنْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ ...فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلانِ اَنِّي رَافِضِي

ربیع بن سلیمان مؤذن بیان کرتے ہیں: میں امام شافعی کے ساتھ حج کیلئے مکہ کی طرف جا رہا تھا' تو وہ جب بھی کسی پہاڑی پر چڑھتے تھے یا نشیبی علاقہ کی طرف نیچے اُترتے تھے تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

''اے سوار! تم وادیٔ منٰی میں محصب کے مقام پر ٹھہر جاؤ اور خیف کے رہنے والے اور وہاں سے جانے والے پکار کر کہو: سحری کے وقت جب حاجی لوگ منٰی سے روانہ ہوتے ہیں' تو وہ ایک ایسا بہاؤ ہوتا ہے' جیسے بہتے ہوئے فرات کے اندر موجیں چل رہی ہوتی ہیں' اور اگر حضرت محمد ﷺ کی آل کے ساتھ محبت رکھنا رافضیت ہے' تو جن و انس دونوں گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں''۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ كَانَ يُنْسَبُ هَذَا الشِّعْرُ اِلَى الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيمَا حَدَّثَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ شُيُوخِي عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ اَحْمَدَ الشَّافِعِيِّ ضَيْفِ الْحَكَمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ السَّاكِنِ فِي الزَّهْرَاءِ عَنْ شُيُوخِهِ قَالَ قِيلَ لِلشَّافِعِيِّ ان فيك بعض التَّشَيُّعِ قَالَ وَكيف قَالُوا ذَلِك

لِاَنَّكَ تُظْهِرُ حُبَّ آلِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ يَا قَوْمِ اَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُونَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ) وَقَالَ (اِنَّ اَوْلِيَائِي مِنْ عِتْرَتِي الْمُتَّقُونَ) فَاِذَا كَانَ وَاجِبًا عَلَيَّ اَنْ اُحِبَّ قَرَابَتِي وَذَوِي رَحِمِي اِذَا كَانُوا مِنَ الْمُتَّقِينَ اَلَيْسَ مِنَ الدِّينِ اَنْ اُحِبَّ قَرَابَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ كَانُوا مِنَ الْمُتَّقِينَ لِاَنَّهُ كَانَ يُحِبُّ قَرَابَتَهُ وَاَنْشَدَ

يَا رَاكِبًا قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنًى ...

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) یہ شعر امام شافعی کی طرف منسوب کیے گئے ہیں اور میرے مشائخ میں سے کئی ایک نے اسے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی سے روایت کیا ہے۔

یہ روایت سے منقول ہے: ایک مرتبہ امام شافعی سے کہا گیا: آپ میں کچھ تشیع پایا جاتا ہے' اُنہوں نے دریافت کیا: وہ کیسے؟ تو لوگوں نے کہا: کیونکہ آپ حضرت محمد ﷺ کی آل سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ تو امام شافعی نے فرمایا: اے لوگو! کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ہے:

''تم میں سے کوئی ایک شخص اُس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا' جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کے والدین' اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا''۔

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے: ''میرے اولیاء میرے عترت میں شامل ہیں' جبکہ وہ پرہیز گار ہوں''۔

تو جب میرے ذمہ یہ بات لازم ہو کہ میں اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کروں بشرطیکہ وہ پرہیز گار ہوں' تو کیا دینی احکام میں یہ بات شامل نہیں ہو گی' کہ میں نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داروں سے بھی محبت رکھوں' جبکہ وہ پرہیز گار ہوں' کیونکہ نبی اکرم ﷺ بھی اپنے رشتہ داروں سے محبت کیا کرتے تھے' اُس موقع پر اُنہوں نے یہ شعر موزوں کیے:

''اے سوار شخص! تم منٰی میں محصب کے مقام پر ٹھہر جاؤ''۔

اخبرنا اسمعيل بن اسحق وَقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا نَا خَالِدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا اَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ اَبُو يَعْقُوبَ الْبُوَيْطِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِنَ السِّجْنِ وَكَانَ الْوَاثِقُ قَدْ سَجَنَهُ اِذْ لَمْ يُجِبْ فِي الْقُرْآنِ وَكَانَ مِمَّا كَتَبَ اِلَيَّ حَسِّنْ خُلُقَكَ لِاَهْلِكَ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ لِلْغُرَبَاءِ فَاِنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ الشَّافِعِيَّ يَتَمَثَّلُ بِهٰذَا الْبَيْتِ

اُهِينُ لَهُمْ نَفْسِى لاُكْرِمَهَا بِهِمْ ...وَلَنْ يُكْرِمَ النَّفْسَ الَّذِى لَا يُهِينُهَا

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: ابویعقوب بویطی نے جیل سے مجھے خط لکھا کیونکہ خلیفہ واثق نے اُنہیں جیل میں ڈال دیا تھا کیونکہ اُنہوں نے قرآن (کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے) کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا تھا' اُنہوں نے مجھے جو خط لکھا تھا اُس میں یہ تحریر تھا: اپنی بیوی کیلئے اپنے اخلاق کو آراستہ کرو' اجنبی لوگوں کیلئے اپنے نفس کو پابند کرو (یعنی اُن کے ساتھ رہو) اور میں اکثر امام شافعی کو مثال کے طور پر یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا:

''میں نے اُن لوگوں کے لیے اپنی ذات کو نرم کر دیا' تاکہ میں اس کے ذریعہ اُن کی عزت افزائی کروں لیکن اُنہوں نے اُس کی عزت افزائی نہیں کی' جس نے اُنہیں نرم نہیں کیا تھا''۔

وَذَكَرَ اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ السَّرَّاجُ فِى تَارِيخِهِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ الْمَخْزُومِیُّ مِنْ وَلَدِ الْاَرْقَمِ بْنِ اَبِى الْاَرْقَمِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ اِبْرَاهِيمَ قَالَ وَفَدَ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ الشَّافِعِیُّ عَلَى رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ بِالْيَمَنِ كَانَ بِهَا اَمِيرًا فَاَقَامَ عِنْدَهُ اَيَّامًا ثُمَّ سَاَلَهُ الرُّجُوعَ اِلَى دَارِهِ وَمَوْضِعِهِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ يَعْتَذِرُ وَعَرَضَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَسِيرًا فَكَتَبَ اِلَيْهِ الشَّافِعِیُّ اَبْيَاتًا فِى ظَهْرِ رُقْعَتِهِ

اَتَانِى عُذْرٌ مِنْكَ فِى غَيْرِ كُنْهِهِ ...كَاَنَّكَ عَنْ بَرى بِذَاكَ نحيد

لِسَانُكَ هَشٌّ بِالنَّوَالِ وَمَا اَرَى ...يَمِينَكَ اِنْ جَادَ اللِّسَانُ تَجُودُ

فَاِنْ قُلْتَ لِى بَيْتٌ وسبط وسبطة ...وَاَسْلَافُ صِدْقٍ قَدْ مَضَوْا وَجُدُودُ

صَدَقْتَ وَلَكِنْ اَنْتَ خَرَّبْتَ مَا بَنَوْا ...بِكَفَّيْكَ عَمْدًا وَالْبِنَاءُ جَدِيدُ

اِذَا كَانَ ذُو الْقُرْبَى لَدَيْكَ مُبْعَدًا ...وَنَالَ الَّذِى يَهْوَى لَدَيْكَ بَعِيدُ

تَفَرَّقَ عَنْكَ الْاَقْرَبُونَ لِشَاْنِهِمْ ...وَاَشْفَقْتَ اَنْ تَبْقَى وَاَنْتَ وَحِيدُ

واصبحت بَين الْحَمد والذم وَاقِفًا ...فياليت شِعْرِى اَیَّ ذَاكَ تُرِيدُ

فَكَتَبَ اِلَيْهِ بَلْ اُرِيدُ مِنْكَ الْحَمْدَ بِاَبِى اَنْتَ وَاُمِّى وَقَدْ وجهت اليك خَمْسِمِائَة دِينَار لمهماتك وَخَمْسِمِائَة دِينَارٍ لِنَفَقَتِكَ وَعَشَرَةَ اَثْوَابٍ مِنْ حَبْرِ الْيَمَنِ وبختيان وَالسَّلَامُ

ابوعباس محمد بن اسحاق سراج نے اپنی ''تاریخ'' میں اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابراہیم کا یہ بیان

نقل کیا ہے: امام شافعی ایک مرتبہ ایک وفد کے ساتھ اپنے قبیلہ کے ایک فرد کے پاس یمن گئے' وہ شخص وہاں کا امیر تھا' امام شافعی نے کچھ دن اُن کے ہاں قیام کیا' پھر اُس سے فرمائش کی کہ اب وہ اپنے گھر واپس جاتے ہیں! اُنہوں نے معذرت پیش کرتے ہوئے اُس کو لکھا تو امام شافعی نے اُس رقعہ کی پشت پر کچھ اشعار لکھ کر بھیجے (جو درج ذیل ہیں):

''تمہاری طرف سے ایک بے موقعہ معذرت میرے پاس آئی ہے' گویا تم میرے ساتھ بھلائی کرنے سے بچنا چاہ رہے ہو' تمہاری زبان تو مہربانیوں پر شاداں ہوتی ہوتی ہے' میں نے نہیں دیکھا کہ جب تمہاری زبان سخاوت کرے تو ہی تمہارا ہاتھ سخاوت کرتا ہے' اگر تم نے میرے لیے یہ کہا ہے: کھلا گھر اور ساز و سامان مجھے دیدیا جائے' تو سچے دوست تو مجھ سے دور ہو گئے ہیں' تم نے ٹھیک کہا ہے' لیکن انہوں نے جو بنایا تھا اس کو تم نے جان بوجھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعے خراب کر دیا ہے' اور تعمیر نئی ہے' اگر قریبی لوگ تمہارے نزدیک دور کے شمار ہوتے ہیں' اور جو شخص تمہارے پاس آنا چاہتا ہے اس کو دوری ملتی ہے' تو قریبی لوگ اس وجہ سے تم سے دور ہو جائیں گے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم تنہا رہ جاؤ گے' اور پھر تم تعریف اور مذمت کے درمیان کی جگہ پر آ کر رک جاؤ گے' کیا مجھے پتہ چل سکتا کہ تم ان میں سے کیا چاہتے ہو؟''

تو اُنہوں نے اُسے خط میں لکھا کہ میں تو تمہاری طرف سے تعریف چاہتا تھا' میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں! اب میں تمہیں پانچ سو دینار بھیج رہا ہوں' جو تمہاری اہم ضروریات کیلئے ہوں گے' پانچ سو دینار بھیج رہا ہوں' جو تمہارے ذاتی خرچ کیلئے ہوں گے اور یمن کے حمرہ نامی کپڑے دس بھیج رہا ہوں اور دو بختی اونٹ بھیج رہا ہوں۔ والسلام!

بَابٌ فِي فَصَاحَتِهِ وَاتِّسَاعِهِ فِي فُنُونِ الْعلم

امام شافعی کی فصاحت اور مختلف علوم وفنون میں اُن کی مہارت

ذکر الْحسن قَالَ نَا ابْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ نَا الْحسن بن محمد بن الصباح الزَّعْفَرَانِيُّ (۱) قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ اَفْصَحَ وَلَا اَعْلَمَ مِنَ

(۱) نسخہ ''ک'' میں اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح تحریر ہے: ''حسن نے ذکر کیا: ابن رشیق نے ہمیں حدیث بیان کی' وہ کہتے ہیں: ابوبکر محمد بن ابراہیم بغدادی نے ہمیں حدیث بیان کی' وہ کہتے ہیں: محمد بن حسن زعفرانی نے ہمیں حدیث بیان کی''۔ اس عبارت میں کئی قسم کی تحریف پائی جاتی ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

الشَّافِعِيّ كَانَ اَعْلَمَ النَّاسِ وَاَفْصَحَ النَّاسِ وَكَانَ يُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ الشِّعْرِ فَيَعْرِفُهُ مَا كَانَ اِلَّا بَحْرًا وَكَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ كَبِيرَةٍ كَاَنَّهُ اَعْرَابِيٌّ وَكَانَ اِذَا سَمِعَ اللَّغَطَ فِي مَجْلِسِهِ نَهَى عَنْهُ وَقَالَ اِنَّا لَسْنَا اَصْحَابَ كَلَامٍ

حسن بن محمد زعفرانی بیان کرتے ہیں: میں نے کبھی بھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا' جو امام شافعی سے زیادہ فصیح اور اُن سے بڑا عالم ہو وہ سب سے بڑے عالم تھے اور سب سے زیادہ فصیح تھے' اُن کے سامنے جو بھی شعر پڑھا گیا' وہ اُس سے واقف ہوتے تھے' وہ تو ایک سمندر تھے۔

امام شافعی بڑا عمامہ باندھا کرتے تھے' جیسے دیہاتی لوگ باندھتے ہیں اور جب وہ اپنی محفل میں اونچی آوازیں سنتے تھے (یعنی بحث و تکرار کی اونچی آوازیں سنتے تھے) تو اس سے منع کر دیتے تھے اور فرماتے تھے: ہم علمِ کلام کے ماہرین نہیں ہیں۔

ذَكَرَ ابو عبد الله مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْبَجَلِيُّ الشَّافِعِيُّ الْقَيْرَوَانِيُّ وَكَانَ فَاضِلا قَالَ حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ هِشَامٍ صَاحِبَ الْمَغَازِي يَقُولُ كَانَ الشَّافِعِيُّ حُجَّةً فِي اللُّغَة

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے کتاب ''المغازی'' کے مصنف ابن ہشام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: امام شافعی لغت میں حجت ہیں۔

قَالَ الْبَجَلِيُّ وَقَالَ لِيَ الرَّبِيعُ كَانَ الشَّافِعِيُّ اِذَا خَلا فِي بَيته كالسيل يهدر فِي ايام الْعَرَب

بجلی بیان کرتے ہیں: ربیع نے مجھ سے کہا: امام شافعی جب گھر میں اکیلے ہوتے تھے' تو وہ ایک سیلاب کی مانند ہوتے تھے' جو عربوں کی تاریخ بیان کرتا تھا۔

اخبرنا ابو عبد الله محمد بن خليفة' قال: ثنا محمد بن الحسين' قال: ثنا ابو سعيد الحسين بن على الجصاص' قال: اخبرنا الربيع بن سليمان فى كتاب الصلاة للشافعى قال: ولا يجوز للمُكَبِّر فى صلاته ان يقول: الله وكبر' ولا ان يقول الله واكبار' ولا ان يقول الله اكبر' ولا يصح له دخول فى الصلاة الا ان يقول: الله اكبر .

وحكى ابو ثور عن الشافعى انه قال: اتدرى ما (وكبر)؟ قال: لا' قال: هو الحبل

الغليظ في لغة العرب، وتدرى ما (واكبار)؟ قال: لا، قال: هو الشيءُ البالي الذي لا يُنتفعُ به ـ (۱)

ربیع بن سلیمان نے امام شافعی کی کتاب ''الصلوٰۃ'' میں یہ بات ذکر کی ہے وہ یہ فرماتے ہیں: مکبر کیلئے نماز کے دوران یہ کہنا جائز نہیں ہے: اللہ وکبر! اور نہ ہی یہ کہنا جائز ہے: اللہ واکبار! اور نہ ہی کہنا جائز ہے: اللہ آکبر! نماز میں داخل ہونا اُسی وقت صحیح ہوگا' جب آدمی ''اللہ اکبر'' کہے گا۔

فقیہ ابوثور نے امام شافعی کا یہ بیان نقل کیا ہے: کیا تم جانتے ہو کہ ''وکبر'' کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: جی نہیں! تو امام شافعی نے فرمایا: لغتِ عرب میں اس سے مراد موٹی رسّی ہوتی ہے' کیا تم جانتے ہو کہ واکبار کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ ابوثور نے جواب دیا: جی نہیں! تو امام شافعی نے فرمایا: اس سے مراد ایسی پرانی چیز ہے' جس کے ذریعہ نفع حاصل نہ ہو سکے۔

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ نَاالْحسن نَا احْمَدَ بن على المداينى قَالَ نَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا الشَّافِعِيُّ وَكَانَ بِمِصْرَ ابْنِ هِشَامٍ صَاحِبِ الْمَغَازِى وَكَانَ عَالِمَ مِصْرَ بِالْغَرِيبِ وَالشِّعْرِ فَقِيلَ لَهُ لَوْ اَتَيْتَ الشَّافِعِيَّ فَاَبَى اَنْ يَاْتِيَهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قِيلَ لَهُ لَوْ اَتَيْتَهُ فَاَتَاهُ فَذَاكَرَهُ اَنْسَابَ الرِّجَالِ فَقَالَ لَهُ الشَّافِعِيُّ بَعْدَ اَنْ تَذَاكَرَا طَوِيلا دَعْ عَنْكَ اَنْسَابَ الرِّجَالِ فَاِنَّهَا لَا تُذْهِبُ عَنَّا وَلَا عَنْكَ وَخُذْ بِنَا فِي اَنْسَابِ النِّسَاءِ فَلَمَّا اَخَذَا فِيهَا بَقِىَ ابْنُ هِشَامٍ (۲) فَكَانَ ابْنُ هِشَامٍ بَعْدَ ذَلِكَ يَقُولُ مَا ظَنَنْتُ ان الله عزوجل خَلَقَ مِثْلَ هَذَا وَكَانَ يَقُولُ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ حُجَّةٌ فِي اللُّغَةِ

اسماعیل بن یحییٰ مزنی بیان کرتے ہیں: امام شافعی ہمارے ہاں تشریف لائے' اُس وقت مصر میں ابن

(۱) یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت' یہ دونوں مطبوعہ نسخہ میں اور دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں' ان کا اضافہ میں نے نسخہ ''ک'' سے کیا ہے۔

(۲) اس سے مراد یہ ہے کہ ابن ہشام ساکت اور خاموش ہو گئے' یہ اسلوب دوسری' تیسری اور چوتھی صدی ہجری سے تعلق رکھنے والے افراد کے محاورہ میں عام استعمال ہوتا ہے' وہ بقیہ جملہ حذف کر دیتے ہیں کیونکہ اس کا پتا خود بھی چل جاتا ہے اور یہ اُن کی طرف سے ادب کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں جس کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے اُس کی کمزوری ظاہر ہو رہی ہوتی ہے' اُس کے بعد یہ اسلوب متروک ہو گیا اور اس کا مفہوم پیچیدہ محسوس ہونے لگا' یہی وجہ ہے کہ اس کلمہ میں ''وہ باقی رہ گئے'' اس میں بہت سی تحریفیں کی گئی ہیں کیونکہ ان صدیوں کے بعد کے لوگوں کے ←

ہشام بھی موجود تھے جو "المغازی" کے مصنف ہیں' لغت اور شاعری کے حوالے سے وہ مصر کے بڑے عالم تھے' اُن سے کہا گیا: اگر آپ امام شافعی کے پاس جائیں تو یہ مناسب رہے گا' لیکن اُنہوں نے امام شافعی کے پاس جانے سے انکار کر دیا' اُس کے بعد اُن سے ایک مرتبہ کہا گیا کہ اگر آپ اُن کے پاس جائیں تو یہ مناسب ہوگا' تو وہ امام شافعی کے پاس چلے گئے اور اُن کے ساتھ لوگوں کے انساب کے بارے میں بحث کرنے لگے' طویل مذاکرہ کے بعد امام شافعی نے اُن سے فرمایا: تم لوگوں کے انساب کو ترک کر دو (یعنی اس موضوع پر ہم بحث نہیں کرتے ہیں) کیونکہ اس سے نہ تو تم ہارو گے اور نہ میں ہاروں گا' تم میرے ساتھ خواتین کے انساب پر بحث کرو' جب اُن دونوں نے اس بارے میں بحث شروع کی' تو ایک مقام آیا کہ ابن ہشام خاموش ہو گئے' اُس کے بعد ابن ہشام نے یہ کہا: مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو بھی پیدا کیا ہوگا' تو ابن ہشام یہ کہا کرتے تھے: امام شافعی کا قول لغت میں حجت ہے۔

- وَذَكَرَ اَبُو يَحْيَى السَّاجِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ كَانَ الشَّافِعِيُّ مِنْ اَفْصَحِ النَّاسِ قُلْتُ لِاَبِي كَانَ لِلشَّافِعِيِّ سِنٌّ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالْكَبِيرِ قَالَ اَبِي قَالَ الشَّافِعِيُّ اَنَا قَرَاْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ انس وَكَانَ يُعجبهُ قِرَاءَتِي قَالَ اَبِي لِاَنَّهٗ كَانَ فَصِيحًا

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام شافعی سب سے زیادہ فصیح تھے' (عبداللہ کہتے ہیں:) میں نے اپنے والد سے دریافت کیا: کیا امام شافعی عمر رسیدہ شخص تھے؟ اُنہوں نے جواب دیا: وہ زیادہ بڑی عمر کے نہیں تھے۔ میرے والد یہ بھی فرماتے ہیں: امام شافعی نے یہ بات نقل کی ہے: میں نے امام مالک کے سامنے ("موطا" یا اُس کی روایات) پڑھی تھیں' تو وہ میرے پڑھنے کو بہت پسند کرتے تھے' میرے والد (امام احمد بن حنبل) فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی فصیح تھے۔

محاورہ میں اس کا استعمال باقی نہیں رہا۔

میں نے اس کی وضاحت کی ہے اور اس کے شواہد جمع کیے ہیں جو اٹھارہ ہیں' آپ اُنہیں میری کتاب "الاسناد من الدین وصفحة مشرقة من تاريخ سماع الحديث عند المحدثين" مطبوعہ بیروت' سن 1412 ہجری' کے صفحہ 51 سے 74 تک' پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں' اگر آپ چاہیں تو اُسے دیکھ لیں' اس سے آپ کو پتا چل جائے گا کہ ایک کلمہ میں تحریف کے نمونے کس قسم کے ہوتے ہیں۔

قَالَ الرَّبِيعُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَمَّا دَخَلْتُ بَغْدَادَ نَزَلْتُ بَابَ الشَّامِ فَانْصَبَّ النَّاسُ إِلَيَّ فَاسْتَوَوْا فِي مَجَالِسِهِمْ حَتَّى جَاءَ أَبُو ثَوْرٍ بِمَسْأَلَةٍ فقلت يَا أَبَا ثَوْرٍ الايناس قبل الاسناس فَلَمْ يَدْرِ مَا قُلْتُ لَهُ فَقَالَ مَا هُوَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ الايناسُ مسح النَّاقة بِيَدِك حول ضرعها والابساس حلب ضرعها بِيَدِك (۱)

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب میں بغداد آیا' تو میں بابِ شام کے پاس ٹھہرا' لوگوں میرے پاس آئے' اُنہوں نے محفل تیار کی' یہاں تک کہ فقیہ ابوثور ایک مسئلہ لے کر آئے تو میں نے کہا: اے ابوثور! الایناس قبل الابساس' اُنہیں سمجھ نہیں آئی کہ میں نے اُن سے کیا کہا ہے' تو اُنہوں نے دریافت کیا: اے ابوعبداللہ! اس سے مراد کیا ہے؟ تو میں نے کہا: ایناس کا مطلب ہوتا ہے: اونٹنی کے تھن کے آس پاس ہاتھ پھیرنا' اور ابساس کا مطلب ہوتا ہے: اپنے ہاتھ کے ذریعہ اُس کے تھنوں سے دودھ دوھنا۔

ابومحمد رازی نے یہ بات بیان کی ہے کہ حرملہ بن یحییٰ نے امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے: جب کسی شخص کی کسی کام کے بغیر تعریف کی جائے تو یہ وھص ہوتی ہے۔

بَابُ ذِكْرِ مَا حَضَرَنَا مِنْ أَخْلَاقِ الشَّافِعِيِّ وَمُرُوءَتِهِ وَسَخَائِهِ

باب: امام شافعی کے اخلاق' اُن کی مروّت اور سخاوت کے بارے میں جو روایات ہمارے پاس ہیں' اُن کا تذکرہ

أَخْبَرَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ الْمَاءَ الْبَارِدَ إِذَا شَرِبْتُهُ أَذْهَبَ مُرُوءَتِي مَا شَرِبْتُ الْمَاءَ إِلَّا حَارًّا

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر مجھے پتا چل جائے کہ ٹھنڈا پانی پینے کی وجہ سے میری مروّت (یعنی اخلاق) رخصت ہو جائیں گے' تو میں ہمیشہ گرم پانی

(۱) اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے تم اُسے مانوس کرتے اور پھر سوال کرتے' جس طرح اونٹنی کا دودھ دوھنے سے پہلے اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا جاتا ہے تاکہ وہ مانوس ہو جائے' دودھ دینے کے لیے تیار ہو جائے تو پھر اُس کا دودھ دوھ لیا جاتا ہے۔

ہوں۔

اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی قَالَ اَنْبَاَنَا اَسْلَمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ قَالَ اَتَيْتُ يَوْمًا الشَّافِعِيَّ وَكَانَ مَرِيضًا فَقُلْتُ لَهُ كَيْفَ تَجِدُكَ فَقَالَ لِي ضَعِيفًا يَا رَبِيعُ فَقُلْتُ قَوَّى اللّٰهُ ضَعْفَكَ فَقَالَ اِذَنْ يَقْتُلُنِي لانَّهُ اِنَّمَا هُوَ ضَعْفٌ وَقُوَّةٌ فَاِذَا قَوَّى اللّٰهُ الضَّعْفَ قَتَلَ صَاحِبَهُ

امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: ایک دن میں امام شافعی کے پاس آیا' وہ بیمار تھے' میں نے اُن سے کہا: آپ کا کیا حال ہے؟ اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: اے ربیع! کمزوری محسوس ہو رہی ہے! میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی کمزوری کو قوت عطا کرے! تو اُنہوں نے فرمایا: ایسی صورت میں یہ چیز مجھے مار ڈالے گی کیونکہ آدمی کمزوری اور قوت کا مجموعہ ہوتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کمزوری کو قوت کی شکل میں تبدیل کر دے گا تو وہ آدمی مر جائے گا۔

قَالَ الرَّبِيعُ وَسَمِعْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَقُولُ خَرَجَ الشَّافِعِيُّ اِلَى الْيَمَنِ مَعَ بَعْضِ الْوُلاةِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى مَكَّةَ بِعَشَرَةِ آلافِ دِرْهَمٍ فَضَرَبَ خِبَاءً فِي مَوْضِعٍ خَارِجٍ مِنْ مَكَّةَ فَكَانَ النَّاسُ يَاْتُونَهُ فَمَا بَرِحَ مِنْ مَوْضِعِهِ ذٰلِكَ حَتَّى فرقها كلها

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے حمیدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام شافعی کسی سرکاری اہلکار کے ہمراہ یمن تشریف لے گئے' پھر وہ دس ہزار درہم لے کر واپس آئے' اُنہوں نے مکہ مکرمہ کے باہر ایک خیمہ لگوایا' لوگ اُن کے پاس آنے لگے' تو امام شافعی اُس جگہ سے اُس وقت تک منتقل نہیں ہوئے' جب تک اُنہوں نے وہ سب درہم بانٹ نہیں دیئے۔

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْمُزَنِيَّ يَقُولُ خَرَجْتُ مَعَ الشَّافِعِيِّ يَوْمًا اِلَى الْاَكْوَامِ فَمَرَّ بِهَدَفٍ فاذا بِرَجُلٍ يَرْمِي بِقَوْسٍ عَرَبِيَّةٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ يَنْظُرُ وَكَانَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَاَصَابَ بِاَسْهُمٍ فَقَالَ لَهُ الشَّافِعِيُّ اَحْسَنْتَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ ثُمَّ قَالَ لِي اَمَعَكَ شيء قلت معي ثَلاثَةُ دَنَانِير قَالَ اعطه اياها وَاعْتذر عَنِّي عِنْده انى لم يحضرني غيرها

امام مزنی بیان کرتے ہیں: ایک دن میں امام شافعی کے ساتھ اکوام کی طرف جا رہا تھا' اُن کا گزر نشانہ

بازی کی جگہ سے ہوا' وہاں ایک شخص عربی کمان کے ذریعہ تیراندازی کر رہا تھا' امام شافعی ٹھہر کر اُس کو دیکھنے لگے' وہ شخص اچھا تیرانداز تھا' اُس نے تمام تیر نشانہ پر مارے' تو امام شافعی نے اُس سے فرمایا: تم نے بہت عمدہ کارکردگی دکھائی ہے' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے! پھر اُنہوں نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے جواب دیا: میرے پاس تین دینار ہیں' تو امام شافعی نے فرمایا: وہ تم اسے دیدو اور اسے میری طرف سے یہ عذر پیش کر دینا کہ میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے (ورنہ وہ بھی تمہیں دیتا)۔

حَدثنَا خلف بن الْقسم حَدَّثنَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ حَدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ سُلَيْمَانَ يَقُولُ تَزَوَّجْتُ وَسَاَلَنِي الشَّافِعِيُّ كَمْ اَصْدَقْتَهَا قُلْتُ ثَلاثِينَ دِينَارًا فَقَالَ كَمْ اَعْطَيْتَهَا قُلْتُ سِتَّةَ دَنَانِيرَ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ بِصُرَّةٍ فِيهَا اَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ دِينَارًا وَاَدْخَلَنِي فِي اَذَانِ الْجَامِعِ سَنَةَ اِحْدَى وَمِائَتَيْنِ اَوْ نَحْوَهَا

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے شادی کی' امام شافعی نے مجھ سے دریافت کیا: تم نے خاتون کیلئے کتنا مہر مقرر کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: تیس دینار! اُنہوں نے دریافت کیا: تم نے اس میں سے کتنے دینار دیئے ہیں؟ میں نے جواب دیا: چھ دینار! تو اُنہوں نے ایک تھیلی میرے پاس بھجوائی جس میں چوبیس دینار موجود تھے' اور پھر اُنہوں نے مجھے جامع مسجد کا مؤذن مقرر کروا دیا' یہ 201 ہجری' یا اس کے آس پاس کی بات ہے۔

اَخْبَرَنَا خَلَفٌ اَنْبَاَنَا الْحَسَنُ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَمَضَانَ قَالَ سَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ سُلَيْمَانَ يَقُولُ مَرَّ الشَّافِعِيُّ يَوْمًا بِالْحَذَّائِينَ فَسَقَطَ سَوْطُهُ مِنْ يَدِهِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَاَخَذَ السَّوْطَ وَمَسَحَهُ بِيَدِهِ وَدَفَعَهُ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَه اى شىء عَمِلْتَ آثَرْتَنِي عَلَى نَفْسِكَ كَيْفَ اُوَدِّي شُكْرَكَ ثُمَّ تَنَحَّى وَضَرَبَ بِيَدِهِ اِلَى كُمِّهِ اَوْ جَيْبِهِ فَاَخْرَجَ مِنْهُ دَنَانِيرَ لَا اَدْرِي خَمْسَةً اَوْ عَشَرَةً اَوْ اَكْثَرَ وَاَكْبَرُ ظَنِّي عَشَرَةٌ وَقَالَ لِي اِدْفَعْهَا اِلَيْهِ وَاعْتَذِرْ عَنِّي عِنْدَهُ فَاِنِّي لَمْ يَحْضُرْنِي غَيْرُهَا فِي هَذَا الْوَقْتِ

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ امام شافعی کا گزر جوتے بنانے والوں کے محلّہ سے ہوا' راستہ میں اُن کی چھڑی اُن کے ہاتھ سے گر گئی' تو اُن جوتے بنانے والوں میں سے ایک شخص اُٹھا' اُس نے چھڑی اُٹھائی اور اپنے ہاتھ کے ذریعہ صاف کی اور اُن کی طرف بڑھائی' تو امام شافعی نے فرمایا: ٹھہر جاؤ! تم

نے یہ کیوں کیا ہے؟ تم نے مجھے اپنے آپ پر ترجیح دی ہے' میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں؟ پھر وہ ایک طرف ہٹے اور اپنا ہاتھ اپنی آستین میں' یا شاید اپنی جیب میں ڈالا' اُس میں سے کچھ دینار نکالے' مجھے نہیں معلوم کہ وہ پانچ دینار تھے' یا دس تھے' یا اس سے زیادہ تھے' لیکن میرا غالب گمان یہی ہے کہ وہ دس دینار تھے' اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: یہ اسے دے دو اور اسے میری طرف سے یہ عذر پیش کرنا کہ اس وقت میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

اَخْبَـرَنَا عِيسَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ سَعْدَانَ الْمُقْرِء قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مِقْسَمٍ بِبَغْدَادَ قَالَ اَنْبَانَا اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّد بن عبد الله بـن سيف قَالَ حَدَّثَنى الْقسم بْنُ نَجِيحٍ صَاحِبُ الْـمُـزَنِـيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الْمُزَنِيُّ كُنْتُ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ يَوْمًا وَدَخَلَ عَلَيْهِ جَارٌ لَهُ خَيَّاطٌ فَـاَمَرَهُ بِاِصْلاحِ اَزْرَارِهِ فَاَصْلَحَهَا فَاَعْطَاهُ الشَّافِعِيُّ دِينَارًا فَنظَرَ اِلَيْهِ الْخَيَّاطُ وَضَحِكَ فَقَالَ لَهُ الشَّـافِـعِيُّ خُذْهُ فَلَوْ حَضَرَنَا اَكْثَرُ مِنْهُ مَا رَضِينَا لَكَ بِهِ فَقَالَ الْخَيَّاطُ اِنَّمَا دخلت اليك لاسلم عَـلَيْك فَـقَـالَ الشـافـعيّ فَاَنْتَ اذا زَائِرٌ وَضَيْفٌ وَلَيْسَ مِنَ الْمُرُوءةِ اَنْ يُسْتَخْدَمَ بالزائر وَلَا بالضيف (۱)

امام مزنی بیان کرتے ہیں: ایک دن میں امام شافعی کے پاس موجود تھا' اُن کا ایک پڑوسی اُن کے پاس آیا جو درزی کا کام کرتا تھا' امام شافعی نے اُس سے کہا کہ وہ اُن کے بٹن درست کر دے' اُس نے وہ بٹن درست کر دیئے' امام شافعی نے اُسے ایک دینار دیا' اُس درزی نے اُن کی طرف دیکھا اور ہنس دیا' امام شافعی نے فرمایا: تم اسے لے لو' اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو ہم محض اس پر راضی نہ ہوتے۔ اُس درزی نے عرض کی: میں تو آپ کو سلام کرنے کیلئے آپ کے پاس آیا تھا۔ تو امام شافعی نے فرمایا: اس صورت میں تو تم ملاقاتی اور مہمان ہو گئے اور یہ بات اخلاقیات کے خلاف ہے کہ ملاقاتی یا مہمان سے کوئی خدمت لی جائے۔

اخبـرنـا اسـماعيل بن اسحق قَالَ اَنْبَانَا خَالِدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَنْبَانَا اَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِي عُبَيْـدَةَ قَـالَ حَـدَّثَـنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَقُولُ قَدِمَ الشَّافِعِيُّ مِنْ صَنْعَاء وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلافِ دِينَارٍ فِي مِنْدِيلٍ فَنَزَلَ قَرِيبًا مِنْ مَكَّةَ وَاَتَاهُ اَصْحَابُهُ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ

(۱) یہ روایت اس سے پہلے (اصل عربی متن کے) صفحہ 139 پر گزر چکی ہے۔

فَمَا بَرِحَ وَمَعَهُ مِنْهَا شَيْءٌ (۱)

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام حمیدی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام شافعی صنعاء سے تشریف لائے تو اُن کے ساتھ دس ہزار دینار ایک رومال میں تھے' مکہ کے قریب ایک جگہ پر انہوں نے پڑاؤ کیا' اُن کے شاگرد اُن کے پاس آنے لگے اور انہیں سلام کرنے لگے (اور امام شافعی اُن میں وہ دینار تقسیم کرنے لگے) وہ مسلسل انہیں تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ اُس میں سے کچھ بھی اُن کے پاس باقی نہیں بچا۔

بَابُ مَا امْتُحِنَ بِهِ الشَّافِعِيُّ مَعَ هَارُونَ الرَّشِيدِ وَهُوَ شَابٌّ

(۴۵) ہارون الرشید کی طرف سے امام شافعی کو جس آزمائش کا شکار ہونا پڑا' جبکہ وہ نوجوان تھے

أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَادِلَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَّانِيُّ بِمِصْرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ابراهيم المزني يذكر عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ قَالَ رُفِعَ إِلَى هَارُونَ الرَّشِيدِ أَنَّ بِمَكَّةَ قَوْمًا مِنْ قُرَيْشٍ اسْتَدْعُوا رَجُلا عَلَوِيًّا كَانَ بِالْيَمَنِ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ مُجَاوِرًا فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ مِنْ قُرَيْشٍ فِتْيَةٌ جَمَاعَةٌ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَايِعُوهُ وَيَقُومُوا بِهِ فَأَمَرَ الرَّشِيدُ يَحْيَى بْنَ خَالِدِ بْنِ بَرْمَكَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى عَامِلِهِ بِمَكَّةَ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهِ مِنْ مَكَّةَ ثَلاثمِائَة رَجُلٍ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ مَغْلُولَةٌ أَيْدِيهِمْ إِلَى أَعْنَاقِهِمْ قَالَ الشَّافِعِيُّ فَأُشْخِصْتُ فِيمَنْ أُشْخِصَ مَغْلُولا فَلَمَّا وَرَدْنَا الْعِرَاقَ أُتِيَ بِنَا إِلَى دَارِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَقَالَ لَنَا يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ قَدْ رُفِعَ عَلَيْكُمْ أَمْرٌ كَبِيرٌ وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يُنْجِيَكُمْ مِنَ الْبَلاءِ إِنْ كُنْتُمْ قَدْ بُغِيَ عَلَيْكُمْ وَالَّذِي أَرَاهُ أَنْ تُقَدِّمُوا مِنْ أَنْفُسِكُمْ رَجُلا يُخَاطِبُ الرَّشِيدَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْكُمْ وَعَنْ نَفْسِهِ فَقَالُوا كُلُّهُمْ هَذَا الشَّافِعِيُّ يُخَاطِبُهُ عَنَّا وَأَشَارُوا إِلَيَّ وَكُنْتُ أَحْدَثَهُمْ سِنًّا قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِنَا فَأُدْخِلْنَا عَلَى هَارُونَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى مَا بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَلا تُكْثِرُوا عَلَيَّ قَدِّمُوا مِنْكُمْ مَنْ يُكَلِّمُنِي عَنْهُ وَعَنْكُمْ فَقَالُوا قَدْ قَدَّمْنَا هَذَا وَأَشَارُوا إِلَيَّ وَتَقَدَّمْتُ وَيَدِي مَغْلُولَةٌ إِلَى عُنُقِي فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ صَعَّدَ فِي الْبَصَرِ وَصَوَّبَهُ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَلَمْ أَجْبُرْ فَقِيرَكُمْ وَأُكَبِّرْ

(۱) یہ روایت (اصل عربی متن کے) گزشتہ صفحہ پر گزر چکی ہے اور اس میں حمیدی کا یہ قول ہے: "دس ہزار درہم"۔

كَبِيرِكُمْ وَاتَفَقَّدُ صَغِيرَكُمْ وَاَلُمُّ شَعْثَكُمْ وَاُحْسِنُ اِلَيْكُمْ وَاَقْسِمُ الْعَطَاءَ فِي كُلِّ مَوْسِمٍ فِيكُمْ وَاَنْتُمُ الآنَ تَدْعُونَ الْخَوَارِجَ مِنْ آلِ عَلِيٍّ لِتَحْمِلُوا عَلَى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ بِالسَّيْفِ فَقُلْتُ اَصْلَحَ اللّٰهُ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَوَفَّقَهُ لِمَا يَرْضَى بِهِ عَنْهُ اِنَّ بنى على لا يرون قُرَيْشًا الا كعبيدهم وَاَنْتُمْ تَعْرِفُونَ لِقُرَيْشٍ حَقَّ الْقَرَابَةِ فَهَلْ يَصِحُّ دَعْوَى مُدَّعٍ عِنْدَ مَنْ يَعْقِلُ اَنَّهُ يَرْضَى اَنْ يَتَاَمَّرَ عَلَيْهِ مَنْ يَعُدُّهُ عَبْدًا وَيَتْرُكُ اَنْ يَتَاَمَّرَ عَلَيْهِ مَنْ يَرَاهُ ابْنَ عَمِّهِ وَمِثْلَهُ فِي نَسَبِهِ قَالَ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ اَنَا مِنْ وَلَدِ الْمطلب ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَبْدِ يَزِيدَ بْنِ هَاشِمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ فَقَالَ الرشيد اَطْلِقُوا عَنْهُ وَعَنِ الَّذِينَ مَعَهُ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ الشَّافِعِيُّ فَحَلَّ وَثَاقِي وَوَثَاقَهُمْ وَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ وَاَمَرَ لِي بِخَمْسِينَ دِينَارًا وَاَمَرَ لِي يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ بِخَمْسِينَ دِينَارًا اُخْرَى

ابوابراہیم مزنی نے امام شافعی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ ہارون رشید کو یہ اطلاع ملی کہ مکہ میں قریش سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ ہیں' جو یمن میں موجود ایک علوی شخص کی حکومت کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں' وہ علوی شخص مکہ آیا اور وہاں رہائش پذیر ہو گیا ہے' تو قریش کے وہ نوجوان اُس کے پاس اکٹھے ہوئے' وہ اُس کی بیعت کرنا چاہتے ہیں اور اُس کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہیں' تو ہارون الرشید نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو یہ حکم دیا کہ وہ مکہ کے گورنر کو خط لکھے کہ مکہ سے تین سو افراد کو اُس کے پاس بھجوا دیا جائے' اُن سب کا تعلق قریش سے ہو اور اُن کے ہاتھ گردنوں پر باندھے ہوئے ہوں' امام شافعی فرماتے ہیں: میں بھی اُن لوگوں میں شامل تھا جن کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے گئے تھے' جب ہم عراق آئے تو ہمیں یحییٰ بن خالد کے گھر لایا گیا' ہم اُس کے ہاں گئے تو اُس نے کہا: اے قریش کے گروہ! تمہارے حوالے سے ایک بڑا مقدمہ سامنے آیا ہے' عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں آزمائش سے نجات دیدے گا' اگر تمہارے خلاف غلط بیانی کی گئی ہو' میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اپنے میں سے کسی شخص کو آگے کر دو' جو امیرالمؤمنین ہارون الرشید کے ساتھ تمہاری طرف سے اور اپنی طرف سے بات چیت کرے۔ تو اُن سب نے کہا: یہ شافعی ہماری طرف سے اُن سے بات کرے گا۔ اُنہوں نے میری طرف اشارہ کیا' حالانکہ میں اُن سے عمر میں کم تھا۔ امام شافعی بیان کرتے ہیں: پھر ہمیں ہارون الرشید کے پاس لے جایا گیا' تو اُس نے

کہا: اے قریش کے گروہ! تمہارے حوالے سے جو اطلاع مجھ تک پہنچی ہے تو تم نے ایسا کیوں کیا؟ تم میرے ساتھ زیادہ باتیں نہ کرنا' تم اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کر دو جو میرے ساتھ اپنی طرف سے اور تمہاری طرف سے کلام کرے۔ تو لوگوں نے کہا: ہم اس کو آگے کرتے ہیں! اُنہوں نے میری طرف اشارہ کیا' میں آگے بڑھا' میرے ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے تھے' جب ہارون الرشید نے میری طرف دیکھا تو نگاہ اُٹھا کر سر سے پاؤں تک میرا جائزہ لیا اور پھر بولا: اے قریش کے گروہ! کیا میں نے تمہارے غریب لوگوں کی مدد نہیں کی' تمہارے بڑے لوگوں کی عزت افزائی نہیں کی' تمہارے چھوٹے لوگوں کی مزاج پرسی نہیں کی' تمہارے بکھرے ہوئے معاملات کو ٹھیک نہیں کیا' تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا' میں تو ہر مرتبہ حج کے موقع پر تمہارے درمیان عطیات تقسیم کرواتا رہا ہوں' اور اب تم آلِ علی سے تعلق رکھنے والے کسی باغی کیلئے جدوجہد کر رہے ہو' تاکہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے خلاف تلوار اُٹھا لو۔ تو میں نے کہا: امیر المؤمنین کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے اور اُنہیں اُن کاموں کی توفیق دے' جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد قریش کے لوگوں کو اپنے غلاموں کی طرح سمجھتے ہیں اور آپ قریش کے ساتھ اپنی رشتہ داری کے حقوق جانتے ہیں' تو کیا کسی بھی عقلمند کے نزدیک یہ دعویٰ کرنا صحیح ہوگا کہ کوئی آدمی کسی ایسے شخص کو حکمران بنانے پر راضی ہو جائے' جو اُسے اپنا غلام سمجھتا ہو اور اُس شخص کی حکومت کو ترک کر دے' جو اُسے اپنا چچازاد یا نسب میں اپنی مانند سمجھتا ہو۔ امام شافعی بیان کرتے ہیں: ہارون کچھ دیر خاموش رہا' پھر اُس نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں جنابِ مطلب بن عبد مناف کی اولاد ہوں' میں محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی ہوں۔ تو ہارون الرشید نے کہا: اس کو چھوڑ دو اور اس کے ساتھ کچھ قریش کے دیگر افراد کو بھی چھوڑ دو۔ امام شافعی بیان کرتے ہیں: تو میری بندش اور اُن لوگوں کی بندش کو کھول دیا گیا' پھر خلیفہ ہارون الرشید نے ہمیں پانچ سو دینار دینے کا حکم دیا اور مجھے بطورِ خاص پچاس دینار مزید دینے کا حکم دیا' اسی طرح یحییٰ بن خالد نے بھی مجھے پچاس دینار مزید دینے کا حکم دیا۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ وَلِيَ الرَّشِيدُ الْخِلَافَةَ سَنَةَ سَبْعِينَ وَمِائَةٍ فَاَقَامَ خَلِيفَةً ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ سَنَةً وَمَاتَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) خلیفہ ہارون الرشید 170 ہجری میں خلیفہ بنا تھا' وہ 23 برس تک

خلیفہ رہا' اُس کا انتقال 193 ہجری میں ہوا۔

اَخْبَرَنَا اَبُو عُمَرَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ اَنَا ابو الْقسم عبید اللّٰہ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَحْمَدَ الشَّافِعِیُّ الْبُغْدَادِیُّ بِمَنْزِلِهٖ فِی مَدِینَۃ الزهراء قَالَ حَدَّثَنِی جَمَاعَۃٌ مِنْ شُیُوخِی بِمَعْنٰی مَا اَذْكُرُهٗ قَالَ حُمِلَ الشَّافِعِیُّ مِنَ الْحِجَازِ مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْعَلَوِیَّۃِ تِسْعَۃٌ وَهُوَ الْعَاشِرُ اِلٰی بَغْدَادَ وَكَانَ الرَّشِیْدُ بِالرَّقَّۃِ فَحُمِلُوا مِنْ بَغْدَادَ اِلَیْهِ وَاُدْخِلُوا عَلَیْهِ وَمَعَهٗ (۱) قَاضِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحسن الشیبانی وَكَانَ صدیقا للشافعی و كان الشافعی (۲) احد الَّذِینَ جَالَسُوهُ فِی الْعِلْمِ وَاَخَذُوا عَنْهُ فَلَمَّا بَلَغَهٗ (۳) اَنَّ الشَّافِعِیَّ فِی الْقَوْمِ الَّذِینَ اُخِذُوا مِنْ قُرَیْشٍ بِالْحِجَازِ وَاتُّهِمُوا بِالطَّعْنِ عَلَی الرَّشِیْدِ وَالسَّعْیِ عَلَیْهِ اغْتَمَّ لِذٰلِكَ غَمًّا شَدِیدًا وَرَاعٰی (۴) وَقْتَ دُخُولِهِمْ عَلَی الرَّشِیْدِ قَالَ فَلَمَّا اُدْخِلُوا عَلَی الرَّشِیْدِ سَاَلَهُمْ وَاَمَرَ بِضَرْبِ اَعْنَاقِهِمْ فَضُرِبَتْ اَعْنَاقُهُمْ اِلٰی اَنْ بَقِیَ حَدَثٌ عَلَوِیٌّ مِنْ اهل الْمَدِینَۃ وَاَنَا فَقَالَ للعلوی اَاَنْت الْخَارِجُ عَلَیْنَا وَالزَّاعِمُ اَنِّی لَا اَصْلُحُ لِلْخِلَافَۃِ فَقَالَ الْعَلَوِیُّ اَعُوذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَدَّعِیَ ذٰلِكَ اَوْ اَقُولَهٗ قَالَ فَاَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِهٖ فَقَالَ لَهُ العلوی ان كَانَ لابد مِنْ قَتْلِی فَاَنْظِرْنِی اَكْتُبُ اِلٰی اُمِّی بِالْمَدِینَۃِ فَهِیَ عَجُوزٌ لَمْ تَعْلَمْ بِخَبَرِی فَاَمَرَ بِقَتْلِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ قَدِمْتُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ جَالِسٌ مَعَهٗ فَقَالَ لِی مِثْلَ مَا قَالَ لِلْفَتٰی فَقُلْتُ یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ لَسْتُ بِطَالِبِیٍّ وَلَا عَلَوِیٍّ وَاِنَّمَا اُدْخِلْتُ فِی الْقَوْمِ بَغْیًا عَلَیَّ وَاِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِی الْمُطَّلِبِ بْنِ عبدمناف بْنِ قُصَیٍّ وَلِی مَعَ ذٰلِكَ حَظٌّ مِنَ الْعلم وَالْفِقْهِ وَالْقَاضِی یَعْرِفُ ذٰلِكَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِیسَ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعِ بن السَّائِب بن عبید بن عبدیزید بن هَاشم بن الْمطلب بن عبدمناف فَقَالَ لِی اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِیسَ فَقُلْتُ نَعَمْ یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ قَالَ مَا ذَكَرَكَ لِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ثُمَّ عطف عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ مَا یَقُولُ هٰذَا هُوَ كَمَا یَقُولُهٗ قَالَ بَلٰی وَله من الْعلم مَحل كَبِیرٌ وَلَیْسَ

---

(۱) یعنی ''رقہ'' میں ہارون الرشید کے ساتھ۔

(۲) لفظ ''و كان الشافعی'' تمام نسخوں سے ساقط ہے' لیکن کلام کے درست ہونے کیلئے اس کی موجودگی ضروری ہے۔

(۳) یعنی جب انہیں علم ہوا۔

(۴) یعنی اُنہوں نے اس کا قصد کیا۔

الَّذِی رُفِعَ عَلَیْهِ مِنْ شَأْنِهِ قَالَ فَخُذْهُ اِلَیْكَ حَتّٰی اَنْظُرَ فِی اَمْرِهِ فَاَخَذَنِی مُحَمَّدٌ وَكَانَ سَبَبَ خَلَاصِی لِمَا اَرَادَ اللهُ عزّ وَجل مِنْهُ

ابوعمر احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے: امام شافعی کو حجاز سے (عراق) لایا گیا' اُن کے ساتھ آلِ علی سے تعلق رکھنے والے نو افراد بھی تھے اور امام شافعی دسویں فرد تھے' ہارون الرشید اُن دنوں رقہ میں ہوتا تھا' اُنہیں بغداد سے لا کر ہارون الرشید کے پاس لایا گیا' اُس وقت اُس کے ساتھ اُن کے قاضی امام محمد بن حسن شیبانی بھی موجود تھے' جو امام شافعی کے دوست تھے اور امام شافعی اُن افراد میں سے ایک ہیں' جو علمی استفادہ کیلئے امام محمد کے پاس آتے رہے تھے اور اُنہوں نے امام محمد سے استفادہ کیا ہے' جب اُنہیں یہ اطلاع ملی کہ امام شافعی بھی ان لوگوں میں موجود ہیں' جن کا تعلق قریش سے ہے' اور جنہیں حجاز میں پکڑا گیا تھا اور اُن پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ یہ لوگ ہارون الرشید پر تنقید کرتے ہیں اور اُس کے خلاف کوششیں کر رہے ہیں' تو امام محمد کو اس پر شدید غم ہوا' اور وہ اُس وقت کا دھیان رکھنے لگے' جب ان کو ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا جائے گا' جب ان لوگوں کو ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا' تو ہارون الرشید نے ان کے بارے میں تحقیق کی اور اُن کی گردن اُڑانے کا حکم دیا تو اُن کی گردنیں اُڑا دی گئیں' یہاں تک کہ اہلِ مدینہ سے تعلق رکھنے والا ایک کم عمر علوی شخص اور میں باقی رہ گئے' ہارون نے علوی سے کہا: تم ہمارے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہو اور تم یہ سمجھتے ہو کہ میں خلافت کیلئے موزوں نہیں ہوں۔ اُس علوی نے کہا: میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اس بات کا دعویٰ کروں' یا یہ بات کہوں۔ امام شافعی بیان کرتے ہیں: تو ہارون الرشید نے اُس کی گردن بھی اُڑانے کا حکم دیا' اُس علوی نے اُن سے کہا کہ اگر تم نے مجھے ضرور قتل ہی کرنا ہے تو مجھے موقع دو تاکہ میں اپنی والدہ کو خط لکھوں جو مدینہ منورہ میں رہتی ہیں' وہ بوڑھی خاتون ہیں' اُنہیں میرے بارے میں کچھ پتا نہیں ہے۔ لیکن ہارون نے اُسے قتل کرنے کا حکم دیا' تو اُس قتل کر دیا گیا۔ پھر مجھے پیش کیا گیا' تو اُس وقت امام محمد' ہارون کے ساتھ موجود تھے' ہارون نے میرے بارے میں بھی وہی حکم دیا' جو اُس نوجوان کے بارے میں دیا تھا' تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! نہ تو میں جنابِ ابوطالب کی اولاد میں سے ہوں اور نہ ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں' مجھے تو ان لوگوں کے ساتھ غلط الزام عائد کر کے شامل کیا گیا ہے' میرا تعلق مطلب بن عبد مناف بن قصی کی اولاد سے ہے اور اس کے ساتھ میں علم اور فقہ میں بھی مہارت رکھتا ہوں' آپ کے قاضی یہ بات جانتے ہیں'

میں محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبدمناف ہوں۔ ہارون نے مجھ سے دریافت کیا: تم محمد بن ادریس ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! اے امیرالمؤمنین! ہارون نے کہا: لیکن محمد بن حسن نے تو میرے سامنے تمہارا ذکر نہیں کیا۔ پھر وہ امام محمد کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: اے محمد! کیا یہ نوجوان اسی طرح ہے جس طرح یہ کہہ رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! یہ علم میں بڑے مرتبہ کا مالک ہے اور اس کی وہ حیثیت نہیں ہے جو اس پر الزام عائد کیا گیا ہے۔ تو ہارون نے کہا: اسے آپ اپنے ساتھ لے جائیں میں اس کے معاملہ کا بعد میں جائزہ لوں گا۔ تو امام محمد مجھے اپنے ساتھ لے گئے یہ میری نجات کا سبب بنا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات عطا کرنے کا ارادہ فرما لیا تھا۔

قَالَ عبید اللّٰہ بْنُ اَحْمَدَ الشَّافِعِیُّ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ الْهَرَوِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَلِیٍّ الْحَسَنَ بْنَ مُکْرِمِ بْنِ حَسَّانٍ یَقُولُ کَانَ الشَّافِعِیُّ قَدْ اَخَذَ مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْعَلَوِیَّةِ فَلَمَّا وَقَفَ بَیْنَ یَدَیِ الرَّشِیدِ قَالَ وَاللّٰهِ لاَنْ اَکُونَ طَاعَةً لِمَنْ یَقُولُ هُوَ ابْنُ عَمِّی خَیْرٌ مِنْ اَنْ اَکُونَ طَاعَةً لِمَنْ یَقُولُ هُوَ عَبْدِی وَکَانَ هَارُونُ خَلْفَ السِّتْرِ

ابوعلی حسن بن مقرب بن حسان بیان کرتے ہیں: امام شافعی کو علویوں سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں کے ساتھ پکڑ لیا گیا جب انہیں ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ایسے شخص کی اطاعت کرنا چاہوں گا جو یہ کہتا ہوں کہ یہ میرا چچازاد ہے اور یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں کسی ایسے شخص کی اطاعت کروں جو یہ کہتا ہو کہ یہ میرا غلام ہے۔ ہارون اس وقت پردے کے پیچھے موجود تھا (اور ان کی یہ باتیں سن رہا تھا)۔

بَابٌ مِنْ کَلَامِ الشافعی فِیمَا یجری مَجْرَی الْحِکْمَةِ

امام شافعی کے وہ اقوال جو اقوالِ زرّیں کی حیثیت رکھتے ہیں

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِیقٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابن علی بن اسحق الْخَوْلَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیلُ بْنُ یَحْیَی الْمُزَنِیُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ یَقُولُ لَیْسَ مِنْ قَوْمٍ یُخْرِجُونَ نِسَاءَهُمْ اِلَی رِجَالِ غَیْرِهِمْ وَرِجَالَهُمْ اِلَی نِسَاءِ غَیْرِهِمْ اِلا جَاءَ اَوْلادُهُمْ حَمْقَی

اسماعیل بن یحییٰ مزنی بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو لوگ اپنی

عورتوں کو دوسرے مردوں کے پاس جانے دیتے ہیں یا اپنے مردوں کو دوسری عورتوں کے پاس جانے دیتے ہیں اُن کی اولاد میں حماقت ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا خَلَفٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِدْرِيسَ الْخَوْلانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ قَطُّ عَاقِلا سَمِيناً اِلا وَاحِدًا وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قِيلَ لَهُ وَلِمَ قَالَ لانَّ الْعَاقِلَ لا تَعْدُوهُ اِحْدَى خَصْلَتَيْنِ اِمَّا اَنْ يَغْتَمَّ لآخِرَتِهِ وَمَعَادِهِ اَوْ يَغْتَمَّ لِدُنْيَاهُ وَمَعَاشِهِ وَالشَّحْمُ مَعَ الْغَمِّ لا يَتَّفِقُ فَاِذَا خَلا مِنَ الْمَعْنَيَيْنِ صَارَ فِي حَدِّ الْبَهَائِمِ وَحَمْلِ الشَّحْمِ

حسن بن ادریس خولانی بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے کبھی کسی موٹے آدمی کو عقلمند نہیں دیکھا صرف ایک آدمی کا معاملہ مختلف ہے وہ امام محمد بن حسن شیبانی تھے اُن سے دریافت کیا گیا: اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ عقلمند آدمی میں دو میں سے ایک خوبی پائی جاتی ہے یا تو یہ ہے کہ وہ اپنی آخرت اور انجام کے حوالے سے پریشانی کا شکار ہوتا ہے یا وہ اپنی دُنیا اور معاش کے حوالے سے پریشانی کا شکار ہوتا ہے اور پریشانی کے ساتھ چربی اکٹھی نہیں رہ سکتی تو جب کوئی شخص ان دونوں چیزوں سے خالی ہوگا تو وہ جانوروں کی حد میں داخل ہو جائے گا اور اس کے جسم پر چربی چڑھ جائے گی۔

وَذَكَرَ الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَمَضَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن عبد الله بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ رَآنِي الشَّافِعِيُّ وَاَنَا اَسْتَمِدُّ مِنْ دَوَاةٍ عَلَى الْيَسَارِ فَقَالَ لِي اَشَعَرْتَ اَنَّهُ يُقَالُ اِنَّ مِنَ الْحَمَاقَةِ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ دَوَاتَهُ عَلَى يَسَارِهِ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: امام شافعی نے مجھے دیکھا کہ میں بائیں طرف دوات رکھ کر اُس میں سے لکھ رہا تھا تو اُنہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ بات حماقت میں شامل ہے کہ آدمی نے اپنی دوات اپنے بائیں طرف رکھی ہوئی ہو۔

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَسْقَلانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ قَالَ الشَّافِعِيُّ اِذَا كَانَتْ مَعَكَ نَفَقَةٌ فَشُدَّهَا عَلَى كُمِّكَ الْاَيْمَنِ حَتَّى لَا يُمكن السَّارِق سَرِقَتهَا

امام شافعی فرماتے ہیں: جب تمہارے پاس خرچ موجود ہو تو تم اُسے اپنی دائیں آستین میں باندھ کے رکھو تا کہ کوئی چور اُسے چوری نہ کر سکے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ لَيْسَ لِطَبِيبٍ فِيهَا حِيلَةٌ الْحَمَاقَةُ وَالطَّاعُونُ وَالْهَرَمُ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تین چیزیں ایسی ہیں' جن کا علاج کسی بھی طبیب کے پاس نہیں ہے' حماقت' طاعون اور بڑھاپا۔

قَالَ وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يَسْكُنَ بَلْدَةً لَيْسَ فِيهَا عَالِمٌ وَلَا طَبِيبٌ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کسی بھی شخص کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے شہر میں ٹھہرے' جس میں کوئی عالم یا طبیب موجود نہ ہو۔

حَدَّثَنَا اَبُو عُمَرَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بن اَحْمد قَالَ اَنبانَا اَبُو الْقسم عبيد الله بْنُ اَحْمَدَ الشَّافِعِيُّ بِالزَّهْرَاءِ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ صُحْبَةُ مَنْ لَا يَخَافُ اللّٰهَ عَارٌ (۱)

ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرتا ہو اُس کا ساتھ شرمندگی کا باعث ہوتا ہے۔

وَعَنْ يُونُس بن عبد الاعلى قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ لَيْسَ الْعَاقِلُ الَّذِى يقع بَين الشَّرِّ وَالْخَير فَيَخْتَارُ الْخَيْرَ اِنَّمَا الْعَاقِلُ الَّذِى يَقَعُ بَيْنَ الشَّرَّيْنِ فَيَخْتَارُ اَيْسَرَهُمَا

یونس بن عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: عقلمند شخص وہ نہیں ہوتا جو بھلائی اور بُرائی کے درمیان مبتلا ہو اور پھر بھلائی کو اختیار کر لے' عقلمند شخص وہ ہوتا ہے جو دو بُرائیوں کے درمیان مبتلا ہو اور پھر اُن میں سے ہلکی بُرائی کو اختیار کرے۔

قَالَ يُونُسُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ رِيَاضَةُ ابْنِ آدَمَ اَشَدُّ مِنْ رِيَاضَةِ الدَّوَابِّ

یونس بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: انسان کی تربیت کرنا' جانور کی

(۱) امام بیہقی نے اپنی کتاب ''مناقب الشافعی'' کے صفحہ 193/2 اور حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب ''توالی التانیس بمعالی محمد بن ادریس'' مطبوعہ بولاق' صفحہ 73 اور مطبوعہ بیروت' سن 1406 ہجری کے صفحہ 135 میں یہ تحریر کیا ہے: ''جس شخص کو شرمندگی کا خوف نہ ہو اُس کا ساتھ قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوگا''۔

تربیت کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

قَالَ عبید اللّٰه بْنُ اَحْمَدَ وَحَدَّثَنَا بَعْضُ شُیُوخِنَا قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِیعُ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ یَقُولُ یَنْبَغِی لِلرَّجُلِ اَنْ یَتَوَخّٰی لِصُحْبَتِهٖ اَهْلَ الْوَفَاءِ وَالصِّدْقِ کَمَا یَتَوَخّٰی لِوَدِیعَتِهٖ اَهْلَ الثِّقَةِ وَالْاَمَانَةِ

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: آدمی کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ دوستی کرنے کیلئے اُن لوگوں کو چن لے جو وفادار ہوں اور سچے ہوں' جس طرح وہ کوئی چیز ودیعت کے طور پر رکھنے کیلئے اُن لوگوں کو ڈھونڈتا ہے جو ثقہ ہوں اور امانتدار ہوں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ یَقُولُ اَظْلَمُ الظَّالِمِینَ لِنَفْسِهٖ الَّذِی اِذَا ارْتَفَعَ جَفَا اَقَارِبَهٗ وَاَنْکَرَ مَعَارِفَهٗ وَاسْتَخَفَّ بِالْاَشْرَافِ وَتَکَبَّرَ عَلٰی ذَوِی الْفَضْلِ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اپنے اوپر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا شخص وہ ہے کہ جب اُس کو بلند مرتبہ حاصل ہو جائے' تو وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بُرا سلوک کرے اور اُن کو پہچاننے سے انکار کر دے اور معزز لوگوں کو کمتر سمجھے اور صاحبِ فضیلت لوگوں کے سامنے تکبر کا اظہار کرے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ یَقُولُ اِذَا اَیْسَرَ الرَّجُلُ بَعْدَ الْاِقْتَارِ شَرِهَتْ نَفْسُهٗ اِلٰی اَرْبَعٍ یَنْتَفِی مِنْ وَلِیِّ نِعْمَتِهٖ وَیَتَسَرّٰی عَلٰی امْرَاَتِهٖ وَیَهْدِمُ دَارَهٗ وَیَبْنِی غَیْرَهَا

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کوئی شخص تنگدست رہنے کے بعد خوشحال ہوتا ہے' تو اُس کا من چار چیزوں کی طرف تیزی دکھاتا ہے: ایک یہ کہ وہ اپنے محسن کی نفی کرتا ہے' دوسرا یہ کہ اپنی بیوی کو کنیز سمجھنے لگتا ہے' تیسرا یہ کہ اپنا گھر منہدم کروا دیتا ہے اور اُس کی جگہ نیا گھر تعمیر کرواتا ہے۔

وَسَمِعْتُهٗ یَقُولُ اِذَا اجْتَمَعَ فِی الصَّبِیِّ الْحَیَاءُ وَالرَّهْبَةُ رُجِیَ فَلَاحُهٗ

میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب کسی بچہ میں شرم اور ڈر آ جائے تو اُس کی کامیابی کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُهٗ یَقُولُ مَنْ سَاَلَ صَاحِبَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ فَقَدِ اسْتَوْجَبَ الْحِرْمَانَ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنے ساتھی سے اُس کی طاقت

سے زیادہ چیز کا مطالبہ کرے تو وہ محرومی کو لازم کر دیتا ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ لَمْ يَضُرَّهُ مَا قِيلَ فِيهِ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے تو اُسے وہ چیز نقصان نہیں دیتی جو اُس کے بارے میں کہی جاتی ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا يَنْفَعُكَ مِنْ جَارِ السُّوءِ التَّوَقِّي

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بُرے پڑوسی سے تمہیں بچاؤ حاصل نہیں ہو سکتا۔

قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ لَمْ يَكُنْ عَفِيفًا لَمْ يَزَلْ سَخِيفًا وَمَنِ اتُّهِمَ بِالْمَعَاصِي لَمْ يَزَلْ خَائِفًا ذَلِيلًا وَمَنْ عَفَّ اَمِنَ وَمَنْ شَرِهَتْ نَفْسُهُ طَالَ هَمُّهُ وَمَنْ اَكْثَرَ الْمَنَاكِحِ لم يسلم من الفضائح

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص پاکدامن نہیں ہوتا' وہ ہمیشہ رسوائی کا شکار رہتا ہے اور جس پر گناہوں کا الزام عائد ہوتا ہے' وہ ہمیشہ خوفزدہ اور ذلیل رہتا ہے' جو شخص پاکدامنی اختیار کرتا ہے' وہ محفوظ رہتا ہے اور جس کا نفس لالچ کا شکار ہو جاتا ہے' اُس کی پریشانی طویل ہو جاتی ہے' جو شخص زیادہ نکاح کرتا ہے' وہ شرمندگی سے محفوظ نہیں رہتا ہے۔

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ثَلَاثُ خِصَالٍ مَنْ كَتَمَهَا ظَلَمَ نَفْسَهُ الْعِلَّةُ مِنَ الطَّبِيبِ وَالْفَاقَةُ مِنَ الصَّدِيقِ وَالنَّصِيحَةُ لِلإِمَامِ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو شخص اُنہیں چھپائے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا: طبیب سے بیماری' دوست سے فاقہ اور امام (حکمران) سے خیرخواہی۔

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ الْمَخْدُوعُ مَنِ اغْتَرَّ بِالْاَمَانِيِّ

میں نے اُنہیں یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ شخص دھوکہ کا شکار ہوتا ہے جو اُمیدوں کے حوالے سے غلط فہمی کا شکار ہو۔

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ قَلِيلُهَا كَثِيرٌ الْعِلَّةُ وَالْفَقْرُ وَالْعَدَاوَةُ وَالنَّارُ

میں نے اُنہیں بھی یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: چار چیزیں ایسی ہیں' جن کی تھوڑی مقدار بھی زیادہ شمار

ہوتی ہے: بیماری' غربت' دشمنی اور آگ۔

وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ الآمَالُ قَطَعَتْ اَعْنَاقَ الرِّجَالِ كَالسَّرَابِ خَانَ مَنْ رَآهُ وَاَخْلَفَ مَنْ رَجَاهُ

میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اُمیدیں آدمی کی گردنیں کاٹ دیتی ہیں' ان کی مثال سراب کی طرح ہوتی ہیں' جو دیکھنے والے کے ساتھ خیانت کرتا ہے اور اُس سے جو اُمید ہوتی ہے' اُس کے برخلاف ہوتا ہے۔

وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَسُئِلَ اَىُّ الْاَشْيَاءِ اَوْضَعُ لِلرِّجَالِ فَقَالَ كَثْرَةُ الْكَلامِ وَاِذَاعَةُ السِّرِّ وَالثِّقَةُ بِكُلِّ اَحَدٍ

میں نے اُنہیں یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے: اُن سے دریافت کیا گیا: کون سی چیز آدمی کو زیادہ پست کرتی ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: زیادہ کلام کرنا' راز کو ضائع کر دینا اور ہر ایک پر اعتماد کرنا۔

قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ غَضَبُ الْاَشْرَافِ يَظْهَرُ فِى اَفْعَالِهَا وَغَضَبُ السُّفَهَاءِ يَظْهَرُ فِى اَلْسِنَتِهَا

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: معزز لوگوں کا غضب اُن کی حرکتوں سے ظاہر ہوتا ہے اور بیوقوفوں کا غصہ اُن کی زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مِنَ الْعجب ان يشغل الْمَرْء نَفسه بشىء التَّدْبِيرُ فِيهِ اِلَى غَيْرِهِ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کسی چیز میں مشغول کر لے' جبکہ تدبیر اُس کے بارے میں یہ ہو کہ دوسری چیز کو اختیار کرنا چاہیے۔

قَالَ الرَّبِيعُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ حُبُّ الدُّنْيَا وَشَهْوَتُهَا اَلْزَمَتْهُ الْعُبُودِيَّةَ لاَهْلِهَا وَمَنْ رَضِيَ بِالْقَنُوعِ زَالَ عَنْهُ الْخُضُوعُ

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص پر دنیا کی محبت اور شہوت غالب آ جاتی ہے اُس پر اپنے گھر والوں کی بندگی لازم ہو جاتی ہے اور جو شخص لالچ سے راضی رہتا ہے' اُس سے خضوع زائل ہو جاتا ہے۔

قَالَ الرَّبِيعُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ من لم تنفعك صداقته فَلَا تغتم بعداوته

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کی دوستی تمہیں فائدہ نہ

دے اُس کی دشمنی کی وجہ سے تم غمناک نہ ہو۔

قَالَ الرّبيع وَسمعت الشَّافِعِي يَقُول اَمِير مصر انظر من يكون حاجبك فانه يحبك اَوْ يَبْغُضُكَ وَانْظُرْ مَنْ يَكُونَ كَاتِبَكَ فَاِنَّهُ يُعَبِّرُ عَنْ عَقْلِكَ الظَّاهِرِ اِلَى النَّاسِ وَعِفَّ عَنْ اَمْوَالِ النَّاسِ يَكْثُرُ شُكْرُهُمْ لَكَ وَاِيَّاكَ وَالانْبِسَاطَ اِلَى رَعِيَّتِكَ فَتُذْهِبُ بِذَلِكَ هَيْبَتَكَ

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو مصر کے گورنر کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم اس بات کا جائزہ لو کہ تمہارا دربان کون ہے؟ کیونکہ وہ بھی تمہیں محبوب بنا دے گا' یا تمہیں (لوگوں کی نظر میں) ناپسندیدہ بنا دے گا' تم اس بات کا بھی جائزہ لو کہ تمہارا سیکرٹری کون ہے؟ کیونکہ وہ تمہاری سوچ کی لوگوں تک عکاسی کرے گا اور تم لوگوں کے اموال (ناجائز طور پر حاصل کرنے) سے بچ کے رہنا' اس طرح لوگ تمہارے زیادہ شکرگزار ہو جائیں گے اور اپنی رعایا کے ساتھ زیادہ گھل مل کر نہ رہنا' ورنہ تمہاری ہیبت ختم ہو جائے گی۔

قَالَ الرَّبِيعُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ الْحِلْمُ اَنْصَرُ مِنَ الرِّجَالِ فَاَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِيمِ مِنْ حِلْمِهِ اَنَّ النَّاسَ اَنْصَارُهُ عَلَى الْجَاهِلِ

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بردباری' آدمی کیلئے سب سے زیادہ مددگار ہوتی ہے' آدمی کی بردباری کا' بردبار آدمی کو سب سے پہلا معاوضہ یہ ملتا ہے کہ لوگ جاہل کے خلاف اُس کے مددگار بن جاتے ہیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ حُسْنُ الظَّنِّ بِالْاَيَّامِ دَاعِيَةٌ اِلَى تَغْيِيرِ النِّعَمِ ثُمَّ اَنْشَا يَقُولُ

اَحْسَنْتَ ظَنك بِالْاَيَّامِ اذ حسبت ...وَلَمْ تَخَف سُوء مَا يَاْتِي بِهِ الْقَدَرُ

وَسَالَمَتْكَ اللَّيَالِي فَاغْتَرَرْتَ بِهَا ...وَعِنْدَ صَفْوِ اللَّيَالِيَ يَحْدُثُ الْكَدَرُ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: دنوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا' اس چیز کی طرف لے جاتا ہے کہ نعمتیں متغیر ہو جائیں۔ پھر اُنہوں نے یہ اشعار پڑھے:

''جب تم نے حساب لگایا تو ایام کے بارے میں تم نے اچھا گمان کیا' تقدیر جو کچھ لے کر آتی ہے اس کی برائی کا تمہیں خوف نہیں ہوا' تم کئی راتوں تک سلامت رہے تو اس چیز نے تمہیں غلط فہمی کا شکار کر دیا' حالانکہ راتوں کی صفائی کے بعد گدلا پن بھی آ جاتا ہے''۔

قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ اَمَلَّ بَخِيلا فَاجِرًا كَانَتْ عُقُوبَتُهُ الْحِرْمَانَ

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُنہیں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص کسی بخیل اور گناہگار شخص سے کوئی توقع رکھتا ہے' اُس کو محرومی کی سزا ملتی ہے۔

قَالَ الرَّبِيعُ وَسَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ كَيْفَ يَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا يَعْرِفُ قَدْرَ الآخِرَةِ وَكَيْفَ يَخْلُصُ مِنَ الدُّنْيَا مَنْ لَا يَخْلُو مِنَ الطَّمَعِ الْكَاذِبِ وَكَيْفَ يَسْلَمُ مِنَ النَّاسِ مَنْ لَا يسلم النَّاس من لِسَانه وَيَده وَكَيف يَنْطِقُ بِالْحِكْمَةِ مَنْ لَا يُرِيدُ بِقَوْلِهِ اللّٰهَ عز وَجل

ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: وہ شخص دنیا سے کیسے بے رغبتی اختیار کر سکتا ہے جو آخرت کی قدر و قیمت سے واقف نہ ہو اور وہ شخص دنیا سے کیسے خلاصی حاصل کر سکتا ہے جو جھوٹے لالچ سے خالی نہ ہو' اور وہ شخص لوگوں سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے لوگ محفوظ نہ ہوں' اور وہ شخص حکمت کی باتیں کیسے کر سکتا ہے جو اپنی بات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا مراد نہ لیتا ہو۔

وَسُئِلَ الشافعي عَن مسئلة فَسَكَتَ فَقِيلَ لَهُ الا تُجِيبُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ حَتَّى اَدْرِي اَيْنَ الْفَضْلُ فِي سُكُوتِي اَوْ فِي الْجَوَابِ

امام شافعی سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو وہ خاموش رہے' اُن سے کہا گیا: کیا آپ جواب نہیں دیں گے؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! تو اُنہوں نے فرمایا: جب تک مجھے یہ پتا نہیں چل جاتا کہ فضیلت کس میں ہے؟ میرے خاموش رہنے میں' یا میرے جواب دینے میں (اُس وقت تک میں جواب نہیں دوں گا)۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ مَنِ ادَّعَى اَنَّهُ اجْتَمَعَ حُبُّ الدُّنْيَا وَحُبُّ خَالِقِهَا فِي قَلْبِهِ فَقَدْ كَذَبَ

امام شافعی یہ فرماتے ہیں: جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اُس کے دل میں دنیا کی محبت اور دنیا کے خالق کی محبت اکٹھی ہو گئی ہے' تو وہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔

بَابُ تَارِيخِ مَوْتِ الشَّافِعِيِّ وَمُدَّةِ عُمْرِهِ

امام شافعی کے انتقال کے سال اور اُن کی عمر کا تذکرہ

اَنَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ آدَمَ قَالَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا الشَّافِعِيُّ مِصْرَ سَنَةَ مِائَتَيْنِ وَمَاتَ يَوْمَ الْخَمِيسِ لَيْلًا وَهُوَ ابْنُ

خَمْسٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَجَبٍ مِنْ سَنَةِ اَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَ يَخْضِبُ رَاْسَهُ وَلِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ اَحْمَرَ قَانِيًا

ربیع بن سلیمان مؤذن بیان کرتے ہیں: امام شافعی 200 ہجری میں ہمارے ہاں مصر آئے اور اُن کا انتقال جمعرات کی رات ہوا' اُس وقت اُن کی عمر 55 برس تھی' یہ رجب کے مہینہ کے آخری دن کی بات ہے اور 204 ہجری کی بات ہے' وہ اپنے سر اور داڑھی پر سرخ رنگ کی مہندی لگایا کرتے تھے۔

ونا خلف قَالَ نَا الْحُسَيْن بن رَشِيق قَالَ نَا الْحسن بن مُحَمَّد الضَّحَّاك قَالَ سَمِعت الرَّبِيع ابْن سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيَّ يَقُولُ تُوُفِّيَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَدَفَنَّاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ صَلاةِ الْعَصْرِ آخِرَ يَوْمٍ مِنْ رَجَبٍ مِنْ سَنَةِ اَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ وَصَلَّى عَلَيْهِ السَّرِيُّ بْنُ الْحَكَمِ اَمِيرُ مِصْرَ

ربیع بن سلیمان مرادی بیان کرتے ہیں: امام شافعی کا انتقال جمعہ کی رات کو ہوا اور ہم نے اُنہیں جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد دفن کر دیا' یہ رجب کے مہینہ کے آخری دن کی بات ہے اور 204 ہجری کی بات ہے' مصر کے گورنر سری بن حکم نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

نَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ قَالَ سَمِعت مُحَمَّد بن عبد اللّٰه بن عبد الحكم يَقُولُ مَاتَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: امام شافعی کا انتقال 204 ہجری میں ہوا۔

قَالَ وَنا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيقٍ قَالَ نَا عبيد اللّٰه بن ابراهيم المقرى قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ قَالَ لِي اَبُو عُثْمَانَ بْنُ الشَّافِعِيِّ مَاتَ اَبِي وَهُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً بِمِصْرَ

امام شافعی کے صاحبزادے ابوعثمان فرماتے ہیں: میرے والد کا انتقال 58 برس کی عمر میں مصر میں ہوا۔

وَرُوِّينَا عَنْ اَبِي عَلِيٍّ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ الصَّبَّاح الزعفرانى رَحمَه الله قَالَ لَمَّا اَرَادَ الشَّافِعِيُّ الْخُرُوجَ مِنَ الْعِرَاقِ اِلَى مصر انْشد لِنَفْسِهِ

اَخِی اَرَی نَفْسِی تَتُوقُ اِلَی مِصْرَ ...وَمن دونهَا اَرض الْمَفَاوِزِ وَالْقَفْرُ
فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِی اَلِلْفَوْزِ وَالْغِنَی ...اُسَاقُ اِلَیْهَا اَمْ اُسَاقُ اِلَی قَبْرِی
قَالَ الزَّعْفَرَانِیُّ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سِیقَ اِلَیْهِمَا جَمِیعًا وَرُوِّینَا عَنِ ابْنِ عبد الحکم وَحَرْمَلَةَ بْنِ یَحْیَی اَنَّهُمَا قَالَا مِثْلَ ذٰلِکَ لَقَدْ سِیقَ اِلَیْهِمَا جَمِیعًا

ابوعلی حسن بن محمد بن صباح خراسانی بیان کرتے ہیں: جب امام شافعی نے عراق سے مصر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے اپنی ذات کے حوالے سے یہ شعر مجھے سنایا:

''اے میرے بھائی! میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اب مصر کی طرف جانے لگا ہوں' وہاں تک پہنچنے سے پہلے ویرانے اور بیابان پار کرنے پڑیں گے' اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ کیا کامیابی اور خوشحالی مجھے وہاں لے جارہی ہے' یا پھر قبر کی کشش مجھے اُس طرف لے جارہی ہے''۔

زعفرانی بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! ان دونوں چیزوں کی طرف ہی اُنہیں لے جایا گیا تھا۔

ابن عبدالحکم اور حرملہ بن یحییٰ کے حوالے سے ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ اُن دونوں نے بھی اس کی مانند بات نقل کی ہے کہ ان دونوں کی طرف اُنہیں لے جایا گیا تھا۔

بَابُ ذِکْرِ الْمَکْتُوبِ علی البلاطة الَّتِی عِنْد رَاس الشَّافِعِیِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ

باب: امام شافعی کی قبر کے سرہانے موجود تختی پر' جو لکھا ہوا ہے' اُس کا تذکرہ

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ رَشِیقٍ قَرَاْتُ عَلَی الْبَلَاطَةِ الَّتِی عِنْدَ رَاْسِ قَبْرِ الشَّافِعِیِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

هَذَا مَا یَشْهَدُ عَلَیْهِ مُحَمَّد بن ادریس بن عَبَّاس بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ عبید بن عبدیزید بن هَاشم بن الْمطلب بن عبدمناف بْنِ قُصَیِّ بْنِ کِلابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ کَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بن مَالك ابْن النَّضْرِ بْنِ کِنَانَةَ بْنِ خُزَیْمَةَ بْنِ مُدْرِکَةَ بن الیاس بن مُضر بن نزار ابْن مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ بْنِ اَدَدِ بْنِ الْهَمَیْسَعِ بن النبت بن اسمعیل بْنِ اِبْرَاهِیمَ خَلِیلِ الرَّحْمَنِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَی نَبِیِّنَا وَعَلَی اِبْرَاهِیمَ وَعَلَی جَمِیعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ اَجْمَعِینَ یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ تُوُفِّیَ لِیَوْمٍ بَقِیَ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَمِائَتَیْنِ

حسن بن رشیق بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کی قبر کے سرہانے موجود تختی پر یہ لکھا ہوا دیکھا ہے: یہ وہ ہے جس کے بارے میں' محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن

عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اودد بن عمیصہ بن نبت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن' اللہ تعالیٰ ہمارے نبی پر اور حضرت ابراہیم پر اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر درود و سلام نازل کرے' (شافعی) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اس کا انتقال رجب کی آخری تاریخ کو 204 ہجری میں ہوا۔

كَمُلَتْ اَخْبَارُ الشَّافِعِيِّ وَفَضَائِلُهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَعَوْنِهِ وَيَتْلُوهَا اَخْبَارُ اَصْحَابِهِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ

بحمد اللہ' اللہ تعالیٰ کی مدد سے امام شافعی کے حالات اور فضائل یہاں ختم ہو گئے اور اب اس کے بعد ان کے شاگردوں کے حالات آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات پر رحم فرمائے۔

☆☆☆☆☆

ذِكْرُ بَعْضِ مَنْ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ عِلْمَهُ وَكَتَبَ كُتُبَهُ وَتَفَقَّهَ لَهُ وَخَالَفَهُ فِي بَعْضِ قَوْلِهِ

اُن بعض حضرات کا تذکرہ جنہوں نے امام شافعی سے علمی استفادہ کیا' اُن کی کتابوں کو نوٹ کیا' اُن سے علمِ فقہ حاصل کیا اور بعض اقوال میں اُن کے موقف کی مخالفت کی

اَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ

ابوبکر حمیدی

قَالَ اَبُو عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمِمَّنْ اَخَذَ عَنْهُ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ اَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ' وَكَانَ صَاحِبُهُ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَهُوَ عبد الله بن الزبير بن عبد الله بْنِ حُمَيْدِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابٍ الْقُرَشِيُّ الْاَسَدِيُّ وَكَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ الْمُحَدِّثِينَ النُّبَلَاءِ الثِّقَاتِ وَالْحُفَّاظِ الْمَاْمُونِينَ اَخَذَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَهُوَ صَاحِبُهُ وَالْمُتَحَقِّقُ بِهِ وَعِنْدَهُ عَنْ وَكِيعٍ وابى معوية وَالنَّاسِ

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) اہلِ مکہ سے تعلق رکھنے والے جن حضرات نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے' اُن میں سے ایک امام ابوبکر حمیدی ہیں' جو سفیان بن عیینہ کے ہاں اُن کے ساتھی تھے' یہ عبداللہ بن زبیر بن عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب قرشی اسدی ہیں' یہ فقہاءِ محدثین میں سے سمجھدار اور ثقہ راویوں میں سے اور حافظ اور مامون راویوں میں سے ایک تھے' انہوں نے سفیان بن عیینہ سے استفادہ کیا ہے' یہ اُن کے شاگردِ خاص تھے اور ان سے وکیع' ابومعاویہ اور دیگر لوگوں نے بھی استفادہ کیا ہے۔

كَانَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يُعَظِّمُهُ وَيُفَضِّلُهُ عَلَى اَصْحَابِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَسُئِلَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ مَنْ اَثْبَتَ فِي ابْنِ عُيَيْنَةَ عَلِيُّ بن الْمَدِينِيِّ اَوِ الْحُمَيْدِيُّ فَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ صَاحِبُ الرَّجُلِ وَاَعْلَمُ النَّاسِ بِحَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاَثْبَتُهُمْ فِيهِ تُوُفِّيَ الْحُمَيْدِيُّ فِي رَبِيعٍ الْاَوَّلِ سَنَةَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَمِائَتَيْنِ

امام احمد بن حنبل ان کی بہت تعظیم کرتے تھے اور سفیان بن عیینہ کے تمام شاگردوں سے انہیں افضل قرار دیتے تھے' امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا گیا: ابن عیینہ کے بارے میں کون سا راوی زیادہ ثبت ہے؟ علی بن مدینی یا امام حمیدی؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: حمیدی! اُن کے شاگردِ خاص تھے اور ابن عیینہ کی نقل کردہ احادیث کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتے تھے اور اُن کے بارے میں سب سے زیادہ ثبت ہیں۔ امام حمیدی کا انتقال ربیع الاوّل کے مہینہ میں 219 ہجری میں ہوا۔

ابو اسحق ابراھیم بن عبد اللّٰہ

ابواسحٰق ابراہیم بن عبداللہ

وَمِمَّنْ صَحِبَهُ بِمَكَّةَ اَيْضًا وَاَخَذَ عَنْهُ ابو اسحق ابراهيم بن عبد اللّٰه بن مُحَمَّد بن الْعَبَّاس ابْن عُثْمَانَ بْنِ شَافِعٍ الْمُطَّلِبِيُّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّهِ وَرَوَى اَيْضًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَغَيْرِهِ وَكَانَ ثِقَةً حَافِظًا لِلْحَدِيثِ وَلَمْ يَنْتَشِرْ عَنْهُ كَبِيرُ شىء فِى الْفِقْهِ وَكَانَ مَنْشَؤُهُ بِمَكَّةَ وَتُوُفِّىَ بِهَا سَنَةَ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ حَدَّثَ عَنْهُ جَمَاعَةٌ

مکہ میں جو لوگ امام شافعی کے ساتھ رہے اور جنہوں نے اُن سے استفادہ کیا' اُن میں سے ایک ابواسحاق ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن عباس بن عثمان بن شافع مطلبی ہیں' جو امام شافعی کے چچازاد ہیں' اُنہوں نے بھی ابن عیینہ اور دیگر محدثین سے روایات نقل کی ہیں' وہ ثقہ تھے' حافظ الحدیث تھے' البتہ فقہی حوالہ سے اُن کی زیادہ روایات نہیں پھیل سکی ہیں' اُن کی نشوونما مکہ میں ہی ہوئی تھی اور ان کا انتقال مکہ میں ہی 237 ہجری میں ہوا' ایک جماعت نے اُن سے روایات نقل کی ہیں۔

اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ

ابوبکر محمد بن ادریس

وَاَخَذَ عَنْهُ اَيْضًا بِمَكَّةَ اَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ وَرَّاقُ الْحُمَيْدِيِّ وَكَانَ نَبِيلًا ثِقَةً وَكَانَ فى سنّ الحميدى وَعِنْده اكثر شُيُوخِهِ صَحِبَ الشَّافِعِيّ وَاَخَذَ عَنْهُ لَا اَعْلَمُ فى اى سنة مَاتَ (۱)

مکہ میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے اُن میں سے ایک ابوبکر محمد بن وراق حمیدی ہیں

(۱) ان کا انتقال 267 ہجری میں مکہ میں ہوا' جیسا کہ ابوطیب تقی فاسی کی کتاب ''العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین'' کے صفحہ 420/1 پر تحریر ہے۔ (الانتقاء کے) مطبوعہ نسخہ میں یہ تحریر ہے: ''وعندہ اکثر شیوخہ'' اور ہم نے یہاں ←

جو سمجھدار اور ثقہ راوی تھے' یہ امام حمیدی سے عمر رسیدہ تھے اور زیادہ تر مشائخ میں اُن کے ساتھ شریک ہیں' انہوں نے امام شافعی کا ساتھ اختیار کیا اور اُن سے استفادہ کیا' مجھے یہ پتا نہیں چل سکا کہ ان کا انتقال کون سے سال میں ہوا؟

اَبُو الْوَلِيدِ مُوسَى بْنُ اَبِي الْجَارُودِ

ابوولید موسیٰ بن جارود

وَاخذ عَنْهُ بِمَكَّةَ اَيضًا اَبُو الْوَلِيدِ مُوسَى بْنُ اَبِي الْجَارُودِ بْنِ عِمْرَانَ صَحِبَ الشَّافِعِيَّ وَكَتَبَ كُتُبَهُ وَتَفَقَّهَ لَهُ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ مُكَاتَبَةٌ فِي مَعْنَى الْقِيَاسِ وَلِدَاوُدَ اِلَيْهِ رِسَالَةٌ فِي اِبْطَالِ الْقِيَاسِ لَا اَعْلَمُ فِي اَيِّ سَنَةٍ مَاتَ (۱)

فَهٰؤُلاءِ النَّفَرُ صَحِبُوا الشَّافِعِيَّ بِمَكَّةَ وَاَخَذُوا عَنْهُ وَتَفَقَّهُوا بِقَوْلِهِ قَبْلَ خُرُوجِهِ اِلَى بَغْدَادَ

امام شافعی سے مکہ میں استفادہ کرنے والوں میں سے ایک صاحب ابوولید موسیٰ بن ابوجارود بن عمران ہیں' یہ امام شافعی کے ساتھ رہے' انہوں نے امام شافعی کی تحریروں کو نوٹ کیا' اُن سے علمِ فقہ حاصل کیا' قیاس کے مفہوم کے بارے میں ان کے اور داؤد بن علی کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی ہے' قیاس کو باطل قرار دینے کے حوالے سے داؤد نے انہیں ایک خط بھی لکھا تھا' مجھے یہ پتا نہیں چل سکا کہ ان کا انتقال کون سے سال میں ہوا؟

یہ وہ لوگ ہیں' جو مکہ میں امام شافعی کے ساتھ رہے تھے اور انہوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا اور اُن کے بغداد جانے سے پہلے اُن کے اقوال سے علمِ فقہ حاصل کیا۔

اَلْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ الزَّعْفَرَانِيّ

حسن بن محمد بن صباح بزار زعفرانی

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنْهُ بِبَغْدَادَ وَصَحِبَهُ وَتَفَقَّهَ لَهُ اَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ الزَّعْفَرَانِيُّ وَيُقَالُ اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي وَقْتِهِ اَفْصَحُ مِنْهُ وَلا احسن لِسَانا وَلَا ابصر باللغة الْعَرَبِيَّة

متن میں جو برقرار رکھا ہے وہ نسخہ ''ک'' اور نسخہ ''ا'' میں منقول ہے۔

(۱) کئی حضرات نے ان کے حالات تحریر کیے ہیں' لیکن اُنہوں نے ان کے سنِ وفات کا ذکر نہیں کیا۔

وَالْقِرَاءَةِ فَلِذٰلِكَ اخْتَارُوْهُ لِقِرَاءَةِ كُتُبِ الشَّافِعِيِّ وَكَانَ يَذْهَبُ اِلَى مَذْهَبِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَتَرَكَهُ وَتَفَقَّهَ لِلشَّافِعِيِّ وَكَانَ نَبِيلًا ثِقَةً مَاْمُونًا قَرَاَ عَلَى الشَّافِعِيِّ الْكِتَابَ كُلَّهُ نَيِّفًا عَلَى ثَلَاثِيْنَ جُزْءًا وَكَتَبَهُ عَنْهُ وَهُوَ الْكِتَابُ الْمَعْرُوفُ بِالْبَغْدَادِيِّ وَبِالْقَدِيمِ وَيُقَالُ لِكِتَابِهِ الْمِصْرِيِّ الَّذِي كَتَبَهُ بِمِصْرَ الْجَدِيدُ وَكَانَ الزَّعْفَرَانِيُّ يَقْرَاُ كُتُبَ الشَّافِعِيِّ بِبَغْدَادَ لِلنَّاسِ وَلم يقرا على الشافعى اَحَدٌ غَيْرُهُ مَاتَ فِي سَنَةِ سِتِّيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَ قَدْ اَخَذَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

بغداد میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا' اُن کے ساتھ رہے اور اُن سے علمِ فقہ سیکھا اُن میں سے ایک ابوعلی حسن بن محمد بن صباح بزار زعفرانی ہیں' ایک قول کے مطابق ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ فصیح شخص اور کوئی نہیں تھا اور نہ ہی کسی کی زبان ان سے عمدہ تھی اور نہ ہی کوئی شخص لغت' عربی ادب اور قرأت میں ان سے زیادہ بصیرت رکھتا تھا' یہی وجہ ہے کہ لوگ امام شافعی کی کتاب پڑھنے کیلئے ان کی خدمات حاصل کرتے تھے' یہ پہلے اہلِ عراق کے مسلک پر کاربند تھے پھر انہوں نے اس کو ترک کر دیا اور امام شافعی سے علمِ فقہ سیکھا' یہ بڑے سمجھدار اور ثقہ اور مامون شخص تھے' انہوں نے امام شافعی کی تمام تحریریں اُن کے سامنے پڑھی ہیں جو تقریباً 30 اجزاء پر مشتمل ہیں' اُنہوں نے یہ تحریریں اُن کے حوالے سے نوٹ بھی کی ہیں' یہ وہی کتاب ہے' جو ''بغدادی'' اور ''قدیم'' کے نام سے معروف ہے' اُنہوں نے مصر میں جو تحریریں لکھی تھیں اُن کو ''جدید'' کا نام دیا گیا ہے' زعفرانی نے بغداد میں لوگوں کے سامنے امام شافعی کی تحریریں پڑھ کر بھی سنائی تھیں' بغداد میں امام شافعی کے سامنے اُن کے علاوہ اور کسی نے بھی اُن کی تحریریں نہیں پڑھی ہیں' ان کا انتقال 260 ہجری میں ہوا تھا' انہوں نے بھی ابن عیینہ سے استفادہ کیا ہے۔

اَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْكَرَابِيسِيُّ

ابوعلی حسین بن علی کرابیسی

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنْهُ اَيْضًا بِبَغْدَادَ اَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْكَرَابِيسِيُّ وَكَانَ عَالِمًا مُصَنِّفًا مُتْقِنًا وَكَانَتْ فَتْوَى السُّلْطَانِ تَدُورُ عَلَيْهِ وَكَانَ نَظَّارًا جَدَلِيًّا وَكَانَ فِيهِ كِبْرٌ عَظِيمٌ وَكَانَ يَذْهَبُ اِلَى مَذْهَبِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَلَمَّا قَدِمَ الشَّافِعِيُّ وَجَالَسَهُ وَسَمِعَ كُتُبَهُ انْتَقَلَ اِلَى مَذْهَبِهِ وَعَظُمَتْ حُرْمَتُهُ وَلَهُ اَوْضَاعٌ وَمُصَنَّفَاتٌ كَثِيرَةٌ نَحْوٌ مِنْ مِائَتَيْ جُزْءٍ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ صَدَاقَةٌ وَكِيدَةٌ فَلَمَّا خَالَفَهُ فِي الْقُرْآنِ عَادَتْ تِلْكَ الصَّدَاقَةُ عَدَاوَةً فَكَانَ

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَطْعَنُ عَلَى صَاحِبِهِ وَذَلِكَ اَنَّ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ كَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ فَهُوَ جَهْمِيٌّ وَمَنْ قَالَ الْقُرْآنُ كَلامُ اللّٰهِ وَلا يَقُولُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَلا مَخْلُوقٌ فَهُوَ وَاقِفِيٌّ وَمَنْ قَالَ لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوق فَهُوَ مُبْتَدِع وَكَانَ الكرابيسي وعبد الله بْنُ كِلابٍ وَاَبُو ثَوْرٍ وَدَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ وطبقاتهم يَقُولُونَ ان الْقُرْآن الذى تكلم بِهِ الله صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِهِ لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْخَلْقُ وَاِنَّ تِلاوَةَ التَّالِي وَكَلامِهِ بِالْقُرْآن كَسْبٌ لَهُ وَفِعْلٌ لَهُ وَذَلِكَ مَخْلُوقٌ وَاِنَّهُ حِكَايَةٌ عَنْ كَلامِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هُوَ الْقُرْآنُ الَّذِى تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِهِ وَشَبَّهُوهُ بِالْحَمْدِ وَالشُّكْرِ لِلَّهِ وَهُوَ غَيْرُ اللّٰهِ فَكَمَا يُؤْجَرُ فِي الْحَمْدِ وَالشُّكْرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ فَكَذَلِكَ يُؤْجَرُ فِي التِّلاوَةِ وَحَكَى دَاوُدُ فِي كِتَابِ الْكَافِي اَنَّ هَذَا كَانَ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ وَاَنْكَرَ ذَلِكَ اَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ وَقَالُوا هَذَا قَوْلٌ فَاسِدٌ مَا قَالَهُ الشَّافِعِيُّ قَطُّ وَهَجَرَتِ الْحَنْبَلِيَّةُ اَصْحَابُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حُسَيْنًا الْكَرَابِيسِيَّ وَبَدَّعُوهُ وَطَعَنُوا عَلَيْهِ وَعَلَى كُلِّ مَنْ قَالَ بِقَوْلِهِ فِي ذَلِكَ تُوُفِّيَ حُسَيْنٌ الْكَرَابِيسِيُّ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ

بغداد میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے اُن میں سے ایک ابوعلی حسین بن علی کرابیسی ہیں جو عالم تھے مصنف تھے اور متقن تھے سلطان کے فتویٰ کا مدار انہی پر ہوتا تھا' یہ بہت زبردست غور وفکر کرنے والے اور بحث کرنے والے شخص تھے اور انہیں بلند مرتبہ حاصل تھا' یہ پہلے اہلِ عراق کے مسلک پر کاربند تھے جب امام شافعی (بغداد) تشریف لائے' تو یہ امام شافعی کے ساتھ بیٹھنے لگے اور اُن کی تحریریں سننے لگے' تو انہوں نے اپنا مسلک تبدیل کر لیا' ان کا احترام بہت زیادہ ہو گیا' انہوں نے کئی تحریریں اور تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں جو تقریباً 200 اجزاء پر مشتمل ہیں' یہ اور امام احمد بن حنبل بڑے گہرے دوست تھے' جب قرآن کے معاملہ میں امام احمد بن حنبل کی مخالفت کی گئی' تو یہ دوستی دشمنی میں بدل گئی اور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر تنقید کرنے لگا' اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل اس بات کے قائل تھے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے' وہ ''جہمی'' ہوتا ہے' اور جو یہ کہتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ یہ نہیں کہتا کہ مخلوق نہیں ہے' یا مخلوق ہے' تو ایسا شخص ''واقفی'' ہوتا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن کے بارے میں جو الفاظ میں پڑھتا ہوں وہ الفاظ مخلوق ہیں' تو وہ شخص ''بدعتی'' ہوتا ہے۔

کرابیسی' عبداللہ بن کلاب' ابوثور' داؤد بن علی اور اُن کے طبقہ کے افراد یہ کہتے تھے: وہ قرآن جس کو

اللہ تعالیٰ نے کلام کے طور پر کلام کیا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے' اُس کا مخلوق ہونا جائز ہی نہیں ہے' لیکن کوئی تلاوت کرنے والا شخص جو تلاوت کرتا ہے' یا قرآن کے الفاظ کو جو پڑھتا ہے' تو یہ اُس آدمی کا کسب ہے اور اس انسان کا فعل ہے اور یہ چیز مخلوق ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو حکایت کے طور پر پڑھ رہا ہے' یہ وہ قرآن نہیں ہے' جس کا کلام اللہ تعالیٰ نے کیا ہے' وہ لوگ قرآن کے کلمات کو حمد اور شکر کے کلمات کے مشابہ قرار دیتے ہیں کہ یہ بھی غیر اللہ ہیں' یہی وجہ ہے کہ آدمی کو حمد اور شکر کرنے کی وجہ سے اجر دیا جائے گا' لا الٰہ الا اللہ اور تکبیر پڑھنے کی وجہ سے اجر دیا جائے گا اور اسی طرح آدمی کو تلاوت کرنے کی وجہ سے بھی اجر دیا جائے گا۔

داؤد نے کتاب ''الکافی'' میں یہ بات نقل کی ہے: امام شافعی کا مسلک بھی یہی تھا' لیکن امام شافعی کے شاگردوں نے اس قول کا انکار کیا اور یہ کہا کہ یہ ایک فاسق قول ہے' امام شافعی نے یہ بات کبھی نہیں کہی ہے' امام احمد بن حنبل کے تلامذہ یعنی حنابلہ نے اس حوالے سے حسین کرابیسی سے لاتعلقی اختیار کی' اُنہوں نے انہیں بدعتی قرار دیا' اُن پر الزامات عائد کیے اور ہر اُس شخص پر اعتراضات کیے جو اس موقف کا قائل تھا۔

حسین کرابیسی کا انتقال 256 ہجری میں ہوا۔

اَبُو ثَوْرٍ اِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيّ

ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ اَيْضًا بِبَغْدَادَ اَبُو ثَوْرٍ اِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ وَكَانَ يَذْهَبُ اِلَى مَذْهَبِ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَصَحِبَ الشَّافِعِيَّ وَاخذ عَنهُ سمع مِنْهُ كُتُبَهُ وَلَهُ مُصَنَّفَاتٌ كَثِيرَةٌ يَذْكُرُ فِيهَا الاخْتِلافَ وَيَحْتَجُّ لاخْتِيَارِهِ وَهُوَ اَحَدُ الْمَذْكُورِينَ فِي الْفُقَهَاءِ وَلَهُ كِتَابٌ ذَكَرَ فِيهِ اخْتِلافَ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَذَكَرَ مَذْهَبَهُ فِي ذَلِكَ وَهُوَ اَكْثَرُ مَيْلا اِلَى الشَّافِعِيِّ فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ وَفِي كُتُبِهِ كُلِّهَا وَتُوُفِّيَ اَبُو ثَوْرٍ بِبَغْدَادَ سَنَةَ اَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ

بغداد میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا اُن میں سے ایک فقیہ ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی ہیں' یہ پہلے اہلِ عراق کے مسلک کے قائل تھے پھر یہ امام شافعی کے شاگرد بن گئے' اُن سے استفادہ کیا' اُن سے اُن کی تحریروں کو سنا' ان کی بہت سی تصانیف ہیں' جن میں انہوں نے (فقہاء کے) اختلاف کا ذکر کیا

ہے اور اپنے مختار مؤقف پر دلائل پیش کیے ہیں' یہ اُن لوگوں میں سے ایک ہیں' جنہیں فقہ پر مہارت کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے' ان کی ایک کتاب ہے' جس میں انہوں نے امام مالک اور امام شافعی کی فقہی آراء کے اختلاف کا ذکر کیا ہے اور اس حوالے سے اپنے مسلک کا بھی ذکر کیا ہے' تاہم اس کتاب میں بلکہ اپنی تمام کتابوں میں وہ زیادہ تر امام شافعی کی طرف میلان رکھتے ہیں۔

ابوثور کا انتقال بغداد میں 240 ہجری میں ہوا۔

ابو عبد اللّٰہ احْمَد بن حَنْبَل

ابوعبداللہ احمد بن حنبل

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ بِبَغْدَادَ وجالسه وفضله ابو عبد الله احْمَد بن حَنْبَل قدم مَعَ الْمُسَودة (۱) وَكَانَ مَحِلُّهُ مِنَ الْعِلْمِ وَالْحَدِيثِ مَا لا خَفَاءَ بِهِ وَكَانَ اِمَامَ النَّاسِ فِي الْحَدِيثِ وَكَانَ وَرِعًا خَيِّرًا فَاضِلا عَابِدًا صَلِيبًا فِي السّنة غليظا على اهل الْبدع وَكَانَ من اَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهُ اخْتِيَارٌ فِي الْفِقْهِ عَلَى مَذْهَبِ اَهْلِ الْحَدِيثِ وَهُوَ اِمَامُهُمْ لَمْ يُجَرِّدْ لِلشَّافِعِيِّ (۲) وَتُوُفِّيَ اَحْمَدُ بِبَغْدَادَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً بَقِيَتْ مِنْ رَبِيعِ الآخِرِ سَنَةَ اِحْدَى وَاَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ قَالَ ابْنُ اَبِي خَيْثَمَةَ تُوُفِّيَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ اِحْدَى وَاَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ

بغداد میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا' اُن کی ہم نشینی اختیار کی' اُن کی فضیلت کا اعتراف کیا اُن میں سے ایک امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل ہیں' یہ ہمیشہ ان کے ساتھ محبت کرتے رہے' علم اور حدیث میں ان کا جو مقام ہے وہ مخفی نہیں ہے' حدیث میں یہ لوگوں کے امام شمار ہوتے ہیں' یہ پرہیزگار تھے' نیک تھے' فاضل تھے' عبادت گزار تھے' سنت کے حوالے سے پختہ تھے' اہلِ بدعت کے خلاف شدید تر تھے' یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور اہلِ حدیث کے مسلک میں فقہ کے حوالے سے ان کے مختارات ہیں' یہ اُن کے امام شمار ہوتے ہیں' یہ امام شافعی کی طرف منسوب نہیں ہوتے ہیں' امام

---

(۱) تینوں مخطوطوں میں عبارت اس طرح ہے: ''قدم مع المسوّدة'' اور مطبوعہ نسخہ میں اس عبارت کو برقرار رکھا گیا ہے: ''قدام مع المودة'' بظاہر یہ ناشر کی طرف سے تصحیح ہے۔

(۲) یعنی یہ اُن کی طرف منسوب نہیں ہے اور انہیں اتنی فراغت نہیں ملی کہ یہ اپنے مسلک کی تنقیح کر سکتے اور اُس کے اصول مرتب کر سکتے۔

احمد کا انتقال بغداد میں جمعہ کے دن 241 ہجری میں ہوا جب ربیع الثانی کے بارہ دن باقی رہ گئے تھے۔ ابن ابوخیثمہ بیان کرتے ہیں: ان کا انتقال رجب کے مہینہ میں 241 ہجری میں ہوا۔

اَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ

ابوعبید قاسم بن سلام

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ بِبَغْدَادَ اَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ فِي جَلَالَتِهِ وَنُبْلِ قَدْرِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِاللُّغَةِ صَحِبَ الشَّافِعِيَّ وَكَتَبَ كُتُبَهُ وَكَانَ بَغْدَادِيَّ الْاَصْلِ وَلَهُ اخْتِيَارٌ وَلَمْ يُجَرِّدْ لِلشَّافِعِيِّ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَتَيْنِ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ سَنَةً

بغداد میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے' اُن میں سے ایک ابوعبید قاسم بن سلام ہیں 'جو اپنی جلالت' اپنی قابلیت اور لغت میں اپنی معرفت کے حوالے سے معروف ہیں' یہ امام شافعی کے ساتھ رہے' انہوں نے اُن کی کتابیں نوٹ کیں' یہ اصل میں بغداد کے رہنے والے تھے اور انہوں نے (فقہی آراء میں) اپنا مختار مسلک اختیار کیا ہے' یہ امام شافعی کی طرف منسوب نہیں ہیں' ان کا انتقال محرم کے مہینہ میں 224 ہجری میں مکہ میں ہوا' اُس وقت ان کی عمر 73 برس تھی۔

اَبُو عبد الرحمٰن اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْاَشْعَرِيُّ الْبَصْرِيُّ

ابوعبدالرحمٰن احمد بن محمد بن یحییٰ اشعری بصری

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ بِبَغْدَادَ وَتَفَقَّهَ لَهُ وَكتب كتبه اَبُو عبد الرحمن اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْاَشْعَرِيُّ الْبَصْرِيُّ وَكَانَ يُعْرَفُ بِالشَّافِعِيِّ لِتَحَقُّقِهِ بِهِ وَذَبِّهِ عَنْ مَذْهَبِهِ صَحِبَهُ بِبَغْدَادَ وَكَانَ يُنَاظِرُ عَلَى مَذْهَبِهِ وَكَانَ مِنْ جِلَّةِ الْعُلَمَاءِ وَحُذَّاقِ الْمُتَكَلِّمِينَ وَالْعَارِفِينَ بِالْاِجْمَاعِ وَالْاِخْتِلَافِ وَكَانَ رَفِيعًا عِنْدَ السُّلْطَانِ وَذَوِي الْاَقْدَارِ عَالِمًا بِالْحَدِيثِ وَالْاَثَرِ مُتَّسِعًا فِي الْعِلْمِ مَعَ تَمَكُّنِ النَّظَرِ وَالْجَدَلِ وَالْاِقْتِدَارِ عَلَى الْكَلَامِ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ خَلَفَ الشَّافِعِيَّ بِالْعِرَاقِ فِي الذَّبِّ عَنْ اُصُولِهِ وَمَذْهَبِهِ وَالنُّصْرَةِ لِقَوْلِهِ حَتَّى عُرِفَ بِهِ وَكَانَ اَحَدَ الْعَشَرَةِ الَّذِينَ اخْتَارَهُمُ الْمَامُونُ لِمَجْلِسِهِ وَالْكَلَامِ بِحَضْرَتِهِ وَسَمَّاهُمْ اِخْوَتَهُ وَرَسَمَهُمْ فِي الدِّيوَانِ بذلك وَلَهُ مُصَنَّفَاتٌ كَثِيرَةٌ جَلِيلَةٌ تُوُفِّيَ بِبَغْدَادَ

بغداد میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا اور اُن سے علمِ فقہ حاصل کیا اور اُن کی تحریروں کو

نوٹ کیا اُن میں سے ایک ابوعبدالرحمٰن احمد بن محمد بن یحییٰ اشعری بصری ہیں انہیں بھی شافعی کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے امام شافعی کے مسلک کی تحقیق کی اُن کے مسلک پر ہونے والے اعتراضات کوختم کیا' یہ بغداد میں امام شافعی کے ساتھ رہے تھے اور اُن کے مسلک کے دفاع میں مناظرے کیا کرتے تھے' یہ جلیل القدر علماءِ علمِ کلام کے بڑے ماہرین' اجماع اور اختلاع کے بڑے عارفین میں سے ایک تھے' سلطان اور صاحبانِ اقتدار کی بارگاہ میں انہیں بلند مرتبہ حاصل تھا' یہ حدیث و آثار کے عالم تھے' علم میں وسعت تھی بحث و مباحثہ کرنے کی صلاحیت تھی' کلام کی قدرت تھی' یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراق میں امام شافعی کی غیرموجودگی میں اُن کے اصول' اُن کے مذہب کا دفاع کیا' اُن کے موقف کی تائید کی یہاں تک کہ یہ اسی حوالے سے معروف ہوئے۔ یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں' جنہیں مامون* نے اپنی محفل کیلئے منتخب کیا تھا اور ان کی موجودگی میں کلام کیا کرتا تھا' وہ ان سب کو اپنا بھائی قرار دیتا تھا' اُس نے ان کے نام دیوان میں لکھوائے ہوئے تھے' ان صاحب کی کئی جلیل القدر تصانیف ہیں' ان کا انتقال بغداد میں ہوا۔

اسحاق بن راهویه

اسحاق بن راہویہ

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ اَيْضًا بِبَغْدَادَ بَعْدَ اَنْ رَآهُ وجالسه بِمَكَّةَ اَبُو يَعْقُوب اسحق بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مَخْلَدٍ يُعْرَفُ بِابْنِ رَاهَوَيْهِ وَهُوَ تَمِيمِيٌّ مِنْ بَنِي حَنْظَلَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ تَمِيمٍ مِنْ اَهْلِ مَرْوَ مِنْ خُرَاسَانَ وَسَكَنَ نَيْسَابُورَ مُدَّةً وَكَانَ مِنْ جِلَّةِ الْعُلَمَاءِ وَاَصْحَابِ الْحَدِيثِ الْحُفَّاظِ وَكَانَ نَبِيلَ الْقَدْرِ وَلَهُ كُتُبٌ كَثِيرَةٌ وَمُصَنَّفَاتٌ فِي الْفِقْهِ وَلَمْ يَتَحَقَّقْ بِالشَّافِعِيِّ اِلا اَنَّهُ كَتَبَ كُتُبَهُ وَصَحِبَهُ وَلَهُ اخْتِيَارٌ كَاخْتِيَارِ اَبِي ثَوْرٍ اِلا اَنَّهُ اَمْيَلُ اِلَى مَعَانِي الْحَدِيثِ وَاتِّبَاعِ السَّلَفِ نَحْوُ مَذْهَبِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ تُوُفِّيَ بِنَيْسَابُورَ لاَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَثَلاثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَهُوَ ابْنُ سَبْعٍ وَسبعين سنة

امام شافعی سے جن لوگوں نے بغداد میں استفادہ کیا ہے جنہوں نے امام شافعی کو دیکھا اور پھر مکہ میں اُن کے ساتھ رہے' اُن میں سے ایک ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد ہیں' جو ابن راھویہ کے نام سے معروف ہیں' یہ تمیمی ہیں' ان کا تعلق بنوحنظلہ مالک بن زید مناہ بن تمیم سے ہے' یہ خراسان کے علاقہ مرو کے رہنے والے تھے اور ایک طویل عرصہ تک نیشاپور میں مقیم رہے تھے' یہ علمِ حدیث کے جلیل القدر ماہرین میں

اور علماء میں سے ایک شمار ہوتے ہیں' بلند مرتبہ کے مالک تھے' ان کی کئی تصانیف ہیں' جو فقہ میں ہیں' یہ امام شافعی کے پیروکار ہونے کے طور پر منسوب نہیں ہوتے' البتہ انہوں نے امام شافعی کی تحریریں نوٹ کی ہیں' اُن کے ساتھ رہے ہیں' فقہ میں انہوں نے اپنا مسلک اختیار کیا تھا' جیسے فقیہ ابوثور نے اختیار کیا تھا' البتہ ان کا زیادہ میلان حدیث کے ظاہری الفاظ کے مفہوم اور سند کی پیروی کی طرف ہے اور ان کا مسلک امام احمد بن حنبل کے مسلک کی مانند ہے' ان کا انتقال نیشاپور میں چودہ شعبان المعظم 238 ہجری میں ہوا' اُس وقت ان کی عمر 77 برس تھی۔

حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التجيبى

حرملہ بن یحییٰ تجیبی

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيّ بِمِصْرَ وَكَتَبَ كُتُبَهُ وَتَفَقَّهَ لَهُ وَلَمْ يُخَالِفْ مَذْهَبَهُ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ بْنِ قُرَادٍ التجيبى يُكَنّى اَبَا حَفْصٍ وَكَانَ جَلِيلا نَبِيلَ الْقَدْرِ وَيُقَالُ اِنَّ الشَّافِعِيَّ نَزَلَ عِنْدَهُ وَرَوَى عَنِ الشافع ى مِنَ الْكُتُبِ مَا لَمْ يَرْوِهِ الرَّبِيعُ مِنْهَا كِتَابُ الشُّرُوطِ ثَلاثَةَ اَجْزَاءٍ وَمِنْهَا كِتَابُ السُّنَنِ عَشَرَةَ اَجْزَاءٍ وَمِنْهَا كِتَابُ اَلْوَانِ الابِلِ وَالْغَنَمِ وَصِفَاتِهَا وَاَسْنَانِهَا وَمِنْهَا كِتَابُ الشِّجَاجِ وَكُتُبٌ كَثِيرَةٌ انفرد بروايتها سوى سَمَاعه مَعَ الرَّبِيعِ تُوُفِّيَ بِمِصْرَ سَنَةَ سِتٍّ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَ اَسَنَّ اَصْحَابِ الشَّافِعِيّ

امام شافعی سے جن لوگوں نے مصر میں استفادہ کیا اور اُن کی تحریروں کو نوٹ کیا' اُن سے علمِ فقہ حاصل کیا اور اُن کے مذہب کی مخالفت نہیں کی' اُن میں سے ایک حرملہ بن یحییٰ بن حرملہ بن عمران بن قراد تجیبی ہیں' جن کی کنیت ابوحفص ہے' یہ بڑے جلیل القدر' بلند مرتبہ شخصیت کے مالک شخص تھے' ایک قول یہ بھی ہے کہ امام شافعی نے ان کے ہاں پڑاؤ کیا تھا' انہوں نے امام شافعی کے حوالے وہ تحریریں نوٹ کی ہیں' جنہیں ربیع نے روایت نہیں کیا ہے' جن میں سے ایک کتاب ''الشروط'' ہے' جو تین اجزاء پر مشتمل ہے' ان میں سے ایک کتاب ''السنن'' ہے جو دس اجزاء پر مشتمل ہے' اُن میں سے ایک کتاب ''الوان الابل والغنم وصفاتها واسنانها'' اُن میں سے ایک کتاب ''الشجاج'' (زخموں کے احکام سے متعلق روایات) ہے' اس کے علاوہ بھی کچھ کتابیں ہیں جن کو نقل کرنے میں یہ صاحب منفرد ہیں' البتہ انہوں نے ربیع بن سلیمان کے ہمراہ امام شافعی سے کتاب ''الام'' کا بھی سماع کیا ہے۔

ان کا انتقال 266 ہجری میں مصر میں ہوا' یہ امام شافعی کے شاگردوں میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے۔

يُوسُفُ بْنُ يَحْيَى الْبُوَيْطِيّ
یوسف بن یحییٰ بویطی

وَمِمَّنْ اَخَذَ عَنْهُ اَيْضًا بِمِصْرَ اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ يَحْيَى الْبُوَيْطِيُّ فِي كِبَرِ سِنِّهِ وَجَلالَةِ قَدْرِهِ وفضله ونبله وَكَانَ الشافعي اسْتَخْلَفَهُ فِي حَلْقَتِهِ (١) وَكَانَ عَالِمًا فَقِيهًا لَطِيفًا فِي اَسْبَابِهِ (٢) يُدْنِي الْغُرَبَاءَ وَيُقَرِّبُهُمْ اِذَا قَدِمُوا لِلطَّلَبِ وَيُعَرِّفُهُمْ فَضْلَ الشَّافِعِيِّ وَفَضْلَ كُتُبِهِ حَتَّى كَثُرَ الطَّالِبُونَ لِكُتُبِ الشَّافِعِيِّ الْمِصْرِيَّةِ وَكَانَ يَقُولُ كَانَ الشَّافِعِيُّ يَأْمُرُ بِذَلِكَ وَيَقُولُ لِي اصْبِرْ لِلْغُرَبَاءِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّلامِيذِ وَاَنْشَدَنِي

اُهِينُ لَهُمْ نَفْسِي لاُكْرِمَهَا بِهِمْ ...وَلَنْ يُكْرِمَ النَّفْسَ الَّذِي لا يُهِينُهَا

وَكَانَ ابْنُ اَبِي اللَّيْثِ الْحَنَفِيُّ قَاضِي مِصْرَ يَحْسِدُهُ وَيُعَادِيهِ فَاَخْرَجَهُ فِي وَقْتِ الْمِحْنَةِ فِي الْقُرْآنِ فِيمَنْ اُخْرِجَ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ اِلَى بَغْدَادَ وَلَمْ يُخْرِجْ مِنْ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ غَيْرِهِ وَحُمِلَ اِلَى بَغْدَادَ وَحُبِسَ فلم يجب الى مادعي اِلَيْهِ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ هُوَ كَلامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَحُبِسَ وَمَاتَ فِي السِّجْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلاةِ فِي سَنَةِ اِحْدَى وَثَلاثِينَ وَمِائَتَيْن

مصر میں جن لوگوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا' اُن میں سے ایک شیخ ابویعقوب یوسف بن یحییٰ بویطی ہیں جو عمر رسیدہ شخص تھے' جلیل القدر تھے' فضیلت کے مالک تھے' سمجھدار تھے' امام شافعی نے اپنے حلقہ میں اُنہیں اپنا جانشین مقرر کیا تھا' امام شافعی کے حلقۂ وابستگان میں وہ بڑے عالم تھے' فقیہ تھے' باریک بین شخص تھے' اجنبی لوگوں کو اپنے قریب کرتے تھے اور جب وہ علم کے حصول کیلئے اُن کے پاس آتے تھے' تو اُنہیں اپنا قرب عطا کرتے تھے' وہ اُن لوگوں کو امام شافعی کے فضائل سے آگاہ کرتے تھے' اُن کی تحریروں کے فضائل سے آگاہ کرتے تھے یہاں تک کہ امام شافعی نے مصر میں جو کتابیں تحریر کی تھیں اُن کا علم حاصل کرنے والے لوگوں کی تعداد کافی زیادہ ہوگئی' وہ یہ فرمایا کرتے تھے: امام شافعی اس بات کا حکم دیا کرتے

---

(۱) ''الشافعی'' یہ لفظ مفہوم کی وضاحت کیلئے میری طرف سے اضافی ہے۔

(۲) یہاں اسباب سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُن کے قریبی تھے اور اُن کے ساتھ تھے۔

تھے' اُنہوں نے مجھ سے فرمایا تھا: (دوسرے علاقوں سے آنے والے اور دوسرے قسم کے تلامذہ کے ساتھ رہنا اور پھر وہ مجھے یہ شعر سناتے تھے:

"میں نے اُن لوگوں کیلئے اپنے آپ کو سہل کر لیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ اُن کی عزت افزائی کروں اور جس شخصیت کو سہل نہیں کیا جاتا' اُس کی عزت افزائی نہیں ہوتی ہے"۔

مصر کا قاضی ابن ابولیث حنفی' ان صاحب سے حسد کرتا تھا اور اُنؓ سے دشمنی رکھتا تھا' جب خلق قرآن کا فتنہ پیش آیا' تو اس میں اُس نے انہیں مصر سے نکلوا دیا' یہ اُن افراد میں شامل تھے' جنہیں مصر سے نکال کر بغداد لے جایا گیا' مصر میں امام شافعی کے شاگردوں میں سے ان کے علاوہ اور کسی کو نہیں نکالا گیا' انہیں بغداد لے جایا گیا اور قید کر دیا گیا' لیکن انہوں نے اُس بات کا اعتراف نہیں کیا' جس کو قبول کرنے کی ان کی دعوت دی گئی تھی (کہ یہ قرآن کا مخلوق ہونا تسلیم کر لیں) انہوں نے یہی فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے' انہیں قید کر دیا گیا' تو قید کے دوران جمعہ کے دن نماز سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا' یہ 231 ہجری کی بات ہے۔

اَبُو اِبْرَاهِيم اسمعيل بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيّ

ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی

وَمِنْهُم اَبُو اِبْرَاهِيم اسمعيل بْنُ يَحْيَى بْنِ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ الْمُزَنِيُّ وَكَانَ فَقِيهًا عَالِمًا رَاجِحَ الْمَعْرِفَةِ جَلِيلَ الْقَدْرِ فِي النَّظَرِ عَارِفًا بِوُجُوهِ الْكَلامِ وَالْجَدَلِ حَسَنَ الْبَيَانِ مُقَدَّمًا فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيّ وَقَوْلِهِ وَحِفْظِهِ وَاِتْقَانِهِ وَلَهُ عَلَى مَذْهَبِ الشَّافِعِيّ كُتُبٌ كَثِيرَةٌ لَمْ يَلْحَقْهُ اَحَدٌ فِيهَا وَلَقَدْ اَتْعَبَ النَّاسَ بَعْدَهُ مِنْهَا الْمُخْتَصَرُ الْكَبِيرُ نَحْوُ اَلْفِ وَرَقَةٍ وَمِنْهَا الْمُخْتَصَرُ الصَّغِيرُ الَّذِى عَلَيْهِ الْعَمَلُ نَحْوٌ من ثلاثمائة ورقة شرحه قوم كثير مِنْهُم اَبُو اسحق الْمَرْوَزِيُّ وَاَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ سُرَيْجٍ وَمِنْهَا نَحْوٌ مِنْ مِائَةِ جُزْءٍ مَسَائِلَ مَنْثُورَةٍ فِي فُنُونٍ مِنَ الْعِلْمِ وَرَدٌّ عَلَى الْمُخَالِفِينَ لَهُ

ان میں سے ایک ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن عمرو بن مسلم مزنی ہیں' یہ فقیہ تھے' عالم تھے' معرفت میں راجح تھے' غور وفکر کے حوالے سے جلیل القدر تھے' علمِ کلام اور بحث ومباحثہ کے تمام طریقوں سے واقف تھے' عمدہ بیان کرتے تھے اور امام شافعی کے مسلک' اُن کے اقوال کے حفظ اور اتقان کے حوالے سے

مقدم حیثیت کے مالک تھے' انہوں نے امام شافعی کے مسلک کے حوالے سے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس حوالے سے کوئی ان کے پائے کا نہیں ہے' انہوں نے اپنے بعد میں آنے والے لوگوں کو مشکل میں ڈال دیا ہے' اُن کتابوں میں سے ایک ''المختصر الکبیر'' ہے جو تقریباً ایک ہزار اوراق پر تحریر کی گئی' لیکن یہ اس کتاب کو مکمل نہیں کر سکے' ان میں سے ایک ''المختصر الصغیر'' ہے جس پر عمل کیا جاتا ہے' یہ تقریباً تین سو اوراق پر مشتمل ہے' بہت سے لوگوں نے اس کی شرح کی ہے' جن میں ابواسحاق مروزی اور ابوعباس بن سریج شامل ہیں' اس کے علاوہ تقریباً ایک سو اجزاء پر مشتمل ایک کتاب ہے' جو علم کے مختلف فنون کے بارے میں پھیلے ہوئے مسائل کے بارے میں ہے اور اس میں اُنہوں نے اپنے مخالف لوگوں کے مؤقف کی تردید کی ہے۔

وَكَانَ اَعْلَمَ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ بِالنَّظَرِ دَقِيقَ الْفَهْمِ وَالْفِطْنَةِ انْتَشَرَتْ كُتُبُهُ وَمُخْتَصَرَاتُهُ اِلَى اَقْطَارِ الْاَرْضِ شَرْقًا وَغَرْبًا وَكَانَ تَقِيًّا وَرِعًا دَيِّنًا صَبُورًا عَلَى الاِقْلالِ وَالتَّقَشُّفِ وَكَانَ مَنْ يُعَادِيهِ وَيُنَافِسُهُ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ يَرْمُونَهُ بِاَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ وَهَذَا لا يَصِحُّ عَنْهُ فَهَجَرَهُ قَوْمٌ كَثِيرٌ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ حَتَّى كَانَ يَجْلِسُ مَعَ نَحْوِ عَشَرَةٍ مِنْ اَصْحَابِهِ اِلَى عَمُودٍ فِي الْمَسْجِدِ وَفِيهِ يَقُولُ جَعْفَرُ بْنُ جَدَّارٍ الْكَاتِب

والمزنی الذی الیه ...نعشوا اِذَا دَهْرُنَا اَدْلَهَمَّا

غور وفکر کے حوالے سے یہ امام شافعی کے تلامذہ میں سب سے بڑے عالم تھے' فہم کے اعتبار سے بڑے باریک بین اور سمجھدار تھے' ان کی کتابیں اور ان کے مختصرات مشرق ومغرب میں ہر طرف پھیل گئے' یہ پرہیزگار تھے' نیکوکار تھے' دیندار تھے' تھوڑی چیزوں پر قناعت کرنے والے شخص تھے' اہلِ مصر میں سے کچھ لوگوں نے ان سے دشمنی اختیار کی اور ان کی مخالفت کی' اُنہوں نے ان پر الزام لگایا کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن مخلوق ہے حالانکہ یہ بات اُن سے مستند طور پر منقول نہیں ہے' اس کے نتیجہ میں مصر سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگوں نے اُن سے لاتعلقی اختیار کی' یہاں تک کہ مسجد میں ایک ستون کے پاس یہ دس کے قریب شاگردوں کے ساتھ ہی بیٹھا کرتے تھے اور ان کے بارے میں جعفر بن جدار کاتب نے یہ شعر کہا ہے:

''مزنی وہ ہیں' جن کے وقت کی طرف ہم شام کو جاتے ہیں' جب ہمارے زمانہ میں تاریکی ہو جاتی''۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ حَدَّثَنَا اَبُو عُمَرَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا ابو الْقَاسِم عبيد الله بْنُ

عُمَرَ بْنِ اَحْمَدَ الشَّافِعِيُّ بِالزَّهْرَاءِ قَالَ كَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا شُيُوخُنَا من اهل مصر بِمِصْرَ رَجُلٌ صَالِحٌ يَقُولُونَ اِنَّهُ مِنَ الْاَبْدَالِ فَرَاٰى فِي النَّوْمِ رُؤْيَا فَاَصْبَحَ فَوَقَفَ فِي جامع مصر وَصَاح يَا اهل مِصْرَ اجْتَمِعُوا اِلَيَّ فَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَقَالُوا مَا نَزَلَ بِكَ يَا فُلَانُ قَالَ اَنْتُمْ عَلَى خَطَإٍ كُلُّكُمْ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَتُوبُوا اِلَيْهِ قَالُوا مِم ذَا قَالَ نعم رَاَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنِّي فِي مَسْجِدِكُمْ هَذَا وَكَاَنَّ الْقَنَادِيلَ كُلَّهَا قَدْ اُطْفِئَتْ اِلا قِنْدِيلا وَاحِدًا عِنْدَ بَعْضِ هَذِهِ الْاَعْمِدَةِ الَّتِي كَانَ يَجْلِسُ اِلَيْهَا الْمُزَنِيُّ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ تَعَالَوْا حَتَّى اُرِيَكُمْ اِيَّاهُ فَوَقَفَهُمْ عَلَى الْعَمُودِ الَّذِي كَانَ يجلس اليه المزني فتوا في النَّاسُ اِلَيْهِ وَاسْتَحَبُّوهُ وَعَظُمَتْ حَلْقَتُهُ حَتَّى اَخَذَتْ اَكْثَرَ الْجَامِعِ وَزَالَ مَا فِي قُلُوبِ النَّاسِ من التُّهَمَة لَه

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) شیخ ابوعمر احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ مصر سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ مصر میں ایک نیک شخص تھا' جس کو لوگ ابدال قرار دیتے تھے' اُس نے خواب دیکھا' تو اگلے دن وہ آیا اور جامع مسجد کے پاس آ کر ٹھہر کر بلند آواز میں پکارا: اے اہلِ مصر! تم لوگ میرے پاس آ کر اکٹھے ہو جاؤ! لوگ اُس کے پاس آ کر اکٹھے ہوئے اور اُنہوں نے دریافت کیا: اے فلاں! آپ کے ساتھ کیا معاملہ درپیش ہوا ہے؟ اُس شخص نے کہا: تم سب لوگ ایک غلطی پر ہو! تو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ اُن لوگوں نے دریافت کیا: وہ کیوں؟ اُس نے کہا: جی ہاں! میں نے خواب دیکھا ہے جیسے میں تمہاری اس مسجد میں موجود ہوں اور یہاں کی تمام قندیلیں بجھ گئی ہیں' صرف ایک قندیل نہیں بجھی تھی' جو اس ستون کے پاس موجود تھی' جس کے پاس امام شافعی کے شاگرد امام مزنی بیٹھتے ہیں' آؤ میں تم لوگوں کو وہ جگہ دکھاتا ہوں۔ پھر وہ لوگوں کو اُس ستون کے پاس لے کر گیا' جس کے پاس امام مزنی بیٹھا کرتے تھے' تو لوگوں نے امام مزنی کی طرف رجوع کیا اور اُن سے محبت کرنے لگے اور اُن کا حلقہ زیادہ ہو گیا' یہاں تک کہ جامع مصر کے اکثر حصہ میں اُن کا حلقہ ہوتا تھا اور لوگوں کے دلوں میں وہ اُلجھن ختم ہو گئی' جو اُن پر لگنے والے الزام کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔

وَتُوُفِّيَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ لِسِتٍّ بَقِينَ مِنْ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ

امام مزنی کا انتقال بدھ کے دن ہوا' جب ربیع الاوّل کے چھ دن باقی رہ گئے تھے' یہ 264 ہجری کی بات ہے۔

اَبُو عُثْمَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيّ

ابوعثمان محمد بن محمد بن ادریس شافعی

وَمِنْهُمُ ابْنُ الشَّافِعِيّ وَهُوَ اَبُو عُثْمَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ كَذَا قَالَ قَوْمٌ كُنْيَتُهُ اَبُو عُثْمَانَ وَالصَّحِيحُ عِنْدَنَا اَنَّ كُنْيَتَهُ اَبُو الْحَسَنِ وَكَانَ يَتَفَقَّهُ لاَبِيهِ وَوَلِيَ الْقَضَاءَ بِالشَّامِ تُوُفِّيَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَاَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ وَقِيلَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلاثِينَ وَمِائَتَيْنِ

امام شافعی کے تلامذہ میں سے ایک امام شافعی کے صاحبزادے ابوعثمان محمد بن محمد بن ادریس شافعی ہیں، بعض لوگوں نے ان کی کنیت یہی بیان کی ہے کہ یہ ابوعثمان ہے، جبکہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اُن کی کنیت ابوحسن تھی، اُنہوں نے اپنے والد سے علمِ فقہ حاصل کیا تھا اور وہ شام کے قاضی کے منصب پر فائز رہے تھے، ان کا انتقال 242 ہجری میں ہوا تھا اور ایک قول کے مطابق 232 ہجری میں ہوا تھا۔

عبد العزيز بْنُ عِمْرَانَ

عبدالعزیز بن عمران

وَمِنْهُم عبد العزيز بْنُ عِمْرَانَ بْنِ اَيُّوبَ بْنِ مِقْلاصٍ مَوْلَى خُزَاعَةَ يُكَنَّى اَبَا عَلِيٍّ صَحِبَ الشَّافِعِيَّ وَرَوَى عَنْهُ وَكَانَتْ وَفَاتُهُ بِمِصْرَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَثَلاثِينَ وَمِائَتَيْنِ (۱)

امام شافعی کے تلامذہ میں سے ایک عبدالعزیز بن عمران بن ایوب بن مقلاص ہیں، یہ خزاعہ قبیلہ کے

(۱) ان کے تفصیلی حالات تاج الدین سبکی کی کتاب ''طبقات الشافعیہ الکبریٰ'' میں صفحہ 143/2 میں ہیں۔ اُنہوں نے انہیں امام اور فقیہ کے وصف کے ساتھ ذکر کیا ہے، امام بیہقی نے ان کا تذکرہ ''مناقب الشافعی'' صفحہ 152/2، باب: علم کی فضیلت، اُس کے سیکھنے، اُس کی تعلیم دینے، اُس پر عمل کرنے کی ترغیب کے بارے میں امام شافعی سے جو کچھ منقول ہے میں ربیع مرادی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: میں نے امام شافعی کو شیخ ابوعلی بن مقلاص سے یہ کہتے ہوئے سنا: تم حدیث یاد رکھنا چاہتے ہو اور اس طرح سے فقیہ بھی بننا چاہتے ہو، یہ تو بعید از امکان ہے، امام شافعی کا مقصد یہ نہیں تھا کہ علمِ حدیث سیکھنا ایک کم درجہ کا کام ہے، میں یہ کہتا ہوں (یعنی امام بیہقی یہ کہتے ہیں:) امام شافعی کی اس کے ذریعہ مراد یہ تھی کہ علمِ حدیث کے روایتی طالب علموں کی طرح صرف متن کے الفاظ کو یاد رکھا جائے اور ابواب کو یاد کر کے اُن کا مذاکرہ کیا جائے، یہ ایک وسیع علم ہے، اگر آدمی اس میں مشغول ہو جائے تو بعض اوقات اُس کے لیے علمِ فقہ کو باقاعدہ طور پر سیکھنے کی فراغت نہیں رہتی، ورنہ علمِ فقہ میں جن احادیث کی ضرورت ہوتی ہے اُن کو یاد رکھنا علمِ فقہ کے ہمراہ ضروری ہے ←

آزاد کردہ غلام ہیں' ان کی کنیت ابوعلی تھی' انہوں نے امام شافعی کی شاگردی اختیار کی اور اُن سے روایات نقل کیں' ان کا انتقال مصر میں 234 ہجری میں ہوا۔

کیونکہ اصولِ فقہ کی بنیاد ہی کتاب وسنت پر ہے' باقی توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہوسکتی ہے۔

حافظ ابوعبداللہ' یعنی امام حاکم نیشاپوری' نے اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن راھویہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں ایک مرتبہ امام شافعی کے ساتھ (احادیث کے متون کے بارے میں) مذاکرہ کر رہا تھا تو امام شافعی نے فرمایا: جس طرح تمہیں (احادیث کے متون کثرت کے ساتھ) یاد ہیں' اُس طرح اگر مجھے بھی یاد ہوتے تو میں تمام اہلِ دنیا پر غالب آ جاتا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسحاق حنظلی (اسحاق بن راھویہ) احادیث کو علمِ حدیث کے روایتی طلباء کی طرح زبانی یاد کرتے تھے اور وہ مخصوص ابواب بندی کے ساتھ اُنہیں یاد رکھتے تھے' (اُن احادیث کے متون سے مسائل کے) استنباط اور فقہ کے حوالے سے جو رہنمائی امام شافعی کو حاصل ہوئی' وہ اسحاق بن راھویہ کو حاصل نہیں ہوسکی' جبکہ امام شافعی صرف اُس حدیث کو یاد کرتے تھے جس کی اُنہیں ضرورت پیش آتی تھی اور جس روایت کے بارے میں اُنہیں شبہ لاحق ہوتا تھا وہ اس کے بارے میں اُس کے اہل سے نہیں کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرتے تھے' اُس کا خوف رکھتے تھے اور اپنے دین میں احتیاط کرتے تھے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

عبدالفتاح کہتے ہیں: (امام بیہقی اور امام حاکم نیشاپوری) ان دونوں کے ان قیمتی بیانات میں بہت سے فوائد پائے جاتے ہیں' پہلی بات یہ ہے کہ علمِ حدیث کے روایتی طلباء کے طریقہ پر اس علم کو حاصل کرنے سے فقہ اور حدیث کو (اپنے اندر) جمع کرنا ممکن نہیں ہے' ماسوائے اُس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز عطا کیا ہو' یہی وجہ ہے کہ امام شافعی نے اس بارے میں یہ فرمایا تھا: ارے بھئی! دھیان کرو۔

اور امام بیہقی کے بارے میں اس مفہوم کی وضاحت زیادہ نمایاں اور واضح طور پر ہو جاتی ہے' وہ ایک محدث بھی ہیں اور فقیہ بھی ہیں تو اس حوالے سے اُن کے کلام کو بلند حیثیت حاصل ہوگی اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ اُنہوں نے ابن مقلاص کو کہے گئے امام شافعی کے قول اور اسحاق بن راھویہ کو کہے گئے امام شافعی کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے ایسی وضاحت کی ہے جو ہر شخص کی زبان بند کر دیتی ہے جو فقہاء پر تنقید کرتا ہے اور علمِ حدیث کا روایتی طالب علم ہوتا ہے اور وہ روایتی طالب علم یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ استنباط' فقہ اور احکام میں اجتہاد کا اہل ہے۔

یحییٰ بن معین جو حفظِ حدیث کے حوالے سے امام ہیں اور جرح وتعدیل کے بھی امام سمجھے جاتے ہیں' اُن کو دیکھ لیں! وہ اس مسئلہ کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ کیا حیض والی عورت' مردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے؟ یہاں تک کہ وہ امام احمد بن حنبل کے پاس آتے ہیں تو امام احمد بن حنبل اُنہیں اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور پھر اُن کے سامنے اپنی دلیل ذکر کرتے ہیں جس روایت کے تمام تر طرق یحییٰ بن معین کو زبانی یاد تھے' جیسا کہ ابن رجب کی کتاب ←

يُونُس بن عبد الاعلىٰ الصَّدَفِيُّ

یونس بن عبدالاعلیٰ صدفی

وَمِنْهُم ابو مُوسَى يُونُس بن عبد الاعلى الصَّدَفِيُّ وَكَانَ جَلِيلا نَبِيلا مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ اَدْرَكَ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ وَكَتَبَ عَنْهُ وَرَوَى عَنِ الشَّافِعِيِّ كَثِيرًا وَرَوَى عَنِ

''ذیل طبقات الحنابلہ'' 131/1 پر علیمی کی کتاب ''المنہج الاحمد'' صفحہ 208/2 پر یحییٰ بن مندہ اصبہانی کے حالات میں یہ واقعہ تحریر ہے۔

پھر امام شافعی ہیں جو اسحاق بن راھویہ سے یہ کہتے ہیں: جس طرح تمہیں (احادیث کے متون کثرت کے ساتھ) یاد ہیں اُس طرح اگر مجھے بھی یاد ہوتے تو میں تمام اہلِ دنیا پر غالب آ جاتا۔ تو اس میں اس بات کا بیان موجود ہے کہ امام شافعی فقہ کے حوالے سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اور اسحاق بن راھویہ حفظِ حدیث کے حوالے سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں' لیکن اسحاق بن راھویہ کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ فقہ میں امام شافعی کے مرتبہ تک پہنچ سکیں' اگرچہ امام شافعی نے اُن کے بارے میں یہ اعتراف کیا ہے کہ حفظِ حدیث کے حوالے سے وہ نمایاں فوقیت رکھتے ہیں' لیکن جیسا کہ امام بیہقی نے کہا کہ وہ احادیث کو روایتی ترتیب کے حساب سے یاد رکھتے ہیں' اگرچہ بعض حضرات نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ کچھ لوگ اسحاق بن راھویہ کے فقہی مسلک کے پیروکار تھے لیکن احادیث روایتی طور پر سیکھنا' اُن کو یاد رکھنا اور اُن کا فہم اور اُن کے معانی کا استنباط حاصل کیے بغیر اُنہیں روایت کر دینا (اور بات ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے ہر علم کیلئے اُس کے اہل افراد پیدا کیے ہیں جو علم میں نمایاں حیثیت حاصل کرتے ہیں اور پھر دوسرے لوگوں سے امتیازی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ علم' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا رزق اور عطاء ہے' یہ بہت زیادہ بڑا اور بوجھل ہوتا ہے' ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بھی امام کسی علم کی معرفت کا ارادہ کرے اور پھر ہر علم کی پیشانی کا مالک بن جائے' (یعنی اُس میں بھرپور کمال حاصل کر لے) امام ابوحامد غزالی اور اُن کی پیروی کرتے ہوئے امام ابن قدامہ حنبلی نے اجماع سے متعلق بعض مباحث میں یہ باتیں بیان کی ہیں' جیسا کہ ان دونوں حضرات کی کتابوں ''المستصفی'' (از امام غزالی) اور ''روضۃ الناظر'' (از ابن قدامہ حنبلی) میں یہی مفہوم تحریر کیا گیا ہے کہ کتنے ہی اہلِ علم ایسے ہیں کہ وہ کسی ایک علم میں امام ہوتے ہیں اور کسی دوسرے علم میں عام سی حیثیت رکھتے ہیں۔

امام ابوحامد غزالی نے اپنے رسالہ ''قانون التاویل'' کے آخر میں یہ بات تحریر کی ہے: ''تم یہ بات جان لو کہ علمِ حدیث میں میری جمع پونجی معمولی سی ہے''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔ اس طرح کے کلمات جو تواضع سے بھرپور ہوتے ہیں' اُن جیسا عظیم امام' یکتا محقق' حجۃ الاسلام (یعنی امام غزالی) یہ کلمات اُسی وقت کہہ سکتا ہے جب تک اُس کے اندر عجز اور مسنون اخلاق نہ ہوں (یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا:) ''تم لوگ اپنے ←

ابـن وهـب وروى عَـنـهُ مُـوَطَّـاَ مَالِكٍ اَيْضًا وَقِرَاءَةُ نَافِعٍ مَاْخُوذَةٌ عَنْهُ رَوَاهَا عَن ورش وَعَن قالون وَكَانَ يَرْوِي قِرَاءَةَ حَمْزَةَ اَيْضًا وَهُوَ مِنْ جِلَّةِ الْمِصْرِيِّينَ بِمِصْرَ تُوُفِّيَ بِمِصْرَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ

امام شافعی کے تلامذہ میں ایک شیخ ابوموسیٰ یونس بن عبدالاعلیٰ صدفی ہیں' یہ بڑے جلیل القدر' سمجھدار' علم فقہ' قرآن اور حدیث کے ماہر شخص تھے' انہوں نے سفیان بن عیینہ کا زمانہ پایا ہے اور اُن سے روایات نوٹ کی ہیں' انہوں نے امام شافعی سے بہت سی روایات نوٹ کی ہیں اور ابن وہب سے بھی روایات نوٹ کی ہیں' جبکہ ان سے اُنہوں نے مؤطا امام مالک بھی روایت کی ہے' (علمِ قرأت کے امام) نافع کی قرأت انہی سے ماخوذ ہے' جو انہوں نے ورش اور قالون کے حوالے سے نقل کی ہے' انہوں نے حمزہ کی قرأت بھی روایت کی ہے' یہ مصر میں اہلِ مصر کے جلیل القدر افراد میں سے ایک تھے' ان کا انتقال مصر میں 264 ہجری میں ہوا۔

بَحْرُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَابِقٍ الْخَوْلانِيّ

بحر بن نصر بن سابق خولانی

وَمِـنْـهُم بَحْرُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَابِقٍ الْخَوْلانِيُّ مَوْلًى لبنى سعد من خولان يكنى اَبَا عبد الله صَـحِـبَ الشَّافِعِيَّ وَاَخَذَ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ فَقِيهًا وَكَانَ رَجُلا صَالِحًا عِنْدَهُ كُتُبُ الزُّهْدِ عَنْ اَسَدِ بْـنِ مُـوسَـى وَغَيْـرِهِ وَكَتَبَ ابْنُ وَهْبٍ تُوُفِّيَ بِمِصْرَ لَيْلَةَ الاثْنَيْنِ لِثَمَانٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ سَبْعٍ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ وَصَلَّى عَلَيْهِ اَخُوهُ اِدْرِيس بن نصر

امام شافعی کے اُن شاگردوں میں سے ایک شیخ بحر بن نصر بن سابق خولانی ہیں' جو خولان قبیلہ کی شاخ

دنیاوی اُمور کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہو گے''۔

کیا آپ نے اجتہاد کے اُن دعویداروں کو دیکھا ہے؟ جو ہر کونے سے دعویٰ کرتے نظر آتے ہیں' ان میں سے کون حقیقتِ واقعی کے مطابق انصاف کرتا ہے اور اپنی ذات کے بارے میں اُس چیز کا اس طرح سے ذکر کرتا ہے جس کے بارے میں وہ نمایاں علم نہیں رکھتا' لیکن (کسی شاعر نے کہا ہے:)

''اللہ تعالیٰ نے علوم کیلئے الگ افراد پیدا کیے ہیں اور کچھ ایسے افراد پیدا کیے ہیں جن کا مقصد شور کرنا اور دعویٰ کرنا ہوتا ہے''۔

بنوسعد کے آزاد کردہ غلام تھے' ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی' یہ امام شافعی کے ساتھ رہے اور اُن سے استفادہ کیا' لیکن یہ علمِ فقہ کے ماہر نہیں تھے' یہ نیک آدمی تھے' ان کے پاس اسد بن موسیٰ اور دیگر حضرات کے حوالے سے منقول زہد سے متعلق کچھ تحریریں تھیں' اس کے علاوہ انہوں نے ابن وہب سے بھی کچھ روایات نوٹ کی تھیں' ان کا انتقال مصر میں 8 شعبان المعظم 267 ہجری میں ہوا' ان کے بھائی ادریس بن نصر نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الْوَزِيرِيُّ

احمد بن یحییٰ وزیری

وَمِنْهُم اَبُو عبد الله اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الْوَزِيرِيُّ مَوْلًى لِتُجِيبَ رَوَى عَنِ الشَّافِعِيِّ وَصَحِبَهُ وَلَمْ يَرْوِ عَنْهُ اِلا مسَائِل توفى بِمصْر فى شَوَّال سنة خمس وَمِائَتَيْنِ

امام شافعی کے اُن شاگردوں میں سے ایک شیخ ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ الوزیری ہیں' یہ تجیب کے آزاد کردہ غلام ہیں' انہوں نے امام شافعی سے روایات نقل کی ہیں' یہ امام شافعی کے ساتھ رہے ہیں البتہ انہوں نے امام شافعی کے حوالے سے صرف مسائل روایت کیے ہیں' ان کا انتقال مصر میں' شوال المکرم 205 ہجری میں ہوا۔

الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيّ

ربیع بن سلیمان مرادی

وَمِنْهُمْ اَبُو مُحَمَّدٍ الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بن عبد الجبار بْنِ كَامِلٍ الْمُرَادِيُّ مَوْلًى لَهُمْ الْمُؤَذِّنُ كَانَ يُؤَذِّنُ فِى الْجَامِعِ الْاَكْبَرِ اِلَى اَنْ مَاتَ لَا يُوذن احد فى المنارة قبله صَحِبَ الشَّافِعِيَّ طَوِيلا وَاَخَذَ عَنْهُ كَثِيرًا وَخَدَمَهُ وَكَانَتِ الرِّحْلَةُ اِلَيْهِ فِي كُتُبِ الشَّافِعِيِّ وَكَانَتْ فِيهِ سَلامَةٌ وَغَفْلَةٌ وَلَمْ يَكُنْ مُتَيَقِّظًا وَلا قَائِمًا بِالْفِقْهِ تُوُفِّيَ بِمِصْرَ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ سبعين وَمِائَتَيْنِ

امام شافعی کے اُن شاگردوں میں ایک شیخ ابومحمد ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار بن کامل مرادی ہیں' جو اُن لوگوں کے آزاد کردہ غلام ہیں' یہ مؤذن ہیں' جو جامع اکبر میں اذان دیا کرتے تھے اور مرتے دم تک یہ خدمت انجام دیتے رہے' ان سے پہلے کسی نے بھی مینارہ میں اذان نہیں دی تھی' یہ طویل عرصہ امام شافعی کے ساتھ رہے اور انہوں نے امام شافعی سے بہت زیادہ استفادہ کیا' یہ امام شافعی کی خدمت بھی کرتے رہے'

امام شافعی کی تحریریں نوٹ کرنے کے حوالے سے لوگ ان کی طرف سفر کر کے جایا کرتے تھے ان میں کچھ سلامتی اور کچھ غفلت پائی جاتی ہے یہ بیدار مغز اور فقہ کے ماہر نہیں تھے ان کا انتقال مصر میں شعبان المعظم 270 ہجری میں ہوا۔

اَشهب بن عبد العزيز

اشہب بن عبدالعزیز

وَمِنْهُم اَشهب بن عبد العزيز كَانَتْ سِنُّهُ وَسِنُّ الشَّافِعِيِّ قَرِيبًا مِنْ قَرِيبٍ وَكَانَا يَتَصَاحَبَانِ اِذْ قَدِمَ الشَّافِعِيُّ مِصْرَ وَيَتَذَاكَرَانِ الْفِقْه وَهُوَ اَشهب بن عبد العزيز بْنِ دَاوُدَ الْقَيْسِيُّ ثُمَّ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ الْجَعْدِيُّ يُكَنَّى اَبَا عَمْرٍو وَاسْمُهُ مِسْكِينٌ وَاَشْهَبُ لَقَبٌ غلب عَلَيْهِ كَانَ فَقِيها نبيلا حسن المنظر وَكَانَ من المالكيين والمتحقعين بِمَذْهَبِ مَالِكٍ وَكَانَ كَاتِبَ خَرَاجِ مِصْرَ تُوُفِّيَ فِي رَجَبٍ (۱) سَنَةَ اَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ وَفِيهَا مَاتَ الشَّافِعِيُّ وَكَانَ بَيْنَ مَوْتَيْهِمَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا اَوْ نَحْوهَا ذكر اَبُو الْقَاسِمِ عبيد الله بْنُ عُمَرَ بْنِ اَحْمَدَ الشَّافِعِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ دَخَلْتُ اِلَى مِصْرَ فَلَم ار افقه من اَشهب بن عبد العزيز

امام شافعی کے اُن شاگردوں میں ایک شیخ اشہب بن عبدالعزیز ہیں ان کی اور امام شافعی کی عمر تقریباً آس پاس تھی یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رہے جب امام شافعی مصر تشریف لائے تو یہ دونوں فقہی مسائل میں ایک دوسرے کے ساتھ مذاکرہ کیا کرتے تھے یہ اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیسی ثم عامری ثم جعدی ہیں ان کی کنیت ابوعمرو ہے اور ان کا نام مسکین ہے اشہب ان کا لقب ہے جو ان پر غالب آ گیا (یعنی یہ اسی حوالے سے معروف ہوئے) یہ فقہ کے ماہر تھے سمجھدار تھے غور وفکر کرنے میں عمدہ تھے یہ مالکی فقہ سے تعلق رکھنے والے افراد میں سے ایک تھے جو امام مالک کے مسلک کے بارے میں تحقیقی طور پر علم رکھتے تھے یہ مصر کے خراج کے نگران بھی تھے ان کا انتقال رجب کے مہینہ میں 204 ہجری میں ہوا امام شافعی کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا ان دونوں کے انتقال کے درمیان اٹھارہ دن یا اس کے آس پاس کا فرق ہے۔

---

(۱) شاید یہ شعبان میں ہوا ہو ورنہ یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ امام شافعی کا انتقال رجب کے آخری دن ہوا تھا اور اُن دونوں صاحبان کے انتقال کے درمیان 18 دن کا وقفہ ہے جیسا کہ نسخہ ''د'' کے حاشیہ میں تحریر ہے۔

ابوالقاسم عبیداللہ بن عمر بن احمد شافعی نے اپنی سند کے ساتھ ربیع کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب میں مصر آیا تو میں نے اشہب بن عبدالعزیز سے بڑا فقیہ اور کوئی نہیں دیکھا۔

عبد اللّٰه بن عبد الحكم

عبداللہ بن عبدالحکم

وَمِنهُم عبد الله بن عبد الحكم ابْن اَعْيَنَ بْنِ اللَّيْثِ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَنّى اَبَا مُحَمَّدٍ رَوَى عَنِ الشَّافِعِيّ وَاَخَذَ عَنْهُ وَكَتَبَ كُتُبَهُ لِنَفْسِهِ وَلابْنِهِ مُحَمَّدٍ وَكَانَ مُتَحَقِّقًا بِقَوْلِ مَالِكٍ وَكَانَ صَدِيقًا لِلشَّافِعِيّ وَعَلَيْهِ نَزَلَ اِذْ جَاءَ مِنْ بَغْدَادَ اِلَى مِصْرَ وَعِنْدَهُ مَاتَ الشَّافِعِيُّ وَدُفِنَ فِي وَسَطِ قُبُورِ بَنِي عَبْدِ الْحَكِمِ بِمِصْرَ وَبَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ قُبَّةً وَتُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ اَربع عشرة وَمِائَتَيْنِ (۱)

امام شافعی کے اُن شاگردوں میں سے ایک عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین بن لیث ہیں (لیث نامی صاحب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے' عبداللہ بن عبدالحکم کی کنیت ابومحمد ہے' انہوں نے امام شافعی سے روایات نقل کی ہیں' انہوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے' انہوں نے امام شافعی کی تحریریں اپنے لیے اور اپنے صاحبزادے محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کیلئے نوٹ کی تھیں' یہ امام مالک کے اقوال کے محقق تھے اور امام شافعی کے دوست تھے' جب امام شافعی بغداد سے مصر تشریف لائے تو اُنہوں نے ان صاحب کے ہاں ہی قیام کیا تھا' امام شافعی کا انتقال بھی ان کے ہاں ہوا تھا اور اُنہیں بنوعبدالحکم کی قبروں کے درمیان میں دفن کیا گیا' ان لوگوں نے امام شافعی کی قبر پر ایک قبہ بھی بنوا دیا تھا' شیخ عبداللہ بن عبدالحکم کا انتقال رمضان کے مہینہ میں 214 ہجری میں ہوا۔

مُحَمَّد بن عبد اللّٰه بن عبد الحكم

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم

وَمِنهُم مُحَمَّد بن عبد الله بن عبد الحكم ابْن اَعْيَنَ وَكَانَ فَقِيهًا جَلِيلا نَبِيلا وَجِيهًا فِي زَمَانه اَخذ عَن الشافعي وَصَحبه وَكتب وَكتبه وَكَانَ اَبوهُ عبد الله بن عبد الحكم قَدْ ضَمَّهُ

(۱) ان صاحب کے اس سے زیادہ حالات اس سے پہلے امام مالک کے شاگردوں کے ضمن میں (اصل عربی متن کے صفحہ 98 اور (شاگردوں کی تقسیم کے حوالے سے) نمبر 4 کے تحت گزر چکے ہیں۔

اِلَيْهِ وَاَمَرَهُ اَنْ يُعَوِّلَ عَلَيْهِ وَعَلَى اَشْهَبَ وَكَانَ مُحَمَّدٌ اَقْعَدَ النَّاسِ بِهِمَا قَالَ اَبُو عبيد الله مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْجِيزِىُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عبد الله بن عبد الحكم يَقُولُ سَمِعْتُ مِنَ الشَّافِعِيِّ كِتَابَ اَحْكَامِ الْقُرْآنِ فِي اَرْبَعِينَ جُزْءًا وَكِتَابَ الرَّدِّ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فِي سَبْعَةِ اَجْزَاءٍ قَالَ وَعِنْدَنَا عَنْهُ جزآن فِي السُّنَنِ وَرَوَى عَنِ الشَّافِعِيِّ كِتَابَ الْوَصَايَا وَيَقُولُونَ اِنَّه لم يروه عَن غَيره ولمحمد بن عبد الله بن عبد الحكم رَدٌّ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِيمَا وَقَعَ لَهُ مِنْ خِلافٍ لِلْحَدِيثِ الْمُسْنَدِ (۱) يَنْتَصِرُ بِذَلِكَ لِمَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي عَيْبِ الشَّافِعِيِّ لَهُ فِيمَا تَرَكَ من الْمسند للْعَمَل عِنْده وَتوفى مُحَمَّد ابْن عبد الله بن عبد الحكم فِي ذِى الْقَعْدَةِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ

امام شافعی کے شاگردوں میں سے ایک شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین ہیں' یہ فقیہ تھے' جلیل القدر تھے' سمجھدار تھے' اپنے زمانہ میں نمایاں حیثیت کے مالک تھے' انہوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے' یہ اُن کے ساتھ رہے ہیں' انہوں نے اُن کی تحریریں نوٹ کی ہیں' ان کے والد عبداللہ بن عبدالحکم نے انہیں امام شافعی کی خدمت میں پیش کیا تھا اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ یہ امام شافعی کے ساتھ ہی رہیں اور اشہب کے ساتھ رہیں' تو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم ان دونوں صاحبان کے ساتھ سب سے زیادہ رہنے والے فرد ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی سے کتاب ''احکام القرآن'' کے چالیس اجزاء کی سماعت کی ہے اور کتاب ''الردّ علی محمد بن حسن'' کے سات اجزاء کی سماعت کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس اس کتاب کے دو جزء سنن کی شکل میں موجود ہیں' انہوں نے امام شافعی سے کتاب ''الوصایا'' روایت کی ہے' علماء کا یہ کہنا ہے کہ امام شافعی سے یہ کتاب ان کے علاوہ اور کسی نے نقل نہیں کی ہے۔

شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نامی ان صاحب نے امام شافعی کی تردید میں ایک کتاب نقل کی ہے' یہ

(۱) نسخہ ''ک'' میں یہ الفاظ ہیں: یہ اُن چیزوں کے بارے میں ہے جس میں اُنہوں نے مسند حدیث کو طرق کر دیا تھا اور یہ اُن کے اُس اصول کے برخلاف ہے کہ مسند حدیث کی پیروی کی جائے گی اور اہلِ مدینہ کے عمل کو ترک کر دیا جائے گا''۔

اُن مسائل کے بارے میں ہے جن میں اُن کے سامنے یہ بات آئی کہ ان میں امام شافعی کا مؤقف مرفوع حدیث کے برخلاف ہے' اُنہوں نے اس کتاب میں امام مالک کا دفاع کیا ہے اُن مسائل کے حوالے سے جن میں امام شافعی نے امام مالک پر یہ اعتراض کیا تھا کہ وہ اس بارے میں مستند حدیث کو ترک کر دیتے ہیں اور اہلِ مدینہ کے عمل کو ترجیح دیتے ہیں۔

شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم کا انتقال ذی قعدہ کے مہینہ میں 268 ہجری میں ہوا۔

هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَيْلِي

ہارون بن محمد ایلی

وَمِنْهُمْ هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَيْلِيُّ كَانَ جَلِيلا عَظِيمًا فَقِيهًا صَحِبَ الشَّافِعِيَّ وَاَخَذَ عَنْهُ وَرَوَى عَنْهُ

امام شافعی کے شاگردوں میں سے ایک ہارون بن محمد ایلی ہیں' یہ جلیل القدر' عظمت کے مالک' فقیہ شخص ہیں' یہ امام شافعی کے ساتھ رہے ہیں' انہوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے اور اُن سے روایات نقل کی ہیں۔

هرون بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْهَيْثَمِ

ہارون بن سعید بن ہیثم

وَمِنْهُمْ هرون بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْهَيْثَمِ مَوْلًى لِقَيْسٍ يُعْرَفُ بِالْاَيْلِيِّ اَيْضًا كَانَ جَلِيلا فَقِيهًا نَبِيلا صَحِبَ الشَّافِعِيَّ وَاَخَذَ عَنْهُ وَسَمِعَ مِنْهُ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاَحَدِ لِسِتٍّ خَلَوْنَ مِنْ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ ثَلاثٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ

امام شافعی کے شاگردوں میں سے ایک شیخ ہارون بن سعید بن ہیثم ہیں' جو قیس قبیلہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ایلی کے نام سے معروف ہیں' یہ جلیل القدر فقیہ اور سمجھدار شخص تھے' یہ امام شافعی کے ساتھ رہے' انہوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا اور اُن سے سماع کیا ہے' ان کا انتقال اتوار کے دن چھ ربیع الاوّل 253 ہجری میں ہوا تھا۔

اِبْرَاهِيمُ بْنُ هَرِمٍ

ابراہیم بن ھرم

وَمِنْهُمْ اِبْرَاهِيمُ بْنُ هَرِمٍ وَيُقَالُ ابْنُ الْهَرِمِ الْعَامِرِيُّ كَانَ مِنْ مُلُوكِ مصر مَشْهُورا بِالطَّلَبِ و العناية بِالْعلمِ شَغَلَتْهُ دُنْيَاهُ فَخَفِيَ ذِكْرُهُ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَكَتَبَ كُتُبَهُ

امام شافعی کے شاگردوں میں سے ایک ابراہیم بن ہرم ہیں' ایک قول کے مطابق ان کا نام ابن الھرم العامری ہیں' یہ مصر کے سرکاری اہلکاروں میں سے ایک تھے' علم حدیث کی طلب اور اس کی طرف توجہ کے حوالے سے مشہور ہیں' لیکن دنیاوی معاملات کی مشغولیت کی وجہ سے ان کا تذکرہ پوشیدہ رہ گیا' انہوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا ہے اور اُن کی تحریریں نوٹ کی ہیں۔

عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ

عمرو بن سواد

وَمِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الاسودابْن عَمْرو بن مُحَمَّد بن عبد الله بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي سَرْحٍ الْعَامِرِيُّ يُكَنَّى اَبَا مُحَمَّدٍ تُوُفِّيَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ خَمْسٍ وَاَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ

ان میں سے ایک شیخ عمرو بن سواد بن اسود بن عمرو بن محمد بن عبداللہ بن سعد بن ابوسرح عامری ہیں' جن کی کنیت ابومحمد ہے' ان کا انتقال رجب کے مہینہ میں 245 ہجری میں ہوا۔

بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ

بشر بن بکر

وَمِنْهُمْ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ صَحِبَ الْاَوْزَاعِيَّ وَاَخَذَ عَنْهُ ثُمَّ اَخَذَ عَنِ الشَّافِعِيِّ كثيرا من الْمَسَائِلِ

ان میں سے ایک شیخ بشر بن بکر ہیں جو امام اوزاعی کے شاگرد تھے' انہوں نے امام اوزاعی سے استفادہ کیا' اُس کے بعد امام شافعی سے بہت سے مسائل کا علم حاصل کیا۔

قحزم بن عبد الله بْنِ قَحْزَمٍ الاُسْوَانِيّ

قحزم بن عبداللہ بن قحزم اسوانی

وَمِنْهُم قحزم بن عبد الله بْنِ قَحْزَمٍ الاُسْوَانِيُّ يُكَنَّى اَبَا حَنِيفَةَ وَاَصْلُهُ مِنَ الْقِبْطِ اَقَامَ

بِاُسْوَانَ يُفْتِي بِهَا بِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ صَحِبَ الشَّافِعِيَّ وَاَخَذَ عَنْهُ وَكَتَبَ كَثِيرًا من كتبه وروى عَنْهُ عَشَرَةَ اَجْزَاءٍ فِي السُّنَنِ وَالْاَحْكَامِ تُوُفِّيَ بِاَسْوَانَ سَنَةَ اِحْدٰى وَسَبْعِينَ وَمِائَتَيْنِ

امام شافعی کے اُن شاگردوں میں سے ایک مخرم بن عبداللہ بن مخرم اسوانی ہیں' ان کی کنیت ابوحنیفہ تھی' اصل کے اعتبار سے یہ قبطی ہیں' لیکن انہوں نے اسوان میں اقامت اختیار کی' یہ امام شافعی کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے' یہ امام شافعی کے ساتھ رہے' اُن سے استفادہ کیا' اُن کی بہت سی تحریروں کو نوٹ کیا' انہوں نے سنن اور احکام کے بارے میں امام شافعی سے دس اجزاء روایت کیے ہیں' ان کا انتقال اسوان میں 271 ہجری میں ہوا۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ كَانَ دُخُولُ الشَّافِعِيِّ مِصْرَ مَعَ الْعَبَّاسِ بن مُوسَى بن عِيسَى ابْنِ مُوسَى بن مُحَمَّد بن علی بن عبد الله بن الْعَبَّاس بن عبد المطلب كَانَ اسْتَصْحَبَهُ بِمِصْرَ وَذَلِكَ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ وَاَخَذَ عَنْ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ الْمَذْكُورِينَ من المكيين والبغداديين والمصريين (۱) خَلْقٌ كَثِيرٌ لَا يُحْصَوْنَ كَثْرَةً وَقَدْ ذَكَرَ اَبُو اسمعيل مُحَمَّد بن اسمعيل التِّرْمِذِيُّ مَنْ اَخَذَ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ كُتُبَ الشَّافِعِيِّ وَرَحَلَ اِلَيْهِ فِيهَا مِنَ الْآفَاقِ مائتى رجل (۲)

كَمَلَتْ اَخْبَارُ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالمين

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) امام شافعی' شیخ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے ہاں مصر تشریف لائے تھے' مصر میں امام شافعی نے اُنہیں اپنا ساتھی بنا لیا تھا' یہ 198 ہجری کی بات ہے۔ امام شافعی کے مذکورہ بالا شاگردوں' جن کا تعلق مکہ' بغداد اور بصرہ سے ہے' ان کے علاوہ' اُن سے بہت سی مخلوق نے استفادہ کیا ہے' جن کی کثرت کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ شیخ ابواسماعیل محمد بن اسماعیل ترمذی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ صرف ربیع بن سلیمان سے امام شافعی کی کتابیں نوٹ کرنے والوں اور اُن کی طرف مختلف علاقوں سے آنے والوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔

یہاں امام شافعی کے شاگردوں کے حالات مکمل ہو گئے اور ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

---

(۱) نسخہ ''ک'' اور نسخہ ''ا'' میں اسی طرح ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں ''والبصریین'' تحریر ہے۔

(۲) لفظ ''نحو'' کا اضافہ نسخہ ''ک''، ''ؤ'' اور ''ا'' سے کیا گیا ہے۔

شیخ ابوبکر محمد بن حسن بن درید (۱) نے امام شافعی کا مرثیہ کہتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

بِمُلْتَفَتَيْهِ لِلْمَشِيبِ طَوَالِعُ ...ذَوَائِدُ عَنْ وَرْدِ التَّصَابِي رَوَادِعُ

تَصَرِّفُهُ طَوْعَ الْعَنَانِ وَرُبَّمَا ...دَعَاهُ الصِّبَا فَاقْتَادَهُ وَهُوَ طَائِعُ

وَمَنْ لَمْ يَزِعْهُ لُبُّهُ وَحَيَاؤُهُ ...فَلَيْسَ لَهُ مِنْ شَيْبِ فَوْدَيْهِ وَازِعُ

هَلِ النَّافِرُ الْمَدْعُوُّ لِلْحَظِّ رَاجِعُ ...اَمِ النُّصْحُ مَقْبُولٌ اَمِ الْوَعْظُ نَافِعُ

اَمِ الْهَمْكُ الْمَهْمُومُ بِالْجَمْعِ عَالِمُ ...بِاَنَّ الَّذِي يُوعَى مِنَ الْمَالِ ضائع

وَاَن قصاراه على فرط ظنّه (۲) ...فِرَاقُ الَّذِي اَضْحَى لَهُ وَهُوَ جَامِعُ

وَيَخْمُلُ ذكر الْمَرْءِ بِالْمَالِ بَعْدَهُ ...وَلَكِنَّ جَمْعَ الْعِلْمِ لِلْمَرْءِ رَافِعُ

اَلَمْ تَرَ آثَارَ ابْنِ اِدْرِيسَ بَعْدَهُ ...دَلائِلُهَا فِي الْمُشْكِلاتِ لَوَامِعُ

مَعَالِمُ يَفْنَى الدَّهْرُ وَهِيَ خَوَالِدُ ...وتنخفض الاعلام وهى فوارع

منهاهج فِيهَا للهدى متصرف ...موارد فِيهَا للرشاد شوارع

ظواهرها حكم ومستنبطاتها ...لما حكم التَّفْرِيق فِيهَا جَوَامِعُ

لَرَاْيُ ابْنِ اِدْرِيسَ ابْنِ عَمِّ مُحَمَّدٍ ...ضِيَاءٌ اِذَا مَا اَظْلَمَ الْخَطْبُ سَاطِعُ

اِذَا الْمُعْضَلاتُ الْمُشْكِلاتُ تَشَابَهَتْ ...سَمَا مِنْهُ نُورٌ فِي دُجَاهِنَّ صَادِعُ

---

(۱) اس سے تو ذہن اس بات کی طرف جاتا ہے کہ ابن درید نے امام شافعی کے انتقال کا زمانہ پایا ہے یعنی 204 ہجری کا زمانہ پایا ہے اور پھر امام شافعی کے مرثیہ میں یہ قصیدہ کہا ہے کیونکہ عام عادت یہی ہے کہ کسی کے انتقال کے فوراً بعد میت کا مرثیہ کہا جاتا ہے لیکن یہاں یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ ابن درید 223 ہجری میں پیدا ہوا اور 321 ہجری میں انتقال کیا' تو اُس نے امام شافعی کا جو مرثیہ کہا ہے اُس کا بنیادی مقصد امام شافعی کے محاسن شمار کرنا' اُن کے فضائل کا تذکرہ کرنا اور اُن کے مناقب کو آراستہ کرنا ہے' ابن خلکان کہتے ہیں: اس طرح کی مثال ہم نے دوسرے لوگوں میں بھی دیکھی ہے جیسے امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں کے مرثیے (بعد کے زمانوں میں بھی) کہے گئے ہیں۔

یہ قصیدہ نسخہ ''د''، ''ک'' اور مطبوعہ نسخہ میں ہے' البتہ نسخہ ''د'' اور مطبوعہ نسخہ میں اس کے کچھ اشعار نہیں ہیں' نسخہ ''ا'' میں یہ قصیدہ بالکل ہی نہیں ہے یہاں پر ابن درید کا جو نسب ذکر کیا گیا ہے وہ نسخہ ''ک'' میں اس طرح ہے' جبکہ نسخہ ''د'' اور مطبوعہ نسخہ میں اس سے زیادہ طویل طور پر اُن کا نسب مذکور ہے لیکن میں نے یہاں مختصر کو برقرار رکھا ہے۔

(۲) تمام نسخوں میں لفظ ''ظنہ'' تحریر ہے تو میں نے اسے اُس طرح برقرار رکھا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

اَبَی اللّٰهُ اِلا رَفْعَهُ وَعُلُوَّهُ ...وَلَیْسَ لِمَا یُعْلِیهِ ذُو الْعَرْشِ وَاضِعُ

تَوَخّی الْهُدٰی وَاسْتَنْقَذَتْهُ یَدُ التُّقٰی ...مِنَ الزَّیْغِ اِنَّ الزَّیْغَ لِلْمَرْءِ صَارِعُ

وَلاذَ بِآثَارِ النَّبِیِّ فَحُکْمُهُ ...لِحُکْمِ رَسُولِ اللّٰهِ فِی النَّاسِ تَابِعُ

وَعَوَّلَ فِی اَحْکَامِهِ وَقَضَائِهِ ...عَلَی مَا قَضَی التَّنْزِیلَ وَالْحق ناصع

بطء عَنِ الرَّأْیِ الْمَخُوفِ الْتِبَاسُهُ ...اِلَیْهِ اِذَا لَمْ یخْش لبسا مسارع

وانشاله مَنْشِیَهُ مِنْ خَیْرِ مَعْدِنٍ ...خَلائِقُ هُنَّ الْبَاهِرَاتُ الْبَوَارِعُ

تَسَرْبَلَ بِالتَّقْوٰی وَلِیدًا وَنَاشِئًا ...وَخُصَّ بِلُبِّ الکهل مذهو یافع

وَهُذِّبَ حَتّٰی لَمْ تُشِرْ بِفَضِیلَةٍ ...اِذَا الْتُمِسَتْ اِلا اِلَیْهِ الْاَصَابِعُ

فَمَنْ یَكُ عِلْمُ الشَّافِعِیِّ اِمَامَهُ ...فَمَرْتَعُهُ فِی سَاحَةِ الْعِلْمِ وَاسِعُ

سَلامٌ عَلَی قَبْرٍ تَضَمَّنَ رُوحَهُ ...وَجَادَتْ عَلَیْهِ الْمُدْجِنَاتُ الهوامع

لقد غیبت اثراؤه جسم ماجد ...جَلِیلًا اِذَا الْتَفَّتْ عَلَیْهِ الْمَجَامِعُ

لَئِنْ فَجَّعَتْنَا الْحَادِثَاتُ بِشَخْصِهِ ...وَهُنَّ بِمَا حُکِّمْنَ فِیهِ فَوَاجِعُ

فَاَحْکَامُهُ فِینَا بدور زراهره ...وآثاره فِینَا نُجُوم طوالع

''اُن کے رخساروں پر سفید بال پھوٹ رہے ہیں اور اُن کی زلفوں سے جوانی رخصت ہو رہی ہے' وقت اُن کی حالت کو تبدیل کر رہا ہے' بعض اوقات بچپن اُنہیں بلاتا ہے اور وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے اُس کے پیچھے چل پڑتا ہے جس شخص کا عقلمندی اور شرم کچھ نہ بگاڑ سکے تو اُس کی کنپٹیوں کی سفیدی اُسے کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے' کیا متنفر ہونے والے شخص جس کو دعوت دی گئی ہو اُس کے پاس واپسی کی گنجائش ہے' کیا نصیحت قبول کی جائے گی! یا وعظ نفع دینے والا ہوگا! یا پھر تمہاری تمام تر توجہ کا مرکز دنیا اکٹھی کرنا ہوگا کہ اُس مال کو جسے اکٹھا کیا جائے تو بھی وہ آخرکار ضائع ہو جاتا ہے' آدمی کے گمان کے مطابق اُس کے انجام وہ جدائی ہے جو واضح نظر آ رہی ہے اور آدمی پھر بھی اُسے جمع کرنے میں لگا ہوا ہے' مال کے حوالے سے جب آدمی کا تذکرہ ہوتا ہے تو اُس کے بعد وہ ذکر ختم ہو جاتا ہے لیکن علم کو اکٹھا کرنا آدمی کیلئے سربلندی کا باعث ہوتا ہے' کیا آپ نے ابن ادریس (یعنی امام شافعی) کے احوال و آثار کو نہیں دیکھا ہے کہ اُن کے دلائل پیچیدہ صورتِ حال میں روشنی کی حیثیت رکھتے ہیں' زمانہ نشانات کو ختم کر دیتا ہے لیکن وہ (یعنی امام شافعی کے آثار) ہمیشہ رہیں گے ہر نشان ختم ہو جاتا ہے لیکن وہ (یعنی امام شافعی کے آثار) برقرار رہیں گے'

وہ آثار ایسے راستے ہیں جن میں ہدایت ورہنمائی پائی جاتی ہے اور ایسے گھاٹ ہیں جن میں سمجھداری کے راستے موجود ہیں اُن کا ظاہر حکم (یعنی فیصلہ) ہے اور اُن کی استنباط کی ہوئی باتیں جمع کرنے والی ہیں' اُن باتوں کو جن میں جدائی کا حکم دیا گیا ہے' یہ ابن ادریس (یعنی امام شافعی) کی رائے ہے جو حضرت محمد ﷺ کے چچا کی اولاد میں سے ہیں' اس میں روشنی پائی جاتی ہے اور جب تاریکیاں موجود ہوں تو ان میں چمک ہے' جب پیچیدہ اور مشکل مسائل اشتباہ کا باعث بنتے ہیں تو امام شافعی کی طرف سے ایک نور بلند ہوتا ہے جو اُن تاریکیوں میں چمک رہا ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ کو صرف اُن کی رفعت اور سربلندی منظور ہے اور عرش والی ذات جسے سربلند کردے اُسے کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا' اُنہوں نے ہدایت کے راستہ کو اختیار کیا اور پرہیزگاری کے ہاتھ میں اُنہیں بھٹکنے سے محفوظ رکھا' بھٹکنا تو آدمی کو پچھاڑ کے رکھ دیتا ہے' اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے آثار کی پناہ حاصل کی تو اُن کا دیا ہوا فیصلہ لوگوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے دیئے ہوئے فیصلے کا تابع ہے' اُنہوں نے حکم بیان کرتے ہوئے اور شرعی فیصلہ دیتے ہوئے اُس چیز پر بنیاد قائم کی ہے جو قرآن میں نازل ہوئی ہے اور حق اُس میں واضح ہے' اُنہوں نے اپنی رائے نہیں دی جس میں التباس کا اندیشہ ہوتا ہے اور جب آدمی کو التباس کا اندیشہ نہ ہو تو آدمی اس بارے میں جلدی کرتا ہے' جب اُن کا ذکر ہوگا تو علم کے سمندر بہنے لگیں گے اور اُن کی طرف سے علم کے مرکزی چشمے پھوٹتے ہیں اُن کو پیدا کرنے والے نے اُن کی نشوونما بہترین معدن میں کی ہے اور اُن کے اخلاق واضح اور روشن ہیں' اُنہوں نے پرہیزگاری کا لباس کمسنی اور جوانی میں اوڑھ لیا تھا اور جب وہ جوان تھے تب بھی ادھیڑ عمروں کی عقلمندی کے ساتھ مخصوص تھے' اُن کی آرائش یوں ہوئی کہ فضیلت اُنہی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور جب تلاش کی جاتی ہے تو اُنگلی اُنہی کی طرف جاتی ہے تو امام شافعی کا علم جس شخص کا امام ہوگا اُس کا چرنا علم کے کھلے میدان میں ہوگا' اُس قبر پر سلام ہو! جس میں اُن کی روح موجود ہے اور اُن پر رحمتوں کی بارش ہوتی رہے' اُس قبر نے ایک بزرگ جسم کو اپنے اندر سمو لیا ہے جو جلیل القدر ہے' جس میں تمام خوبیاں سمٹ آئی تھیں' اگر حادثات اُن کی شخصیت کے حوالے سے ہمیں تکلیف دیتے ہیں تو اُن کے بارے میں جو فیصلہ ہوا ہے وہ تکلیف دہ ہے' امام شافعی کے بیان کردہ احکام ہمارے درمیان چمکتے ہوئے چودھویں کے چاند ہیں اور اُن کے آثار ہمارے درمیان طلوع ہوئے ستارے ہیں''۔

☆☆☆☆☆

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَعَلٰی آلِہٖ اَجْمَعِینَ وَاَذْکُرُ فِی ھٰذَا الْجُزْءِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بَعْضَ مَا حَضَرَنِی ذِکْرُہٗ مِنْ اَخْبَارِ اَبِی حَنِیفَۃَ وَفَضَائِلِہٖ وَذِکْرِ بَعْضِ من اثنی عَلَیْہِ وحمدہ ونبدا بِمَا طُعِنَ فِیہِ عَلَیْہِ لِرَدِّہٖ بِمَا اَصَّلَہٗ لِنَفْسِہٖ فی الْفِقْہ ورد بذلك اَخْبَارِ الآحَادِ الثِّقَاتِ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِی کتاب اللہ وَمَا اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلَیْہِ دَلِیلٌ عَلٰی ذٰلِكَ الْخَبَرِ وَسَمَّاہُ الْخَبَرَ الشَّاذَّ وَطَرَحَہٗ وَکَانَ مَعَ ذٰلِكَ اَیْضًا لَا یَرَی الطَّاعَاتِ وَاَعْمَالَ الْبِرِّ مِنَ الایمَانِ فَعَابَہٗ بِذٰلِكَ اَھْلُ الْحَدِیثِ فَھٰذَا الْقَوْلُ یستوعب معنی مالیح بِہٖ مَنْ طَعَنَ عَلَیْہِ مِنْ اَھْلِ الْاَثَرِ

اللہ تعالیٰ کیلئے ہر طرح کی حمد مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نازل کرے جو انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور اُن کی تمام آل پر بھی (درود نازل کرے!)

اگر اللہ نے چاہا تو میں اس جزء میں امام ابوحنیفہ کے احوال اور فضائل کے بارے میں وہ روایات ذکر کروں گا جو مجھے معلوم ہیں اور بعض اُن افراد کا تذکرہ کروں گا جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف و توصیف کی ہے اور کچھ وہ باتیں بھی نقل کروں گا جن کے حوالے سے امام صاحب پر طعن کیا گیا ہے کہ اُنہوں نے کچھ چیزوں کو فقہ میں اپنے مقرر کردہ اصولوں کی وجہ سے قبول نہیں کیا اور بہت سی ثقہ اخبارِ آحاد کو بھی قبول نہیں کیا جبکہ اُس روایت کا حکم اللہ کی کتاب میں مذکور نہ ہو یا اُس پر اُمت کا اتفاق نہ ہو جو اُس روایت کیلئے دلیل بن سکتا ہو وہ ایسی روایت کو خبر شاذ قرار دے کر ایک طرف کر دیتے ہیں۔

اس کے ساتھ وہ طاعات اور نیک اعمال کو ایمان کا حصہ نہیں سمجھتے ہیں اس وجہ سے محدثین نے اُن پر تنقید کی ہے اور یہ ایک ایسا مؤقف ہے جس کی وجہ سے محدثین کی تنقید اُن کے حوالے سے سخت ہو جاتی ہے۔

وَقد اثنی عَلَیْہِ قوم کثیر لفہمہ ویقظتہ وَحُسْنِ قِیَاسِہِ وَوَرَعِہِ وَمُجَانَبَتِہِ السَّلاطِیْنِ فَنَذْکُرُ فِی ھَذَا الْکتاب عیونا من المعینین (۱) جَمِیعًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ وَھُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیل (۲)

اس کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اُن کی سمجھداری' ذہانت' قیاس میں عمدگی' پرہیزگاری' حکام سے لاتعلقی کے حوالے سے اُن کی تعریف بھی کی ہے' تو ہم اس کتاب میں ان دونوں پہلوؤں کے حوالے سے بنیادی روایات ذکر کریں گے' اگر اللہ نے چاہا! وہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

☆☆☆☆☆

(۱) نسخہ ''ذ''،''ک''،''ا'' اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح ہے: ''المعینین'' اور یہ غلط ہے' یہاں دونوں معانی سے مراد اُن پر تعریف اور اُن پر تنقید ہے۔

(۲) مؤلف' یعنی حافظ امام ابن عبدالبر نے اپنی نفع بخش اور لاجواب کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ وما ینبغی فی روایتہ وحملہ'' صفحہ 148/2 سے 181/2 تک ''باب: اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کسی اصل کے بغیر رائے دینے یا گمان بیان کرنے یا قیاس کرنے کی بنیاد پر کوئی قول دینے کی مذمت کے بارے میں جو کچھ منقول ہے'' اس باب میں اُنہوں نے امام ابوحنیفہ پر تنقید کے حوالے سے کچھ محدثین کے اقوال نقل کرنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے:

''ابوعمر (یعنی ابن عبدالبر) کہتے ہیں: محدثین نے امام ابوحنیفہ کی مذمت میں افراط سے کام لیا ہے اور اس بارے میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں اور اُن کے نزدیک اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے آثار میں رائے اور قیاس کو شامل کیا اور ان دونوں (یعنی رائے اور قیاس) کا انکار کیا' حالانکہ اکثر اہلِ علم یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی روایت مستند طور پر ثابت ہو جائے تو پھر قیاس اور غور وفکر باطل ہو جاتے ہیں' اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کی جو تردید کی ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کسی احتمال رکھنے والی تاویل کی وجہ سے چند اخبار آحاد کو قبول نہیں کیا' حالانکہ اُن کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور اُن لوگوں نے اس بارے میں اُن کی پیروی کی ہے جو اُن کی مانند تھے' اُن چیزوں کے بارے میں جو اُنہوں نے اپنی رائے کے ساتھ بیان کی ہیں' اس حوالے سے جو چیز پائی گئی اُس میں زیادہ نمایاں وہ چیز ہے جس کی پیروی اُن کے شہر کے افراد کیا کرتے تھے جیسا کہ ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دیگر شاگرد ہیں' لیکن امام ابوحنیفہ اور اُن کے شاگردوں نے اس بارے میں زیادہ غور وخوض سے کام لیا کہ جو نئے پیش آمدہ مسائل ہیں' اُن کا حل کیا ہوگا؟ اُنہوں نے ان کے جوابات اپنی رائے اور استحسان کی روشنی میں دیئے تو پھر اُن کے اقوال کئی معاملات میں اسلاف کے برخلاف ہو گئے' اور اُن کے مخالفین کے نزدیک یہی بات قابلِ طعن قرار پائی۔

میرے علم کے مطابق ہر اہلِ علم کسی آیت کے بارے میں کوئی مخصوص تاویل ضرور کرتا ہے' یا سنت کے بارے میں ←

بَابُ ذِكْرِ مَوْلِدِ اَبِي حَنِيفَةَ وَنَسَبِهِ وَسِنِّهِ رَحِمَهُ اللّٰه

باب: امام ابوحنیفہ کی پیدائش' اُن کے نسب اور اُن کی عمر کا تذکرہ

حَدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَبُو بَكْرِ ابْنُ اَبِي خَيْثَمَةَ قَالَ

اُس کا کوئی مخصوص مسلک ہوتا ہے اور اپنے اُس مسلک کی وجہ سے وہ کسی دوسری سنت کو قبول نہیں کرتا جس کی وجہ کوئی تاویل ہوتی ہے یا دوسری سنت کے منسوخ ہونے کا دعویٰ ہوتا ہے' البتہ یہ باتیں امام ابوحنیفہ کے حوالے سے بہت زیادہ پائی گئیں اور دوسرے لوگوں میں یہ چیزیں کم پائی گئی ہیں۔

یحییٰ بن سلام نے یہ بات ذکر کی ہے کہ میں نے ابراہیم بن اغلب کی محفل میں عبداللہ بن غانم کو سنا' اُنہوں نے لیث بن سعد کے حوالے سے یہ بات بیان کی کہ لیث بن سعد فرماتے ہیں: میں نے امام مالک کے ستر ایسے مسائل (یعنی فتاویٰ) شمار کیے ہیں جو سب کے سب نبی اکرم ﷺ کی سنت کے برخلاف ہیں اور اُن میں امام مالک نے اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیا ہے' میں نے اُنہیں نصیحت کرنے کیلئے اس حوالے سے ایک خط بھی لکھا ہے''۔

ابوعمر (یعنی ابن عبدالبر) کہتے ہیں: علماءِ اُمت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول کسی حدیث کو' جو مستند طور پر ثابت ہو' اُسے کسی اُس جیسی روایت کی بنیاد پر اُس کے منسوخ ہونے یا اجماع کی وجہ سے قبول نہ کیا ہو' یا کسی ایسے عمل کی وجہ سے جس کی وجہ سے اُس کو قبول کرنا لازم ہو' یا اُس کی سند میں کوئی طعن موجود ہو۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اُس کا عادل ہونا ساقط ہو جائے گا' چہ جائیکہ اُسے امام بنایا جائے' ایسے شخص کے لیے تو لفظ ''فاسق'' استعمال کرنا لازم ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔

کچھ لوگوں نے امام ابوحنیفہ پر عقیدۂ ارجاء کا الزام لگایا ہے حالانکہ اہلِ علم میں بہت سے افراد ایسے ہیں جن کی طرف عقیدۂ ارجاء کی نسبت کی گئی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ مراد نہیں ہوتا کہ وہ اس بارے میں قبیح مؤقف رکھتا ہے' جس طرح امام ابوحنیفہ کی امامت کے حوالے سے اُن کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے' ان سب باتوں کے ہمراہ امام ابوحنیفہ سے حسد بھی کیا گیا اور اُن کی طرف وہ باتیں بھی منسوب کی گئیں جو اُن میں نہیں تھیں اور اُن کی طرف وہ اقوال منسوب کیے گئے ہیں جو اُن کے لائق نہیں تھے' لیکن علماء کی ایک جماعت نے اُن کی تعریف بھی کی ہے اور اُن کی فضیلت کا اعتراف بھی کیا ہے۔

اگر ہمیں گنجائش نصیب ہوئی تو ہم اُن کے فضائل اکٹھے کریں گے' اس کے علاوہ امام مالک کے فضائل بھی اکٹھے کریں گے' امام شافعی' سفیان ثوری اور امام اوزاعی کے فضائل بھی اکٹھے کریں گے' اس حوالے سے ایک کتاب ہے جو مختلف علاقوں کے ائمہ کے حالات کے بارے میں ہوگی اور ہم کافی عرصہ سے اُس کا مواد اکٹھا کر رہے ہیں۔ ←

سَمِعْتُ اَبِی یَقُولُ اَبُو حَنِیفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ

عبدالوارث بن سفیان نے اپنی سند کے ساتھ ابوبکر بن ابوخیثمہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام ابوحنیفہ کا نام نعمان بن ثابت تھا۔

قَالَ اَبُو بَکْرٍ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ یَزِیدَ یَقُولُ اَبُو حَنِیفَةَ مَوْلَی بَنِی تیم الله بن ثَعْلَبَة

ابوبکر بن ابوخیثمہ بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن یزید کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام ابوحنیفہ' بنوتیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام تھے (یا بنوتیم کے ساتھ نسبتِ ولاء حاصل تھا)۔

اُس کے بعد حافظ ابن عبدالبر نے علماء کے کچھ اقوال ذکر کیے ہیں' جن میں اُن حضرات نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے' اُس کے بعد ابن عبدالبر کہتے ہیں:

''ابوعمر (یعنی ابن عبدالبر) کہتے ہیں: جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے روایات نقل کی ہیں اُنہیں ثقہ قرار دیا ہے' اُن کی تعریف کی ہے' وہ اُن لوگوں سے تعداد میں زیادہ ہیں جنہوں نے اُن کے بارے میں کلام کیا ہے اور محدثین میں سے جن لوگوں نے اُن کے بارے میں کلام کیا ہے اُن میں سے زیادہ تر کا اعتراض یہی ہے کہ وہ رائے' قیاس اور ارجاء میں بہت زیادہ اشتغال رکھتے تھے۔

یہ بات کہی جاتی ہے کہ گزرے ہوئے زمانوں میں کسی آدمی کی عقل وفہم پر اس بات سے استدلال کیا جاتا تھا کہ اُس کے بارے میں لوگوں میں کتنا اختلاف پایا جاتا ہے' لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ اُن کے بارے میں دو مستقل گروہ ہو گئے' جو ہلاکت کا شکار ہوئے' کچھ محبت کرنے والے تھے جو افراط کا شکار ہوئے اور کچھ بغض رکھنے والے ہیں جو تفریط کا شکار ہو گئے' اہلِ فہم کی یہی صفت ہوتی ہے اور جو شخص دین اور فضیلت میں بلند مرتبہ تک پہنچا ہو (اُس کے ساتھ یہی ہوتا ہے) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

اُس کے بعد ابن عبدالبر (اپنی کتاب ''العلم'' کے) باب: بعض علماء کا ایک دوسرے کے بارے میں رائے دینے کا حکم' صفحہ 152/2 سے صفحہ 162 تک تحریر کرتے ہیں: جلیل القدر ثقہ اور سردار ائمہ کا ایک دوسرے کے بارے میں ایسا قول جس میں یہ لازم ہے کہ اُن کے بارے میں اس قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا اور اس پر بنیاد قائم نہیں کی جائے گی' جو شخص اُن کے حالات کا حافظ نہ ہو' البتہ کچھ چیزوں کا معاملہ مختلف ہے' اس طرح کے اقوال حسد' فضولیات' غصب اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی وجہ سے ہوتے ہیں' جو شخص اُن کے فضائل کو چھوڑ کر اور اُن کے مناقب کو ترک کر کے ان باتوں کو نقل کرتا ہے' وہ توفیق سے محروم ہو جاتا ہے' غیبت میں داخل ہو جاتا ہے اور راستہ سے ہٹ جاتا ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اُن لوگوں میں شامل کرے جو اقوال کو سنتے ہیں اور پھر اُن میں سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں''۔ اُن کا کلام ختم ہوا جو تصحیح شدہ ہے کیونکہ مطبوعہ نسخہ میں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

قَالَ احمد بن زهير وَاَخْبَرَنَا الْمَدَائِنِيُّ قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ

احمد بن زہیر بیان کرتے ہیں: مدائنی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے ساتھ نسبتِ ولاء حاصل تھی۔

وَحَدَّثَنَا اَبُو الْعَاصِي (۱) حَكَمُ بْنُ مُنْذِرِ بْنِ سعيد بن عبد الله رَحِمَه الله قَالَ انا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ الْمَكِّيُّ الصَّيْدَلانِيُّ بِمَكَّةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ (۲) قَالَ نا اَبُو

(۱) نسخہ ''د'' اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح ''ابو العاصی'' ہے اور یہی درست ہے جبکہ نسخہ ''ک'' اور ''ا'' میں ''ابو القاصی'' ہے اور یہ تحریف ہے۔ اہلِ اُندلس کے حالات میں یہ چیز عام ہے کہ جس شخص کا نام حکم ہو اُس کی کنیت ابوالعاصی ہوتی ہے جیسا کہ ان کے حالات کے آخر میں' میں عنقریب یہ اشارہ کروں گا۔

حکم بن منذر نامی یہ صاحب جو ہیں' ان کے حالات علامہ ابن بشکوال نے اپنی کتاب ''الصلہ'' کے صفحہ 148/1 پر تحریر کیے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں:

یہ حکم بن منذر بن سعید بن عبداللہ ہیں' ان کا تعلق قرطبہ سے ہے' ان کی کنیت ابوالعاصی ہے' یہ قاضی الجماعت منذر بن سعید کے ہاں پیدا ہوئے' انہوں نے اپنے والد' ابوعلی بغدادی یعنی ابوعلی القالی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں' انہوں نے مشرق کا سفر کیا اور مکہ میں شیخ ابویعقوب بن دخیل اور دیگر حضرات سے استفادہ کیا' ان سے ابوعمر بن عبدالبر' ابوعمر بن سمیق' بشکلاوی اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں' یہ معرفت اور سمجھ بوجھ والے شخص تھے' ان کا ذہن تیز تھا' ادبیات میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا' یہ ایک طویل عرصہ تک طلیطلہ میں مقیم رہے اور ان کا انتقال 420 ہجری کے آس پاس سالم نامی شہر میں ہوا''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

شیخ ابن بشکوال نے اپنی اس کتاب میں حکم نامی راویوں کے حالات ذکر کیے ہیں' یہ پانچ ہیں' اُن میں سے ایک حکم بن منذر ہیں' اُن سب کی کنیت ابوالعاصی ہے' اس کنیت کے اس نام کے ساتھ ہونے سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ اُن کے نزدیک ہر ''حکم'' ابوالعاصی یا ابوالعاص ہوتا ہے جس طرح اُن کے ہاں ہر ''عمر'' نامی شخص کی کنیت ابوحفص ہوتی ہے اور ہر ''یوسف'' نامی شخص کی کنیت ابوالحاسن ہوتی ہے اور شاذ ہی کبھی ایسا ہوتا ہے (کہ ایسا نہ ہو)۔

(۲) یہ حافظ الحدیث اور محدث ہیں جو ابن دخیل کے نام سے مشہور ہیں' تقی الدین فاسی نے اپنی کتاب ''العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین'' یعنی مکہ مکرمہ کی تاریخ میں صفحہ 482/7 پر ان کے حالات تحریر کیے ہیں اور مطبوعہ کتاب میں ان کے حالات میں سے کچھ کلمات رہ گئے ہیں جو اصل مخطوطہ میں موجود ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں:

یوسف بن احمد بن یوسف بن دخیل صیدلانی' ابویعقوب مکی ہیں' انہوں نے ابوجعفر عقیلی سے اُن کی کتاب ←

علی عبد اللّٰہ بْنُ اَبِی رَجَاءٍ قَالَ نَا اَبُو زُرْعَةَ الدِّمَشْقِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نُعَیْمٍ الْفَضْلَ بْنَ دُکَیْنٍ یَقُولُ وُلِدَ اَبُو حَنِیفَةَ سَنَةَ ثَمَانِینَ وَتوفی سنة خمسین وَمِائَة

شیخ ابونعیم فضل بن دکین بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ 80 ہجری میں پیدا ہوئے اور اُن کا انتقال 150 ہجری میں ہوا۔

''الضعفاء'' روایت کی ہے اور ان سے ...... ان سے ابوعبداللہ محمد بن احمد قزوینی نے روایات نقل کی ہیں...... ان کا انتقال 388 ہجری میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔'' اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

امام ذہبی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں صفحہ 1020/3 میں انہیں ''مسند مکہ'' کا لقب دیا ہے جبکہ ''سیر اعلام النبلاء'' میں صفحہ 27/17 پر انہیں ''محدثِ مکہ'' قرار دیا ہے۔ ''تاریخ الاسلام'' میں 388 ہجری میں انتقال کرنے والی شخصیات کے ضمن میں اُن کے حالات میں یہ بات تحریر کی ہے: انہوں نے کتاب ''سیرتِ ابوحنیفہ'' تحریر کی تھی۔

ہمارے استاد علامہ زاہد الکوثری نے اپنی کتاب ''التانیب'' صفحہ 3 3 اور اپنی کتاب ''فقہ اھل العراق'' صفحہ 53 سے 83 تک اس بارے میں تحریر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

''شیخ ابویعقوب یوسف بن احمد صیدلانی مکی جو حافظ الحدیث ہیں اور ابن دخیل مصری کے نام سے معروف ہیں یہ عقیلی کے شاگرد ہیں اور اُنہوں نے عقیلی سے روایات نقل کی ہیں اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے مناقب کے بارے میں ایک کتاب تحریر کی ہے جس میں اُنہوں نے عقیلی کی امام ابوحنیفہ پر تنقید کی تردید کی ہے جب حکم بن منذر نے مکہ میں ابن دخیل سے اس کتاب کا سماع کیا تو ابن عبدالبر نے حکم بن منذر سے اس کتاب کو سنا اور اپنی کتاب ''الانتقاء'' میں زیادہ تر اسی کتاب کے حوالے سے امام ابوحنیفہ کے حالات میں اُن کے مناقب کے بارے میں روایات تحریر کی ہیں۔

ابن دخیل نے یہ کتاب اس لیے تحریر کی اور وہ یہ کام کرنے پر اس لیے مجبور ہوئے کیونکہ اُن کی پرہیزگاری نے اُس چیز کی پیروی سے انکار کر دیا جو عقیلی نے امام ابوحنیفہ کے حالات کے ضمن میں اپنی کتاب ''الضعفاء'' میں تحریر کیا ہے اور عقیلی سے اس کتاب کو روایت کرنے میں ابن دخیل منفرد ہیں۔ ابن دخیل امام ابوحنیفہ کے مسلک کے پیروکار نہیں تھے کہ اُن کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا کہ اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کیلئے جگہ بنانے کی کوشش کی ہے پھر اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں تمام تعریفی کلمات نقل کیے ہیں پھر علامہ زاہد الکوثری نے اُن لوگوں کے اسماء ذکر کیے ہیں جن کا ذکر ابن عبدالبر نے یہاں اس باب میں اور اس کے بعد والے باب میں کیا ہے۔ ابن عبدالبر یا حکم بن منذر یا ابن دخیل صیدلانی پر یہ الزام عائد نہیں کیا جا سکتا کہ اُنہوں نے کوئی بھی طریقہ اختیار کر کے امام ابوحنیفہ کے بارے میں غیر محفوظ روایات نقل کر دی ہوں گی کیونکہ امانت کے حوالے سے ان حضرات کی حالت اور ان کا حفظ معروف ہے اور یہ لوگ امام ابوحنیفہ کے مسلک کے پیروکار بھی نہیں ہیں کہ یہ گمان کیا جائے کہ اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کیلئے گنجائش پیدا کرنے کی ←

نَا خَلَفُ بْنُ قَاسِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قِرَاءةً مِنِّي عَلَيْهِ قَالَ نَا اَبُو الميمون عبد الرحمن بْنُ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ بِدِمَشْقَ قَالَ نَا اَبُو زرعَة عبد الرحمن بْنُ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نُعَيْمٍ فَذَكَرَهُ سَوَاءً

یہی روایت شیخ ابو نعیم فضل بن دکین کے حوالے سے منقول ہے۔

وَنا حَكَمُ بْنُ الْمُنْذِرِ بْنِ سَعِيدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَهْلٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ نَا النَّضر بن مُحَمَّد بن يسَار الشيباني قَالَ نَا يحيى بن نصر بْنِ حَاجِبٍ قَالَ كَانَ مَوْلِدُ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ اَبِي حَنِيفَةَ فِي نَسَا وَكَانَ اَبُوهُ عَبْدًا مَمْلُوكًا لِرَجُلٍ مِنْ رَبِيعَةَ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ مِنْ فَخِذٍ يُقَالُ لَهُم بَنو قفل وَكَانَ جمالا لعبد اللّٰه بْنِ قُفْلٍ (۱) وَوُلِدَ اَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِالْكُوفَةِ وَمَاتَ بِبَغْدَادَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ

کوشش کی ہوگی''۔اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

لفظ ''دخیل'' میں دال پر زبر پڑھی جائے گی اور خاء پر زیر پڑھی جائے گی' یہ لفظ امیر کے وزن پر ہوگا جیسا کہ ابن ماکولا نے اپنی کتاب ''الاکمال'' صفحہ 316/3 پر' ابن حجر نے اپنی کتاب ''تبصیر المنتبہ'' صفحہ 559/2 پر اور زبیدی نے ''تاج العروس'' میں صفحہ 331/7 پر اس لفظ کا یہی تلفظ تحریر کیا ہے۔

(۱) متن کے یہ الفاظ: ''وہ عبداللہ بن قفل کے ساربان تھے'' یہ نسخہ ''ا'' اور '' د'' دونوں میں ہے' لیکن نسخہ ''ک'' میں نہیں ہے' کئی علماء نے اس بیان کی تردید کی ہے اور یہ بات ذکر کی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے دادا آزاد شخص تھے' اُن کے خاندان میں کبھی کوئی غلام نہیں ہوا' ان علماء نے اس نوعیت کی روایات پر تنقید کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے۔

امام حافظ بدرالدین عینی نے اپنی تاریخ کبیر ''عقد الجمان فی تاریخ اھل الزمان'' میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں یہ اور اس کی مانند اقوال ذکر کرنے کے بعد یہ بات بیان کی ہے: (امام ابوحنیفہ کے پوتے) اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ہم آزاد فارسی ہیں' اللہ کی قسم! ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں آیا' (علامہ عینی کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس بارے میں سب سے مستند قول یہی ہوسکتا ہے کیونکہ کسی بھی دوسرے شخص کی بہ نسبت اسماعیل اپنے اور اپنے دادا کے نسب کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہوں گے۔اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

(شیخ ابوغدہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اگر اس اور اس جیسی روایات کو درست بھی مان لیا جائے اور یہ ثبوت کے حوالے سے بلند مرتبہ کی مستند روایات ہوں' تو بھی امام ابوحنیفہ کو اس کا کیا نقصان ہوگا' یہ چیز تو اُن کی قدر ومنزلت میں ←

شَعْبَانَ سنة خمسين وَمِائَةَ

یحییٰ بن نصر بن حاجب بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کی پیدائش نسا نامی شہر میں ہوئی تھی' اُن کے والد بنوتیم اللہ بن ثعلبہ کی شاخ ربیعہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے غلام تھے' اُن

اضافہ کا باعث بنے گی' اگر یہ درست ہو! اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ کسی ملکیت والے غلام کی قدر و منزلت بھی علم کی وجہ سے بلند ہو جاتی ہے اور اُس علم کی وجہ سے وہ حکام اور بادشاہوں پر فوقیت حاصل کر لیتا ہے اور اس وجہ سے غلام لوگ' سرداروں اور آزاد لوگوں پر فضیلت حاصل کر لیتے ہیں۔

امام موفق مکی نے ''مناقب ابی حنیفہ'' صفحہ 11/1 سے صفحہ 13 تک اس نوعیت کی روایات ذکر کرنے کے بعد یہ بات بیان کی ہے: اگر یہ بات درست ہو تو بھی آپ یہ بات جان لیں کہ تقویٰ' نسب سے برتر ہے اور ثواب کے اسباب میں قوی تر ہے' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو''۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اپنا مقرب بنا لیا تھا اور اپنے چچا ابولہب قرشی کو دور کر دیا تھا' اسی لیے میں نے یہ کہا ہے:

''اگر تم نے کسی چیز کی طرف خود کو منسوب کرنا ہی ہے تو پرہیزگاری کی طرف منسوب کرو کیونکہ ایک دن ایسا آئے گا جب خالص نسب بھی تمہیں فائدہ نہیں دے گا' حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ایک غلام تھے لیکن وہ پرہیزگاری کی وجہ سے قریش کے اُن آزاد افراد پر فوقیت حاصل کر گئے جو عربوں کے منتخب افراد تھے' کل ابولہب کو آگ کی طرف لے جایا جائے گا اور اُس آگ میں لکڑیوں کو اُٹھانے والی (اُس کی بیوی) لکڑیاں ڈالے گی''۔

امام ابوحنیفہ نے پرہیزگاری کے شرف کو حاصل کر لیا تھا جیسا کہ ہم آگے چل کر اُن کے تقویٰ و پرہیزگاری سے متعلق باب میں اس کا ذکر بھی کریں گے۔

جو چیز پہلے گزری ہے' اُس کے لائق وہ روایت ہے جو عثمان بن عطاء نے اپنے والد عطاء خراسانی کے حوالے سے نقل کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں رصافہ میں خلیفہ ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا' تو اُس نے دریافت کیا: اے عطاء! کیا تمہیں مختلف علاقوں کے اہلِ علم کے بارے میں پتا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اے امیر المؤمنین! اُس نے دریافت کیا: اہلِ مدینہ کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام نافع! اُس نے دریافت کیا: اہلِ مکہ کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: عطاء بن ابی رباح! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہے' یا عرب ہے؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! یہ غلام ہے۔ اُس نے دریافت کیا: اہلِ یمن کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: طاؤس بن کیسان! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہے' یا عرب ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ غلام ہے! اُس نے دریافت کیا: اہلِ یمامہ کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: یحییٰ بن ابوکثیر! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہے' یا عرب ہے؟ ←

لوگوں کے خاندان کو بنو کفل کہا جاتا تھا اور وہ عبداللہ بن کفل کے اونٹوں کے نگران تھے۔
امام ابو حنیفہ کی پیدائش کوفہ میں ہوئی تھی اور اُن کا انتقال 15 شعبان المعظم 150 ہجری میں ہوا تھا۔

میں نے جواب دیا: یہ غلام ہے! اُس نے دریافت کیا: اہلِ شام کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: مکحول! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہے' یا عرب ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ غلام ہے! اُس نے دریافت کیا: اہلِ جزیرہ کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میمون بن مہران! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہے' یا عرب ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ غلام ہے! اُس نے دریافت کیا: اہلِ خراسان کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: ضحاک بن مزاحم! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہے' یا عرب ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ غلام ہے! اُس نے دریافت کیا: اہلِ بصرہ کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: حسن بصری اور ابن سیرین! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہیں' یا عرب ہیں؟ میں نے جواب دیا: یہ غلام ہیں! اُس نے دریافت کیا: اہلِ کوفہ کا فقیہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا: ابراہیم نخعی! اُس نے دریافت کیا: یہ غلام ہے' یا عرب ہے؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! یہ عربی ہے! تو اُس نے کہا: میری تو جان نکلنے لگی تھی' تم نے کسی کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا کہ یہ عربی ہے''۔ یہاں پر موفق مکی کا کلام ختم ہو گیا۔ عطاء اور اُس کا بیٹا دونوں ضعیف ہیں۔

یہ واقعہ زہری کے حوالے سے اسی کی مانند الفاظ میں روایت کیا گیا ہے' تاہم اس میں یہ مذکور ہے کہ یہ واقعہ عبدالملک بن مروان کا ہے' اس واقعہ کو امام حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں صفحہ 198' نوع: 64 میں نقل کیا ہے' اُس کا آغاز درجِ ذیل بات سے ہوتا ہے جس سے آپ کو یہ پتا چل جائے گا کہ ان دونوں واقعات میں کیا فرق پایا جاتا ہے:

محمد بن مسلم بن شہاب زہری بیان کرتے ہیں: میں عبدالملک بن مروان کے پاس آیا تو اُس نے مجھ سے دریافت کیا: اے زہری! تم کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: مکہ سے!............ (اُس کے بعد پورا واقعہ ہے)۔

استاد محمد ابو زہرہ نے غلاموں میں علم کے پھیلاؤ کی وجہ کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنی کتاب ''ابوحنیفہ'' صفحہ 20 پر یہ تحریر کیا ہے:

''صحابہ کرام کے پاس بہت سے غلام ہوا کرتے تھے' یہ غلام اُن کے ساتھ رہتے تھے' صبح و شام اُن کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے اور اُن سے اُن روایات کا علم حاصل کرتے تھے جو اُن صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی تھیں یہاں تک کہ جب صحابہ کرام کا عہد ختم ہوا تو یہی غلام آگے آنے والے زمانہ کی تعلیم و تربیت کیلئے (استاد بن گئے) یہی وجہ ہے کہ تابعین میں سے اکثر اہلِ علم کا تعلق غلاموں سے ہے' لیکن کیونکہ یہ غلام مختلف اقوام' مختلف ثقافتوں اور علوم سے تعلق رکھتے تھے اسی لیے اُن کے افکار میں ان کے اثرات مرتب ہوئے' اُن کے اذہان میں فرق آیا بلکہ بعض اوقات اُن کے اعتقادات میں بھی یہ فرق ظاہر ہوا جس کے نتیجہ میں ان حضرات کے درمیان علمی مسائل کے بارے میں اختلاف ہوا' ←

نَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّي كَثِيرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَجُلا مِنْ بَنِي قُفْلٍ مِنْ خِيَارِ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ يَقُول لابى حنيفة اَنْت مولاى وَقَالَ اَنَا وَاللّٰهِ اَشْرَفُ لَكَ مِنْكَ لِي (۱)

کثیر بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے بنوتیم اللہ کے معزز افراد میں سے ایک بنوکفل سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو امام ابوحنیفہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم ہمارے آزاد کردہ غلام ہو۔ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ بات تمہارے لیے عزت کا باعث ہے کہ تمہاری مجھ سے یہ نسبت ہے۔

وَنا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ صَخْرٍ الْفَارِسِيُّ وَاَبُو سَعِيدِ بْنُ الْاَعْرَابِيِّ قَالا سمعنَا عبد اللّٰه بْنَ اَبِي الدُّنْيَا قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سعيد عَنِ الْوَاقِدِيِّ قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابت التيمى مولى لَهُم

محمد بن سعد نے واقدی کا یہ بیان نقل کیا ہے: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تیمی کو اُن لوگوں سے نسبتِ ولاء حاصل تھی۔

وَحدثنَا حكم ابْن مُنْذِرٍ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا جَعْفَر بن ادريس المقرى الْحذاء قَالَ نَا اِدْرِيس بن عبد الكريم الْحَذَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نُعَيْمٍ يَقُولُ النُّعْمَانُ بن ثَابت ابْن زَوْطَى اَبُو حَنِيفَةَ مَوْلًى لِبَنِي بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ

ابونعیم بیان کرتے ہیں: نعمان بن ثابت بن زوطی' ابوحنیفہ' یہ بنوبکر بن وائل سے نسبتِ ولاء رکھتے تھے۔

جو ایک فطری سی بات ہے۔ عرب روایتی طور پر فنون کے ماہر نہیں تھے اور جب انسان یکسوئی کے ساتھ کسی علم کو حاصل کرتا ہے تو وہ علم اُس کیلئے ایک فن کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے' عرب کیونکہ فنون سے دور تھے اس لیے تمام علوم عجمیوں کے پاس آ گئے اور عرب اُن سے دور رہے' اُس زمانہ میں لفظ ''حضر'' عجمیوں کیلئے استعال ہوتا تھا' یا اُن لوگوں کے لیے استعال ہوتا تھا جو عجمی حیثیت رکھتے تھے جن کا تعلق غلاموں یا مختلف علاقوں سے تھا''۔

(۱) امام محمد ابوزہرہ اپنی کتاب ''ابوحنیفہ'' صفحہ 16 اور 17 پر اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ اسی چیز کو ذاتی شرف سمجھتے تھے' یعنی جس کا تعلق انسان کی فطری صلاحیتوں' اُس کی ذات' عقل اور پرہیزگاری کے حوالے سے ہو' اور یہ ایک ایسے زمانہ کا شرف ہے جس میں نسبی شرف کے حوالے سے لوگ خود کو برتر سمجھتے تھے' تو وہ اُن افراد میں سے نہیں تھے جنہوں نے اپنے آپ کو کمتر سمجھا اور نہ ہی اُن کی شخصیت کسی غلام کی شخصیت تھی' بلکہ وہ ایک اصیل آزاد شخص کی شخصیت تھی۔

وَنا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيدِ بْنَ الْاَعْرَابِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْفَضْلِ يَقُولُ سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ اَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْكُوفِيُّ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ

عبدالرحمٰن بن فضل بیان کرتے ہیں: میں نے بخاری کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی' بنوتیم اللہ بن ثعلبہ کے ساتھ نسبتِ ولاء رکھتے تھے۔

قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ مَاتَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحَافِظُ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدٍ البرثی الْقَاضِيَ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا نُعَيْمٍ الْفَضْلَ بْنَ دُكَيْنٍ يَقُولُ وُلِدَ اَبُو حَنِيفَةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَمَاتَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ عَاشَ سَبْعِينَ سَنَةً قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ وَكَانَ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الثِّيَابِ

ابونعیم کہتے ہیں: ان کا انتقال 150 ہجری میں ہوا' ابونعیم فضل بن دکین بیان کرتے ہیں: ابوحنیفہ 80 ہجری میں پیدا ہوئے اور اُن کا انتقال 150 ہجری میں ہوا' وہ 70 سال زندہ رہے تھے۔ ابونعیم بیان کرتے ہیں: وہ خوبصورت چہرے کے مالک تھے' اُن کی داڑھی بہت خوبصورت تھی اور وہ کپڑے بہت عمدہ پہنتے تھے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَسَمِعْتُ الْقَاضِيَ اَبَا الْحسن اَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدٍ النَّيْسَابُورِيَّ يُمْلِي قَالَ وَاَمَّا اَبُو حَنِيفَةَ فَلا اخْتِلافَ فِي مَوْلِدِهِ اَنَّهُ وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانِينَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَمَاتَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ (۱)

قاضی ابوالحسین احمد بن نیشاپوری نے املاء کرواتے ہوئے یہ کہا ہے: جہاں تک ابوحنیفہ کا تعلق ہے تو اُن کی پیدائش کے بارے میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ 80 ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور اُن کا انتقال 15 شعبان المعظم 150 ہجری میں ہوا۔

(۱) یہ بیان محلِ نظر ہے کیونکہ اُن کی پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' ایک قول کے مطابق اُن کی پیدائش 61 ہجری میں' ایک قول کے مطابق 70 ہجری میں اور ایک قول کے مطابق 80 ہجری میں ہوئی اور زیادہ تر لوگ اسی بات کے قائل ہیں (کہ اُن کی پیدائش 80 ہجری میں ہوئی)۔

بَابُ ذِكْرِ مَا انْتَهَى اِلَيْنَا مِنْ ثَنَاءِ الْعُلَمَاءِ عَلَى اَبِى حَنِيفَةَ وَتَفْضِيلِهِمْ لَهُ

علماء نے امام ابو حنیفہ کی جو تعریف کی ہے اور اُن کی فضیلت کا جو اعتراف کیا ہے' اُس حوالے سے ہم تک جو روایات پہنچی ہیں' اُن کا تذکرہ

اَبُو جَعْفَر مُحَمَّد بن علی بن الحسین (۱)

(۱) امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (یعنی امام باقر کی تعریف)

حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَبُو الْعَبَّاس مُحَمَّد بن الْحسين بن الفارض (۲) قَالَ نَا علی بن عبد العزیز قَالَ نَا اَبُو اِسْحَق الطالقانی (۳) قَالَ نَا عمر بن هرون عَنْ اَبِى حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِى جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ

(۱) یہ امام باقر ہیں' حافظ ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 124/1 میں اُن کے حالات میں یہ ذکر کیا ہے: ابو جعفر باقر امام اور ثبت ہیں' (ان کا اسم منسوب) ہاشمی علوی مدنی ہے' جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' باقر کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اُنہوں نے علم کو چیر کر اُس کی اصل اور پوشیدہ پہلوؤں کی معرفت حاصل کی''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)
امام باقر 56 ہجری میں پیدا ہوئے اور اُن کا انتقال ایک قول کے مطابق 114 ہجری' ایک قول کے مطابق 117 ہجری' یا شاید 118 ہجری میں ہوا۔ کتب ستہ کے رجال سے متعلق کتابوں میں ان کے تفصیلی حالات درج ہیں کیونکہ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے اپنی کتابوں میں ان کے حوالے سے منقول روایات درج کی ہیں۔

(۲) یہاں یہ نام ان الفاظ میں آیا ہے: ''ابوالعباس محمد بن الحسین الفارض'' اور اگلے تین آنے والے تراجم یعنی نمبر 6,7 اور نمبر 20 میں بھی یہ نام اسی طرح ہے' البتہ تین نسخوں میں اس کے بارے میں بہت زیادہ اضطراب پایا جاتا ہے' نسخہ ''ک'' میں ایک مرتبہ نام ''حسن'' استعمال ہوا ہے اور تین مرتبہ نام ''حسین'' تحریر ہے۔ نسخہ ''و'' اور مطبوعہ نسخہ میں ایک مرتبہ لفظ ''حسن'' ہے اور پھر دو مرتبہ ''حسین'' ہے اور پھر ایک مرتبہ ''حسن'' ہے۔ نسخہ ''ا'' میں یہ پہلے مقام پر استعمال نہیں ہوا لیکن دوسری جگہ پر لفظ ''حسین'' ذکر ہوا ہے اور اُس کے بعد دو مقامات پر لفظ ''حسن'' ہے۔ میرے پاس جو کتابیں موجود ہیں اُن کی بنیاد پر میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں میں سے کون سا درست ہے اور کون سا یقینی طور پر غلط ہے' اس لیے میں نے ترجیح دیتے ہوئے یہاں لفظ ''حسین'' کو برقرار رکھا ہے اور اس کی تنبیہ بھی کر دی ہے' تاوقتیکہ مجھے خود واقفیت حاصل نہیں ہو جاتی' یا کوئی فاضل اس بارے میں میری راہنمائی نہیں کر دیتا کہ یہاں صحیح لفظ ''حسن'' ہے۔ باقی توفیق کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے!

(۳) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے جبکہ باقی نسخوں میں لفظ ''الطائفی'' مذکور ہے۔

بْنِ عَلِيٍّ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُو حَنِيفَةَ فَسَاَلَهُ عَنْ مَسَائِلَ فَاَجَابَهُ مُحَمَّدُ ابْن عَلِيٍّ ثُمَّ خَرَجَ اَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ لَنَا اَبُو جَعْفَرٍ مَا اَحْسَنَ هَدْيَهُ وَسَمْتَهُ وَمَا اَكْثَرَ فِقْهَهُ

ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم امام ابوجعفر محمد بن علی (یعنی امام باقر) کے پاس موجود تھے امام ابوحنیفہ اُن کے پاس تشریف لائے تو اُنہوں نے کچھ مسائل کے بارے میں دریافت کیا' تو امام باقر نے اُنہیں جوابات دیئے' پھر امام ابوحنیفہ تشریف لے گئے' تو امام باقر نے ہم سے فرمایا: اس شخص کا طور طریقہ کتنا عمدہ ہے اور یہ کتنا سمجھدار شخص ہے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَمِنْ رِوَايَةِ اَبِي حَنِيفَةَ عَنْهُ مَا حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ النُّعْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ نَا دَاوُد بن رستد قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الاُمَوِيُّ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ اَنَّ عَلِيًّا دَخَلَ عَلَى عُمَرَ وَهُوَ مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِصَحِيفَتِهِ مِنْ هَذَا الْمُسَجَّى بِرِدَائِهِ

ابویعقوب نے یہ بات بھی نقل کی ہے: امام ابوحنیفہ نے امام باقر سے روایت نقل کی ہے' جیسا کہ ابوالحسن نعمان بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ کا یہ بیان نقل کی ہے: ایک مرتبہ امام ابوجعفر محمد بن علی (یعنی امام باقر) نے اُنہیں بتایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کی میت) کے پاس تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اُس وقت کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ اُس جیسے شخص کے نامۂ اعمال کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مجھے پسند ہو' (جتنا یہ پسند ہے) کہ اس ڈھانپے ہوئے شخص (جیسا نامہ اعمال لے کر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوؤں)

حَمَّادُ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ (۱)

(۲) حماد بن ابوسلیمان

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ نَا اَبُو الْحُسَيْنِ القاضى اَحْمد ابْن مُحَمَّدٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ نَا عبد الله بن حَمَّاد بن ابى حنيفة قَالَ انا حَمَّادُ بْنُ اَبِي حَنِيفَةَ عَنْ

(۱) یہ کوفی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے بھی استفادہ کیا ہے' حالانکہ یہ اُن کے اساتذہ میں سے ہیں جیسا کہ حافظ صالحی دمشقی شافعی کی کتاب ''عقود الجمان'' کے صفحہ 180 پر تحریر ہے۔

اَبِیهِ قَالَ سَاَلَ اَبِی حَمَّادُ بْنُ اَبِی سُلَیْمَانَ عَنْ مسئلة مِنَ الطَّلَاقِ فَاَجَابَهُ فَجَعَلَ اَبُو حَنِیفَةَ یُنَازِعُهُ فِی المسئلة حَتّٰی سَکَتَ حَمَّادٌ فَلَمَّا قَامَ اَبُو حَنِیفَةَ قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا مَعَ فِقْهِهِ یُحْیِی اللَّیْلَ وَیَقُومُهُ

ابویعقوب یوسف بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے پوتے عبداللہ بن حماد کے حوالے سے اُن کے والد حماد بن ابوحنیفہ کے حوالے سے‘ اُن کے والد (ابوحنیفہ) کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: (حماد بن ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں:) میرے والد نے حماد بن ابوسلیمان سے طلاق کا ایک مسئلہ دریافت کیا‘ حماد بن ابوسلیمان نے اُنہیں جواب دیا‘ تو امام ابوحنیفہ اُن سے اس بارے میں بحث کرنے لگے‘ یہاں تک کہ حماد نے خاموشی اختیار کی‘ جب امام ابوحنیفہ اُٹھ کر چلے گئے‘ تو حماد بن ابوسلیمان نے کہا: یہ شخص فقہ کا اتنا عالم ہونے کے باوجود رات بھر جاگتا رہتا ہے اور نوافل ادا کرتا رہتا ہے۔

قَالَ وَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُطَرِّفٍ الْقَاضِی قَالَ نَا عبد اللّٰه بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَقِیهُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُطِیعٍ یَقُولُ اَنِی اسمعیل بْنُ هِشَامٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ اَبِی سُلَیْمَانَ فَاَقْبَلَ اَبُو حَنِیفَةَ فَلَمْ یَزَلْ یکلمهُ فی مسئلة حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهُ فَلَمَّا قَامَ قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا عَلَی مَا تَرَی مِنْهُ یَقُومُ اللَّیْلَ کُله ویحییه قلت فَمَا کَانَت المسئلة قَالَ فِی رَجُلٍ حَلَفَ اِنْ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا فَهِیَ طَالِقٌ اِلا فُلانَةَ قَالَ یَتْرُکُ النِّکَاحَ لانَّهُ وَقَّتَ قَالَ اَبُو حَنِیفَةَ فَاِنْ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنْ تَزَوَّجْتُ فُلانَةَ فَهِیَ طَالِقٌ قَالَ یَتَزَوَّجُ الآنَ مَا شَاءَ لانَّهُ حَرَّمَ عَلَی نَفْسِهِ النِّسَاءَ فَقَالَ اَبُو حَنِیفَةَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِذَا وَسَّعَ ضَیَّقْتَ وَاِذَا ضَیَّقَ وَسَّعْتَ

اسماعیل بن ہشام بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حماد بن ابوسلیمان کے پاس موجود تھا‘ اسی دوران امام ابوحنیفہ تشریف لائے اور ایک مسئلہ کے بارے میں اُن کے ساتھ مسلسل بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کا چہرہ سرخ ہو گیا‘ جب وہ اُٹھ کر چلے گئے تو حماد نے کہا: تم نے اس کی سمجھداری دیکھ لی ہے‘ اس کے باوجود یہ رات بھر نوافل ادا کرتا رہتا ہے اور جاگتا رہتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: وہ مسئلہ کیا تھا؟ اُنہوں نے بتایا کہ وہ ایسے شخص کے بارے میں تھا‘ جو یہ حلف اُٹھا لیتا ہے کہ اگر وہ اہلِ دنیا سے تعلق رکھنے والی کسی بھی خاتون کے ساتھ شادی کرے‘ تو اُس عورت کو طلاق ہو‘ البتہ فلاں عورت کو طلاق نہ ہو۔ تو حماد نے کہا: وہ نکاح ترک کر دے گا‘ کیونکہ اُس نے متعین کر دیا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے کہا: اگر

اس کے بعد وہ یہ کہہ دے کہ میں نے فلاں عورت کے ساتھ شادی کی تو اُسے بھی طلاق ہے تو اُنہوں نے فرمایا: اب اگر وہ چاہے تو اُس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے اوپر خواتین کو حرام قرار دیا ہے۔ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: سبحان اللہ! جب اُس نے گنجائش اختیار کی تھی تو آپ نے تنگی کا حکم لگا دیا اور جب اُس نے تنگی اختیار کی تو آپ نے گنجائش کا فتویٰ دے دیا۔

مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ (۱)

(۳) مسعر بن کدام

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ نَا اَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بن عبد الله المقرى قَالَ نَا مُحَمَّد بن اسحاق سِبَوَيْهِ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ مِسْعَرَ بْنَ كِدَامٍ يَقُولُ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا حَنِيفَةَ اِنْ كَانَ لَفَقِيهًا عَالِمًا

ابویعقوب نے اپنی سند کے ساتھ مسعر بن کدام کا یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم کرے! وہ فقیہ تھے اور عالم تھے۔

اَيُّوب السختيانى (۲)

(۴) ایوب سختیانی

نَا اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ شُجَاعٍ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ نَا عازم قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ اَرَدْتُ الْحَجَّ فَاَتَيْتُ اَيُّوبَ اُوَدِّعُهُ فَقَالَ بَلَغَنِي اَنَّ فَقِيه اهل الْكُوفَة اَبَا حنيفَة يريدالحج فَاِذَا لَقِيتَهُ فَاَقْرِئْهُ مِنِّى السَّلَامَ

ابویعقوب نے اپنی سند کے ساتھ حماد بن زید کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا میں ایوب کے پاس آیا تاکہ اُن سے الوداعی ملاقات کروں تو اُنہوں نے فرمایا: مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ اہلِ کوفہ کے فقیہ امام ابوحنیفہ بھی حج پر جانے والے ہیں جب تمہاری اُن سے ملاقات ہو تو اُنہیں میری

---

(۱) یہ بھی کوفی ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 145 پر تحریر ہے۔

(۲) یہ بصری ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور ان سے استفادہ کیا اگرچہ یہ عمر میں امام صاحب سے بڑے ہیں جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 101 پر تحریر ہے۔

طرف سے سلام کہہ دینا۔

الاعمش (۱)

(۵) اعمش

قَالَ ابو يَعْقُوب نَا عمر بن احْمَد بن عنزة الْمَوْصِلِيُّ قَالَ نَا اَبُو جَعْفَرِ بْنُ اَبِي الْمُثَنّى قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُبَيْدِ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ خَرَجَ الْاَعْمَشُ يُرِيدُ الْحَجَّ فَلَمَّا صَارَ بِالْحِيرَةِ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ اذْهَبْ اِلَى اَبِي حَنِيفَةَ حَتّى يَكْتُبَ لَنَا الْمَنَاسِكَ

ابویعقوب نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبید طنافسی کا یہ بیان نقل کیا ہے: اعمش حج کے ارادے سے نکلے' جب وہ حیرہ کے مقام پر پہنچے تو اُنہوں نے علی بن مسہر سے کہا: تم ابوحنیفہ کے پاس چلو' تاکہ وہ ہمیں مناسکِ حج سے متعلق احکام تحریر کر کے دے دیں۔

قَالَ وَحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَزَّارُ قَالَ نَا مُحَمَّد بن عبيد بن عنام قَالَ نَا مُحَمَّد بن عبد الله بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ الاعمش يَقُول وَسُئِلَ عَن مسئلة فَقَالَ اِنَّمَا يُحْسِنُ الْجَوَابَ فِي هَذَا وَمِثْلُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْخَزَّازُ اَرَاهُ بُورِكَ لَهُ فِي عِلْمِهِ

محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے اعمش کو یہ فرماتے ہوئے سنا' اُن سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: اس مسئلہ کا جواب اور اس جیسے مسائل کا بہترین جواب نعمان بن ثابت دے سکتے ہیں' جو کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں' اُن کے بارے میں میری یہ رائے ہے کہ اُن کے علم میں اُن کیلئے برکت رکھی گئی ہے۔

شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ (۲)

(۶) شعبہ بن حجاج

قَالَ اَبُو يَعْقُوب حَدثنَا اَبُو مَرْوَان عبد الملك بن الْحر الْجلاب وَاَبُو الْعَبَّاس مُحَمَّد بن

(۱) یہ سلیمان بن مہران کوفی ہیں جو امام ابوحنیفہ کے اساتذہ میں سے ہیں' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 73 پر تحریر ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے امام ابوحنیفہ سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں مذکور ہے۔

(۲) (ان کا اسم منسوب) واسطی ثم بصری ہے' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 118 پر تحریر ہے۔

الحسن الفارض قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الصَّائِغُ قَالَ سَمِعْتُ شَبَابَةَ بْنَ سَوَّارٍ يَقُولُ كَانَ شُعْبَةُ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي اَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ يَسْتَنْشِدُنِي اَبْيَاتَ مُسَاوِرِ الْوَرَّاقِ

اِذَا مَا النَّاسُ يَوْمًا قَايَسُونَا ...بِآبِدَةٍ مِنَ الْفُتْيَا طَرِيفَهْ

رَمَيْنَاهُمْ بِمِقْيَاسٍ مُصِيبٍ ...صَلِيبٍ مِنْ طِرَازِ اَبِي حَنِيفَهْ

اِذَا سَمِعَ الْفَقِيهُ بِهِ وَعَاهُ ...وَاَثْبَتَهُ بِحِبْرٍ فِي صحيفه

شبابہ بن سوار بیان کرتے ہیں: شعبہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں بڑی اچھی رائے رکھتے تھے وہ مساور وراق کے یہ اشعار مجھ سے سنا کرتے تھے:

"جس دن بھی لوگ نادر مسائل کے بارے میں فتویٰ سے متعلق ہمارا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

تو ہم امام ابوحنیفہ کی کمان میں سے نشانہ پر لگنے والے مضبوط تیر کے ذریعہ اُن پر تیراندازی کریں گے۔ جب کوئی فقیہ اُن کی بات کو سنے گا تو وہ اُسے محفوظ کرلے گا اور قلم دوات کے ذریعہ صحیفہ میں اُسے ثبت (یعنی محفوظ) کرلے گا"۔

قَالَ وَحدثنَا اِسْحَاقُ بْنُ محمد الْحَلَبِيُّ (۱) قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ (۲) قَالَ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عبد الوارث قَالَ كُنَّا عِنْدَ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ فَقِيلَ لَهُ مَاتَ اَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ شُعْبَةُ لَقَدْ ذَهَبَ مَعَهُ فِقْهُ الْكُوفَةِ تَفَضَّلَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَعَلَيهِ بِرَحْمَتِهِ

عبدالصمد بن عبدالوارث بیان کرتے ہیں: میں شعبہ بن حجاج کے پاس موجود تھا' اُنہیں بتایا گیا کہ ابوحنیفہ کا انتقال ہوگیا ہے' تو شعبہ نے کہا: اُن کے ہمراہ کوفہ کی فقہ بھی رخصت ہوگئی ہے' اللہ تعالیٰ ہم پر اور اُن پر اپنی رحمت کے ذریعہ فضل وکرم کرے۔

قَالَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحَافِظُ قَالَ نَا عبد الله بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ سُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ ثِقَةٌ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا ضَعَّفَهُ هَذَا شُعْبَةُ بْنُ

(۱) نسخہ "ا" میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے جبکہ نسخہ "ک" اور مطبوعہ نسخہ میں لفظ "اسحاق بن احمد" تحریر ہے حالانکہ احمد اُن کے دادا کا نام ہے جیسا کہ "تہذیب الکمال" صفحہ 451/11 میں سلیمان بن سیف کے حالات کے تحت یہ بات مذکور ہے۔

(۲) صرف نسخہ "ا" میں "سلیمان بن احمد یوسف" تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔

الْحَجَّاج يَكْتُبُ اِلَيْهِ اَنْ يحدث ويامره وَشعْبَة شُعْبَة

عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن معین سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں سوال کیا گیا' میں اُس وقت یہ بات سن رہا تھا' تو اُنہوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں' میں نے کسی بھی شخص کو اُنہیں ضعیف قرار دیتے ہوئے نہیں سنا ہے۔ شعبہ بن حجاج اُنہیں خط لکھا کرتے تھے کہ وہ حدیث بیان کریں اور اُنہیں کوئی حکم دیں' تو شعبہ تو پھر شعبہ ہیں۔

سُفْيَان الثورى (۱)

(۷) سفیان ثوری

نَـا مُـحَـمَّـد بن الْحسن الفارض قَالَ نَا على بن عبد العزيز قَالَ نَا اسماعيل بن اسحق الطائفى قَالَ نَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ وَقَعَتْ مسئلة بِمَرْوَ فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يَعْرِفُهَا فَجِئْتُ اِلَى الْعِرَاقِ فَسَاَلْتُ عَنْهَا سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ فَقَالَ لِي يَا حُسَيْنُ لَا اَعْرِفُهَا بَعْدَ اَنْ اَطْرَقَ سَاعَةً فَقُلْتُ لَهُ اَنْتَ تَقُولُ لَا اَعْرِفُهَا وَاَنْتَ اِمَامٌ فَقَالَ اَقُولَ كَمَا قَالَ ابْنُ عمر سُئِلَ عَن شئ لَمْ يَدْرِهِ فَقَالَ لَا اَدْرِى قَالَ فَاَتَيْتُ اَبَا حَنِيفَةَ فَسَاَلْتُهُ عَنْهَا فَاَفْتَانِي فِيهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسُفْيَانَ فَقَالَ كَيْفَ قَالَ لَكَ فِيهَا قُلْتُ قَالَ فِيهَا كَذَا وَكَذَا فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا حُسَيْنُ هُوَ عَلَى مَا قَالَ لَكَ اَبُو حَنِيفَةَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكُوفِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ اَبِى قُرَادٍ قَالَ نَا عبد الله بن سعيد الاشج قَالَ نَا اَبُو خلد الْاَحْمَرُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ اَبُو حنيفَة فِى هَذِهِ المسئلة كَذَا وَكَذَا قَالَ انْتَهَى اِلَى مَا سَمِعَ قَالَ ونا اَبُو مُحَمَّدٍ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدٍ المرى قَالَ نَا مُحَمَّد ابْن عِيسَى البياضى قَالَ نَا نصر بن على الجهضمى قَالَ سَمِعت عبد الله بن دَاوُد الخريبى (۲) يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ عَن مسئلة مِنْ مَسَائِلِ الْحَجِّ فَاَجَابَهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اِنَّ اَبَا حَنِيفَةَ قَالَ فِيهَا كَذَا فَقَالَ هُوَ كَمَا قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ وَمَنْ يَقُولُ غَيْرَ

(۱) یہ کوفی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے سماع کیا ہے اور امام ابوحنیفہ نے ان سے سماع کیا ہے جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 115 پر تحریر ہے۔

(۲) متن کا لفظ ''الخریبی'' مطبوعہ نسخہ میں تصحیف کے ساتھ ''الحرمی'' تحریر ہے اور یہ تصحیف نسخہ ''ک''، ''ا'' اور ''د'' میں بھی موجود ہے۔

هَذَا

ابویعقوب نے اپنی سند کے ساتھ حسین بن واقد کا یہ بیان نقل کیا ہے: مرو میں ایک مسئلہ درپیش آیا' ہمیں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو اُس کے حل سے واقف ہو' میں عراق آیا' میں نے اُس مسئلہ کے بارے میں سفیان ثوری سے دریافت کیا تو اُنہوں نے مجھے اُس مسئلہ کے بارے میں فرمایا: اے حسین! میں گھڑی بھر اس پر غور کرتا رہا' لیکن مجھے اس کی سمجھ نہیں آسکی۔ میں نے اُن سے کہا: کیا آپ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ مجھے اس کی سمجھ نہیں سکی جبکہ آپ امام ہیں؟ تو اُنہوں نے فرمایا: میں تو اُسی طرح کہوں گا' جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جب اُن سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا' جس کے بارے میں اُنہیں پتا نہیں تھا تو اُنہوں نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم! حسین بن واقد بیان کرتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور اُن سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا' تو اُنہوں نے مجھے اس کے بارے میں فتویٰ دے دیا' میں نے اس کا تذکرہ سفیان سے کیا' تو اُنہوں نے دریافت کیا: اس مسئلہ کے بارے میں اُنہوں نے تمہیں کیا جواب دیا ہے؟ تو میں نے کہا: اُنہوں نے اس کے بارے میں یہ' یہ رائے دی ہے' تو سفیان کچھ دیر خاموش رہے' پھر بولے: اے حسین! میری طرف سے بھی وہی جواب ہے' جو امام ابوحنیفہ نے تمہیں بیان کیا ہے۔

ابوخالد احمر بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے سفیان ثوری سے کہا: امام ابوحنیفہ نے اس مسئلہ کے بارے میں فلاں' فلاں رائے دی ہے' تو سفیان ثوری نے کہا: یہ وہاں تک پہنچ جائے گا جو اس نے سنا ہے (یعنی اس کیلئے اُسی پر عمل کرنا ٹھیک ہے جو اس نے سنا ہے)۔

عبداللہ بن داؤد خریبی بیان کرتے ہیں: میں سفیان ثوری کے پاس موجود تھا' ایک شخص نے اُن سے حج کے مسائل سے متعلق کسی مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا' اُنہوں نے جواب دیا تو اُس شخص نے کہا: امام ابوحنیفہ نے تو اس کے بارے میں یہ رائے دی ہے' تو سفیان ثوری نے کہا: یہ مسئلہ اُسی طرح ہے' جس طرح امام ابوحنیفہ نے بیان کیا ہے' اس جواب کی بجائے کوئی اور جواب کوئی کیسے دے سکتا ہے۔

نَا اَبُو عَلِيٍّ الْاَسْيُوطِيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِي عِمْرَانَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ اَبِي مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا يُوسُفَ يَقُولُ

سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ اَكْثَرُ مُتَابَعَةً لِاَبِي حَنِيفَةَ مِنِّي

حسن بن ابو مالک نے امام ابو یوسف کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سفیان ثوری مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہ کی پیروی کیا کرتے تھے۔

اَلْمُغِيرَةُ بْنُ مِقْسَمٍ الضَّبِّيُّ (۱)

(۸) مغیرہ بن مقسم ضبی

قَالَ وَنَا جَدِّي رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا اَبُو الْحسن بن ميسر بِوَاسِطٍ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا جرير بن عبد الحميد قَالَ قَالَ مُغِيرَةُ يَا جَرِيرُ اَلا تَاْتِي اَبَا حَنِيفَةَ

جریر بن عبدالحمید بیان کرتے ہیں: مغیرہ نے مجھ سے کہا: اے جریر! کیا تم ابوحنیفہ کے پاس نہیں جاتے ہو؟

اَلْحسن بن صَالح بن حي (۲)

(۹) حسن بن صالح بن حی

حَدَّثَنَا أبو يعقوب: حدثنا اِسْحَاقُ بْنُ اَحْمَدَ الْحَلَبِيُّ (۳) قَالَ نَا سُلَيْمَان بن سيف (۴) ونا اَبُو مُحَمَّد المقرىء قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالا نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ صَالِحٍ يَقُولُ كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَهِمًا عَالِمًا مُتَثَبِّتًا فِي عِلْمِهِ اِذَا صَحَّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْدُهُ اِلَى غَيْرِهِ

یحییٰ بن آدم بیان کرتے ہیں: میں نے حسن بن صالح کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نعمان بن ثابت ایک فہم رکھنے والے عالم اور اپنے علم میں بہت پختہ تھے جب نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے اُن تک کوئی مستند روایت پہنچ جاتی تھی تو پھر وہ کسی اور کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔

---

(۱) یہ کوفی ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 147 پر تحریر ہے۔

(۲) یہ کوفی ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 106 پر تحریر ہے۔

(۳) یہ اسحاق بن محمد بن احمد بن یزید حلبی ہیں جیسا کہ ''تہذیب الکمال'' صفحہ 451/11 پر تحریر ہے مصنف نے ان کا تذکرہ سلیمان بن سیف سے روایات نقل کرنے والوں میں کیا ہے۔

(۴) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے باقی تمام نسخوں میں سلیمان بن یوسف تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ (۱)

(۱۰) سفیان بن عیینہ

قَالَ وَانا اَبُو الْعَبَّاسِ الْفَارِضُ قَالَ نَا مُحَمَّد بن اسمعیل قَالَ نَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَنْبَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ اَوَّلُ مَنْ اَقْعَدَنِي لِلْحَدِيثِ بِالْكُوفَةِ اَبُو حَنِيفَةَ اَقْعَدَنِي فِي الْجَامِعِ وَقَالَ هٰذَا اَقْعَدَ النَّاسَ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَحَدَّثْتُهُم

سوید بن سعید انباری بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: کوفہ میں مجھے حدیث بیان کرنے کیلئے سب سے پہلے جس شخص نے بٹھایا' وہ ابوحنیفہ ہیں' اُنہوں نے مجھے جامع مسجد میں بٹھایا اور بولے: یہ عمرو بن دینار کی نقل کردہ روایات کے سب سے بڑے عالم ہیں' تو میں نے اُن لوگوں کے سامنے احادیث بیان کیں۔

قَالَ وَنا اَبُو الْحَسَنِ مُصْعَبُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الْمِصِّيصِيُّ وَرَّاقُ عَلِيِّ بْنِ عبد العزيز قَالَ نَا علی بن عبد العزيز قَالَ نَا اِسْحَاقُ بْنُ اَبِي اِسْرَائِيلَ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ اَتَيْنَا سَعِيدَ بْنَ اَبِي عَرُوبَةَ يَوْمًا فَقَالَ اِنَّهُ اَتَتْنِي هَدِيَّةٌ مِنْ عِنْدِ اَبِي حَنِيفَةَ اَوْ قَالَ هَدَايَا وَجَّهَ بِهَا اِلَيَّ اَبُو حَنِيفَةَ اَفَنَجْعَلُ لَكَ فِيهَا حَظًّا قَالَ فَقُلْتُ مَتَّعَكَ اللّٰهُ بِنَفْسِكَ وَجَزَى الْمَهْدِيَّ اِلَيْكَ عَمَّا اَهْدَاهُ اِلَيْكَ خَيْرًا

اسحاق بن ابواسرائیل بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ایک دن ہم سعید بن ابوعروبہ کے پاس آئے تو اُنہوں نے فرمایا: ابوحنیفہ کی طرف سے میرے پاس ایک تحفہ آیا ہے' یا شاید اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ کچھ تحائف آئے ہیں' جو ابوحنیفہ نے مجھے بھجوائے ہیں' تو کیا میں اُن میں تمہارا حصہ رکھوں؟ سفیان کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی دے! تحفہ بھیجنے والے نے آپ کو جو تحفہ بھیجا ہے' اُس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ اُسے جزائے خیر عطا کرے!

قَالَ وَنا اَبُو بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّدَفِيُّ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ اَحْمَدَ الْكَرْخِيُّ بِطَرَسُوسِ قَالَ نَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَاَلَ

(۱) (ان کا اسم منسوب) کوئی ثم کی ہے' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ "عقود الجمان" صفحہ 115 پر مذکور ہے۔

عَنْ مسئلة قَالَ اِنِّی بِعْتُ مَتَاعًا اِلَى الْمَوْسِمِ وَاَنَا اُرِيدُ اَن اَخْرُجَ فَيَقُولُ لِي الرَّجُلُ ضَعْ عَنى وَاعجل لَكَ مَالك فَقَالَ سُفْيَانُ قَالَ الْفَقِيهُ اَبُو حَنِيفَةَ اِذَا بِعْتَ بِالدَّرَاهِمِ فَخُذِ الدَّنَانِيرَ وَاِذَا بِعْتَ بِالدَّنَانِيرِ فَخُذِ الدَّرَاهِمَ

حامد بن یحییٰ بلخی بیان کرتے ہیں: میں سفیان بن عیینہ کے پاس موجود تھا' ایک شخص اُن کے پاس آیا اور اُن سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا' اُس شخص نے کہا: میں نے حج کے موقع تک کی شرط پر کچھ سامان فروخت کیا تھا' اب میں روانہ ہونا چاہتا ہوں تو اُس شخص نے مجھ سے کہا ہے کہ تم کچھ رقم مجھے معاف کر دو' میں تمہیں بقایا رقم جلدی ادا کر دیتا ہوں۔ تو سفیان بن عیینہ نے کہا: فقیہ ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ جب تم درہم کے عوض میں فروخت کر چکے ہو' تو دینار وصول کر لو اور اگر تم نے دینار کے عوض میں فروخت کیا ہو (تو ان کی جگہ) درہم حاصل کر لو۔

قَالَ وَنا اَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بن الْحسن الطوسی وَاَبُو مُحَمَّد بن المقری قَالا نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ بْنِ عُمَرَ وَرَّاقُ الْحُمَيْدِيِّ قَالَ نَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ نَا سُفْيَان بن عُيَيْنَة قَالَ قَالَ مُسَاوِرٌ الْوَرَّاقُ وَكَانَ رَجُلا صَالِحًا فِي اَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ لَهُ فِيهِ رَاْیٌ

اِذَا مَا النَّاسُ يَوْمًا قَايَسُونَا ... بِمُعْضَلَةٍ مِنَ الْفُتْيَا لَطِيفَةْ
رَمَيْنَاهُمْ بِمِقْيَاسٍ مُصِيبٍ ... صَلِيبٍ مِنْ طِرَازِ اَبِي حَنِيفَةْ
اِذَا سَمِعَ الْفَقِيهُ بِهِ وَعَاهُ ... واثبته بحبر فی صحیفه

امام حمیدی کے وراق' محمد بن ادریس بن عمر نے یہ بات بیان کی ہے کہ امام حمیدی نے سفیان بن عیینہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: مساور وراق جو ایک نیک آدمی تھے' اُنہوں نے ابوحنیفہ کے بارے میں کہا ہے' اُن کی ان کی بارے میں مخصوص رائے تھی۔

''جس دن بھی لوگ پیچیدہ اور باریک مسائل کے بارے میں فتویٰ سے متعلق ہمارا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں گے' تو ہم امام ابوحنیفہ کی کمان میں سے نشانہ پر لگنے والے مضبوط تیر کے ذریعہ اُن پر تیراندازی کریں گے۔ جب کوئی فقیہ اُن کی بات کو سنے گا تو وہ اُسے محفوظ کر لے گا اور قلم دوات کے ذریعہ صحیفہ میں اُسے ثبت (یعنی محفوظ) کر لے گا''۔

حَدثنَا عبد الوارث قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ اَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِي

شَیْخٍ قَالَ قَالَ مُسَاوِرٌ الْوَرَّاقُ

كُنَّا مِنَ الدِّينِ قَبْلَ الْيَوْمِ فِي سَعَةٍ ...حَتَّى ابْتُلِينَا بِاَصْحَابِ الْمَقَايِيسِ

قَامُوا مِنَ السُّوقِ إِذْ قَلَّتْ مَكَاسِبُهُمْ ...فَاسْتَعْمَلُوا الرَّأْىَ عِنْدَ الْفَقْرِ وَالْبُؤْسِ

اما العريب فامسوا لاعطاء لَهُمْ ...وَفِي الْمَوَالِي عَلامَاتُ الْمَفَالِيسِ

فَلَقِيَهُ اَبُو حنيفة فَقَالَ هجوتنا نَحن نرضيك فَبعث اليه بِدَرَاهِم فَقَالَ

إِذَا مَا اَهْلُ مِصْرَ بَادَهُونَا ...بِدَاهِيَةٍ من الْفتيا لَطِيفَة

اتيناهم بِقِيَاس صَحِيحٍ ...صَلِيبٍ مِنْ طَرَازِ اَبِي حَنِيفَةْ

إِذَا سَمِعَ الْفَقِيهُ بِهِ وَعَاهُ ...وَاَثْبَتَهُ بِحِبْرٍ فِي صحيفه

ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: مساور وراق نے یہ اشعار کہے ہیں:

''آج سے پہلے ہم دین کے حوالے سے گنجائش والے تھے یہاں تک کہ ہم قیاس کرنے والے افراد کے حوالے سے آزمائش کا شکار ہوئے جب اُن لوگوں کی کمائی کم ہوگئی تو وہ بازار سے اُٹھ گئے اور غربت اور تنگدستی کے موقع پر اُنہوں نے رائے پر عمل شروع کر دیا جہاں تک خالص عرب کا تعلق ہے تو وہ شام کو انہیں کچھ دیدے گا کیونکہ موالیوں میں مفلسی کی علامات موجود ہوتی ہیں''۔

امام ابوحنیفہ کے اُن سے ملاقات ہوئی' تو اُنہوں نے فرمایا: تم نے ہماری ہجو بیان کی ہے' ہم تمہیں راضی کر دیں گے۔ پھر اُنہوں نے کچھ دراہم اُن کی طرف بھجوائے' جو ایک قول کے مطابق پانچ سو درہم تھے اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار درہم تھے۔ تو مساور نے یہ اشعار کہے:

''جس دن بھی لوگ نادر مسائل کے بارے میں فتویٰ سے متعلق ہمارا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو ہم امام ابوحنیفہ کی کمان میں سے نشانہ پر لگنے والے مضبوط تیر کے ذریعہ اُن پر تیراندازی کریں گے۔ جب کوئی فقیہ اُن کی بات کو سنے گا تو وہ اُسے محفوظ کر لے گا اور قلم دوات کے ذریعہ صحیفہ میں اُسے ثبت (یعنی محفوظ) کر لے گا''۔

قَالَ وَحَدَّثَنِي اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الاصبهانى قَالَ نَا اَبُو عبد الرحمن عبد الله بن مُحَمَّد الضبى قَالَ سَمِعت على بن المدينى يَقُول سَمِعت سُفْيَان ابْن عُيَيْنَةَ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ لَهُ مُرُوءةٌ وَكَثْرَة صَلَاة

علی بن مدینی بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: امام ابوحنیفہ بڑے خوش اخلاق شخص تھے اور بکثرت (نفل) نمازیں ادا کرتے تھے۔

سعید بن اَبی عرُوبَۃ (۱)

(۱۱) سعید بن ابوعروبہ

قال: نَا (۲) اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ نَا يَحْيَى بن اَبی طَالب قَالَ نَا عبد الوهاب بْنُ عَطَاءٍ الْخَفَّافُ قَالَ سُئِلَ سَعِيدُ بْنُ ابی عرُوبَة عَن شيءٍ مِنْ عِلْمِ الطَّلَاقِ فَاَجَابَ فِيهِ فَقِيلَ لَهُ هَكَذَا قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ فِيهَا فَقَالَ سَعِيدٌ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ عَالِمَ الْعِرَاقِ قَالَ وَقَالَ سعيد ابْن اَبِي عَرُوبَةَ قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَحَضَرْتُ مَجْلِسَ اَبِي حَنِيفَةَ فَذَكَرَ يَوْمًا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ فقلت لَهُ وَاَنْتَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا فِي هَذَا الْبَلَدِ يَتَرَحَّمُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ غَيْرَكَ (۳) فَعَرَفْتُ فَضْلَهُ

عبدالوہاب بن عطاء خفاف بیان کرتے ہیں: سعید بن ابوعروبہ سے علمِ طلاق سے متعلق کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے اس بارے میں جواب دے دیا' اُن سے کہا گیا: امام ابوحنیفہ نے بھی اس کے بارے میں یہی رائے دی ہے۔ تو سعید نے کہا: ابوحنیفہ عراق کے (بڑے) عالم تھے۔

راوی نے یہ بات بھی بیان کی ہے: سعید بن ابوعروبہ بیان کرتے ہیں: میں کوفہ آیا اور ابوحنیفہ کی محفل میں شریک ہوا' ایک دن اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے اُن کیلئے رحمت کے کلمات کہے تو میں نے اُن سے کہا: آپ نے اُن کیلئے رحمت کے کلمات کہے ہیں' اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! میں نے اس علاقہ میں آپ کے علاوہ اور کسی شخص کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے رحمت کے کلمات کہتے ہوئے نہیں سنا' تو اس حوالے سے مجھے اُن کی فضیلت کا اندازہ ہو گیا۔

---

(۱) یہ بصری ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 114 پر مذکور ہے۔

(۲) لفظ ''قال'' وضاحت کیلئے میری طرف سے اضافی ہے کہ یہ روایت بھی ابویعقوب کے حوالے سے منقول ہے۔

(۳) اس کی وجہ یہ ہے کہ کوفہ درمیان میں ہے اور یہاں شیعہ رہتے تھے۔

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ (۱)

(۱۲)حماد بن زید

قَالَ وَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْخَضِرِ الْاَسْيُوطِيُّ قَالَ نَا اَبُو بِشْرٍ الدُّولَابِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدَانَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاُحِبُّ اَبَا حَنِيفَةَ لِحُبِّهِ لِاَيُّوبَ وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ اَحَادِيثَ كَثِيرَةً

سلیمان بن حرب بیان کرتے ہیں: میں نے حماد بن زید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں ابوحنیفہ سے اس لیے محبت کرتا ہوں' کیونکہ وہ ایوب سے محبت رکھتے تھے۔

حماد بن زید نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی روایات بھی نقل کی ہیں۔

شريك القاضي (۲)

(۱۳)قاضی شریک

نَا اَبُو الشَّرِيكِ مُحَمَّد بن الْحسن الْاَطْرَابُلُسِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ نَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ سَمِعْتُ شَرِيكًا النَّخَعِيَّ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ الله طَوِيل الصمت دَائِم الْفِكر قَلِيل المحادثة لِلنَّاسِ (۳)

ہیثم بن جمیل بیان کرتے ہیں: میں نے شریک نخعی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: امام ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے! زیادہ تر خاموش رہتے تھے' ہمیشہ غور وفکر کرتے رہتے تھے اور لوگوں کے ساتھ کم بات چیت کرتے تھے۔

ابْنُ شُبْرُمَةَ (۴)

(۱۴)ابن شبرمہ

قَالَ ونی جَدِّی رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَلِيحِ بْنِ وَكِيعٍ قَالَ

---

(۱) یہ بصری ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 108 پر مذکور ہے۔

(۲) یہ کوفی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 118 پر مذکور ہے۔

(۳) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں یہ الفاظ ہیں: ''وہ کم بحث کرتے تھے''۔

(۴) ان کا نام عبداللہ بن شبرمہ کوفی ہے' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 122 پر مذکور ہے۔

نَا ابی قَالَ نَا زید بن کمیت (۱) قَالَ قَالَ لِی شَرِیکٌ فِی حَدِیثٍ ذَکَرَہٗ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ عَجِزَتِ النِّسَاءُ اَنْ تَلِدَ مِثْلَ النُّعْمَانِ

یزید بن کیت بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ شریک نے مجھے ایک بات ذکر کرتے ہوئے یہ کہا کہ ابن شبرمہ فرماتے ہیں: عورتیں اس بات سے عاجز آ گئی ہیں کہ وہ نعمان (یعنی امام ابوحنیفہ) جیسے شخص کو جنم دیں۔

یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ الْقَطَّانُ (۲)

(۱۵) یحیٰ بن سعید القطان

نَا عبد الوارث بْنُ سُفْیَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُھَیْرِ بْنِ حَرْبٍ نَا یحیی ابْنُ مَعِینٍ قَالَ قَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ الْقَطَّانُ اریتم اِنْ عِبْنَا عَلَی اَبِی حَنِیفَۃَ شَیْئًا وَاَنْکَرْنَا بَعْضَ قَوْلِہٖ اَتُرِیدُونَ اَنْ نَتْرُکَ مَا نَسْتَحْسِنُ من قَوْلہ الذی یوافقنا عَلَیْہِ

یحیٰ بن معین نے یحیٰ بن سعید القطان کا یہ بیان نقل کیا ہے: کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ اگر ہم نے کسی حوالے سے امام ابوحنیفہ پر اعتراض کیا ہے' یا اُن کے کسی قول کا انکار کیا ہے' تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اُن چیزوں کو ترک کر دیں کہ اُن کے جو اقوال ہمیں اچھے لگتے ہیں' جنھوں نے ہمیں اُن کے پاس ٹھہرایا ہے۔

(۱) مطبوعہ نسخہ میں یہ تحریر ہے اور نسخہ "ا" سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں لفظ "زید بن کعب" ہے جبکہ نسخہ "د" میں "زید بن کعیب" ہے اور نسخہ "ک" میں "یزید بن کعیب" ہے' یہی روایت آگے چل کر اسی سند کے ساتھ اس سے زیادہ طویل روایت کے طور پر آئے گی' یہاں مطبوعہ نسخہ میں لفظ "زبیر بن کعیب" تحریر ہے' نسخہ "د" میں بھی اسی طرح ہے جبکہ نسخہ "ا" اور نسخہ "ک" میں "زبیر بن کعب" تحریر ہے' یہ سب تحریف ہے اور اصل لفظ "یزید بن کیت" ہے کیونکہ قاضی ابوالقاسم بن ابوالعوام نے "فضائل ابوحنیفہ" میں اپنی سند کے ساتھ یہ بات بیان کی ہے: یزید بن کیت بیان کرتے ہیں: شریک بن عبداللہ نے مجھ سے کہا' اُس کے بعد راوی نے یہ روایت ذکر کی ہے:

ابن عبدالبر کی نقل کردہ سند میں مذکور "محمد بن حماد" سے مراد محمد بن حماد بن مبارک مصیصی ہیں جو بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور "سیرت ابوحنیفہ" کے مصنف ہیں' یہ ابویعقوب یوسف بن دخیل صیدلانی اور ابوبشر محمد بن احمد بن حماد دولابی کے استاد ہیں۔

(۲) یہ بصری ہیں' امام' حافظ اور پیشوا ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ "عقود الجمان" صفحہ 155 پر مذکور ہے۔

وَنا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَبُو بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرِ بْنِ اَبِی خَيْثَمَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلا سَاَلَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ الْقَطَّانَ عَنْ اَبِی حَنِيفَةَ فَمَا تَزَيَّنَ عِنْد من كَانَ عِنْده اَن يذكرهُ بغيرما هُوَ عَلَيْهِ (۱) قَالَ وَاللّٰه اِنَّا اذا استحسنا من قَوْله الشيء اَخَذْنَاهُ(۲)

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو یحییٰ بن سعید القطان سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے سنا' سائل کا مقصد یہ تھا کہ وہ امام ابوحنیفہ کی مذمت کریں گے' تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اُن کے اقوال میں سے جس چیز کو مستحسن سمجھتے ہیں' اُسے اختیار کر لیتے ہیں۔

ونا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرِ بْنِ سَعِيدٍ رَحمَه اللّٰه قَالَ ثنا (۳) يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ قَالَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبُرْكَانِيُّ قَالَ نَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِی خَيْثَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلا سَاَلَ يَحْيَى بن سعيد الْقَطَّان عَنْ اَبِی حنيفة قَالَ مَا نَتَزَيَّنُ عِنْدَ اللّٰهِ بِغَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّا وَاللّٰهِ اِذَا اسْتَحْسَنَّا من قَوْله الشء اَخَذْنَا بِهِ

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو یحییٰ بن سعید القطان سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے سنا' تو اُنہوں نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی شخص کو اُس طرح آراستہ نہیں کر سکتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کے علم کے علاوہ ہو' بے شک ہم لوگ' اللہ کی قسم! جب اُن کے کسی قول کو مستحسن سمجھتے ہیں' تو اُسے اختیار کر لیتے ہیں۔

قَالَ وَنا اَبُو سَعِيدِ بْنُ الْاَعْرَابِيِّ قَالَ نَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بن معِين يَقُول فَذكر مثله

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ یحییٰ بن معین کے حوالے سے منقول ہے۔

---

(۱) یعنی سائل کو جو توقع تھی اور اُس کی یہ آرزو تھی کہ وہ امام ابوحنیفہ کی مذمت کریں گے لیکن اُنہوں نے اُس شخص کی توقع کے برعکس جواب دیتے ہوئے یہ کہا: اللہ کی قسم!...... تو اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کی مدح بیان کی اور اُس سوال کرنے والے کے سامنے اُن کی تعریف کی جو محدث تھا اور امام ابوحنیفہ سے اعراض کرتا تھا۔

(۲) تمام نسخوں میں اسی طرح ہے: ''ہم اُس کو حاصل کرتے ہیں''۔ یعنی ہم اُس کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں یہی الفاظ آ رہے ہیں اور جیسا کہ مناقب سے متعلق دیگر کتابوں میں اسی طرح تحریر ہے۔

(۳) متن کے الفاظ ''ثنا'' میری طرف سے اضافی ہیں اور یہ تمام نسخوں میں ساقط ہیں۔

ونا مُحَمَّد بن علی السامری المقری قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ لَا نَكْذِبُ اللّٰهَ عَزَّ وَجل کم من شیء حسن قَالَهُ اَبُو حنيفَة وَرُبَمَا استحسنا الشیء مِنْ رَأْيِهِ فَاَخَذْنَا بِهِ

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید القطان کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ہم اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب نہیں کرتے‘ کتنی ہی اچھی باتیں ہیں‘ جو امام ابوحنیفہ نے کہی ہیں‘ اور بعض اوقات ہم اُن کی ذاتی آراء میں سے کسی چیز کو مستحسن سمجھتے ہیں‘ تو اُسے اختیار کر لیتے ہیں۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَذْهَبُ فِي الْفَتْوَى مَذْهَبَ الْكُوفِيِّينَ

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید فتویٰ دینے کے حوالے سے اہلِ کوفہ کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

وَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ قَالَ نَا عَبَّاسٌ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ لَا نَكْذِبُ اللّٰهَ رُبَّمَا ذَهَبْنَا اِلَى الشیء من قَول اَبی حنيفَة فَقُلْنَا بِهِ

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید القطان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ہم اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب نہیں کرتے‘ بعض اوقات ہمیں کسی چیز کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا قول ملتا ہے تو ہم بھی اُس کے مطابق رائے دے دیتے ہیں۔

عبد اللّٰه بْنُ الْمُبَارَكِ (۱)

(۱۶) عبداللہ بن مبارک

قَالَ وَنَا اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ عِنْدَ صَنَادِيد الْمَرَاوِزَةِ فِي ذِي الْحِجَّةِ قَالَ نَا اَبُو الموجة قَالَ نَا عبد اللّٰه ابْن عُثْمَان قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ قَدِيمًا اَدْرَكَ الشَّعْبِيَّ وَالنَّخعِيَّ وَغَيْرَهُمَا مِنَ الْاَكَابِرِ وَكَانَ بَصِيرًا

(۱) (ان کا اسم منسوب) مروزی کوئی ہے‘ یہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں اور استفادہ کرنے والوں میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں‘ ان کا تذکرہ ”عقود الجمان“ صفحہ 123 پر مذکور ہے۔

بِالرَّأیِ یُسَلِّمُ لَهُ فِیهِ وَلکنه کَانَ یتیما فی الحَدِیث (ا)

عبداللہ بن عثمان عبدان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے

(ا) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''تھیمًا...... '' اور نسخہ ''ا'' میں لفظ ''تھمًا...... '' مذکور ہے' ہمارے استاد علامہ زاہد الکوثری ''تانیب الخطیب'' کے صفحہ 151 پر تحریر کرتے ہیں:

''اُنہوں نے اس جملہ کے ذریعہ یہ مراد لی ہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث روایت کرنے میں طرق کی کثرت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ اُن لوگوں کا معمول ہے جن کا کام محض روایات نقل کرنا ہے لیکن استنباطِ احکام کی طرف متوجہ رہنے والے مجتہدین کا رویہ مختلف ہوتا ہے۔ ابراہیم بن سعید الجوہری فرماتے ہیں: ہر وہ حدیث جس کی میرے پاس 100 اسناد نہ ہوں تو میں اُس کے بارے میں یتیم ہوں''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

اُس کے بعد ہمارے استاد علامہ زاہد الکوثری نے اس بارے میں طویل بحث کی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے پاس کم احادیث نہیں تھیں' اُن کے پاس احکام سے متعلق وہ روایات موجود تھیں جو سند کے ساتھ منقول تھیں' البتہ اُن کے متن یا طرق زیادہ نہیں تھے۔ جو شخص احکام سے متعلق اُن احادیث سے واقف ہوگا جو امام مالک اور امام شافعی کے پاس موجود تھیں تو پھر وہ امام ابوحنیفہ کو قلیل الحدیث قرار نہیں دے گا''۔ آپ اُس کتاب کا صفحہ 151 سے 154 تک ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 396/6 میں امام ابوحنیفہ کے حالات کے ضمن میں یہ تحریر کیا ہے:

''امام ابوحنیفہ نے علمِ حدیث کی تحصیل کی اور 100 ہجری میں اور اس کے بعد بکثرت (حدیث کا علم) حاصل کیا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

حافظ ذہبی نے یہاں امام ابوحنیفہ کے حق میں اس بات کی گواہی دی ہے کہ اُنہوں نے 100 ہجری میں اور اُس کے بعد بکثرت احادیث کا علم حاصل کیا اور پھر امام ابوحنیفہ اُس کے بعد 150 ہجری تک زندہ رہے تو کیا حدیث کے بارے میں اُن کا علم اور حفظ کم ہوا ہوگا' یا زیادہ ہوا ہوگا؟

حافظ امام محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی' جن کا انتقال 942 ہجری میں ہوا' وہ اپنی کتاب ''عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان'' کے صفحہ 319 پر' تیئیسواں باب: اُن کی حدیث کی کثرت' اُن کے جلیل القدر محدثین میں سے ایک ہونے کا بیان اور اس بات کی تردید کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اُن کی حدیث کی طرف توجہ کم تھی اور اُن مسانید کا بیان جو حافظانِ حدیث نے اُن کے حوالے سے نقل کی ہیں۔ (اُس مقام پر علامہ صالحی تحریر کرتے ہیں:)

''تم یہ بات جان لو کہ امام ابوحنیفہ اکابر حافظانِ حدیث میں سے ایک تھے''۔

اس سے پہلے چوتھے باب کے آغاز میں صفحہ 63 پر یہ بات گزر چکی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تابعین اور دوسرے طبقوں سے تعلق رکھنے والے چار ہزار افراد سے استفادہ کیا تھا۔ حافظ ناقد ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی کتاب ''المعجم'' ←

ہوئے سنا ہے: امام ابوحنیفہ پرانے بزرگوں میں سے ہیں' اُنہوں نے امام شعبی' ابراہیم نخعی اور دیگر اکابرین کا زمانہ پایا ہے' ذاتی آراء کے حوالے سے وہ بڑی بصیرت رکھتے تھے' اس حوالے سے اُنہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا' البتہ حدیث میں وہ عام سی شخصیت کے مالک تھے۔

اور اپنی کتاب ''طبقات الحفاظ من المحدثین'' میں امام ابوحنیفہ کا شمار بھی ان حضرات میں کیا ہے اور بالکل ٹھیک اور عمدہ کیا ہے۔
اگر امام ابوحنیفہ کی علمِ حدیث کی طرف توجہ زیادہ نہ ہوتی تو اُن کیلئے فقہی مسائل کا استنباط ممکن نہ ہوتا کیونکہ امام ابوحنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دلائل سے مسائل کا استنباط کیا' خارج میں اُن کی نقل کردہ احادیث کا ظہور نہ ہونا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اُنہوں نے علمِ حدیث کی طرف توجہ ہی نہیں کی تھی جیسا کہ اُن سے حسد رکھنے والے بعض لوگوں کا یہ گمان ہے' ایسے شخص کا جو گمان ہے حقیقت ویسی نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ سے اس لیے کم روایات منقول ہیں' اگرچہ اُن کا حافظہ وسیع تھا (لیکن کم روایات منقول ہونے کی وجہ) دو ہیں:
پہلی وجہ یہ ہے کہ اُنہوں نے روایات نقل کرنے کی بجائے دلائل سے مسائل کے استنباط کی طرف زیادہ مشغولیت رکھی اور جلیل القدر صحابہ کرام جیسے حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر حضرات نے روایات نقل کرنے کی بجائے اُن پر عمل کرنے کی طرف زیادہ توجہ مرکوز رکھی' یہی وجہ ہے کہ اُن کی اطلاع کی کثرت کی بہ نسبت اُن کی نقل کردہ روایات کم ہیں' اسی طرح اُن سے کم درجہ کے افراد کی نقل کردہ روایات کی بہ نسبت بھی ان حضرات سے منقول روایات کم ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی کا بھی یہی معاملہ ہے' ان دونوں حضرات نے جتنی احادیث کا سماع کیا ہے اُن کی بہ نسبت بہت کم روایات آگے نقل کی ہیں اور ان سب کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں صاحبان بھی دلائل سے مسائل کے استنباط میں مشغول رہے۔
اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ صرف اُس روایت کو نقل کرنا درست سمجھتے تھے جو اُنہیں پوری طرح سے یاد ہو' امام طحاوی نے امام ابویوسف کے حوالے سے امام ابوحنیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: آدمی کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی حدیث آگے بیان کرے' البتہ وہ اُس حدیث کو آگے بیان کرسکتا ہے جو اُسے اُسی طرح یاد ہو جس طرح اُس دن تھی جب اُس نے وہ حدیث سنی تھی اور اُس دن اُسی طرح یاد ہو جب وہ اُس حدیث کو بیان کر رہا ہو۔ خطیب بغدادی نے اسرائیل بن یونس کا یہ بیان نقل کیا ہے: نعمان بہت اچھے آدمی ہیں' وہ صرف اُس حدیث کو اچھی طرح یاد کرتے ہیں جس میں کوئی فقہی حکم مذکور ہوتا ہے اور پھر وہ اُس حدیث کی اچھی طرح تحقیق کر کے اُس میں موجود فقہی مسائل کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں''۔ (ان کا کلام اختصار کے ساتھ یہاں ختم ہوا)
اس موضوع کی زیادہ وضاحت اور مکمل بیان قاضی تقی الدین تمیمی نے اپنی کتاب ''الطبقات السنیۃ'' میں صفحہ 134/1 سے صفحہ 138 تک تحریر کیا ہے' جس کی طرف رجوع کرنے اور اُس کی واقفیت حاصل کرنے سے اس موضوع پر بحث اور تحقیق کرنے والے کو مدد حاصل ہوسکتی ہے۔

نَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَبو بَكْرِ بْنُ اَبِي خَيْثَمَةَ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ عبد الله بْنُ الْمُبَارَكِ يَقُولُ اِذَا اجْتَمَعَ هَذَانِ عَلَى شيء فَتَمَسَّكْ بِهِ يَعْنِي الثَّوْرِيَّ وَاَبَا حَنِيفَةَ

علی بن حسن بن شقیق بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن مبارک یہ فرمایا کرتے تھے: جب یہ دو حضرات کسی بات پر متفق ہو جائیں' تو تم اُسے مضبوطی سے تھام لو اُن کی مراد سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ تھے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَانا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يَعْقُوبَ اِجَازَةً قَالَ نَا جَدِّي قَالَ نَا مُحَمَّد بن مُسلم قَالَ سَمِعت اسماعيل ابْن دَاوُد يَقُول كَانَ ابْن الْمُبَارك يذكر عَن اَبِي حنيفَة كل خير ويزكيه ويقرضه ويثني عَلَيْهِ وَكَانَ اَبُو الْحسن الفزازي يَكْرَهُ اَبَا حَنِيفَةَ وَكَانُوا اِذَا اجْتَمَعُوا لَمْ يجترىء ابو اسحق اَنْ يَذْكُرَ اَبَا حَنِيفَةَ بِحَضْرَةِ ابْنِ الْمُبَارَكِ بشيء

اسماعیل بن داؤد بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن مبارک ہر بھلائی کے حوالے سے امام ابوحنیفہ کا ذکر کرتے تھے' اُن کی پاکیزگی بیان کرتے تھے' اُن کی تعریف و توصیف کیا کرتے تھے' جبکہ ابواسحاق فزاری امام ابوحنیفہ کو ناپسند کرتے تھے' جب یہ حضرات اکٹھے ہوتے تھے' تو ابواسحاق کو یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ عبداللہ بن مبارک کی موجودگی میں امام ابوحنیفہ کا ذکر (منفی طور پر) کریں۔

قَالَ ونا اَبُو عبد الله مُحَمَّد بن حزَام الْفَقِيه (1) قَالَ نَا قَاسم ابْن عَبَّادٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ

(1) مطبوعہ نسخہ میں اور ''د'' اور ''ا'' دونوں نسخوں میں لفظ ''محمد بن حرام'' تحریر ہے جبکہ نسخہ ''ک'' میں لفظ ''محمد بن فقیہ'' تحریر ہے اور اس نسخہ کے حاشیہ میں اس لفظ کے برابر لفظ ''حذام'' تحریر ہے' یہی نام دوسری مرتبہ (اصل عربی متن کے) صفحہ 266 پر آئے گا اور نسخہ ''ک'' میں اُس مقام پر یہ نام ''محمد بن خذام'' تحریر ہے جو ذال کے ساتھ ہے۔ نسخہ ''ا'' اور نسخہ ''د'' ان دونوں میں لفظ ''محمد بن حرام'' تحریر ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''محمد بن حزام'' تحریر ہے' یعنی زاء کے ساتھ ہے اور یہ نام تیسری مرتبہ (اصل عربی متن کے) صفحہ 305 پر آئے گا' اس مقام پر تمام نسخوں میں اتفاق ہے کہ یہاں لفظ ''محمد بن حزام'' موجود ہے' یعنی زاء کے ساتھ ہے' اسی طرح قاضی ابوالعباس بن ابوالعوام کی تصنیف ''فضائل ابوحنیفہ'' کے زیادات میں یہ لفظ اسی طرح زاء کے ساتھ مذکور ہے' بعض روایات میں ان صاحب کا اسمِ منسوب ''الباذغیسی'' مذکور ہے جبکہ یہاں موجود روایت میں لفظ ''محمد بن حازم'' تحریر ہے' میں نے یہاں محمد بن حزام کو برقرار رکھا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے' تاوقتیکہ میرے سامنے یہ بات واضح نہ ہو جائے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ درست ہے' میں نے اب تک ان صاحب کے حالات کہیں نہیں پائے ہیں' ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی نیا حکم دیدے۔

مُحَمَّدٍ السَّرَّاجُ قَالَ نَا عَبْدَانِ قَالَ سَمِعت عبد اللّٰه ابْنَ الْمُبَارك وَقد طعن رجل فی مَجلِسه فی اَبِی حَنِیفَةَ فَقَالَ لَهُ اسْکُتْ وَاللّٰهِ لَوْ رَاَیْتَ اَبَا حَنِیفَةَ لَرَاَیْتَ عَقْلا وَنُبْلا

عبدان بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک کی محفل میں کسی شخص نے امام ابوحنیفہ پر طعن و تشنیع کی تو عبداللہ بن مبارک نے اُس سے فرمایا: تم خاموش ہو جاؤ! اللہ کی قسم! اگر تم نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہوتا' تو تم نے عقلمندی اور سمجھداری کو دیکھا ہوتا۔

قَالَ وَنا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا اَبُو سُلَیْمَان الْجوزجَانی قَالَ سَمِعت عبد اللّٰه بْنَ الْمُبَارَكِ یَقُولُ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَتْقَی لِلّٰهِ مِنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیّ وَلا رَاَیْتُ اَحَدًا اَعْقَلَ مِنْ اَبِی حَنِیفَةَ

ابوسلیمان جوزجانی بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے سفیان ثوری سے زیادہ' اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا' اور میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ عقلمند کوئی شخص نہیں دیکھا۔

وَعَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ رِوَایَاتٌ کَثِیرَةٌ فِی فَضَائِلِ اَبِی حَنِیفَةَ ذَکَرَهَا ابو یعقوب (۱) فِی کِتَابِهِ وَذَکَرَهَا غَیْرُهُ وَقَالَ اَبُو یَعْقُوبَ ونا مُحَمَّد ابْن مُحَمَّد اَبُو الْعَبَّاس ابْن شَابُور (۲) قَالَ نَا علی بن عبد العزیز قَالَ نَا الْحسن ابْن الرّبیع قَالَ سَمِعت عبد اللّٰه بْنَ الْمُبَارَكِ یَقُولُ

رَاَیْتُ اَبَا حَنِیفَةَ کُلَّ یَوْم ...یزِید نباهة وَیزِید خیرا
وینطق بِالصَّوَابِ وَیَصْطَفِیهِ ...اِذَا مَا قَالَ اَهْلُ الْجَوْرِ جَوْرَا
یُقَایِسُ مَنْ یُقَایِسُهُ بِلُبٍّ ...وَمَنْ ذَا تَجْعَلُونَ لَهُ نَظِیرَا
کَفَانَا فَقْدُ حَمَّادٍ وَکَانَتْ ...مُصِیبَتُنَا بِهِ اَمْرًا کَبِیرَا
رَاَیْتُ اَبَا حَنِیفَةَ حِینَ یُؤْتَی ...وَیُطْلَبُ عِلْمُهُ بَحْرًا غَزِیرَا
اِذَا مَا الْمُشْکِلاتُ تَدَافَعَتْهَا ...رِجَالُ الْعِلْمِ کَانَ بِهَا بَصِیرَا

امام ابوحنیفہ کے فضائل کے بارے میں عبداللہ بن مبارک سے بہت سی روایات منقول ہیں جن کا ذکر

(۱) نسخہ "ک" میں اسی طرح ہے جبکہ نسخہ "ا" اور مطبوعہ نسخہ میں "ابن زہیر" تحریر ہے اور ان دونوں کے حوالے سے روایت پہلے گزر چکی ہے۔

(۲) نسخہ "ک" میں اسی طرح ہے جبکہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ "سابور" ہے۔

ابویعقوب نے اپنی کتاب میں کیا ہے' اُن کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی ان روایات کا ذکر کیا ہے۔

حسن بن ربیع بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے کہ روزانہ ان کی سمجھداری اور بھلائی میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے' وہ ثواب والی باتیں کرتے ہیں اور ان کا انتخاب کرتے ہیں' جب ظالم لوگ ظلم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں' جو شخص ان کا موازنہ کرنا چاہتا ہے وہ سمجھداری کے حوالے سے ان کا موازنہ کرے اور وہ کون شخص ہے جس کو آپ ان کی نظیر قرار دے سکتے ہیں' ہمارے لیے حماد کو کھو دینا ہی کافی تھا' اور اس حوالے سے ہماری مصیبت بہت بڑی تھی' میں نے ابوحنیفہ کو دیکھا جب ان کو لایا گیا تو ان کے علم کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر سمجھا گیا' جتنی بھی مشکلات ہوتی ہیں تو علم کے بارے میں بصیرت رکھنے والے اہل علم انہیں ختم کر ہی دیتے ہیں''

اَلْقَاسِم بن معن (ا)

(17) قاسم بن معن

نَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِی شيخ قَالَ نَا حجر بن عبد الجبار قَالَ قيل للقاسم ابْن معن اَنْت ابْن عبد اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ تَرْضَى اَنْ تَكُونَ مِنْ غِلْمَانِ اَبِی حَنِيفَةَ فَقَالَ مَا جَلَسَ النَّاسُ اِلَى اَحَدٍ اَنْفَعَ مُجَالَسَةً مِنْ اَبِی حَنِيفَةَ وَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ تَعَالَ مَعِی اِلَيْهِ فَجَاءَ فَلَمَّا جَلَسَ اِلَيْهِ لَزِمَهُ وَقَالَ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ هَذَا قَالَ سُلَيْمَانُ وَكَانَ اَبُو حَنِيفَةَ حَلِيمًا ورعا سخيا

حجر بن عبدالجبار بیان کرتے ہیں: قاسم بن معن سے کہا گیا: آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں' تو آپ اس بات پر کیسے راضی ہو جاتے ہیں کہ آپ کا شمار امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں ہو؟ تو اُنہوں نے فرمایا: لوگ کسی بھی ایسے شخص کے ساتھ نہیں بیٹھے ہوں گے' جس کی محفل امام ابوحنیفہ کی محفل سے زیادہ نفع بخش ہو' پھر قاسم نے اُس شخص سے فرمایا: تم میرے ساتھ اُن کے پاس چلنا۔ وہ شخص گیا اور امام ابوحنیفہ کے پاس بیٹھا تو پھر اُنہی کے ساتھ رہنے لگا اور اُس نے کہا: میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

(ا) یہ کوفی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 141 پر مذکور ہے۔

سلیمان فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ بردبار، پرہیزگار اور سخی تھے۔

حجر بن عبد الجبار (۱)

(18) حجر بن عبد الجبار

وَذَكَرَ الدُّولابِيُّ اَبُو بِشْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْاَنْصَارِيُّ ثُمَّ الدُّولابِيُّ نی اَبُو الْحَسَنِ اَحْمَدُ بْنُ الْقَاسِمِ (۲) قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْخٍ قَالَ نی حَجَرُ بْنُ عبد الجبار الْحَضْرَمِيُّ قَالَ مَا رَاَى النَّاسُ اَحَدًا اَكْرَمَ مُجَالَسَةً مِنْ اَبِي حَنِيفَةَ وَلا اَشَدَّ اِكْرَامًا لاَصْحَابِهِ مِنْهُ

سلیمان بن ابوشیخ بیان کرتے ہیں: حجر بن عبد الجبار حضرمی نے فرمایا: لوگوں نے امام ابوحنیفہ کی محفل سے زیادہ معزز محفل اور کسی کی نہیں دیکھی ہوگی اور نہ ہی اُنہوں نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہوگا' جو اپنے شاگردوں کی امام ابوحنیفہ سے زیادہ عزت افزائی کرتا ہو۔

زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ (۳)

(19) زہیر بن معاویہ

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ نَا اَبُو جَعْفَرٍ الْعُقَيْلِيُّ قَالَ نَا اَبُو شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ زُهَيْرٌ مِنْ اَيْنَ جِئْتَ فَقَالَ مِنْ عِنْدِ اَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ زُهَيْرٌ اِنَّ ذَهَابَكَ اِلَى اَبِي حَنِيفَةَ يَوْمًا وَاحِدًا اَنْفَعُ لَكَ مِنْ مَجِيئِكَ اِلَيَّ شَهْرًا

علی بن جعد بیان کرتے ہیں: ہم لوگ زہیر بن معاویہ کے پاس موجود تھے' ایک شخص اُن کے پاس آیا تو زہیر نے اُس سے دریافت کیا: تم کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے جواب دیا: امام ابوحنیفہ کے پاس سے! تو زہیر نے فرمایا: تمہارا ایک دن امام ابوحنیفہ کے پاس جانا' تمہارے لیے میرے پاس ایک ماہ آنے سے زیادہ نفع بخش ہے۔

(۱) یہ حضرمی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 105 پر مذکور ہے۔

(۲) یہ برتی ہیں جیسا کہ ''معجم البلدان'' میں لفظ ''برت'' کے ساتھ تحریر ہے۔

(۳) یہ کوفی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 112 پر مذکور ہے۔

ابْنُ جُرَيْجٍ (١)

(20)ابن جریج

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَبُو الْيَسَعِ اِسْمَاعِيلُ بْنُ اَبِى الْجَعْدِ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يَقُولُ بَلَغَنِى عَنْ كُوفِيِّكُمْ هَذَا النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ شَدِيدُ الْخَوْفِ لِلّٰهِ اَوْ قَالَ خَائِفٌ لِلّٰهِ

حجاج بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے ابن جریج کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تم لوگوں کے کوفی ساتھی نعمان بن ثابت کے بارے میں مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شدید خوف رکھتے تھے' (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔

وَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ بِمَكَّةَ نَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحسن الْفَارِضُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ الصَّائِغُ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ جريج سنة خمس وَمِائَةٍ فَقِيلَ لَهُ مَاتَ اَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ رَحمَه الله قد ذهب مَعَه علم كثير

روح بن عبادہ بیان کرتے ہیں: 150 ہجری میں' میں ابن جریج کے پاس موجود تھا' اُنہیں بتایا گیا: امام ابوحنیفہ کا انتقال ہو گیا ہے' تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے! اُن کے ہمراہ بہت سا علم رخصت ہو گیا ہے۔

عبد الرزاق (٢)

(21)عبدالرزاق

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ نَا اَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ السَّامَرِّيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ

(١) ان کا نام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اُموی ہے' (بنو امیہ کے ساتھ) ان کی نسبت ولاء کے حوالے سے ہے' یہ مکی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 128 پر مذکور ہے۔

(٢) یہ صنعانی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 126 پر مذکور ہے۔

مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عبد الرزاق بْنَ هَمَّامٍ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا قَطُّ اَحْلَمَ مِنْ اَبِي حَنِيفَةَ لَقَدْ رَاَيْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالنَّاسُ يَتَحَلَّقُونَ حَوْلَهُ اِذْ سَاَلَهُ رجل عَن مسألة فافتاه فيها فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ قَالَ فِيهَا الْحَسَنُ كَذَا وَكَذَا وَقَالَ فِيهَا عبد الله بْنُ مَسْعُودٍ كَذَا فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اَخْطَاَ الْحَسَنُ وَاَصَابَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَصَاحُوا بِهِ (1) قَالَ عبد الرزاق فَنَظَرت فى المسألة فَاِذَا قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِيهَا كَمَا قَالَ ابو حنيفَة وَتَابعه اصحاب عبد الله بن مَسْعُود

احمد بن منصور رمادی بیان کرتے ہیں: میں نے امام عبدالرزاق بن ہمام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ بردبار کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا' میں نے اُنہیں مسجد حرام میں دیکھا' لوگوں نے اُن کے اردگرد حلقہ بنایا ہوا تھا' ایک شخص نے اُن سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا' اُنہوں نے اُس بارے میں فتویٰ دیا تو ایک شخص نے اُن سے کہا: اس مسئلہ کے بارے میں حسن بصری کی رائے یہ ہے اور اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے' تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: حسن بصری کی رائے ٹھیک نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے ٹھیک ہے۔ تو لوگوں نے چیخ وپکار مچادی۔

امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں: بعد میں جب میں نے اُس مسئلہ کی تحقیق کی تو یہ پتا چلا کہ اُس مسئلہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بھی وہی ہے جو امام ابوحنیفہ نے جواب دیا تھا'

(1) یہاں متن کے الفاظ "تو اُنہوں نے چیخ ماری" اس روایت کے سیاقِ کلام سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں یا تو کچھ الفاظ ذکر نہیں ہوئے ہیں' یا کوئی خلل آیا ہے' یا تکرار ہے' یہ روایت امام ذہبی کی کتاب "مناقب ابوحنیفہ" کے صفحہ 15 پر' صالحی کی کتاب "العقود الجمان" کے صفحہ 278 پر مذکور ہے اور وہ یہ ہے:

"......اہلِ بصرہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے اُن سے ایک مسئلہ دریافت کیا' اُنہوں نے اُس مسئلہ کے بارے میں اُس شخص کو فتویٰ دیا تو اُس شخص نے کہا: حسن بصری نے اس بارے میں یہ' یہ کہا ہے' تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: حسن بصری نے غلط کہا ہے۔ تو وہ شخص امام ابوحنیفہ سے بولا: اے فلاں عورت کے بیٹے! تم یہ کہتے ہو کہ حسن بصری نے غلطی کی ہے' لوگ اُس شخص کو مارنے کیلئے اُٹھنے لگے تو امام ابوحنیفہ نے اُن لوگوں کو پُرسکون کروایا' پھر امام ابوحنیفہ کچھ دیر خاموش رہے' پھر اُنہوں نے سر اُٹھایا اور بولے: جی ہاں! حسن بصری نے غلط کہا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے"۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے اُسی قول کی پیروی کی ہے۔

قَول الشافعي فِيهِ (۱)

(22) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

نَا الحكم قَالَ نَا يُوسُفُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَمْرُوَيْهِ قَدِمَ عَلَيْنَا حَاجًّا عَلَى بَابِ التَّمَّارِينَ قَالَ سَمِعْتُ عَبَّاسَ بْنَ عُزَيْزٍ قَالَ سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ وَقَوْلُهُ فِي الْفِقْهِ مُسَلَّمًا لَهُ فِيهِ (۲)

حرملہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: امام ابوحنیفہ اور فقہ میں اُن کی رائے مسلمہ ہوتی ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ حَرْمَلَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُقْتَنَ فِي الْمَغَازِي (۳) فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى مُحَمَّد بن اسحق وَمَنْ اَرَادَ الْفِقْهَ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ (۴)

حرملہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص سیرت نگاری میں

---

(۱) انہوں نے امام ابوحنیفہ کے اکابر شاگردوں سے ملاقات کی ہے جن میں سب سے نمایاں امام محمد بن حسن شیبانی ہیں' انہوں نے امام محمد سے اتنی تحریریں نوٹ کی ہیں کہ اُن کا وزن ایک بختی اونٹ پر لادا جا سکتا ہے جیسا کہ اس کتاب کے علاوہ (دوسری کتابوں میں بھی یہ بات تحریر ہے) اور اس کتاب میں (اصل عربی متن کے) صفحہ 119 پر یہ بات گزر چکی ہے۔

(۲) نسخہ "ک" میں اسی طرح ہے جبکہ نسخہ "ا" میں یہ الفاظ ہیں: "فقہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا قول تسلیم شدہ ہوتا تھا"۔

(۳) یعنی اُنہوں نے وسعت اختیار کی اور دوسری روایت میں جو اس کتاب کے علاوہ (دوسری کتابوں میں مذکور ہے) یہ لفظ تحریر ہے: "یتبحر" دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

(۴) میں یہ کہتا ہوں: یہ تعریف امام شافعی کی طرف سے ہے' امام ابن حبان جو شافعی المذہب ہیں' وہ اس بارے میں امام ابوحنیفہ کے بارے میں منفی رائے رکھتے ہیں' تو اگر ابن حبان کا وہ بیان درست مان لیا جائے جو آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 231 سے 237 تک تعریف کے طور پر آ رہا ہے اور جس میں امام ابوحنیفہ پر طعن کیا گیا ہے' تو اس کی بنیاد پر امام شافعی غفلت کا شکار لوگوں کے شیخ قرار پائیں گے اور ایسا ہرگز نہیں ہے۔ لیکن امام شافعی نے تو ایک ایسے شخص کی تعریف کر دی ہے جس نے ابن حبان کی نظر میں دینِ محمدی کو تبدیل کر دیا تھا اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ علم اور رائے کے حوالے سے اللہ کے رسول سے زیادہ ہدایت رکھتا ہے' (اس بات سے اللہ کی پناہ ہے!) تو جب امام شافعی (امام ابوحنیفہ کے مرتبہ و مقام سے) واقف ہیں اور درست طور پر جانتے ہیں تو پھر ابن حبان کے کلام کی طرف ←

مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو وہ محمد بن اسحاق سے استفادہ کرے گا اور جو شخص فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو وہ امام ابوحنیفہ سے استفادہ کرے گا۔

وَكِيعٌ (۱)

(23)وکیع

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ بِمَكَّةَ قَالَ نَا اَبُو سَعِيدِ بْنُ الْاَعْرَابِيِّ قَالَ نَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ وَكِيعٍ وَكَانَ يُفْتِي برای ابی حنيفَةَ

عباس دوری بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے وکیع جیسا شخص نہیں دیکھا' وہ امام ابوحنیفہ کی رائے کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

خالد الْوَاسِطِيُّ (۲)

(24)خالد واسطی

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ السِّمْنَانِيُّ (۳) قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هرون يَقُول قَالَ لی خلد الْوَاسِطِيُّ انْظُرْ فِي كَلَامِ اَبِي حَنِيفَةَ لِتَتَفَقَّهَ فَاِنَّهُ قَدِ احْتِيجَ اِلَيْكَ اَوْ قَالَ اِلَيْهِ وروى عَنهُ خلد الْوَاسِطِيُّ اَحَادِيثَ كَثِيرَةً

یزید بن ہارون بیان کرتے ہیں: خالد واسطی نے مجھ سے کہا: تم امام ابوحنیفہ کے کلام کا (بغور) جائزہ

توجہ نہیں کی جائے گی کیونکہ اس کا ماخذ تعصب اور دشمنی ہے جبکہ امام شافعی' علماء اور فضلاء کے استاد ہیں' اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو اور اُن کی محبت کے ذریعہ ہمیں نفع عطا کرے۔

(۱) یہ وکیع بن جراح رواسی کوفی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 153 پر مذکور ہے۔

(۲) انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 110 پر مذکور ہے۔

(۳) صرف نسخہ ''ک'' میں لفظ ''سیمنانی'' ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے' حالانکہ یہ نام صفحہ 256,267, 305,317 اور 319 پر ''سمنانی'' تحریر ہے جیسا کہ میں نے اسے یہاں برقرار رکھا ہے۔

لو' تم علمِ فقہ سیکھ جاؤ گے کیونکہ تمہیں اس کی ضرورت ہے' خالد واسطی نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی روایات بھی نقل کی ہیں۔

اَلْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ (١)

(25) فضل بن موسیٰ سینانی

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا جَعْفَرُ بن ادريس المقرى قَالَ نَا الْحسن بن مُحَمَّد بن هرون قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي مَنْصُورٍ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ آدَمَ قَالَ قُلْتُ لِلْفَضْلِ بْنِ مُوسَى السِّينَانِيِّ مَا تَقُولُ فِي هَؤُلاءِ الَّذِينَ يَقَعُونَ فِي اَبِي حَنِيفَةَ قَالَ اِنَّ اَبَا حَنِيفَةَ جَاءَ هُمْ بِمَا يَعْقِلُونَهُ وَبِمَا لَا يَعْقِلُونَهُ مِنَ الْعِلْمِ وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُمْ شَيْئًا فَحَسَدُوهُ

حاتم بن آدم بیان کرتے ہیں: میں نے فضل بن موسیٰ سینانی سے دریافت کیا: ان لوگوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو امام ابوحنیفہ پر تنقید کرتے ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: امام ابوحنیفہ نے ایسی باتیں پیش کی ہیں جن میں سے کچھ کی اُنہیں سمجھ آئی ہے اور کچھ کی اُنہیں سمجھ نہیں آئی ہے' اُنہوں نے ان لوگوں کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا' تو یہ لوگ اُن سے حسد کرنے لگے۔

عِيسَى بْنُ يُونُسَ (٢)

(26) عیسیٰ بن یونس

وَقَالَ نَا جَعْفَرُ بْنُ اِدْرِيسَ الْقَزْوِينِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الطَّرَسُوسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ الشَّاذَكُونِيَّ قَالَ قَالَ عِيسَى بن يُونُس لاتتكلمن فِي اَبِي حَنِيفَةَ بِسُوءٍ وَلا تُصَدِّقَنَّ اَحَدًا يسيء الْقَوْلَ فِيهِ فَاِنِّي وَاللهِ مَا رَاَيْتُ اَفْضَلَ مِنْهُ وَلا اَوْرَعَ مِنْهُ وَلا اَفْقَهَ مِنْهُ

سلیمان شاذکونی بیان کرتے ہیں: عیسیٰ بن یونس نے مجھ سے کہا: تم امام ابوحنیفہ کے بارے میں کوئی بُری بات ہرگز نہ کہنا اور نہ ہی اُن کے بارے میں کسی کی بُری بات کی تصدیق کرنا' کیونکہ اللہ کی قسم! میں

(١) یہ مروزی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 139 پر مذکور ہے۔

(٢) یہ کوفی ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 138 پر مذکور ہے۔

نے اُن سے زیادہ فضیلت رکھنے والا' اُن سے زیادہ پرہیزگار اور اُن سے زیادہ فقیہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔

وَمِمَّنْ انْتهی الینا ثَنَاؤُہٗ علی اَبِی حنیفَۃ ومدحہ لَہٗ (۱)

عبد الحمید بن یَحْیَی الْحِمَّانِیُّ (۲)

(۱) امام حافظ ابن عبدالبر نے اس باب میں یہ عنوان قائم کیا ہے: ''باب: علماء نے امام ابوحنیفہ کی جو تعریف کی ہے اور ان کی فضیلت کا جو اعتراف کیا ہے' اُس حوالے سے ہم تک جو روایات پہنچی ہیں' اُن کا تذکرہ' پھر اس باب میں حافظ ابن عبدالبر نے حافظ محدث ابویعقوب بن دخیل کے حوالے سے اُن کی کتاب ''فضائل ابوحنیفہ'' سے 26 علماء' محدثین اور ائمہ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے اور اُن کے کچھ فضائل ذکر کیے ہیں۔ ابن عبدالبر نے اس بارے میں تمام کلمات نقل کر دیئے' پھر یہاں حافظ ابن عبدالبر نے حافظ ابویعقوب بن دخیل کی پیروی کرتے ہوئے اُن کی اُسی کتاب کے حوالے سے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے' 41 علماء' محدثین اور ائمہ کے نام ذکر کیے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف وتوصیف کی لیکن ابن عبدالبر نے اختصار کے پیشِ نظر صرف اُن حضرات کے اسماء کا ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں اُن کے تعریفی کلمات میں سے کوئی بات یہاں نقل نہیں کیا ہے' اس لیے میں نے اس بات کو مناسب اور مفید سمجھا کہ امام ابوحنیفہ کی تعریف کرنے والے ان علماء میں سے ہر ایک کا تعارف مختصر لفظوں میں بیان کر دوں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ علماء اور محدثین کے درمیان ان حضرات کو کیا نمایاں حیثیت ہے' اور پھر انہوں نے کس طرح امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے اور ان کی پاکیزگی کا اعتراف کیا ہے اور اس طرح جھوٹی باتیں ایجاد کرنے والوں' اپنی طرف سے باتیں بنانے والوں اور مسلمانوں کے ائمہ میں سے اس جلیل القدر امام' یعنی امام ابوحنیفہ سے تعصب رکھنے والوں کی باتیں ساقط الاعتبار ہو جائیں۔

میں نے ان حضرات کے حالات' محدثین کے حالات سے متعلق کتابوں میں سے نقل کروں گا' جیسے کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' اور ''سیر اعلام النبلاء'' جو حافظ ذہبی کی تصانیف ہیں' ''تہذیب التہذیب'' جو حافظ ابن حجر کی تصنیف ہے اور اس کے علاوہ محدثین کی دیگر متداول کتابیں شامل ہیں' تاکہ اہمیت کا تعین پختہ ہو جائے اور فیصلہ سچا ہو' اُس شخص کے نزدیک جو امام ابوحنیفہ کے بارے میں بعض متعصب محدثین کے کلام کو مقبول سمجھتا ہے۔

(۲) یہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ہیں' ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 120/6 پر ان کے بارے میں یہ تحریر ہے: یہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی' ابویحییٰ' کوفی ہیں' ان کا لقب بشمین ہے' انہوں نے یزید بن ابوبردہ' اعمش' دونوں سفیانوں' امام ابوحنیفہ اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ابوبکر' محمد بن خلف حدادی' حسن بن علی خلال' عمرو بن علی فلاس...... اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں...... ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے' امام بخاری' امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ←

وَمَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ (۱)
وَالنَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ (۲)

ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 202 ہجری میں ہوا۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 527/10 پر ان کی صفت ''محدث' ثقہ'' تحریر کی ہے۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 124 پر ان کا ذکر اُن افراد میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' مطبوعہ نسخہ میں اور ''ؤ'' ''ک'' اور ''ا'' ان سب نسخوں میں ان کا نام اسی طرح ''عبدالحمید بن یحییٰ حمانی'' تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔

(۱) معمر بن راشد: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 190/1 پر یہ تحریر ہے: ''معمر بن راشد' امام اور حجت ہیں' (ان کی کنیت اور اسمِ منسوب) ابوعروہ ازدی ہیں' (ازدقبیلہ کے ساتھ) ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' یہ بصری ہیں' جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' یمن کے بڑے عالم ہیں' انہوں نے زہری' قتادہ' عمرو بن دینار' زیاد بن علاقہ...... اور اُن کے طبقہ کے افراد سے روایات نقل کی ہیں' جبکہ ان سے دونوں سفیانوں' عبداللہ بن مبارک' غندر' ابن علیہ' عبدالرزاق...... اور ایک مخلوق نے (یعنی بہت سے لوگوں نے) روایات نقل کی ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: تم معمر کا موازنہ جس کسی کے ساتھ بھی کرو گے تو معمر کو اُس پر فائق ہی پاؤ گے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 153 ہجری میں ہوا''۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 147 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) نضر بن محمد: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 444/10 پر یہ تحریر ہے: ''نضر بن محمد قرشی عامری' اُن کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے حوالے سے ہے' (ان کی کنیت اور اسمِ منسوب) ابوعبداللہ مروزی ہے' انہوں نے ابواسحاق شیبانی' عبدالعزیز بن رفیع' علاء بن مسیب' محمد بن منکدر' اعمش' امام ابوحنیفہ...... سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے اسحاق بن راھویہ' حسان بن موسیٰ' علی بن حسن بن شقیق...... اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں: علم' فقہ' عقل اور فضیلت میں یہ مقدم حیثیت کے مالک تھے' یہ عبداللہ بن مبارک کے دوست تھے اور امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں' امام نسائی اور امام دارقطنی فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں' ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے' امام ابوداؤد نے کتاب ''المسائل'' میں' جبکہ امام نسائی نے ''السنن'' میں ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 183 ہجری میں ہوا۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 150 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

وَیُونُس بن اَبی اسحاق (۱)
واسرائیل ابْن یُونُس (۲)
وَزفر بن الْهُذَیْل (۳)

(۱) یونس بن ابواسحاق: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 433/11 پر یہ مذکور ہے: ''یونس بن ابواسحاق' عمرو بن عبداللہ ہمدانی سبیعی ابواسرائیل کوفی' انہوں نے اپنے والد' حضرت انس رضی اللہ عنہ' ابوبردہ اور ابوبکر' یہ دونوں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں...... اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ان کے صاحبزادے عیسیٰ (اُن کے علاوہ) سفیان ثوری' عبداللہ بن مبارک' عبدالرحمٰن بن مہدی' یحییٰ بن سعید القطان' وکیع بن جراح' ابواسحاق فزاری...... اور دیگر لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں...... ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے' امام بخاری نے اپنی کتاب ''جزء القراۃ'' میں' جبکہ امام مسلم اور چاروں سنن کے مؤلفین نے (اپنی اپنی کتابوں میں) ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 159 ہجری میں ہوا۔
''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 158 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) اسرائیل بن یونس: ''تذکرۃ الحفاظ'' 214/1 پر یہ تحریر ہے: اسرائیل بن یونس بن ابواسحاق سبیعی امام اور حافظ الحدیث ہیں' (ان کی کنیت اور اسمِ منسوب) ابویوسف کوفی ہے' انہوں نے اپنے دادا سے سماع کیا ہے' ان کی نقل کردہ حدیث عمدہ ہے اور متقن ہے' انہوں نے زیاد بن علاقہ' سماک بن حرب' منصور بن معتمر اور ایک جماعت (سے بھی احادیث کا سماع کیا ہے) ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی' ابونعیم' محمد بن یوسف فریابی' عبداللہ بن رجاء غدانی...... اور بڑی مخلوق (یعنی بہت سے لوگوں) نے روایات نقل کی ہیں' یہ حافظ تھے' حجت تھے' صالح تھے' خشوع وخضوع رکھنے والے تھے اور علم کے ماہر تھے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 162 ہجری میں ہوا۔
''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 99 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۳) زفر بن ہذیل: ''سیر اعلام النبلاء'' میں صفحہ 35/8 پر یہ تحریر ہے: زفر بن ہذیل عنبری جو فقیہ اور مجتہد ربانی ہیں' بڑے عالم ہیں' یہ ابوہذیل (زفر) بن ہذیل بن قیس بن سلم ہیں' انہوں نے اعمش' اسماعیل بن خالد' امام ابوحنیفہ' محمد بن اسحاق' حجاج بن ارطاۃ اور اُن کے طبقہ کے افراد سے احادیث روایت کی ہیں جبکہ ان سے حسان بن ابراہیم کرمانی' یحییٰ بن اکثم کے والد اکثم بن محمد' عبدالواحد بن زیاد' ابونعیم فضل بن دکین' نعمان بن عبدالسلام تیمی...... نے احادیث روایت کی ہیں' یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: یہ ثقہ اور مامون ہیں' میں یہ کہتا ہوں: (یہاں قائل امام ذہبی ہیں) یہ علم کا سمندر تھے ←

وَعُثْمَان البری (ا)

اور اپنے وقت کے سب سے سمجھدار شخص تھے' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے علمِ فقہ حاصل کیا اور یہ اُن کے اکابر شاگردوں میں سے ایک ہیں' یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے عمل اور علم کو جمع کر دیا' یہ حدیث کے درایتی پہلوؤں کو سمجھا کرتے تھے اور اس میں متقن تھے۔ حافظ ابونعیم فضل بن دکین بیان کرتے ہیں: میں امام زفر کے پاس سے گزرتا تھا تو وہ مجھ سے فرماتے تھے: آؤ! تاکہ میں تمہاری سنی ہوئی روایات کے بارے میں تمہاری مزید رہنمائی کروں! تو میں اُن کے سامنے احادیث پیش کرتا تھا' تو وہ یہ فرماتے تھے: یہ حدیث ناسخ ہے' یہ حدیث منسوخ ہے' اس حدیث پر فتویٰ دیا جائے گا' اسے پرے کر دیا جائے گا' میں یہ کہتا ہوں: (یہاں قائل امام ذہبی ہیں) یہ امام بحث کرنے میں انصاف پسند تھے اور (احادیث وآثار کی) پیروی کرنے والے تھے' ان کا انتقال 158 ہجری میں ہوا۔ (ذہبی کی بات یہاں ختم ہوگئی)

ابن حبان کہتے ہیں: یہ فقیہ تھے' حافظ تھے اور کم غلطیاں کرتے تھے۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی) اور یہ حافظ قرشی کی کتاب ''الجواہر المضیہ'' صفحہ 243/1 سے ماخوذ ہے۔

(ا) عثمان بری: تینوں نسخوں میں یہ لفظ اسی طرح ہے' یعنی باء پر پیش ہے اور راء پر شد ہے اور زیر ہے' اس کی نسبت ''بُرّ'' کی طرف ہے جس کا مطلب گندم ہے' جیسا کہ سمعانی کی کتاب ''الانساب'' کے صفحہ 194/2 پر تحریر ہے۔ امام ذہبی نے ''میزان الاعتدال'' کے صفحہ 56/3 پر تحریر کیا ہے: ''عثمان بن مقسم بری ابوسلمہ کندی بصری' جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' اگرچہ حدیث میں یہ ضعیف ہیں' انہوں نے منصور' قتادہ' مقبری اور اکابرین سے روایات نقل کی ہیں' انہوں نے (علمِ حدیث میں کتابیں) تصنیف کی ہیں اور (احادیث کو تحریری شکل میں) جمع کیا ہے' ان سے سفیان' ابوعاصم' ابوداؤد' شیبان بن فروخ اور دیگر لوگوں نے روایات نقل کی ہیں''۔ اُس کے بعد امام ذہبی نے ان کے بارے میں ضعیف اور مطعون ہونے کے حوالے سے اقوال ذکر کیے ہیں اور پھر یہ کہا ہے: ''ان کا انتقال سفیان ثوری کے بعد ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

(ابوغدہ کہتے ہیں:) سفیان ثوری کا انتقال 161 ہجری میں ہوا تھا' ''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 130 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

مطبوعہ نسخہ میں ان کا نام عثمان بتی تحریر ہے اور بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہ تحریف ہے' کیونکہ عثمان بتی نامی صاحب عثمان بن مسلم بتی بصری ہیں' یہ تابعی ہے' انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور امام شعبی اور اُن کے طبقہ کے افراد سے روایات نقل کی ہیں' اُن کا انتقال 143 ہجری میں ہوا تھا' اُن کی اور امام ابوحنیفہ کی خط وکتابت ہوتی رہی تھی' اُن کے حالات ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 153/7 پر مذکور ہیں۔

لفظ ''بتی'' میں باء پر زبر پڑھی جائے گی' تاء پر زیر ہوگی اور شد ہوگی' اس کی نسبت ''البت'' کی طرف ہے جو بصرہ کے نواح میں موجود ایک جگہ کا نام ہے جیسا کہ سمعانی کی کتاب ''الانساب'' کے صفحہ 82/2 پر مذکور ہے۔

وَجَرِیر بن عبد الحمید (۱)
وابو مقَاتل حَفُص بن مُسلم (۲)

(۱) جریر بن عبدالحمید: ''تذکرۃ الحفاظ'' 271/1 پر یہ تحریر ہے: ''جریر بن عبدالحمید ضبی کوفی' ابوعبداللہ' یہ حافظ اور حجت ہیں' ''رے'' کے محدث ہیں' انہوں نے منصور بن معتمر' حسین بن عبدالرحمٰن' بیان بن بشر' سہیل' اعمش اور متعدد افراد سے سماع کیا ہے جبکہ ان سے علی بن مدینی' اسحاق بن راھویہ' قتیبہ 'یوسف بن موسیٰ القطان' احمد بن حنبل...... اور ایک مخلوق (یعنی بہت سے لوگوں نے) روایات نقل کی ہیں۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 188 ہجری میں ہوا''۔

ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''الثقات'' میں کیا ہے اور یہ کہا ہے: یہ عبادت گزار اور خشونت والے شخص تھے جیسا کہ ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 77/2 پر مذکور ہے' یہ اُن افراد میں سے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ ''الجواہر المضیہ'' صفحہ 178/1 پر مذکور ہے۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 104 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) ابومقاتل حفص بن سلم: ''میزان'' میں صفحہ 557/1 ''تہذیب التہذیب'' میں صفحہ 397/2 (میں ان کے حالات مذکور ہیں)۔ یہ حفص بن سلم فزاری ابومقاتل سمرقندی خراسانی ہیں' انہوں نے عون بن شداد' ایوب' عبداللہ بن عون' عبیداللہ عمری' سفیان ثوری' مسعر......اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے صالح بن عبداللہ ترمذی' قتیبہ بن سعید' علی بن سلمہ لبقی...... اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں: یہ عابد وزاہد شخص تھے لیکن انہوں نے ایسی منکر روایات نقل کی ہیں کہ حدیث کے روایتی طالب علم یہ بات جانتے ہیں کہ ان روایات کی کوئی اصل نہیں ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

امام ذہبی نے ''میزان الاعتدال'' میں یہ بات تحریر کی ہے: ''ان کی عمر طویل ہوئی اور یہ 208 ہجری تک زندہ رہے''۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی ہے جیسا کہ ''میزان الاعتدال'' میں یہ بات مذکور ہے۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 107 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

نسخہ ''ک'' اور ''ا'' میں حفص بن مسلم تحریر ہے اور ابن ابوحاتم کی کتاب ''الجرح والتعدیل'' 187:1/2 میں یہی لفظ مذکور ہے' لیکن یہ حفص بن سلم کی تحریف ہے' جیسا کہ ''الجرح والتعدیل'' 174:1/2 ''میزان الاعتدال'' 557/1 ''لسان المیزان'' 322/2 ''المغنی'' 179/1 ''دیوان الضعفاء'' صفحہ 67 ' یہ دونوں امام ذہبی کی تصنیفات ہیں' ''تہذیب التہذیب'' 397/2 میں اسی طرح مذکور ہے جبکہ ''تہذیب التہذیب'' کے مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''سلم'' ساقط ہے۔

وَاَبُو یُوسُفَ الْقَاضِی (۱)
وَسَلْمُ بْنُ سَالِمٍ (۲)

(۱) مصنف نے ان کے حالات امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کے حالات کے تحت سب سے پہلے عمدہ طور پر نقل کیے ہیں (جو اصل عربی متن کے) صفحہ 329 پر درج ہیں ان کے حالات کے بارے میں درج ذیل کلمات ''سیر اعلام النبلاء'' 470/8 سے نقل کیے جا رہے ہیں کیونکہ یہ محدث ہیں:

''یہ امام مجتہد علامہ محدث قاضی القضاۃ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری کوفی ہیں انہوں نے ہشام بن عروہ یحییٰ بن سعید انصاری عطاء بن سائب یزید بن ابوزیاد...... اور امام ابوحنیفہ سے روایات نقل کی ہیں یہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ رہے اور اُن سے علم فقہ حاصل کیا۔ امام صاحب کے شاگردوں میں یہ سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے بڑے عالم تھے۔ امام ابو یوسف سے یہ روایت منقول ہے وہ فرماتے ہیں: میں 17 سال امام ابوحنیفہ کے ساتھ رہا ہوں۔
ان سے یحییٰ بن معین احمد بن حنبل علی بن جعد اسد بن فرات احمد بن منیع ...... اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: جب میں نے احادیث نوٹ کرنے کا آغاز کیا تو سب سے پہلے امام ابو یوسف کے پاس آنا جانا شروع کیا امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی بہ نسبت یہ محدثین کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں حدیث میں یہ انصاف پسند تھے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: ابو یوسف حدیث اور سنت کے عالم ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں: ابو یوسف ثقہ ہیں ان کا انتقال 182 ہجری میں ہوا ان کی عمر اُس وقت 69 برس تھی۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)
سمعانی نے کتاب ''الانساب'' صفحہ 307/10 میں قاضی کے اسم منسوب کے بارے میں یہ بات ذکر کی ہے: ''یحییٰ بن معین احمد بن حنبل اور علی بن مدینی کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ احادیث نقل کرنے کے حوالے سے یہ ثقہ ہیں ان کے زمانہ میں کوئی ان سے مقدم نہیں تھا۔ علم حکمت ریاست اور قدر و منزلت ان پر آ کر ختم ہو گئی تھی''۔

(۲) سلم بن صالح: ابن ابوحاتم کی ''الجرح والتعدیل'' صفحہ 2/1:266 میں اور امام ذہبی کی ''میزان الاعتدال'' صفحہ 185/2 میں یہ تحریر ہے:

''یہ سلم بن سالم بلخی خراسانی ہیں یہ صوفی تھے ان کی کنیت ابومحمد ہے انہوں نے ابن جریج عبیداللہ بن عمری سفیان ثوری حمید طویل...... اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ہشام بن عبیداللہ رازی ابراہیم بن موسیٰ علی بن محمد طنافسی حسن بن عرفہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: حدیث میں یہ اتنے پائے کے نہیں ہیں گویا امام احمد نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: تم سلم کے سانپوں سے بچ کے رہو کہیں وہ تمہیں ڈس نہ لیں...... ابن عدی کہتے ہیں: مجھے یہ اُمید ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)
ان کا انتقال مکہ میں 194 ہجری میں ہوا جیسا کہ ''تاریخ بغداد'' میں ان کے حالات کے تحت صفحہ 140/9 سے 145 تک ←

وَيَحْيَى بن آدم (۱)
وَيزِيد ابْن هارون (۲)

مذکور ہے' آپ اُس کا جائزہ لیں' اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک عبادت گزار اور نیکوکار شخص تھے' نیکی کا حکم دیتے تھے' بُرائی سے منع کرتے تھے' دنیا سے لاتعلق تھے اور عبادت گزار تھے' البتہ حدیث میں یہ ضعیف ہیں۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 115 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۱) یحییٰ بن آدم: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 359/1' ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 175/11 پر یہ تحریر ہے: ''یحییٰ بن آدم بن سلیمان' ابوزکریا قرشی' اُن کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' یہ کوفی' حافظ الحدیث' علامہ اور صاحبِ تصانیف ہیں' انہوں نے یونس بن ابواسحاق' عیسیٰ بن طہمان' مسعر' سفیان ثوری اور دیگر لوگوں سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راھویہ' یحییٰ بن معین' عبد بن حمید' حسن بن علی بن عفان اور بہت سے لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔ یحییٰ بن معین اور امام نسائی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: یہ اپنے زمانہ کے بے مثال فرد تھے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں: یہ علمِ فقہ کے ماہر تھے اور یہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''کتاب الثقات'' میں کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ متقن تھے اور علمِ فقہ کے ماہر تھے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 203 ہجری میں ہوا۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 154 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) یزید بن ہارون: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 317/1 پر یہ مذکور ہے: ''یزید بن ہارون واسطی ابوخالد' یہ حافظ' پیشوا اور شیخ الاسلام ہیں' انہوں نے عاصم احول' یحییٰ بن سعید' سلیمان تیمی' جریری' داؤد بن ابوہند...... اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا ہے' جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' علی بن مدینی' ابوخیثمہ' ابوبکر بن ابوشیبہ' عبد بن حمید...... اور بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: یہ حافظ اور متقن تھے اور علمِ فقہ میں بھی دلچسپی رکھتے تھے' یہ کتنے سمجھدار' عقلمند اور ذہین شخص تھے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں: یزید بن ہارون ثقہ ہیں اور امام ہیں' اُن جیسے شخص کے بارے میں سوال نہیں کیا جا سکتا۔ عاصم بن علی فرماتے ہیں: یزید بن ہارون 40 سال تک رات بھر نوافل ادا کرتے رہے اور وہ عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 206 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جو ایک طویل عرصہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ رہے اور اُن سے روایات نقل کیں جیسا کہ ←

وَابْنُ اَبِی رِزْمَةَ (۱)
وَسَعِیدُ بْنُ سَالِمٍ الْقَدَّاحُ (۲)
وَشَدَّاد بن حَكِیم (۳)

امام مزی نے ان کا تذکرہ' امام ابوحنیفہ سے روایات نقل کرنے والے افراد میں کیا ہے' جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی کی کتاب ''تبییض الصحیفہ'' صفحہ 13 پر مذکور ہے' انہوں نے امام صاحب کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے: میں نے جتنے بھی لوگ دیکھے ہیں اُن میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہ ہیں' جیسا کہ ''الجواہر المضیہ'' صفحہ 220/2 پر تحریر ہے۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 156 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے روایات نقل کی ہیں۔

(۱) ابن ابورزمہ: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 236/6 پر یہ تحریر ہے: عبدالعزیز بن ابورزمہ' ابومحمد مروزی' انہوں نے اسماعیل بن ابوخالد' مسعودی' سفیان ثوری' شعبہ' عبداللہ بن مبارک' دونوں حمادوں...... اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے' ان کے صاحبزادے محمد (اُن کے علاوہ) محمد بن عبداللہ قہزاذ' بشر بن محمد کندی' عبد بن حمید...... اور دیگر لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''الثقات'' میں کیا ہے' وہ فرماتے ہیں: ان کا انتقال 206 ہجری میں ہوا۔ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 126 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) سعید بن سالم قداح: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 35/4 پر یہ مذکور ہے: ''سعید بن سالم قداح' ابوعثمان مکی' یہ خراسانی الاصل ہیں' ایک قول کے مطابق (ان کا اسمِ منسوب) کوفی ہے' انہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کی' انہوں نے ایمن بن نابل' عبداللہ بن عمر' موسیٰ بن علی بن رباح' ابن جریج' سفیان ثوری...... اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ان کے صاحبزادے علی (اُن کے علاوہ) سفیان بن عیینہ' یحییٰ بن آدم' اسد بن موسیٰ جو اُن کے معاصرین میں سے ہیں' امام شافعی' علی بن حرب...... اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں ہے' وہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 200 ہجری سے پہلے ہو گیا تھا''۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 114 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۳) شداد بن حکیم: ''الجرح والتعدیل'' صفحہ 1/2:331 میں یہ مذکور ہے: ''شداد بن حکیم بلخی' ابوعثمان' یہ صاحب الرائے ہیں' انہوں نے عبداللہ بن مبارک اور عبدالوہاب بن مجاہد سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے محمد بن عصمہ کرابیسی بلخی نے ←

وخارجة ابن مُصعب (۱)
وَخلف بن ایوب (۲)

روایات نقل کی ہیں جو حج کے سلسلہ میں ''رَے'' آئے تھے۔ (''الجرح والتعدیل'' کے مصنف فرماتے ہیں:) میں نے اپنے والد کو ایسی کوئی بات ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اور کچھ بات میری ہے''۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 118 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۱) خارجہ بن مصعب: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 76/3 پر یہ مذکور ہے: ''خارجہ بن مصعب بن خارجہ ابوحجاج ضبعی خراسانی سرخسی' انہوں نے یزید بن اسلم' سہل بن ابوصالح' ابوحازم سلمہ بن دینار' بکیر بن اشج' امام مالک' امام ابوحنیفہ' یونس بن یزید...... اور بہت سے لوگوں سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے سفیان ثوری نے' جن کا انتقال ان سے پہلے ہو گیا تھا' ابوداؤد طیالسی' علی بن حسن بن شقیق' زید بن حباب' شباب' یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری...... اور دیگر لوگوں نے روایات نقل کی ہیں' زیادہ تر لوگوں نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں' ان کا انتقال 168 ہجری میں ہوا' اُس وقت ان کی عمر 98 برس تھی''۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 109 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) خلف بن ایوب: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 147/3 پر یہ مذکور ہے: ''خلف بن ایوب عامری' ابوسعید بلخی' انہوں نے عوف اعرابی' معمر' قیس بن ربیع' اسرائیل اور دیگر لوگوں سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے امام احمد' ابوکریب' ابومعمر قطیعی ہذلی' اور دیگر لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ''الثقات'' میں کیا ہے۔ امام حاکم نے ان کا ذکر ''تاریخ نیشاپور'' میں کیا ہے اور ان کے طویل حالات بیان کیے ہیں' وہ فرماتے ہیں: یہ اہلِ بلخ کے فقیہ اور وہاں کے بڑے زاہد تھے' انہوں نے امام ابویوسف اور ابن ابولیلیٰ سے علمِ فقہ حاصل کیا اور زہد کی تربیت ابراہیم بن ادہم سے حاصل کی۔ یحییٰ بن معین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' امام حاکم نے ایک جماعت کا تذکرہ کیا ہے (جس نے ان سے روایات نقل کی ہیں)۔ خلیلی بیان کرتے ہیں: یہ صدوق اور مشہور ہیں' ان کی صفات میں پردہ پوشی' نیکوکاری اور زہد کا ذکر کیا جاتا ہے' یہ اہلِ کوفہ کے مسلک کے فقیہ تھے' ان کا انتقال 215 ہجری میں ہوا۔ قراب بیان کرتے ہیں: ان کا انتقال 205 ہجری میں ہوا۔ امام ذہبی نے اسی روایت کو درست قرار دیا ہے' امام ترمذی نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' 541/9 پر ان کے حالات میں ان کی تعریف یوں کی ہے: ''امام' محدث' فقیہ' مفتی' مشرق...... حنفی' زاہد' اہلِ بلخ کے عالم''۔

←

وَأَبُو عبد الرحمن المقری (۱)
وَمُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ (۲)

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 110 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۱) ابوعبدالرحمٰن مقری: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 367/1 پر یہ مذکور ہے: ''ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید عمری عدوی' ان کے ساتھ اُن کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' یہ مکی ہیں' یہ اصل میں بصرہ کے نواحی علاقہ کے رہنے والے تھے اور ایک قول کے مطابق اہواز کے نواحی علاقہ کے رہنے والے تھے' پھر انہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کی' (ان کا ایک اور اسمِ منسوب) مقری ہے' یہ امام' محدث' شیخ الاسلام ہیں' انہوں نے ابن عون' امام ابوحنیفہ' کہمس' شعبہ' عبدالرحمٰن افریقی...... اور اُن کے طبقہ کے افراد سے سماع کیا ہے' وہ اس فن کے بڑے عالم تھے' ان کی عمر بھی طویل ہوئی' ان کی نقل کردہ روایات تمام کتابوں میں مذکور ہیں' ان سے امام بخاری' امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راھویہ' عباس دوری...... اور دیگر لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔ امام نسائی اور دیگر حضرات نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ محمد بن قاسم بیان کرتے ہیں: میں نے مقری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میری عمر 90 سال سے 100 سال کے درمیان ہے' میں نے بصرہ میں 36 سال قرآن پڑھایا ہے اور یہاں مکہ میں 35 سال قرآن پڑھایا ہے' یہ حدیث اور قراۃ کے عالم تھے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 213 ہجری میں ہوا''۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 124 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) محمد بن سائب کلبی: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 178/9 پر یہ مذکور ہے: ''یہ محمد بن سائب بن بشر کلبی ہیں' (ان کی کنیت اور اسمِ منسوب) ابونضر کوفی ہے' یہ علمِ نسب کے ماہر تھے اور تفسیر کے عالم تھے' انہوں نے اپنے دو بھائیوں سفیان اور سلمہ (ان کے علاوہ) ابوصالح باذام' امام شعبی...... اور دیگر لوگوں سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ان کے صاحبزادے ہشام (اُن کے علاوہ) دونوں سفیانوں (یعنی سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری) حماد بن سلمہ' عبداللہ بن مبارک' ابن جریج' ہشیم...... اور دیگر لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔ امام ترمذی نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

(حافظ ابن حجر نے) اُن لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے اور اُن لوگوں کے اقوال تلخیص کے ساتھ ''تقریب التہذیب'' صفحہ 163/2 پر تحریر کر دیئے ہیں اور فرمایا ہے: ''ان پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے اور رافضی ہونے کا بھی الزام ہے' ان کا انتقال 146 ہجری میں ہوا''۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 64 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

وَالْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ (۱)

وَاَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ (۲)

(۱) حسن بن عمارہ: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 304/2 پر یہ مذکور ہے: ''حسن بن عمارہ بن مضرب بجلی' اُن کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' یہ کوفی ہیں' ان کی کنیت ابومحمد ہے' خلیفہ ابوجعفر منصور کے عہد میں یہ بغداد کے قاضی رہے تھے' انہوں نے یزید بن ابومریم' حبیب بن ابوثابت' شبیب بن غرقدہ' زہری' اعمش ...... اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے دونوں سفیانوں' عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی' عیسیٰ بن یونس' امام عبدالرزاق ...... اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں' امام بخاری نے ان کے حوالے سے تعلیق کے طور پر روایت نقل کی ہے' جبکہ امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال 153 ہجری میں ہوا''۔

(حافظ ابن حجر نے) اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس بات کو طول بھی دیا ہے' یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ کے انتقال پر اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی حالانکہ یہ اُس وقت بغداد کے قاضی تھے' جیسا کہ آگے چل کر (''الانتقاء'' کے اصل عربی متن) کے باب:55 میں (اصل عربی متن کے) صفحہ 322 پر یہ بات آئے گی۔ امام زیلعی کی کتاب ''نصب الرایہ'' کے تیسرے جزء کے آخر میں ان کے حالات سے متعلق کچھ تحریر ہے جو امام رامہرمزی کی کتاب ''المحدث الفاصل'' صفحہ 320 سے 324 تک' سے منقول ہے۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 106 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) ابونعیم فضل بن دکین: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 372/1 پر یہ مذکور ہے: ''ابونعیم فضل بن دکین' حافظ الحدیث اور ثبت ہیں' (ان کا اسمِ منسوب اور لقب) کوفی' ملائی' تاجر ہے۔ انہوں نے اعمش' زکریا بن ابوزائدہ' عمر بن زر' شعبہ اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا ہے جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راھویہ' یحییٰ بن معین' امام ذہلی' امام بخاری' امام دارمی ...... اور متعدد افراد نے روایات نقل کی ہیں۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال 209 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایات نقل کی ہیں جیسا کہ امام مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' 1096/2 میں ان کے حالات میں یہ بات مذکور ہے۔ ابن حجر نے اپنی کتاب ''تہذیب التہذیب'' میں ان کے حالات کو لپیٹ دیا ہے' جیسا کہ امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' 145/10 میں ان کا تذکرہ کیا ہے' اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے: ''ابونعیم امام بخاری کے اکابر اساتذہ میں سے ایک ہیں' امام بخاری نے ان سے بہت سی روایات نقل کی ہیں''۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 139 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

وَالْحَكَمُ بْنُ هِشَام (۱)

وَيَزِيد بن زُرَيْع (۲)

وعبد الله بن دَاوُد الخريبي (۳)

(۱) حکم بن ہشام: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 443/2 پر مذکور ہے: ''حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن ثقفی کوفی' ابو محمد' انہوں نے دمشق میں سکونت اختیار کی' یہ امام ابوحنیفہ کے بھائی بنے ہوئے تھے' انہوں نے حماد بن ابوسلیمان' ہشام بن عروہ' یحییٰ بن سعید انصاری' یونس بن عبید' قتادہ...... اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ولید بن مسلم' ابومسعر' عبداللہ بن مبارک' ہشام بن عمار...... اور متعدد افراد نے روایات نقل کی ہیں۔ یحییٰ بن معین' عجلی اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں...... امام نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

ان کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا گیا' یہ امام ابوحنیفہ کے معاصرین اور اُن کے بھائیوں (یعنی ہم درس ساتھیوں) میں سے ایک ہیں۔ امام ابوحنیفہ کا انتقال 150 ہجری میں ہوا تھا۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے صفحہ 107 پر ان کا تذکرہ اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) یزید بن زریع: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 256/1 پر یہ مذکور ہے: ''یزید بن زریع ابومعاویہ' بصری' عیشی' یہ حافظ' حجت اور محدثِ بصرہ ہیں' انہوں نے ایوب سختیانی' خالد حذاء' حبیب معلم' حسین معلم' یونس اور جریری...... سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے علی بن مدینی' امیہ بن بسطام' محمد بن منہال ضریر' نصر بن علی اور بہت سے لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: یہ بصرہ کے پھول ہیں' یہ کتنے متقن اور کتنے حافظ الحدیث ہیں۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں: یہ ثقہ اور امام ہیں۔ بشر حافی فرماتے ہیں: یزید' متقن اور حافظ تھے' مجھے نہیں علم کہ میں نے ان جیسا کوئی شخص دیکھا ہو' یا ان کی نقل کردہ حدیث جیسی کوئی مستند روایت دیکھی ہو۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 182 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 156 پر مذکور ہے۔

(۳) عبداللہ بن داؤد خریبی: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 337/1 پر یہ مذکور ہے: ''حافظ' امام' پیشوا' ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن داؤد بن عامر ہمدانی' شعبی' کوفی' انہوں نے بصرہ کے محلہ خریبہ میں سکونت اختیار کی تھی' انہوں نے ہشام بن عروہ' اعمش' ابن جریج' اوزاعی...... اور اُن کے طبقہ کے افراد سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے حسن بن صالح' سفیان بن عیینہ' یہ دونوں ان کے اساتذہ میں سے ہیں' (ان دونوں کے علاوہ) مسدد' بندار' فلاس' کدیمی...... اور بہت سی مخلوق نے احادیث روایت کی ہیں۔ ←

وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ (۱)
وَزَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ (۲)

ابن سعد کہتے ہیں: یہ ثقہ اور عابد و زاہد شخص تھے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ اور مامون ہیں۔ وکیع کہتے ہیں: عبداللہ بن داؤد کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ قاضی اسماعیل نے یہ بات ذکر کی ہے: خریبی سے کہا گیا کہ امام ابوحنیفہ نے بہت سے مسائل سے رجوع کیا ہے' تو انہوں نے فرمایا: جب فقیہ شخص کے علم میں وسعت آتی ہے تو وہ رجوع کر لیتا ہے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 213 ہجری میں ہوا۔

یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 121 پر مذکور ہے۔

(۱) محمد بن فضیل: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 315/1 پر یہ مذکور ہے: محمد بن فضیل بن غزوان' ابوعبدالرحمٰن ضبی' اُن لوگوں کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' یہ کوفی ہیں' محدث اور حافظ الحدیث ہیں۔ ''کتاب الزہد''، ''کتاب الدعاء'' اور دیگر کتابوں کے مصنف ہیں' انہوں نے اپنے والد' بیان بن بشر' ابراہیم ہجری' حبیب بن ابوعمرہ...... اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے لوگوں سے احادیث روایت کی ہیں جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راھویہ' احمد بن بدیل' حسن بن عرفہ' ابوسعید اشج' فلاس...... اور دیگر کئی افراد نے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ علمِ حدیث کے ماہرین میں سے ایک ہیں' صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 195 ہجری میں ہوا۔ (ان کی بات یہاں ختم ہو گئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 96 پر مذکور ہے۔

(۲) زکریا بن ابوزائدہ: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 329/3 پر مذکور ہے: ''زکریا بن ابوزائدہ ہمدانی' کوفی' ابویحییٰ' انہوں نے ابواسحاق سبیعی' امام شعبی' فراس' سماک بن حرب' سعد بن حرب...... اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں' جبکہ ان سے ان کے صاحبزادے یحییٰ' (اُن کے علاوہ) سفیان ثوری' شعبہ' عبداللہ بن مبارک' عیسیٰ بن یونس' یحییٰ بن سعید القطان' وکیع بن جراح...... اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں' امام احمد فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں اور حدیث میں میٹھے ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ انؒ کا انتقال 149 ہجری میں ہوا''۔

یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 112 پر مذکور ہے۔

وَابْنُہُ یَحْیَی بْنُ زَکَرِیَّا بْنِ اَبِی زَائِدَۃَ (۱)

وزائدۃ بن قدامۃ (۲)

وَیحیی بن معین (۳)

(۱) یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 267/1 پر یہ مذکور ہے: ''یہ یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ کوفی' ابوسعید ہیں' یہ حافظ الحدیث' ثبت اور متقن ہیں' امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں' انہوں نے اپنے والد (اُن کے علاوہ) عاصم احول' داؤد بن ابوہند' ہشام بن عروہ' عبیداللہ بن عمر...... (سے روایات نقل کی ہیں) جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' ابراہیم بن موسیٰ الفراء' ابوکریب' زیاد بن ایوب' حسن بن عرفہ...... اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں' یہ امام اور صاحبِ تصانیف تھے۔ علی بن مدینی بیان کرتے ہیں: کوفہ میں سفیان ثوری کے بعد اِن سے زیادہ ثبت اور کوئی نہیں ہے' اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے: ان کے زمانہ میں یحییٰ بن ابوزائدہ پر آ کر علم' یعنی علمِ حدیث ختم ہوگیا تھا۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ مدائن کے قاضی ہونے کے دوران 182 ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے ان کا ذکر صفحہ 155 پر اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۲) زائدہ بن قدامہ: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 215/1 پر یہ مذکور ہے: ''زائدہ بن قدامہ' ابوصلت' ثقفی کوفی' یہ امام اور حجت ہیں' انہوں نے زیاد بن علاقہ' عبدالملک بن عمیر' منصور' سماک' موسیٰ بن ابوعائشہ اور اُن کے طبقہ کے افراد سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے سفیان بن عیینہ' حسین جعفی' عبدالرحمن بن مہدی' ابونعیم...... اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں' یہ اتقان میں شعبہ کے ہم پلہ ہیں' ابواسامہ کہتے ہیں: یہ سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ نیک شخص تھے۔ امام ابوحاتم رازی کہتے ہیں: یہ ثقہ تھے اور سنت کے عالم تھے' صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 161 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا جیسا کہ ''عقود الجمان'' صفحہ 112 پر مذکور ہے۔

(۳) یحییٰ بن معین: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 429/2 پر مذکور ہے: ''یحییٰ بن معین ابوزکریا مری' اُن لوگوں کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' یہ بغدادی ہیں' امام ہیں' بے مثال شخصیت ہیں اور حافظانِ حدیث کے سردار ہیں۔ انہوں نے ہشیم' عبداللہ بن مبارک' اسماعیل بن مجالد...... اور اس طبقہ کے افراد سے سماع کیا ہے جبکہ ان سے احمد بن حنبل' ہناد' بخاری' مسلم' ابوداؤد' ابوزرعہ' ابویعلیٰ...... اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں: ابوزکریا ثقہ اور مامون ہیں اور حدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ علی بن مدینی کہتے ہیں: ہمیں نہیں علم کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ←

وَمَالك بْن مغول (۱)

وَاَبُو بكر بن عَيَّاش (۲)

زمانہ سے لے کر اب تک کسی نے اُتنی روایات نوٹ کی ہوں جتنی یحییٰ بن معین نے نوٹ کی ہیں۔ یحییٰ بن معین خود کہتے ہیں: میں نے خود ایک ہزار ہزار (یعنی دس لاکھ) احادیث نوٹ کی ہیں۔ علی بن مدینی کہتے ہیں: یحییٰ بن معین پر آ کر علم حدیث ختم ہو جاتا ہے۔ (امام ذہبی فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یحییٰ اس سے زیادہ مشہور ہیں کہ ہم اُن کے مناقب تفصیل سے بیان کریں۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کی پیدائش 158 ہجری اور انتقال 233 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین نے امام ابوحنیفہ کا زمانہ نہیں پایا لیکن اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے اصحاب اور اکابر شاگردوں کا زمانہ پایا ہے' وہ اُن کے ساتھ ملے جلے ہیں اور اُن کی بھرپور معرفت حاصل کی ہے اور پھر اُنہوں نے جو خود ایک بے مثل امام ہیں' حافظانِ حدیث کے سردار ہیں' جرح و تعدیل کے امام ہیں' اُنہوں نے یہ فرمایا کہ امام ابوحنیفہ' حدیث میں ثقہ ہیں۔ جیسا کہ ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 450/10 پر مذکور ہے' اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے اصحاب' یعنی محدثین امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کے بارے میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں' جیسا کہ حافظ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی کی تصنیف ''الخیرات الحسان'' کی فصل: 38 میں مذکور ہے' آپ اُس بات کا ضرور جائزہ لیں جو میں نے وہاں یحییٰ بن معین کے امام ابوحنیفہ کو ثقہ قرار دینے کے حوالے سے تحریر کیا ہے اور وہ بھی ملاحظہ فرمائیں جو میں نے تھانوی کی کتاب ''قواعد فی اصول الحدیث'' کے صفحہ 317 پر تعلیق تحریر کی ہے۔

(۱) مالک بن مغول: ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 174/7 پر یہ مذکور ہے: ''مالک بن مغول بن عاصم' ابوعبداللہ بجلی' کوفی' یہ امام' ثقہ اور محدث ہیں' انہوں نے امام شعبی' عبداللہ بن بریدہ' نافع عمری' عطاء بن ابی رباح' طلحہ بن مصرف...... اور ایک مخلوق سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ابواسحاق سبیعی جو ان کے استاد ہیں' (اُن کے علاوہ) شعبہ' سفیان ثوری' مسعر' اسماعیل بن زکریا' سفیان بن عیینہ' عبداللہ بن مبارک' وکیع بن جراح' ابونعیم...... اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے روایات نقل کی ہیں' امام احمد فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں اور حدیث میں ثبت ہیں۔ یحییٰ بن معین' امام ابوحاتم اور ایک جماعت نے یہ کہا ہے: یہ ثقہ ہیں۔ عجلی فرماتے ہیں: یہ ایک نیک شخص تھے جن کی فضیلت نمایاں ہے۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 159 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 143 پر تحریر ہے۔

(۲) ابوبکر بن عیاش: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 265/1 پر مذکور ہے: ابوبکر بن عیاش کوفی' مقری' یہ امام' پیشوا' شیخ الاسلام ہیں' ←

وابو خالد الْاَحْمَرُ (۱)

وَقَیْسُ بْنُ الرَّبِیعِ (۲)

انہوں نے اسماعیل سدی' عثمان بن عاصم' ابواسحاق سبیعی' عبدالملک بن عمیر...... اور دیگر کئی لوگوں سے سماع کیا ہے' جبکہ ان سے عبداللہ بن مبارک' ابوداؤد طیالسی' احمد بن حنبل' حسن بن عرفہ...... اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: میں نے ابوبکر بن عیاش سے زیادہ تیزی کے ساتھ سنت کی طرف جانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا' امام ابوداؤد بیان کرتے ہیں: یہ ثقہ ہیں' امام بخاری اور چاروں سنن کے مؤلفین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی پیدائش 93 ہجری میں اور ان کا انتقال 193 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 120 پر تحریر ہے۔

(۱) ابوخالد احمر: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 272/1 پر یہ مذکور ہے: ''ابوخالد احمر سلیمان بن حیان ازدی' کوفی' یہ حافظ اور صدوق ہیں' انہوں نے سلیمان تیمی' لیث بن ابوسلیم' ہشام بن عروہ' حمید طویل اور دیگر کئی لوگوں سے احادیث روایت کی ہیں جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' ابن نمیر' ابوکریب' ابوسعید اشج' اسحاق بن راھویہ...... اور ایک گروہ نے احادیث روایت کی ہیں' ایک جماعت نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے' یہ مشہور محدثین میں سے ایک ہیں' صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 189 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 116 پر تحریر ہے۔

(۲) قیس بن ربیع: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 226/1 پر یہ مذکور ہے: ''قیس بن ربیع' ابومحمد اسدی' کوفی' یہ حافظ الحدیث اور جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' اگرچہ ان میں ضعف پایا جاتا ہے' انہوں نے عمرو بن مرہ' حبیب بن ابوثابت' علقمہ بن مرثد' محارب بن دثار اور اُن کے طبقہ سے تعلق رکھنے والے کوفی حضرات سے احادیث روایت کی ہیں' ان سے سفیان اور شعبہ' یہ دونوں اُن کے طبقہ کے ہیں' (ان دونوں کے علاوہ) اسحاق بن سلولی' عاصم بن علی' علی بن جعد' یحییٰ حمانی...... اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ شعبہ ان کی تعریف کیا کرتے تھے جبکہ عفان یہ کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔ امام ابوداؤد' امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں' ان کا انتقال 168 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 142 پر تحریر ہے۔

وَاَبُو عَاصِمٍ النَّبِیلُ (۱)
وعبید اللّٰہ بن مُوسَی (۲)
وَمُحَمّد بن جَابِر (۳)

(۱) ابو عاصم نبیل: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 336/1 پر یہ مذکور ہے: ''ابو عاصم نبیل' ضحاک بن مخلد شیبانی' بصری' یہ حافظ الحدیث اور شیخ الاسلام ہیں' انہوں نے امام جعفر صادق' یزید بن ابوعبید' سلیمان تیمی' ابن جریج...... اور دیگر اکابرین سے سماع کیا ہے جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' بندار' دارمی' بخاری' حارث بن ابواسامہ اور دیگر بہت سے لوگوں نے روایات نقل کی ہیں' ان کی عقلمندی اور سمجھداری کی وجہ سے انہیں ''نبیل'' کا لقب دیا گیا۔ امام بخاری اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: ہم نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جب سے مجھے اس بات کا پتا چلا ہے کہ غیبت کرنے سے غیبت کرنے والے کو نقصان ہوتا ہے' اُس کے بعد میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔ ابن سعد کہتے ہیں: یہ ثقہ اور فقیہ ہیں۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان کا انتقال 212 ہجری میں ہوا' اُس وقت ان کی عمر 90 برس تھی''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 119 پر تحریر ہے۔

(۲) عبید اللہ بن موسیٰ: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 353/1 پر یہ مذکور ہے: ''عبید اللہ بن موسیٰ ابو محمد عبسی' اُن لوگوں کے ساتھ ان کی نسبت ولاء کے اعتبار سے ہے' کوفی' یہ حافظ اور ثبت ہیں' قراۃ کے استاد اور عبادت گزار شخص ہیں' شیعہ کے اکابر علماء میں سے ایک ہیں' 120 ہجری کے بعد (128 ہجری میں) ان کی پیدائش ہوئی' انہوں نے ہشام بن عروہ' اسماعیل بن ابوخالد' اعمش' سفیان ثوری' ابن جریج' امام اوزاعی...... اور اُن کے طبقہ کے افراد سے سماع کیا ہے۔ امام بخاری نے ان سے روایات نقل کی ہیں پھر امام بخاری اور صحاح ستہ کے باقی مؤلفین نے ایک شخص کے حوالے سے ان سے روایات نقل کی ہیں' ان سے امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راھویہ' یحییٰ بن معین' ابوبکر بن ابوشیبہ...... اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں: یہ ثقہ اور صدوق ہیں۔ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں' ان کا انتقال 213 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 129 پر تحریر ہے۔

(۳) محمد بن جابر: ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 88/9 پر مذکور ہے: ''محمد بن جابر بن سیار یمامی' یہ اصل میں کوفہ کے رہنے والے ہیں' یہ نابینا تھے' انہوں نے قیس بن طلق حنفی' عبدالملک بن عمیر' ابواسحاق سبیعی' یحییٰ بن ابوکثیر...... اور دیگر حضرات سے ←

والاصمعی (۱)

وشقیق البلخی (۲)

روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے ان کے بھائی ایوب بن جابر' ایوب سختیانی' عبداللہ بن عون جو عمر میں ان سے بڑے ہیں' ہشام بن حسان' شعبہ بن حجاج' ان دونوں کا انتقال ان سے پہلے ہو گیا تھا' سفیان ثوری...... اور دیگر بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ نابینا تھے تو احادیث کے حوالے سے اختلاط کا شکار ہو گئے' یہ پہلے کوفہ میں رہتے تھے' پھر یمامہ منتقل ہو گئے' یہ ضعیف ہیں' امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں' ان کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں ہوا''۔

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 92 پر تحریر ہے۔

(۱) اصمعی: ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 175/10 پر مذکور ہے: ''اصمعی' امام' علامہ اور حافظ ہیں' ادبیات میں حجت ہیں' عربوں کی زبان (یعنی عربی زبان وادب کے ماہر) ہیں۔ یہ ابوسعید عبدالملک بن قریب بن عبدالملک بن علی بن اصمع ہیں' یہ لغوی' تاریخی روایات کے عالم اور جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' ان کی پیدائش 120 ہجری کے آس پاس ہوئی تھی' انہوں نے ابن عون' سلیمان تیمی' ابوعمرو بن العلاء' مسعر بن کدام' شقیق...... اور ایک بڑی تعداد سے احادیث روایت کی ہیں جبکہ ان سے ابوعبید' یحییٰ بن معین' اسحاق بن ابراہیم موصلی' سلمہ بن عاصم' ابوحاتم رازی...... اور بہت سی مخلوق نے احادیث روایت کی ہیں۔ امام احمد نے سنت کے حوالے سے ان کی تعریف کی ہے' امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال 215 ہجری میں 90 برس کے لگ بھگ عمر میں ہوا''۔

(۲) شقیق بلخی: ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 313/9 پر یہ مذکور ہے: ''ابوعلی شقیق بن ابراہیم ازدی بلخی' یہ امام ہیں' زاہد ہیں' اہلِ خراسان کے شیخ ہیں' ابراہیم بن ادھم کے ساتھ رہے' انہوں نے کثیر بن عبداللہ ابلی' اسرائیل بن یونس اور عباد بن کثیر سے احادیث روایت کی ہیں' جبکہ ان سے عبدالصمد بن یزید مردویہ' محمد بن ابان مستملی' حاتم اصم' حسین بن داؤد بلخی اور دیگر حضرات نے احادیث روایت کی ہیں' یہ ''نزر الروایة'' ہیں' شقیق بلخی اپنے زہد وتقویٰ کے باوصف جہاد میں حصہ لینے والے مجاہدین میں سے ایک ہیں' یہاں تک کہ ماوراء النہر کے علاقہ میں ترکوں کی حدود کے پاس ہونے والی جنگ کولان میں انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا' یہ 194 ہجری کی بات ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 118 پر تحریر ہے۔

وعَلی بْن عَاصِمٍ (۱)

وَیَحْیَی بْنُ نَصْرٍ (۲)

کُلُّ هَؤُلاءِ اَثْنَوْا عَلَیْهِ وَمَدَحُوهُ بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ (۳) ذَکَرَ ذَلِکَ کُلَّهُ اَبُو یَعْقُوبَ یُوسُفُ

(۱) علی بن عاصم: ''تذکرۃ الحفاظ'' صفحہ 316/1 پر مذکور ہے: ''علی بن عاصم بن صہیب ابوالحسن واسطی' یہ مسند عراق ہیں' امام اور حافظ الحدیث ہیں' ان کی پیدائش 105 ہجری میں ہوئی' انہوں نے سہل بن ابوصالح' عطاء بن سائب' یزید بن ابوزیاد' یحییٰ بکاء...... اور دیگر حضرات سے سماع کیا ہے' جبکہ ان سے امام احمد بن حنبل' محمد بن یحییٰ ذہلی' عبد بن حمید' یعقوب بن شیبہ' حارث بن ابواسامہ اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ ابن شیبہ کہتے ہیں: یہ دیندار' نیکوکار اور تیزی سے بھلائی کرنے والے شخص تھے' انتہائی پرہیزگار تھے' بعض محدثین نے (احادیث روایت کرنے میں) ان کی غلطیوں اور خطاؤں کی کثرت کی وجہ سے ان کا انکار کیا ہے۔ امام ابوداؤد' امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کا انتقال 201 ہجری میں ہوا''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ اُن افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا' جیسا کہ ''عقود الجمان'' کے صفحہ 132 پر تحریر ہے۔

(۲) یحییٰ بن نصر: ''الجرح والتعدیل'' صفحہ 2/4:193 پر یہ مذکور ہے: ''یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی' مروزی' انہوں نے عاصم بن سلیمان احول' ہلال بن خباب' حیوہ بن شریح' یونس بن یزید اور ثور بن یزید سے احادیث روایت کی ہیں۔ (''الجرح والتعدیل'' کے مصنف فرماتے ہیں:) میں نے اپنے والد کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے' ابومحمد کہتے ہیں: انہوں نے صلت بن بہرام' ابن شبرمہ' موسیٰ بن عبیدہ' امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے روایات نقل کی ہیں' میرے والد نے ''رَے'' اور ''بغداد'' میں ان سے سماع کیا ہے' میرے والد سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: لوگوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

ان کا انتقال 215 ہجری میں ہوا' جیسا کہ ''میزان الاعتدال'' صفحہ 412/4 پر مذکور ہے۔

''عقود الجمان'' کے مصنف نے ان کا تذکرہ صفحہ 156 پر اُن حضرات میں کیا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ کیا۔

(۳) نسخہ ''د'' کے حاشیہ میں یہاں صفحہ 93 پر یہ الفاظ ہیں: ''جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے' اُن میں خلیل بن احمد شامل ہیں' ابوطیب عبدالواحد بن علی لغوی نے اپنے رسالہ ''مراتب النحویین'' کے صفحہ 105 پر اصمعی کے حالات میں' اپنی سند کے ساتھ' اصمعی کا یہ بیان تحریر کیا ہے: ''خلیل نحوی نے امام ابوحنیفہ کی فقہی آراء کا جائزہ لیا' اُن سے دریافت کیا گیا: آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سنجیدہ ہیں اور سنجیدگی کے ←

بْنُ اَحْمَدَ بْنِ یُوْسُفَ الْمَکِّیُّ فِی کِتَابِهِ الَّذِی جَمَعَهُ فِی فَضَائِلِ اَبِی حَنِیفَةَ وَاَخْبَارِهِ حَدَّثَنَا بِهِ حَکَمُ بْنُ مُنْذِر بن سعید رَحِمَهُ اللّٰهُ (۱)

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) یہ وہ روایات تھیں جو امام ابوحنیفہ کی تعریف وتوصیف کے بارے

راستہ پر ہیں اور ہم لوگ مذاق میں ہیں اور مذاق کے راستہ پر ہیں (یعنی نحوی مسائل کی تحقیق میں اصل تحقیق تو ان کی ہے)۔اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

(۱) شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ کی تعریف کرنے والے اہلِ علم کی تعداد 68 ہے اور اگر آپ ان کے ساتھ دو جلیل القدر ائمہ یعنی امام محمد بن حسن شیبانی اور امام حسن بن زیادلؤلؤی کو شامل کرلیں تو امام ابوحنیفہ کی تعریف کرنے والے جلیل القدر اہلِ علم کی تعداد 70 ہو جائے گی اور یہ سب لوگ یا ان میں سے اکثریت جلیل القدر بڑے اور مشہور ائمہ کی ہے۔

امام ابوحنیفہ کی فضیلت علم دینداری پرہیزگاری تزکیۂ دین میں اُن کی امامت کے اثبات کے لیے ان حضرات میں سے پانچ یا دس ائمہ کی تعریف ہی کافی ہوتی تھی لیکن امام ابوحنیفہ ایک انسان ہیں اُن سے غلطی بھی ہو جاتی ہے اور نہیں بھی ہوتی دیگر تمام مجتہدین کی طرح وہ اپنے اجتہاد میں معصوم عن الخطاء نہیں ہیں آپ کیلئے ان حضرات میں سے امام باقر حماد بن ابوسلیمان مسعر بن کدام ایوب سختیانی اعمش شعبہ سفیان ثوری حسن بن صالح سعید بن ابوعروبہ حماد بن زید کی تعریف ہی کافی ہے کیونکہ یہ دس افراد ثقاہت دینداری اور علم میں پہاڑ کی سی حیثیت رکھتے ہیں اگر یہ کسی معاملہ کے بارے میں گواہی دے دیں تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی اور ان کی مخالفت کرنے والے کی گواہی کسی تردد کے بغیر مسترد کر دی جائے گی اور تعریف کرنا بھی ایک قسم کی گواہی ہی ہے۔

اگر آپ چاہیں تو ان کی گواہی کے ساتھ دس دیگر افراد کی گواہی کا اضافہ بھی کر سکتے ہیں یہ لوگ بھی ثقاہت دینداری اور علم میں پہاڑ کی سی حیثیت رکھتے ہیں تو آپ ابن شبرمہ یحییٰ بن سعید القطان عبداللہ بن مبارک زہیر بن معاویہ ابن جریج امام عبدالرزاق امام شافعی وکیع بن جراح خالد واسطی اور سفیان بن عیینہ کی گواہی حاصل کرلیں یہ دس افراد پہلے والے دس افراد کے ساتھ مل جائیں تو تعریف کرنے والے یہ بیس امام ہو جائیں گے۔

یہ اکابر اہلِ علم جو ہدایت دینے والے ہیں ہدایت کا مرکز ہیں نیک لوگ ہیں اگر یہ کسی ضعیف راوی کی طرف توجہ کریں تو وہ حجت ہو جائے تو جب علماءِ سلف میں سے 70 اکابر ائمہ نے جو بڑے عالم اور نیک لوگ ہیں جن میں محدث فقیہ قراۃ کے استاذ مجاہد عابد وزاہد قاضی صوفی ادبیات میں حجت لسانیات کے ماہر شامل ہیں اگر وہ کسی کی تعریف کر دیں (تو اُس کا عالَم کیا ہوگا؟)

علماء نے تواتر کیلئے جو زیادہ سے زیادہ تعداد مقرر کی ہے وہ 70 ہے تو اس اعتبار سے امام ابوحنیفہ کی تعریف حدِ تواتر تک پہنچتی ہے اور یہ تعریف بھی کن حضرات کے حوالے سے ہے؟ جو اس اُمت کے اسلاف کے بہترین لوگ ہیں ←

میں ہم تک پہنچی تھیں، (درج ذیل) حضرات نے بھی اُن کی تعریف کی ہے:

اور وہ علماء ہیں، جن کی دینداری، علم اور پرہیزگاری کے حق میں گواہی دی گئی ہے، صحیح مسلم صفحہ 18/7 پر مذکور ہے:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ جنازہ گزرا، اُس کی تعریف بیان کی گئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی! واجب ہوگئی! واجب ہوگئی...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ایک جنازہ گزرا، اُس کی تعریف کی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی! واجب ہوگئی! واجب ہو گئی! تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جس کی تعریف کر دو گے اُس کیلئے جنت واجب ہو جائے گی...... تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو"۔ (حدیث کے الفاظ یہاں ختم ہو گئے)

تو یہ علماء (جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے) یہ زمین میں، اللہ کے گواہ ہیں۔

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: جن علماء نے یہاں امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے، اُن کی تعداد 70 تک پہنچتی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے ملاقات کی، اُن سے میل جول رکھا، اُن سے استفادہ کیا، صرف امام باقر کا معاملہ مختلف ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ نے اُن سے استفادہ کیا ہے اور امام اصمعی کا معاملہ بھی مختلف ہے کیونکہ وہ امام ابوحنیفہ کے معاصرین میں سے ہیں، وہ بصرہ میں رہائش پذیر رہے تھے اور میں ایسی کسی روایت سے واقف نہیں ہو سکا کہ اُن کی امام ابوحنیفہ سے ملاقات ہوئی ہو، اسی طرح دو اور ائمہ کا معاملہ بھی مختلف ہے، کیونکہ ان دونوں کی پیدائش امام ابوحنیفہ کے انتقال کے بعد ہوئی، لیکن اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے اکابر تلامذہ کا زمانہ پایا ہے اور اُن سے استفادہ کیا ہے، یہ دو حضرات، امام شافعی اور جرح وتعدیل کے امام، یحییٰ بن معین ہیں، تو ان ثقہ اور عادل ائمہ نے جس چیز کا مشاہدہ کیا اُس کی تعریف کی اور اُنہیں جس کا علم ہوا، اُس کی اُنہوں نے صفت بیان کی اور براہِ راست دیکھنا خبر سننے کی مانند نہیں ہوتا۔

ان 70 تعریف کرنے والے اہلِ علم میں سے کچھ لوگ محدثین ہیں، جو حافظانِ حدیث ہیں، جلیل القدر اہلِ علم ہیں اور علمِ حدیث کے ائمہ کے اساتذہ ہیں، ان میں امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم...... کے اساتذہ بلکہ اُن کے اساتذہ کے بھی اساتذہ شامل ہیں، جو پرہیزگار ہیں، سمجھدار ہیں اور ناقدین ہیں، ان میں فقہاء بھی شامل ہیں، جو ذہین وفطین تھے، بصیرت رکھنے والے تھے، نیکوکار تھے، ان میں عبادت گزار اکابرین بھی شامل ہیں، جو عقلمند تھے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے امین تھے، جیسا کہ ان کے مختصر حالات میں آپ نے یہ بات ملاحظہ فرمائی ہے۔

تو ان سب حضرات نے امام ابوحنیفہ کی دینداری، نیکوکاری، عبادت گزاری، پرہیزگاری، علم، فقاہت، پختگی، ثقاہت، امامت، عقل، سمجھداری، طور طریقے، چال چلن، اخلاق، اپنی پرہیزگاری اور اپنے دین اور آخرت کے خوف کی وجہ سے عہدۂ قضاء قبول کرنے سے اجتناب اور اُس کے مقابلہ میں قید کو قبول کر لینے اور عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے کی وجہ سے ←

(27)عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ابو یحییٰ حمانی (28)معمر بن راشد (29)نضر بن محمد (30)یونس بن ابواسحاق (31)اسرائیل بن یونس (32) زفر بن ہذیل (33)عثمان بری (34)جریر بن عبدالحمید

ملنے والے عذاب (یعنی تکالیف) کا سامنا کرنے ان سب باتوں کے حوالے سے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے تو امام صاحب کے بارے میں ان سب کی گواہیاں ہیں اور یہ سب لوگ نہ تو امام صاحب سے کوئی تعصب رکھتے ہیں اور نہ ہی اُن کے مخالفین سے کوئی تعصب رکھتے ہیں۔

جہاں تک امام ابوحنیفہ کے بارے میں تعصب رکھنے والے بعض محدثین کے گمان کا تعلق ہے ان کے بارے میں مصنف یعنی علامہ ابن عبدالبر نے کچھ کلام کیا ہے جو آگے آئے گا اور امام صاحب کے بارے میں اُنہوں نے ان لوگوں کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں تو ان محدثین نے امام صاحب پر جو طعن و تشنیع کی ہے جس میں اُنہیں ملت سے خارج قرار دیا ہے اور اُنہیں زندیق بنایا ہے تو میں اُن حضرات میں سے یہاں صرف ایک شخص کا کلام ذکر کروں گا اور وہ ایک شخص امام حافظ ابوحاتم ابن حبان بستی ہیں تا کہ اُن کی تعریف کرنے والوں اور تنقید کرنے والوں کے کلام کا موازنہ کرنے والے شخص کے سامنے حقیقتِ حال واضح ہو جائے کہ کیسے تعصب کسی شخص کو وہ باتیں کہنے کی طرف لے جاتا ہے جو نہ تو عقل میں آتی ہیں نہ قبول کی جا سکتی ہیں نہ نقل کی جا سکتی ہیں لیکن یہ تعصب ہی ہے جو ہر کڑوی چیز کو میٹھا اور مزیدار کر کے متعصب شخص کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔

امام حافظ محدث ابوحاتم بن حبان بستی (یعنی محمد بن حاتم) اُن اکابر محدثین میں سے ایک ہیں جنہوں نے راویانِ حدیث کی جرح و تعدیل کے حوالے سے کلام کیا ہے اور اس بارے میں کتابیں تحریر کی ہیں یہ 280 ہجری کے آس پاس پیدا ہوئے تھے یہ امام ابوحنیفہ کے انتقال سے تقریباً 130 سال بعد کی بات ہے جبکہ ابن حبان کا انتقال 354 ہجری کے آس پاس ہوا اُس وقت ان کی عمر 80 برس کے لگ بھگ تھی اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ان سے درگزر کرے! یہ مشہور کتاب ''صحیح ابن حبان'' کے مؤلف ہیں۔

اس بڑے محدث اور حافظِ حدیث نے امام ابوحنیفہ کے خلاف اور اُن پر طعن کے بارے میں تین کتابیں تحریر کی ہیں:

(1) کتاب علل مناقب ابی حنیفہ ومثالبہ (2) کتاب علل ما اسندہ ابوحنیفہ

(3) کتاب التنبیہ علی التمویہ

اپنے گمان کے مطابق انہوں نے ان کتابوں میں امام ابوحنیفہ کو رسوا کرنے والی باتیں اور اُن پر جو طعن کیے گئے ہیں اُن کا تذکرہ کیا ہے اور اُنہوں نے اپنی کتاب ''الضعفاء والمجروحین'' میں ایسے جملے نقل کیے ہیں جن سے یہ استدلال کیا ہے جو اُن کے گمان کے مطابق ہے (کہ امام ابوحنیفہ ایک مجروح شخصیت کے مالک ہیں) اُنہوں نے اس کتاب میں وہ جملے اسانید کے ساتھ نقل کیے ہیں حالانکہ اُن اسانید میں بذاتِ خود مجروح ہلاکت کا شکار ہونے والے اور متعصب راوی ←

(35)ابومقاتل حفص بن سلم (36) قاضی ابویوسف (37) سلم بن سالم (38) یحییٰ بن آدم (39) یزید بن ہارون (40) ابن ابورزمہ (41) سعید بن سالم قداح (42) شداد بن حکیم (43) خارجہ بن مصعب

شامل ہیں' مصنف نے اس حوالے سے انتہائی تعصب کا اظہار کیا ہے اور اس بارے میں دینداری اور فنی مہارت کی کوئی پرواہ نہیں کی' حالانکہ وہ خود ایک محدث ہیں جو کسی کو ثقہ قرار دیتے ہیں' کسی کی تعدیل کرتے ہیں' کسی پر جرح کرتے ہیں' کسی کو نیک قرار دیتے ہیں' بہرحال اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے! اُن سے درگزر کرے! اُن کی توبہ قبول کرے اور اُن پر رحم کرے!

اُنہوں نے اپنی کتاب "المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین" میں 1281 حضرات کے حالات ذکر کیے ہیں' اس میں اُنہوں نے ضعیف' متروک' کذاب' حدیث ایجاد کرنے والے' زندیق' دجال' بدعتی' نفسانی خواہشات کے پیروکار لوگ جو ٹیڑھے تھے اور بھٹکے ہوئے تھے' اُن کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے الگ سے حالات تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات کے حالات پانچ سطروں میں' یا اس سے بھی کم ہیں' بعض کے حالات دس سطروں یا اس سے کچھ زیادہ ہیں اور بہت تھوڑے افراد ایسے ہیں' جن کے حالات ایک یا دو صفحات پر مشتمل ہیں' لیکن جب اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے حالات تحریر کرنے شروع کیے' تو وہ اُن کی کتاب میں سب سے زیادہ طویل حالات ہیں' جو دس صفحات سے بھی زیادہ ہیں' یہ کتاب کے تیسرے جزء کے صفحہ 61 سے لے کر صفحہ 73 تک ہیں۔

اُنہوں نے امام صاحب کے حالات اس لیے طویل طور پر تحریر کیے ہیں' تاکہ اُن کے بارے میں تنقید کو طول دیا جا سکے' یہاں تک کہ امام صاحب کے حالات اُن کی مذکورہ کتاب میں سب سے زیادہ طوالت والے حالات ہیں' اُنہوں نے ان حالات میں امام ابوحنیفہ کا ذکر مذموم صفات کے ہمراہ کیا ہے' کچھ باتیں اُن کی اپنی ہیں اور کچھ نقل کی ہیں' میں اُن کا کچھ کلام اختصار کے ساتھ اُنہی کے الفاظ میں نقل کروں گا' تاکہ قاری کو اس سے واقفیت حاصل ہو جائے اور پھر اُس کا دین' اُس کا علم اور اُس کی عقل جس چیز کی طرف رہنمائی کرتے ہیں' وہ اُس کی بنیاد پر اُس چیز کے بارے میں فیصلہ دے سکے' جسے ابن حبان نے کہا ہے اور جسے اُنہوں نے نقل کیا ہے۔

ابن حبان صفحہ 61/3 پر تحریر کرتے ہیں:

"ابوحنیفہ کوفی' صاحب الرائے ہیں' (یعنی اپنی آراء کی پیروی کرتے تھے) ان کے والد نجد میں' بنو قفل سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے غلام تھے' ان کے والد کو آزاد کر دیا گیا' وہ عبداللہ بن قفل کیلئے روٹیاں لگایا کرتے تھے' ابوحنیفہ بحث کرنے والے آدمی تھے' جو تقویٰ کو ظاہر کرتے تھے' علم حدیث میں اُنہیں مہارت حاصل نہیں تھی' اُنہوں نے 130 مرفوع احادیث روایت کی ہیں' دنیا میں اُن کے حوالے سے ان روایات کے علاوہ اور کوئی حدیث منقول نہیں ہے اور ان میں سے بھی 120 روایات میں اُنہوں نے غلطی کی ہے' علم نہ ہونے کی وجہ سے' یا تو اُنہوں نے سند کو اُلٹ پلٹ دیا' ←

(44)خلف بن ایوب (45)ابوعبدالرحمٰن مقری (46)محمد بن سائب کلبی (47)حسن بن عمارہ (48)ابونعیم فضل بن دکین (49)حکم بن ہشام (50)یزید بن زریع (51)عبداللہ بن داؤد خریبی

یا پھر متن کو تبدیل کر دیا تو جب اُن کی غلطیاں اُن کی درستگی پر غالب آ گئیں' تو وہ اس بات کے مستحق قرار پائے کہ روایات نقل کرنے میں اُن سے استدلال نہ کیا جائے۔

ایک اور پہلو بھی ہے جس کی وجہ سے اُن سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور وہ یہ ہے کہ وہ "ارجاء" کے عقیدہ کے داعی تھے اور ایسی بدعتوں کی طرف دعوت دیتے تھے کہ اُن سے استدلال کرنا ہمارے ائمہ کے نزدیک جائز ہی نہیں ہے' اس بارے میں اُن ائمہ کے درمیان کسی اختلاف کا مجھے علم نہیں ہے' پھر یہ بات بھی ہے کہ مسلمانوں کے ائمہ اور دین میں پرہیزگار حضرات جن کا تعلق تمام شہروں اور سب علاقوں سے ہے' اُن سب نے امام ابوحنیفہ پر جرح کی ہے اور اُن پر مطلق تنقید کی ہے اور ایسا یکے بعد دیگرے ہوا ہے' ہم نے ان کے بارے میں روایت ہونے والی باتیں اپنی کتاب "التنبیہ علیٰ التمویہ" میں ذکر کر دی ہیں' تو اس کتاب میں اُن کے تکرار کی ضرورت نہیں ہے' البتہ میں یہاں کچھ جملے ذکر کروں گا جن سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ غیر مستند ہیں"۔

اُس کے بعد ابن حبان نے اسانید کے ساتھ درجِ ذیل عبارات نقل کی ہیں:

(1) ......معاذ عنبری بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان ثوری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے دو مرتبہ' کفر سے توبہ کروائی گئی۔ 64/3

(یہ اوپر والی تعلیق سے متعلق حاشیہ ہے) (۱) اُن کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے باطن میں پرہیزگاری موجود نہیں تھی اور یہ نئی قسم کی جرح ہے بلکہ انوکھے الفاظ ہیں' ابن حبان نے جو کہا ہے اُن سے پہلے کسی نے بھی امام ابوحنیفہ کے بارے میں' یا کسی اور کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں کہی اور یہ بات کہنا صرف اُسی وقت جائز ہو سکتا ہے جب اس کی کوئی قطعی دلیل موجود ہو' جیسا کہ میں آگے چل کر اس کی وضاحت کروں گا اور اس بات کی دلیل کہ ابن حبان کی طرف سے یہ بات جرح اور طعن ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا یہ معمول ہے کہ جب کسی ایسے شخص سے وہ لاتعلقی اختیار کرتے ہیں جس کی تعریف کی گئی ہو تو پھر وہ یہ کہتے ہیں: "اُن میں پوشیدہ پرہیزگاری پائی جاتی ہے"۔ اس کے شواہد درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب "الثقات" میں صفحہ 18/8 پر امام احمد کے حالات میں وہ یہ کہتے ہیں: "......وہ حافظ تھے' متقن تھے' پرہیزگار تھے' فقیہ تھے اور پوشیدہ پرہیزگاری کو تھامے ہوئے تھے' باقاعدگی کے ساتھ دائمی عبادت کرتے تھے......"۔

(۲) امام بخاری کے حالات میں صفحہ 113/9 اور صفحہ 114 پر تحریر کرتے ہیں: "اُنہوں نے روایات کی طرف زیادہ توجہ کی اور آثار کو یاد کیا' اس کے ہمراہ اُنہیں تاریخ اور لوگوں کے واقعات کا بھی علم تھا' اُنہوں نے پوشیدہ پرہیزگاری اور دائمی عبادت کو لازم رکھا......"۔

←

(52)محمد بن فضیل (53)زکریا بن ابوزائدہ (54)اُن کے صاحبزادے یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ (55)زائدہ بن قدامہ (56)یحییٰ بن معین (57)مالک بن مغول (58)ابوبکر بن عیاش (59)ابوخالد احمر

(۳)ابوالفضل محمد بن ابراہیم بن نصر نبیرہ کے حالات میں صفحہ 147/9 پر وہ تحریر کرتے ہیں: ''......یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے سفر کیا (اور احادیث و روایات کو) جمع کیا' اُنہوں نے علمِ حدیث اور اس کو جمع کرنے پر بھرپور کوشش کی اور جنگ اور اُس کے اسباب میں بھی حصہ لیا' اس کے ہمراہ ان میں پوشیدہ پرہیزگاری' محنت اور زبردست سخاوت پائی جاتی تھی......''۔

(۴)ابن حبان نے اپنی کتاب ''المجروحین'' کے مقدمہ میں صفحہ 83/1 اور صفحہ 84 پر یہ تحریر کیا ہے: عمرو بن نضر بیان کرتے ہیں: میں مسجد انصار کے پاس سے گزرا تو وہاں عمرو بن عبید بیٹھے ہوئے تھے' اُنہوں نے مجھ سے دریافت کیا: کون سی چیز ایسی ہے جسے آج صبح تم حسن کی مجلس سے لے کر آئے ہو؟ میں نے اُنہیں ایک مسئلہ کے بارے میں بتایا جو پیش آیا تھا اور حسن بصری نے اُس کا جواب دیا تھا' تو میں نے کہا: ہمارے اصحاب نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ اُنہوں نے دریافت کیا: تمہارے اصحاب کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: ایوب' یونس' ہشام۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ایوب' یونس' ابن عون' تیمی۔ تو وہ بولے: یہ لوگ نجس ہیں' گندگی ہیں' بُرے ہیں' مردہ ہیں' زندہ نہیں ہیں اور انہیں اس کا شعور بھی نہیں ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں: ''اُنہوں نے یہ بات ان حضرات کے بارے میں کہی ہے' حالانکہ یہ لوگ علم کے امام ہیں' دین کے چراغ ہیں' اسلام کے سورج ہیں' ہدایت کے مینارے ہیں' ان چاروں کے زمانہ میں روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو دینداری' فقاہت' حفظِ حدیث اور سنت پر پختگی' اہلِ بدعت کے ساتھ بغض کے حوالے سے ان کی مانند ہو' اس کے ہمراہ ان میں انتہائی دینداری' عبادت میں بھرپور کوشش اور پوشیدہ پرہیزگاری پائی جاتی تھی''۔

(تو یہ پوشیدہ پرہیزگاری کی ترکیب جب اُن کی طرف سے کسی کی تعریف کیلئے ہوگی) تو لازمی طور پر ظاہری پرہیزگاری کے الفاظ امام ابوحنیفہ کے حق میں جرح اور طعن شمار ہوں گے اور اس کے ذریعہ اُن کی مراد یہ ہوگی کہ امام ابوحنیفہ کے باطن میں پرہیزگاری موجود نہیں تھی۔ حافظ ابن حبان کے حوالے سے اس نئی قسم کی جرح سے ہم تھوڑے واقف ہیں۔ انسان کے باطن کی حالت کیا ہوتی ہے؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ مخصوص کیا ہے' یہ ایک غیبی حکم ہے' اہلِ دین اور اہلِ تقویٰ اس سے لاتعلق ہیں' ابن حبان کو اس بات کا علم کہاں سے ہوا کہ امام ابوحنیفہ کا باطن اُن کے ظاہر کے برخلاف تھا۔ ابن حبان نے ایک ایسی چیز کے بارے میں دخل دیا ہے' جس کا علم ''علام الغیوب'' نے اپنی ذات کے ساتھ خاص کیا ہے اور اس کے حکم سے کوئی بھی شخص ناواقف نہیں ہے۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ ابن حبان' امام ابوحنیفہ کے انتقال کے 130 سال بعد پیدا ہوئے' اگر وہ اُن کے زمانہ میں ←

(60) قیس بن ربیع (61) ابو عاصم نبیل (62) عبید اللہ بن موسیٰ (63) محمد بن جابر (64) اصمعی (65) شقیق بلخی (66) علی بن عاصم (67) یحییٰ بن نصر۔

زندہ ہوتے' اُنہیں دیکھتے' اُن کے ساتھ میل جول رکھتے' اُن کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے' اُن کی معرفت حاصل کرتے تو پھر یہ کہنا شاید درست ہوتا' جو اُنہوں نے ہر قسم کے افراد سے سن کر بیان کر دیا ہے' البتہ زمانہ گزرنے کے ساتھ اس طرح کی بات کرنا علمِ حدیث کی روایتی تنقید کے خلاف ہے۔ روایتی طریقۂ کار اسے مسترد کرتا ہے اور اس کے برعکس ہے لیکن تعصب اور بغض' آدمی سے ایسی باتیں کہلوا دیتا ہے جو کہنی نہیں چاہئیں اور جو سمجھ بھی نہیں آتی ہیں۔

(تعلیق سے متعلق حاشیہ یہاں پر ختم ہو گیا)

(2) ...... امام ابو یوسف کہتے ہیں: سب سے پہلے قرآن کے مخلوق ہونے کی بات جس نے کی' وہ ابو حنیفہ ہیں' اُنہوں نے کوفہ میں ایسا کیا۔ 65/3

(3) ...... حماد بن ابو حنیفہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد امام ابو حنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: قرآن مخلوق ہے' ابن ابو لیلیٰ نے اُنہیں خط لکھا: یا تو تم اس مؤقف سے رجوع کر لو' ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ تو اُنہوں نے کہا: میں رجوع کرتا ہوں۔ جب وہ اپنے گھر واپس آئے تو میں نے کہا: اے ابا جان! کیا آپ کی یہ رائے نہیں ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: جی ہاں! اے میرے بیٹے! میرا آج بھی یہی مؤقف ہے' لیکن میں نے اُن کے سامنے "تقیہ" کیا تھا۔ 65/3

(4) ...... یوسف بن اسباط بیان کرتے ہیں: ابو حنیفہ نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ میرا زمانہ پا لیتے' تو میرے بہت سے اقوال اختیار کر لیتے' کیونکہ دین صرف اچھی رائے کا نام ہے۔ 65/3

(5) ...... امام جعفر صادق فرماتے ہیں: اے اللہ! ہم اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس نبوت کے وارث چلے آ رہے ہیں اور جدامجد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے اس گھرانے کے وارث چلے آ رہے ہیں' اور اپنے نانا حضرت محمد ﷺ سے اس علم کے وارث چلے آ رہے ہیں' تو تُو میری اور میرے آباؤ اجداد کی طرف سے ابو حنیفہ پر لعنت کر دے۔ 65/3

(6) ...... عبدالصمد بن حسان بیان کرتے ہیں: میں مکہ میں سفیان ثوری کے ساتھ میزاب کے پاس موجود تھا' ایک شخص آیا اور بولا: ابو حنیفہ کا انتقال ہو گیا ہے' تو سفیان ثوری نے کہا: تم ابراہیم بن طہمان کے پاس جاؤ اور اُنہیں یہ بات بتاؤ۔ قاصد واپس آیا اور بولا: میں نے اُنہیں سوئے ہوئے پایا تھا (تو بیدار نہیں کیا)۔ سفیان ثوری نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو! تم جاؤ اُنہیں بیدار کرو اور یہ خوشخبری سناؤ کہ اس اُمت کو سب سے زیادہ آزمائش میں مبتلا کرنے والا شخص مر گیا ہے' اللہ کی قسم! اسلام میں کوئی ایسا بچہ پیدا نہیں ہوا جو لوگوں کیلئے ابو حنیفہ سے زیادہ منحوس (یا نقصان دہ) ثابت ہوا ہو' اللہ کی قسم! ابو حنیفہ نے اسلام کی رسّی کو اس سے زیادہ کاٹا ہے' جتنا قحطبہ طائی نے اپنی تلوار کے ذریعہ کاٹا تھا۔ قحطبہ طائی' ابو مسلم خراسانی کے ←

یہ سب وہ حضرات ہیں‘ جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی ہے اور مختلف الفاظ کے ذریعہ اُن کی تعریف بیان کی ہے‘ ان سب کا تذکرہ ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف مکی نے اپنی کتاب میں کیا ہے‘

لشکروں کا سپہ سالار تھا‘ جس نے خراسان میں عباسیوں کی حکومت قائم کی تھی اور اُس نے اس کام میں دس ہزار لوگ قتل کیے تھے۔ 65/3

(7) ......سفیان ثوری کو ابو حنیفہ کے انتقال کی اطلاع ملی‘ تو وہ بولے: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے! جس نے مسلمانوں کو اُس سے نجات عطا کی‘ کیونکہ اُس نے اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ 66/3

(8) ......محمد بن عامر طائی بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد دمشق کے پھاٹک کے پاس کچھ لوگوں کے ساتھ موجود ہوں‘ ایک صاحب نکلے جنہوں نے ایک دوسرے صاحب کو پکڑا ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے: اے لوگو! اس شخص نے حضرت محمد ﷺ کے دین کو تبدیل کر دیا ہے۔ میں نے اپنے پہلو میں موجود ایک شخص سے دریافت کیا: یہ دو حضرات کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا: یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں‘ جنہوں نے ابو حنیفہ کو پکڑا ہوا ہے۔ 66/3

(9) ......علی بن عاصم بیان کرتے ہیں: میں نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا: ابراہیم بن علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: ''نبی اکرم ﷺ نے اُن لوگوں کو پانچ رکعات پڑھا دیں تو سلام پھیرنے کے بعد دو مرتبہ سجدۂ سہو کیا''۔ تو ابو حنیفہ بولے: اگر آپ چوتھی رکعت کے بعد نہیں بیٹھے تھے تو آپ کی یہ نماز اس کے برابر بھی نہیں ہوگی‘ اُنہوں نے زمین پر موجود گندگی کی طرف اشارہ کیا اور پھر اُسے پکڑ کر ایک طرف پھینک دیا۔

(10) ......بشر بن مفضل بیان کرتے ہیں: میں نے ابو حنیفہ سے کہا: شعبہ نے ہشام بن یزید بن انس کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا‘ تو نبی اکرم ﷺ نے بھی اُس یہودی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھوا کر کچلوا دیا۔ تو ابو حنیفہ بولے: یہ ہذیان ہے۔

(11) ......ابو اسحاق فزاری کہتے ہیں: میں ابو حنیفہ کے پاس موجود تھا‘ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور اُن سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا‘ اُنہوں نے اُس کا جواب دیا تو میں نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں یہ‘ یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ تو ابو حنیفہ بولے: یہ خرافہ کی حدیث ہے (یعنی خرافات ہے)۔ 70/3

(12) ......بشر بن مفضل بیان کرتے ہیں: عبیداللہ بن عمر نے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے: ''خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار اُس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے''۔ تو (یہ حدیث سننے کے بعد) ابو حنیفہ بولے: یہ رجز ہے۔ 70/3

(13) ......سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابو حنیفہ کو نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول ایک حدیث سنائی تو وہ بولے: اس پر پیشاب کر دو۔ 70/3

←

جو اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے فضائل اور اُن کے حالات کے بارے میں مرتب کی ہے' اس کے بارے میں حکم بن منذر بن سعید نے ہمیں بیان کیا ہے۔

(14)......سوید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں: ایک شخص ابوحنیفہ کے پاس آیا اور دریافت کیا: ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو خنزیر کا گوشت کھالیتا ہے؟ تو ابوحنیفہ بولے: اُس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ 73/3

(15)......یحییٰ بن حمزہ اور سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں: ہم نے ابوحنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اس جوتے کی عبادت کرتا ہے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ 73/3 (ابن حبان کا کلام یہاں ختم ہوگیا)

اس کتاب کے مطبوعہ نسخہ میں یہاں لفظ ''بغل'' تحریر ہے' (جس کا مطلب یہ ہے: اگر کوئی اس خچر کی عبادت کرتا ہے) اور یہ تحریف ہے۔

یہ اُن میں سے بعض روایات تھیں جو ابن حبان نے امام ابوحنیفہ کے حالات میں نقل کی ہیں' میں نے طوالت کے خوف سے دوسرے جملے ترک کر دیئے ہیں' ان میں' دروغ برگردن ابن حبان' یہ منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ' نبی اکرم ﷺ کی احادیث کا مذاق اُڑایا کرتے تھے اور تمسخر کے طور پر اُنہیں مسترد کر دیتے تھے۔ حافظ ذہبی اور ابن حجر کہتے ہیں: ''ابن حبان بعض اوقات کسی ثقہ راوی پر ایسی جرح کرتے ہیں گویا کہ اُنہیں یہ سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ اُن کے سر سے (یعنی منہ یا قلم سے) کیا نکل رہا ہے''۔ اور ان دونوں صاحبان نے بالکل ٹھیک کہا ہے' جیسا کہ ''میزان الاعتدال'' 274/1 اور ابن حجر کی کتاب ''القول المسدد'' صفحہ 33 پر مذکور ہے۔

تو امام ابوحنیفہ ان مزعومہ اقوال اور جھوٹی روایات کی بنیاد پر' تمام بڑے زندیق لوگوں' ملحدوں اور مشرکین پر فوقیت لے جاتے ہیں جو شریعت اور نبی اکرم ﷺ کا مذاق اُڑانے' اللہ تعالیٰ کے قرب کیلئے جوتے کی عبادت جائز قرار دینے' یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ کے دین کو تبدیل کرنے کے حوالے سے ہے' اور پھر ابن حبان نے ان سب باتوں کے حوالوں سے ایک سوئے ہوئے شخص کے خواب سے استدلال کیا ہے' اس محدث اور ناقد کے نزدیک کیا جرح و تعدیل اس طرح ہوتی ہے؟ اور وہ بھی اکابر ائمۂ دین میں سے ایک امام کے بارے میں' یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ نے یہ تک کہہ دیا' جیسا کہ ابن حبان نے ہی یہ بات نقل کی ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ میرا زمانہ پالیتے' تو میرے بہت سے اقوال کو اختیار کر لیتے۔

اے ابوحاتم بن حبان بستی! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! ان سب باتوں کو تم نے نقل کیا اور کہا: امام ابوحنیفہ کے بارے میں؟ حالانکہ تم یہ بات یقینی طور پر جانتے ہو کہ کسی راوی کے بارے میں ایسی معمولی سی جرح جو اُس راوی میں نہ پائی جاتی ہے' شدید حرام اور بہتان ہے اور تم یہ بات بھی جانتے ہو کہ تمہارے استاد عبدالرحمٰن ابومحمد بن ابوحاتم رازی کے سامنے جب جرح کے حوالے سے غلطیوں کا ذکر کیا جاتا تو وہ رونے لگ پڑتے تھے' یہاں تک کہ اُن کے ہاتھ سے کتاب گر جاتی تھی' ←

بَابٌ جَامِعٌ فِي فَضَائِلِ اَبِي حنيفة واخباره

(51) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اور اُن کے حالات کا مجموعہ

اَنا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ اَنا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْخٍ قَالَ اَنَا الرَّبِيعُ بْنُ عَاصِمٍ مَوْلًى لِفَزَارَةَ قَالَ اَرْسَلَنِي يَزِيدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ

اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے! تو یہ تمہاری وہ روایات ہیں' جو غالب ہیں' تو کسی عالم کے بارے میں' بلکہ مسلمانوں کے اکابر ائمہ میں سے ایک امام کے بارے میں جرح کا کیا عالم ہوگا؟

ابن حبان کا یہ کلام اور اس کی مانند یا اس کی مثل' یا اس سے ملتا جلتا' جو کلام پہلے گزر گیا ہے' اُس نے شیخ جمال الدین قاسمی کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا: ''اہل الرائے کے ائمہ کے حالات کے ضمن میں بعض محدثین کے حوالے سے ایسی باتیں پائی جاتی ہیں' جو پڑھنے والے کو شرمندہ کر دیتی ہیں' چہ جائیکہ اُنہیں مدوّن کیا جائے''۔ جیسا کہ آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 333 اور 334 پر موجود تعلیق میں اُن کا کلام آئے گا۔

(اے ابن حبان!) آپ نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ جو کچھ بھی کہا' اگر یہ سب باتیں اُن میں موجود تھیں' تو پھر آپ کے امام ''شافعی مطلبی'' نے اُن کی تعریف کیسے کر دی؟ اور اُن سے پہلے اُن کے استاد امام مالک اصبحی مدنی نے (اُن کی تعریف کیسے کی؟ اور ان دو حضرات کے علاوہ) امام یحییٰ بن سعید القطان' وکیع بن جراح' ابن معین...... (نے اُن کی تعریف کیسے کی؟) حالانکہ یہ وہ طبقہ ہے' جن کے علم' تقویٰ' پرہیز گاری اور سمجھداری کی گواہی دی جاتی ہے' اللہ تعالیٰ ان حضرات سے راضی ہو! یہ ائمۂ حدیث اور ناقدین میں بلند حیثیت رکھتے ہیں' امام ابوحنیفہ کے معاصرین میں سے ہیں' یا اُن لوگوں کے معاصرین میں سے ہیں' جو امام ابوحنیفہ کے ساتھ رہے' ان لوگوں نے امام ابوحنیفہ کا تذکرہ بھلائی اور اچھی تعریف کے ہمراہ کیا ہے۔

اگر آپ کی بیان کردہ بات کو درست مان لیا جائے اور یہ درست ہو بھی نہیں سکتی' تو اس سے یہ بات لازم آئے گی کہ امام شافعی' امام مالک اور دیگر تمام ائمہ' جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے' یہ سب غفلت کا شکار مشائخ تھے' بلکہ اس سے یہ بات لازم آئے گی کہ اس اُمت کی اکثریت گمراہی پر متفق ہے' کیونکہ امام ابوحنیفہ کی امامت کے ظہور سے لے کر آج تک اُمتِ محمدیہ کا نصف حصہ اُنہیں اپنا پیشوا مانتا ہے اور فقہ' دین اور احکامِ شریعت میں اپنا متبوع مانتا ہے' جس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ لوگ عبادات' معاملات' نکاح وطلاق کے مسائل' خواتین سے تعلق' قتل وغیرہ کے مقدمات اور دیگر اُمور میں امام ابوحنیفہ کے اقوال پر اعتماد کرتا ہے' تو ائمہ اور اُمت اس چیز میں ہرگز مبتلا نہیں ہو سکتے۔

اگر آپ کے گمان اور آپ کی نقل کردہ باتوں کے مطابق امام ابوحنیفہ میں مذکورہ قابلِ طعن خامیاں ہوتیں' تو ←

هُبَيْرَةَ فَقَدِمْتُ بِأَبِي حَنِيفَةَ عَلَيْهِ فَأَرَادَهُ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ فَأَبَى فَضَرَبَهُ أَسْوَاطًا عِشْرِينَ

ربیع بن عاصم بیان کرتے ہیں: یزید بن عمر بن ہبیرہ نے مجھے امام ابوحنیفہ کے پاس بھیجا' میں امام

وہ یقینی طور پر اسلام سے خارج ہو جاتے اور وہ اس بات کے مستحق نہ رہتے کہ کسی صاحب فضیلت شخص کی زبانی' یا کسی عقلمند کے کلام میں اُن کی تعریف کی جاتی' حالانکہ امام شافعی مطلبی ہاشمی نے اُن کی تعریف کی ہے اور کیا ہی عمدہ تعریف کی ہے' توصیف کی ہے اور کیا ہی عمدہ توصیف کی ہے' اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کو لوگوں کیلئے پیشوا قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کی سمجھ بوجھ میں ان کی پیروی کی جاتی ہے اور یہ بات امام شافعی کے اس قول میں ہے: ''لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے زیر کفالت ہیں'' اور اُن کے اس قول میں بھی ہے: ''جو شخص علمِ فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہے' وہ ابوحنیفہ کے زیر کفالت ہوگا'' اور اُن کے اس قول میں ہے: ''وہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جن کیلئے فقہ کو موافق کر دیا گیا'' اور ایک روایت کے مطابق ''جو شخص اُن کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتا' نہ تو وہ ماہر عالم بن سکتا ہے اور نہ ہی علمِ فقہ حاصل کر سکتا ہے''۔

(اے ابن حبان!) جیسا کہ آپ گمان کرتے ہیں اور وہ شخص گمان کرتا ہے جس کے اقوال آپ نے نقل کیے ہیں کہ یہ کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے کہ امام شافعی نے اُن کی یہ تعریف کی ہو کیونکہ اُن کیلئے تو اس طرح کی بات اور اس طرح کی تعریف کرنا کبھی بھی درست نہیں ہو سکتا' وہ بھی ایک ایسے شخص کے بارے میں جو لوگوں کیلئے اس بات کو جائز قرار دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے جوتے کی عبادت کی جا سکتی ہے' اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا زمانہ پالیتے تو اُس کے قول کو اختیار کرتے' اور پھر اس طرح کی اور فضولیات اور بہتان ہیں' حالانکہ امام شافعی اُن افراد میں سے ایک ہیں جن کے علم' عقل' سمجھداری اور امامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔

جی ہاں! امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کی مدح کی ہے اور اُن کی ایسی تعریف کی ہے جو اُن کی سیرت سے واقفیت اور بصیرت رکھنے والا شخص کر سکتا ہے کیونکہ اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے اکابر تلامذہ اور اصحاب سے ملاقات کی ہے اور امام ابوحنیفہ کے زندہ شاگردوں میں سے سب سے بڑے فقیہ اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے شخص سے علمِ فقہ حاصل کیا ہے اور وہ امام محمد بن حسن شیبانی ہیں' تو اُن کی تعریف اور اُن کی توصیف ہر جھوٹی بات اور باطل قول کو کالعدم کر دیتی ہے' اللہ تعالیٰ آپ سے درگزر کرے اور آپ کے گناہوں کی مغفرت کرے! تعصب کی صفت نے کس طرح آپ کو حق کے راستہ سے ہٹا دیا اور آپ نیک لوگوں کے بارے میں سند' متن اور روایات کی علتوں کی بحث میں اُلجھ گئے۔

آپ نے جو کچھ کہا اور جو کچھ نقل کیا' اگر یہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں صحیح اور ثابت شدہ ہوتا تو پھر جمہور مسلمان گمراہ قرار پائیں گے جو اس امام کی پیروی کرتے ہیں اور حلال وحرام' خرید وفروخت' نکاح وطلاق' فتویٰ نویسی اور قاضی کے طور پر فیصلہ دینے' معاملات اور عبادات میں اُن کے اقوال اور مسلک پر عمل کرتے ہیں' تو اُن کی کیسی بربادی اور کیسی ←

ابوحنیفہ کے پاس آیا' ابن ہبیرہ یہ چاہتا تھا کہ انہیں بیت المال کا نگران مقرر کر دے لیکن امام ابوحنیفہ نے یہ بات تسلیم نہیں کی تو ابن ہبیرہ نے انہیں بیس کوڑے لگوائے۔

گمراہی ہوگی جو ایک باطل' گمراہ' فساد کرنے والے' خرابی کے شکار شخص کو امام بنا کر اُس کی پیروی کرتے ہیں اور اُس کی تقلید کرتے ہیں' اُس کے اجتہاد کے راستہ پر چلتے ہیں اور اُسے عظیم قرار دیتے ہیں' حالانکہ اے ابوحاتم! آپ کے نزدیک تو وہ سب سے زیادہ گمراہ ہے۔ کیا علم اور سنت کے بارے میں آپ کی امانت ایسی ہی ہے؟ اور ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جمہور مسلمان اس طرح گمراہی کا شکار ہوں جبکہ رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے حق میں حفاظت' عنایت' سیدھے راستہ پر رہنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نصیب ہونے کی گواہی دی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے:

''میری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی ہے''۔

اور اگر یہ بات درست ہے' یعنی امام ابوحنیفہ کا اللہ تعالیٰ' اُس کے رسول اور اسلامی شریعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے تو پھر حدیث شریف کی کتابوں' اصطلاحاتِ حدیث کی کتابوں' عقیدہ سے متعلق کتابوں' فقہ سے متعلق کتابوں میں اُن کے اقوال' فقہی آراء اور اجتہادات کو دیگر ائمہ' مجتہدین ومتبوعین کے ہمراہ ذکر کرنے کا کیا مطلب ہوگا؟ اُن ائمہ میں امام مالک' امام شافعی' امام احمد اور ان کے علاوہ امام اوزاعی' ابن جریج اور ان کے علاوہ دیگر جمہور ائمہ مسلمین شامل ہیں' اور پھر دیگر مقامات پر بھی ان باتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے بارے میں آپ کا جو گمان ہے اور جو کچھ آپ نے نقل کیا ہے' اگر وہ حق اور درست ہو' تو پھر امام ابوحنیفہ کے کلام' اُن کی فقہی آراء اور اُن کے اجتہاد اس لائق ہوں گے کہ انہیں کوڑے میں پھینک دیا جائے اور اُن کا تذکرہ صرف مذمت' بُرا بھلا کہنے' متنفر کرنے اور لوگوں کو بچانے کے حوالے سے ہو' حالانکہ مالکی' شافعی' حنبلی اور حنفی مسلک کے یہ تمام ائمہ جو جلیل القدر اہلِ علم ہیں اور جن کی تعداد کا شمار صرف اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے' کیا یہ سب امام ابوحنیفہ کے بارے میں غلطی اور گمراہی پر ہیں اور آپ اور آپ کی موافقت کرنے والے وہ لوگ درست ہیں جو مذمت اور بُرا بھلا کہنے کے حوالے سے شاذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ہم زیادتی اور ظلم سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم تیرے نبی کے اس فرمان کے مصداق میں داخل ہو جائیں: ''تمہارا کسی چیز سے محبت کرنا' اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے''۔

اے حافظ ابن حبان! آپ نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے' اُس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے فیصلہ کے مطابق امام ابوحنیفہ نے دین کو اُس سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے' جتنا نقصان عبداللہ بن سباء نے ملتِ اسلامیہ اور مسلمانوں کی صفوں کو پہنچایا تھا' تو ہم محبت اور دشمنی کے حوالے سے زیادتی اور سرکشی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' اگر آپ نے اس طرح کی بات کسی نامعلوم شخص کے بارے میں کی ہوتی تو شاید آپ کے اس قول کو غلط فہمی پر محمول کیا جا سکتا' لیکن بدقسمتی سے آپ نے یہ بات ایک ایسے امام کے بارے میں کہی ہے جو مسلمانوں کے اکابر ائمہ میں سے ←

ونا عبد الوارث قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ ابی شیخ قَالَ نَا عبد اللّٰه ابْن صَالِحِ بْنِ مُسْلِمٍ الْعِجْلِيُّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ بِالشَّامِ لِلْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ

ایک ہے' آپ نے اپنی اور محدثین کی حیثیت کے بارے میں زیادتی کی ہے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ بعض اوقات زیادتی بھی کر جاتے ہیں۔

کہاں آپ کا یہ کلام ہے اور کہاں آپ کے اساتذہ کے استاد امام ابوداؤد سجستانی کا کلام ہے' جو سنن ابوداؤد کے مصنف ہیں اور اُن کی یہ بات ابن عبدالبر نے اس کتاب میں نقل کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور پھر اُن کے بارے میں ابن داسہ کا بیان ہے: میں نے امام ابوداؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ تعالیٰ امام مالک پر رحم کرے! وہ امام تھے' اللہ تعالیٰ امام شافعی پر رحم کرے! وہ امام تھے' اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم کرے! وہ امام تھے''۔

کہاں تو آپ کی یہ دھتکاری ہوئی مذمت ہے اور کہاں شیخ السنہ امام ابوجعفر ابن جریر طبری کی تعریف ہے؟

''معجم الادباء'' صفحہ 84/18 پر مذکور ہے: شیخ ابوبکر بن کامل فرماتے ہیں: جب امام ابن جریر طبری کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں اُن کے پاس موجود تھا' میں نے اُن سے درخواست کی کہ وہ اپنے ہر دشمن کو معاف کر دیں! میں نے یہ درخواست حسن بن حسین صواف کی وجہ سے کی تھی' کیونکہ میں نے اُن سے قرآن پڑھا تھا' تو ابن جریر نے کہا: ہر وہ شخص جو مجھ سے دشمنی رکھتا تھا' یا جس نے میرے خلاف کوئی بات کی' میں اُسے معاف کرتا ہوں سوائے اُس شخص کے جس نے مجھ پر بدعتی ہونے کا الزام لگایا' صواف' ابن جریر کے شاگردوں میں سے تھے' اُن میں سلامتی پائی جاتی تھی' لیکن فصل سے کم ضبط نہیں تھا (شاید اصل عبارت یوں ہو کہ اُن میں صاحب فضیلت لوگوں کی طرح کا ضبط نہیں تھا' یعنی وہ مضبوطی سے تھام نہیں سکتے تھے اور توازن نہیں رکھ سکتے تھے) جب ابن جریر نے ''ذیل المذیل'' املاء کروائی' تو اُس میں امام ابوحنیفہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا: ''وہ فقیہ تھے' عالم تھے' پرہیزگار تھے' تو اُن کے امام ابوحنیفہ کی تعریف کرنے کی وجہ سے صواف نے اُس وقت اُن کے بارے میں کلام کیا اور اُن سے لاتعلقی اختیار کی اور اُن کے بارے میں اپنی زبان کو پھیلا دیا (یعنی اُنہیں خوب بُرا بھلا کہا)''۔

تو اب آپ انصاف پسندی اور زیادتی کے درمیان فرق کو خود ملاحظہ فرمالیں!

اسی طرح حافظ محمد بن طاہر مقدسی ظاہری متوفی 507 ہجری نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ''الذب عن فقیہ الاسلام ابی حنیفۃ'' ہے' مقریزی نے اپنی کتاب ''المنتقی الکبیر'' میں صفحہ 537/5 پر اور اسماعیل پاشا نے اپنی کتاب ''ہدیۃ العارفین'' صفحہ 82/2 پر اس کتاب کا تذکرہ اُن کے حالات میں کیا ہے۔

عقل کسی بھی صورت میں یہ بات قبول نہیں کر سکتی کہ مسلمانوں کے اکابر ائمہ میں سے کوئی امام' کہ سلف صالحین نے ←

الثَّقَفِيّ اَخْبَرَنِي عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ قَالَ كَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ اَمَانَةً وَاَرَادَهُ سُلْطَانٌ عَلَى اَنْ يَتَوَلَّى مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ اَوْ يَضْرِبَ ظَهْرَهُ فَاخْتَارَ عَذَابَهُمْ عَلَى عَذَابِ اللّٰهِ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا يَصِفُ

زمانہ میں جس کے حق میں بھلائی کی گواہی دے دی گئی ہو وہ امام اس طرح کی گمراہ کن' خراب اور کفریہ باتیں کرے' جو لوگوں کو اُس سے دور کر دیں اور اُس سے روک دیں اور پھر اُمتِ محمدیہ کے بڑے عقلمند افراد اُس کے زمانہ سے لے کر ہمارے زمانہ تک مسلسل ہر زمانہ میں اُس کے مسلک اور اجتہادات کو قبول کریں اور اُن کی پیروی کریں' جبکہ وہ امام اتنی کھلی گمراہی میں مبتلا ہو۔

اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ اُمتِ محمدیہ کی اکثریت گمراہی پر اکٹھی ہوگئی ہے اور ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اُمت محمدیہ اور اُس کے علماء ایسی صورتِ حال میں مبتلا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی گواہی دی ہے اور میں یہ بات کسی عصبیت یا مسلکی تعلق کی وجہ سے نہیں کہہ رہا' یا اُن کے مخالفین کے ساتھ بغض یا ناپسندیدگی کی وجہ سے نہیں کہہ رہا' اللہ تعالیٰ میری اور اُن کی مغفرت کرے! میں یہ بات حق کے دفاع کیلئے اور اُس عقل کے دفاع کیلئے کہہ رہا ہوں کہ اسلام کے سائے میں ہمیں جو چیز نصیب ہوئی ہے (اُس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے) کہ امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے اکابر اہلِ علم' صاحبانِ معرفت اور اپنے ملنے جلنے والوں کے نزدیک ایک مجتہد امام ہیں جو ہدایت اور دین کے اکابر ائمہ میں سے ایک ہیں' جیسا کہ اس سے پہلے اُن حضرات کی امام ابوحنیفہ کے بارے میں تعریف گزر چکی ہے اور پھر وہ اپنے زمانہ سے لے کر آج تک مسلمانوں کے اکثریتی حصہ کے پیشوا ہیں۔ اعتقادات' اجتہادات' دینی مسائل' فقہی آراء اور حلال و حرام کے حوالے سے (مسلمانوں کی اکثریت) جن کی پیروی کرتی ہے' تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان سب حضرات نے اُن کی تعریف کی ہو! اُمتِ محمدیہ کی اکثریت نے جن کی پیروی اور تقلید کی ہو اور اُن کے بارے میں وہ لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ یہ دین کے ائمہ میں سے ایک ہیں' اُس شخصیت میں وہ (قابلِ مذمت) صفات پائی جاتی ہوں جن کا تذکرہ ابن حبان اور دیگر حضرات نے کیا ہے' تو کیا ابن حبان نے جو بات کہی ہے' وہ درست ہوگی یا غلط ہوگی؟

میں اپنے قاری کو اسانید پر تنقید' اُن کے ضعیف یا منقطع ہونے' راویوں پر طعن یا ضعف' تعصب' جھوٹ یا ایجاد کے حوالے سے اُنہیں مجروح قرار دینے کی بحث میں نہیں اُلجھانا چاہتا' میں تو یہ بات کہتا ہوں:

امام حافظ منذری' نووی' ذہبی' مزی' ابن تیمیہ' ابن قیم' ابن کثیر' تاج سبکی' ابن حجر' یوسف بن عبدالہادی حنبلی' سیوطی' سخاوی' حافظ صالحی دمشقی' یہ سب حضرات حنفی مسلک سے تعلق نہیں رکھتے ہیں اور پھر ان کے علاوہ نقد' جرح و تعدیل کے حوالے سے کچھ اور قابلِ اعتماد ائمہ متاخرین ہیں' امام بخاری کا کلام' ابن جارود کا کلام (جو امام ابوحنیفہ کے بارے میں ہے) جس کا ذکر مصنف آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 278 اور 287 پر کریں گے اور ابن حبان کا یہ کلام ہے' جسے میں نے نقل کیا ہے' اس کے علاوہ خطیب بغدادی کا کلام ہے جو "تاریخ بغداد" اور دیگر کتابوں میں مذکور ہے اور ان ←

اَبَا حَنِيفَةَ بِمِثْلِ مَا وَصَفْتَهُ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ كَمَا قُلْتُ لَكَ

عبداللہ بن صالح بن مسلم عجلی بیان کرتے ہیں: شام میں ایک شخص نے حکم بن ہشام ثقفی سے کہا:

حضرات سے پہلے' یا ان کے زمانہ میں' یا ان کے بعد کے زمانہ سے تعلق رکھنے والے اُن حضرات کا کلام ہے' جنہوں نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں کلام کیا' اُن پر جرح کی' تو ان متاخرین قابلِ اعتماد ائمہ نے ان طعن کرنے والے لوگوں کا کلام کئی کئی مرتبہ دیکھا' کیونکہ ان طعن کرنے والوں کی کتابیں' اُن کے اقوال' ان متاخرین ائمہ کی نقل و روایت کے ذریعہ ہم تک منتقل ہوئے ہیں' تو یہ متاخرین ائمہ ان حضرات کے کلام سے کئی مرتبہ گزرے اور بار بار گزرے' لیکن اُنہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی اور اس کلام سے غفلت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ساقط الاعتبار قرار دیا اور اس سے اعراض کیا' اور یہ لوگ (یعنی متاخرین محققین) اللہ تعالیٰ کے دین کے حوالے سے امین ہیں' وہ کسی ایسے شخص سے محبت نہیں رکھ سکتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کے دین سے کھلواڑ کرتا ہو۔

اگر ان متاخرین کے نزدیک یہ کلام اور یہ طعن' مقبولیت کے کم ترین مرتبہ پر بھی ہوتا' تو یہ حضرات اُس کی طرف اشارہ کر دیتے' خواہ ایک ہی اشارہ کرتے جو امانت' دیانت اور شریعت کی حفاظت کیلئے ہوتا' لیکن ان لوگوں کا رویہ اس کے برعکس تھا' اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کی دین میں امامت کے حوالے سے تعریف کی' اُن کی فضیلت کا ذکر کیا' مسلمانوں کیلئے اُن کی خیر خواہی کا ذکر کیا اور اُن کی تعریف' تعظیم و تکریم کے بہترین الفاظ کے ساتھ کی' بلکہ اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے فضائل و مناقب اور امامت کے بارے میں بطورِ خاص کتابیں تالیف کیں' جو اُن کے اجتہاد کے دفاع کے بارے میں اور کتاب و سنت کو اُن کے مضبوطی سے تھامنے کے بارے میں تھی' جیسا کہ دیگر ہدایت یافتہ ائمہ متبوعین کا معمول تھا۔

آپ امام حافظ ذہبی شافعی کی کتاب ''مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن'' ملاحظہ فرمالیں' اسی طرح امام علامہ' محدث' فقیہ یوسف بن عبدالہادی دمشقی صالحی' پیدائش 840 ہجری' انتقال 909 ہجری' کی کتاب ملاحظہ فرمالیں جس کا نام اُنہوں نے ''تنویر الصحیفۃ بمناقب الامام ابی حنیفۃ'' تجویز کیا' علامہ ابن عابدین نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے اور اپنے حاشیہ ''ردالمحتار علی الدرالمختار'' کے مقدمہ میں صفحہ 37/1 پر اس سے کچھ مواد نقل کیا ہے۔

اسی طرح امام حافظ سیوطی شافعی کی کتاب ''تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ'' ہے' امام حافظ محدث محمد بن یوسف صالحی شافعی کی کتاب ''عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان'' ہے' امام فقیہ محدث ابن حجر مکی ہیتمی شافعی کی کتاب ''الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان'' ہے' امام فقیہ محدث مرعی بن یوسف کرمی مقدسی حنبلی کی کتاب ''تنویر بصائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتہدین'' ہے' ان میں سے زیادہ تر کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور اہلِ علم کے درمیان متداول ہیں۔

ان حضرات کے علاوہ دیگر ائمہ' حفاظ اور ناقدین ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں میں امام ابوحنیفہ کے حالات تحریر کیے ہیں' ←

آپ مجھے امام ابوحنیفہ کے بارے میں بتائیے! تو اُنہوں نے جواب دیا: امانت کے اعتبار سے وہ سب سے بڑے (امین) تھے' حاکمِ وقت نے اُنہیں یہ کہا کہ وہ یا تو اُس کے خزانہ کے نگران بن جائیں' یا پھر وہ اُن کی

اُن کے مناقب' فضائل اور امامت کا تذکرہ کیا ہے' جیسے امام محدث حافظ ابوسعد سمعانی شافعی نے اپنی کتاب ''الانساب'' میں' امام' محدث لغوی' ابن اثیر شافعی نے اپنی کتاب ''جامع الاصول فی احادیث الرسول'' کے آخر میں صفحہ 432/15 سے 436 تک' امام فقیہ محدث ربانی محی الدین نووی شافعی نے اپنی کتاب ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں صفحہ 216/2 سے 223 تک امام صاحب کے حالات تفصیل سے' آٹھ صفحات پر تحریر کیے ہیں اور اُنہوں نے اس میں جرح کے حوالے سے کوئی ایک بات بھی نقل نہیں کی ہے' حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جرح سے متعلق وہ روایات اُن کی نظر سے گزری ہوں گی' اُنہوں نے اسے پڑھا ہوگا کیونکہ اُنہوں نے ان روایات کے بارے میں کتابیں پڑھی ہیں۔ اُنہوں (یعنی امام نووی) نے اس کتاب میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں کئی جملے خطیب بغدادی کی کتاب ''تاریخ بغداد'' سے نقل کیے ہیں جیسا کہ اُنہوں نے کئی مرتبہ اس کی صراحت بھی کی ہے تو یقیناً وہ اس کتاب میں اور خطیب بغدادی کی دیگر کتابوں میں مذکور قابلِ طعن روایات اور تنقید پر مطلع ہوئے ہوں گے جن کا ذکر خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ کے حالات کے ضمن میں کیا ہے اور اُن میں سے بعض باتوں کا ذکر ابن حبان اور دیگر حضرات نے کیا ہے' لیکن امام نووی نے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ان کی طرف توجہ نہیں دی اور انہیں نقل نہیں کیا بلکہ ان سے اعراض کیا اور لاتعلقی اختیار کی' اس کی طرف اُنہوں نے کوئی اشارہ بھی نہیں کیا اور یہ اُن کی طرف سے اس بات کی طرف اطلاع تھی کہ یہ روایات ساقط الاعتبار اور جھوٹی ہیں' امام نووی نے صرف امام ابوحنیفہ کے فضائل' تعریف' قدر و منزلت اور مناقب کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح امام' محدث' ناقد' حافظ مزی شافعی ہیں' اُنہوں نے اپنی کتاب ''تہذیب الکمال فی الاسماء الرجال'' میں امام ابوحنیفہ کے حالات تحریر کیے ہیں اور اُن کے حالات تفصیل سے تحریر کیے ہیں جس طرح امام' فقیہ' امیر المؤمنین فی الحدیث' حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے اپنی کتاب ''تہذیب التہذیب'' میں امام صاحب کے حالات تحریر کیے ہیں' تو ان تمام ائمہ نے اُن باتوں میں سے کسی ایک کلمہ کا ذکر بھی نہیں کیا جن کا ذکر ابن حبان نے کیا ہے' اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کرے! یا امام ابوحنیفہ کی تنقیص کرنے والے دیگر حضرات نے کیا ہے۔

اگر امام ابوحنیفہ اسلام میں مشکوک حیثیت کے مالک ہوتے' یا اسلام میں پیدا ہونے والے سب سے زیادہ منحوس (یا نقصان دہ) فرد ہوتے' یا اُنہوں نے اسلام کی رسّی کو توڑ دیا ہوتا' یا اُنہوں نے دینِ محمدی کو تبدیل کر دیا ہوتا' یا اُنہوں نے احادیثِ مبارکہ کا مذاق اُڑایا ہوتا' یا اُن سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کروائی گئی ہوتی' یا وہ خنزیر کا گوشت کھانے کو حلال قرار دیتے' حالانکہ امام ابوحنیفہ حافظِ قرآن تھے' یا وہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل ہوتے' یا اللہ تعالیٰ کا قرب ←

پشت پر کوڑے لگوائے گا۔ تو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی بجائے لوگوں کی دی ہوئی تکلیف کو اختیار کر لیا' تو سائل نے کہا: آپ نے امام ابوحنیفہ کی جس طرح تعریف بیان کی ہے اُس طرح میں نے کسی کو بھی

حاصل کرنے کیلئے جوتے کی عبادت کو درست قرار دینے والے ہوتے' یا اُن کفریہ کلمات کے قائل ہوتے جو اُن کی طرف منسوب کیے گئے ہیں تو یہ جلیل القدر اہلِ علم اور ناقدین جو عالم بھی ہیں اور امین بھی ہیں' وہ اُن کے حوالے سے خاموش نہ رہتے اور اُن کی تعظیم وتکریم کا اظہار نہ کرتے اور اپنی کتابوں میں اُن کے اقوال اور اجتہادات نقل نہ کرتے۔

میں ان حضرات میں سے چند حضرات کی امام ابوحنیفہ کے بارے میں تعریف یہاں نقل کروں گا تاکہ اس مقام کی تکمیل ہو جائے۔

(ا) امام' محدث' حافظ ابوسعد سمعانی شافعی اپنی کتاب ''الانساب'' صفحہ 64/6 سے صفحہ 66 تک ''الرائے'' کے عنوان کے تحت تحریر کرتے ہیں: ''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی' صاحب الرائے ہیں اور اصحاب الرائے کے امام ہیں' وہ اہلِ عراق کے فقیہ ہیں' اُنہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے اور عطاء بن ابی رباح...... سے سماع کیا ہے' اُن سے ہشیم بن بشیر...... نے روایات نقل کی ہیں' آپ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے' خلیفہ ابوجعفر منصور نے اُنہیں بغداد منتقل کروا دیا اور وہ اپنے وصال تک وہیں رہائش پذیر رہے۔ ابن ہبیرہ نے اُنہیں عہدۂ قضاء کی پیشکش کی تھی' اُنہوں نے انکار کر دیا تو ابن ہبیرہ نے اُنہیں ایک سو دس کوڑے لگوائے' روزانہ دس کوڑے لگائے جاتے تھے لیکن اُنہوں نے صبر سے کام لیا اور عہدۂ قضاء قبول نہیں کیا' جب ابن ہبیرہ نے یہ بات دیکھی تو اُس نے اُنہیں چھوڑ دیا' پھر وہ علم کے حصول میں مشغول ہوئے اور اس میں بھرپور کامیابی حاصل کی' یہاں تک کہ اُنہیں وہ حیثیت حاصل ہوگئی جو اُن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی تھی' ایک دن وہ خلیفہ ابوجعفر منصور کے پاس تشریف لائے' اُس وقت خلیفہ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ بھی موجود تھے' اُنہوں نے خلیفہ منصور سے کہا: یہ اس وقت دنیا کے سب سے بڑے عالم ہیں' امام ابوحنیفہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کو کھود رہے ہیں جب یہ خواب ابن سیرین کے سامنے بیان کیا گیا تو وہ بولے: یہ خواب دیکھنے والا شخص علم کو یوں نکالے گا کہ اُس سے پہلے کسی نے اُس کو اس طرح نہیں نکالا ہوگا۔ مسعر بن کدام' جو حافظ الحدیث ہیں' کوفی ہیں' محدث ہیں اور امام ہیں' وہ شیخ عراق ہیں' جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' امام ابوحنیفہ کے معاصرین میں سے ہیں اور اُن کے شہر کے رہنے والے ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: کوفہ میں مجھے صرف دو افراد پر رشک آتا ہے: ابوحنیفہ پر اُن کی فقہ کے حوالے سے اور حسن بن صالح پر اُن کے زہد کے حوالے سے (رشک آتا ہے)۔ مسعر نے یہ بھی کہا ہے: جو شخص ابوحنیفہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بنائے گا مجھے یہ اُمید ہے کہ وہ خوف کا شکار نہیں ہوگا اور وہ اپنی ذات کیلئے احتیاط کے حوالے سے افراط کا شکار نہیں ہوگا۔

فضیل بن عیاض کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ ایک فقیہ شخص تھے جو فقہ کے حوالے سے معروف تھے' پرہیزگاری کے ←

اُن کی تعریف بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تو حکم بن ہشام ثقفی نے کہا: اللہ کی قسم! وہ ویسے ہی تھے جیسے میں نے تمہیں بیان کیا ہے۔

حوالے سے مشہور تھے' اُن کے پاس مال بہت زیادہ تھا' جو بھی اُن کے ہاں جاتا' اُس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آتے تھے' رات اور دن طالب علموں کو تعلیم دینے کے حوالے سے صبر سے کام لیتے تھے' دین کے اعتبار سے عمدہ تھے' زیادہ تر خاموش رہتے تھے' تھوڑا کلام کرتے تھے' یہاں تک کہ جب حلال یا حرام کے بارے میں کوئی مسئلہ سامنے آتا (تو اُس کا جواب دین کیلئے کلام کرتے تھے) حق کی طرف اچھے طریقہ سے رہنمائی کرتے تھے' حکمرانوں کے مال سے دور بھاگتے تھے' جب اُن کے سامنے کوئی مسئلہ آتا اور اُس کے بارے میں کوئی مستند حدیث موجود ہوتی تو وہ اُس کی پیروی کرتے تھے' اگر صحابہ کرام یا تابعین (کے حوالے سے کوئی روایت منقول ہوتی تو اُس کی بھی پیروی کر لیتے تھے) ورنہ پھر قیاس کرتے تھے اور بہترین قیاس کرتے تھے۔

وہ 80 ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور اُن کا انتقال رجب میں 150 ہجری میں ہوا' اُنہیں بغداد میں بابِ طاق کے قریب خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور ہجوم کی کثرت کی وجہ سے اُن کی نمازِ جنازہ چھ مرتبہ ادا کی گئی جن میں سے آخری مرتبہ اُن کے صاحبزادے حماد نے نمازِ جنازہ پڑھائی' اُس وقت خلیفہ منصور کے عہد خلافت میں بغداد کے قاضی حسن بن عمارہ نے اُنہیں غسل دیا اور ایک اور شخص نے غسل دیا' میں نے کئی مرتبہ اُن کی قبر مبارک کی زیارت کی ہے''۔ (تلخیص کے ساتھ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

(شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) حافظ سمعانی نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں جرح یا تنقید سے متعلق کوئی کلمہ اُن کے حالات کے ضمن میں نقل نہیں کیا حالانکہ اُنہوں نے اُن کے حالات تفصیلی طور پر نقل کیے ہیں' حالانکہ اُنہوں نے یقینی طور پر ابن حبان کا کلام اُن کی کتاب ''المجروحین'' میں دیکھا ہوگا کیونکہ اُنہوں نے اپنی کتاب ''الانساب'' میں مختلف لوگوں کے حالات میں ابن حبان کی کتاب ''الثقات'' اور ''المجروحین'' سے اُن کا کلام نقل کیا ہے۔ تو حافظ سمعانی نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں وہ تنقیدی باتیں دیکھی ہوں گی جو ابن حبان نے کہی ہیں' یا جو اُنہوں نے نقل کی ہیں' لیکن اُنہوں نے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ان میں سے کوئی ایک حرف بھی قبول نہیں کیا بلکہ اُن باتوں سے اعراض کیا اور صرف امام ابوحنیفہ کے مناقب وفضائل بیان کرنے پر اکتفاء کیا' گویا وہ ان روایات کو ساقط الاعتبار قرار دینا چاہ رہے تھے اور اُنہیں قبول نہ کرنے کا اظہار کر رہے تھے۔

(۲) حافظ' امام' شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''منہاج السنۃ النبویہ'' میں صفحہ 259/1 اور صفحہ 619/2 پر یہ تحریر کیا ہے: ''امام ابوحنیفہ کی اگرچہ کئی لوگوں نے بعض چیزوں کے حوالے سے مخالفت کی ہے اور اُن کا انکار کیا ہے لیکن اُن کی فقاہت' اُن کے فہم اور اُن کے علم کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہے' لوگوں نے اُن کے حوالے سے کچھ ایسی باتیں ←

ونا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ السِّمْنَانِيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بن عباد قَالَ نَا مُحَمَّد

نقل کی ہیں جن کا مقصد اُن کی تنقیص کرنا ہے' لیکن یہ روایات قطعی طور پر جھوٹی ہیں جیسے خنزیر کا مسئلہ ہے یا اس کے علاوہ دیگر مسائل ہیں''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

شاید اُنہوں نے اس جملہ کے ذریعہ اُس بات کی طرف اشارہ کیا ہے جو امام بخاری کی کتاب ''جزء القراۃ خلف الامام'' میں صفحہ 38 پر مذکور ہے: ''وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ خشکی کے خنزیر میں کوئی حرج نہیں ہے.....'' اور اُن کا اشارہ ابن حبان کے اُس کلام کی طرف ہوگا جو اس سے پہلے صفحہ 236 پر رقم:14 کے تحت گزر چکا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ''مجموع الفتاویٰ'' 304/20 پر یہ بھی تحریر کیا ہے: ''جو شخص امام ابوحنیفہ یا اُن کے علاوہ مسلمانوں کے کسی اور امام کے بارے میں یہ گمان کرے کہ وہ جان بوجھ کر قیاس کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے حدیثِ صحیح کی مخالفت کرتے ہوں تو ایسے شخص نے اُن کی طرف غلط بات منسوب کی ہے' اُس نے صرف گمان یا نفسانی خواہش کی پیروی کی وجہ سے یہ بات کہی ہوگی' حالانکہ امام ابوحنیفہ تو سفر کے دوران نبیذ کے ذریعہ وضو کرنے والی حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جو قیاس کے برعکس ہے اور وہ نماز کے دوران قہقہہ (لگانے سے نماز اور وضو ٹوٹ جانے والی) حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں' حالانکہ یہ بھی خلاف قیاس ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان دونوں روایات کو مستند شمار کرتے ہیں' اگرچہ ائمہ محدثین نے ان دونوں روایات کو مستند قرار نہیں دیا ہے' ہم نے یہ بات اپنے رسالہ ''رفع الملام عن الائمۃ الاعلام'' میں بیان کی ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ ''ائمہ اسلام میں سے کوئی بھی کسی عذر کے بغیر کسی صحیح حدیث کے برخلاف فتویٰ نہیں دیتا اور ان حضرات کے یہ عذر 20 کے لگ بھگ ہیں''۔

شیخ الاسلام نے ''مجموع الفتاویٰ'' میں صفحہ 11/4 پر یہ بھی تحریر کیا ہے' وہ اُن اہلِ ایمان کی گواہی کے بارے میں بات کر رہے تھے' جو زمین میں اللہ کے گواہ ہیں اور وہ گواہی مسلمانوں کے ائمہ کی دین میں امامت اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اُن کی سمجھداری کے موضوع پر بات کر رہے تھے' (وہ فرماتے ہیں:) ''اسی طرح امام شافعی' اسحاق بن راھویہ اور دیگر ائمہ ہیں جنہوں نے اسلام میں حدیث وسنت کی پیروی کے حوالے سے نمایاں حیثیت حاصل کی' اسی طرح امام بخاری اور اُن کی مانند افراد ہیں وہ بھی اسی حوالے سے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں' اسی طرح امام مالک' امام اوزاعی' سفیان ثوری' امام ابوحنیفہ اور دیگر حضرات ہیں' کہ اُمت میں عمومی طور پر نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اور اُن کے قول کو قبول کیا جاتا ہے کیونکہ حدیث وسنت میں ان کی رائے موافق ہوتی ہے' ان میں سے جن حضرات کے بارے میں (تنقیدی طور پر) کلام کیا گیا تو یہ صرف اُس حوالے سے ہوگا جہاں بظاہر اُنہوں نے حدیث وسنت کی متابعت نہیں کی' اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اُن تک وہ حدیث پہنچی نہیں ہوگی' یا پھر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہوں گے کہ اس روایت کی دلالت کمزور ہے' یا پھر ←

بن عبد العزیز بن ابی رزمة قال قال ابو یوسف کنا نختلف فی المسئلة فناتی ابا حنیفة فکانما یخرجها من کمه فیدفعها الینا

محمد بن عبدالعزیز بن ابورزمہ نے امام ابویوسف کا یہ قول نقل کیا ہے: ہم کسی مسئلہ کے بارے میں

اُنہوں نے کسی دوسری روایت کو اُس روایت پر ترجیح دے دی ہوگی'۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ اُمتِ محمدیہ کے جلیل القدر افراد میں سے ایک امام ہیں' وہ ویسے نہیں ہیں جیسا کہ اے ابن حبان! آپ نے کہا ہے اور جو آپ کا مؤقف ہے' یہ ایک ایسے جلیل القدر امام کی گواہی ہے جو امام ابوحنیفہ کے بارے میں آپ کے اور آپ جیسے افراد کے کلام سے واقف ہوا اور پھر اُس نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں آپ کے اور آپ کے علاوہ افراد کے کلام کا یہ جواب دیا ہے۔

(۳) حافظ' ناقد' محدث' امام شمس الدین ذہبی اپنی کتاب ''سیراعلام النبلاء'' میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں صفحہ 390/6 سے 403 تک میں تحریر کرتے ہیں:

''ابوحنیفہ امام ہیں' ملت کے فقیہ ہیں' عراق کے عالم ہیں اور احادیث کے علم کے حصول کے حوالے سے معروف ہیں' اُنہوں نے اس سلسلہ میں سفر بھی کیا' جہاں تک علمِ فقہ اور قیاسی مسائل میں تدقیق اور غور و خوض کا تعلق ہے' تو یہ بات اُن پر آ کر ختم ہو جاتی ہے اور اس بارے میں سب لوگ اُن کے زیر کفالت ہیں' اُنہوں نے 100 ہجری میں' اور اس کے بعد کے وقت میں علمِ حدیث حاصل کرنا شروع کیا اور اس میں بھرپور کوشش کی۔ محمد بن سعد عوفی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابوحنیفہ ثقہ ہیں' وہ صرف اُسی حدیث کو بیان کرتے ہیں' جو اُنہیں یاد ہوتی ہے' جو حدیث اُنہیں یاد نہیں ہوتی ہے' اُسے وہ بیان نہیں کرتے ہیں۔ صالح بن محمد کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ ہیں۔

احمد بن محمد بن قاسم بن محرز نے یحییٰ بن معین کا یہ قول روایت کیا ہے: ابوحنیفہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابوالفتاح کہتے ہیں: یحییٰ بن معین کا یہ کہنا ہے: جب میں یہ کہہ دوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے' تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ راوی ثقہ ہے۔ یحییٰ بن معین اور دیگر حضرات کے حوالے اس اصطلاح کی تفصیلی وضاحت کیلئے آپ تھانوی کی کتاب ''قواعد فی علوم الحدیث'' صفحہ 250 ملاحظہ فرمائیں۔ (امام ذہبی کہتے ہیں:) ابن ہبیرہ نے عہدۂ قضاء قبول کرنے کیلئے اُن کی پٹائی بھی کروائی تھی' لیکن اُنہوں نے قاضی بننے سے انکار کر دیا تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں: لوگ علمِ فقہ میں ابوحنیفہ کے زیر کفالت ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں (یہ بات امام ذہبی کہہ رہے ہیں:) کہ فقہ اور اُس کے دقائق کے حوالے سے امامت' اِسی امام (یعنی امام ابوحنیفہ) کی طرف مسلمہ طور پر منسوب ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے' جس میں کوئی شک نہیں ہے۔

←

اختلاف کا شکار ہوتے' تو امام ابوحنیفہ کے پاس آ جاتے' تو یوں محسوس ہوتا جیسے اُنہوں نے اپنی آستین (یا جیب) میں سے اُس کا حل نکال کر ہمارے حوالے کر دیا ہے۔

''جب دِن کو کسی دلیل کی ضرورت ہو'تو پھر دماغوں میں کوئی چیز درست نہیں رہ سکتی ہے''۔

امام ابوحنیفہ کے حالات اس لائق ہیں کہ اُنہیں دو الگ جلدوں میں تحریر کیا جائے' اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو اور اُن پر رحم فرمائے۔

حافظ امام ذہبی ہی نے اپنی کتاب ''مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن'' صفحہ 7 پر یہ تحریر کیا ہے:

''امابعد! یہ کتاب فقیہ العصر' عالمِ وقت ابوحنیفہ کے بارے میں ہے جو بلند مرتبہ کے مالک ہیں' پاکیزہ شخصیت ہیں' بلند درجہ پر فائز ہیں' (ان کا نام) نعمان بن ثابت ہے اور یہ اہلِ کوفہ کے مفتی ہیں' اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں راضی کردے یہ پیدا ہوئے تو انہوں نے دینِ حنیف کو نافذ کیا' اُس کی وضاحت کی اور اسے جاری کیا' یہ 80 ہجری میں پیدا ہوئے تھے' یہ عبدالملک بن مروان کے عہدِ خلافت کی بات ہے' یہ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے' اُس وقت صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی' تو اگر اللہ نے چاہا' تو یہ بھلائی کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والوں (یعنی تابعین کے طبقہ میں) سے ہیں''۔

اُس کے بعد امام ذہبی نے ابوحنیفہ کے مناقب کے مختلف پہلو ذکر کیے ہیں' ایک پہلو اُن کے اخلاق اور پرہیزگاری کا ذکر کیا ہے' ایک پہلو اُن کی عبادت کا ذکر کیا ہے' کچھ واقعات اس حوالے سے ذکر کیے ہیں کہ ائمہ اور محدثین اور دیگر حضرات نے علمِ فقہ کے حوالے سے اُن کی کیا تعریف وتوصیف کی ہے' ایک پہلو یہ ذکر کیا ہے کہ جو اُن کی ذاتی فقہی آراء ہیں' اُن میں سے کن کو مستحسن قرار دیا گیا ہے اور کن کی مذمت کی گئی ہے' پھر اُس کے بعد اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کی پرہیزگاری کے بارے میں ایک اور باب مرتب کیا ہے' پھر ایک باب میں اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کی نقل کردہ حدیث سے استدلال کرنے کے حوالے سے بحث کی ہے اور یہ فرمایا ہے:

''اُن سے منقول حدیث کے بارے میں دو اقوال پائے جاتے ہیں' بعض حضرات نے اُس کی حدیث کو قبول کیا ہے اور وہ اُسے حجت شمار کرتے ہیں' بعض حضرات نے اُسے کمزور قرار دیا ہے' کیونکہ وہ حدیث نقل کرتے ہوئے غلطی زیادہ کرتے ہیں' اسی لیے علی بن مدینی یہ کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید القطان سے دریافت کیا گیا: ابوحنیفہ کی حدیث کیسی تھی؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ علمِ حدیث میں نمایاں حیثیت کے مالک نہیں تھے۔ میں یہ کہتا ہوں: (یہ بات امام ذہبی کہہ رہے ہیں) امام ابوحنیفہ نے اپنی توجہ کا مرکز' الفاظ کے ضبط اور اسناد کو محفوظ کرنے کو نہیں بنایا' اُن کی توجہ قرآن اور فقہ کی طرف تھی اور جو بھی شخص کسی خاص فن کی طرف متوجہ ہوتا ہے' تو اُس کی حالت یہی ہوتی ہے کیونکہ وہ دوسرے فنون کے حوالے سے کمی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یحییٰ بن معین یہ کہتے ہیں: ابوحنیفہ ثقہ ہیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ امام مالک پر رحم کرے! وہ امام تھے' اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم کرے! وہ امام تھے''۔ ←

ونا عبد الوارث ابْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نااحمد بن زُهَيْر قَالَ اَنَا سُلَيْمَان ابْـنِ اَبِى شَيْخٍ قَالَ نَا اَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِىُّ قَالَ لَمَّا اَخَذَ ابْنُ هُبَيْرَةَ الْاَمَانَ مِنْ ابى جَعْفَر بعث

حافظ ذہبی کا کلام (اُن کی کتاب) ''مناقب الامام ابوحنیفہ'' میں ختم ہو گیا اور اُنہوں نے یہ کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' اور ''تذکرۃ الحفاظ'' سے پہلے لکھی تھی۔

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: امام ذہبی نے امام ابوحنیفہ سے منقول حدیث کے بارے میں دو اقوال نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اُن کی حدیث کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس حوالے سے دو قول ہیں۔ (شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہاں پر تھوڑا سا گروہ ایسا بھی ہے' جس نے امام ابوحنیفہ کے دین کے حوالے سے اُن پر الزامات عائد کیے ہیں اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ شریعت کو اور صاحب شریعت کو کمتر سمجھتے تھے اور اُنہوں نے مختلف قسم کی بدعتیں اختیار کر رکھی تھیں' اس گروہ میں بخاری' ابن جارود' عقیلی' ابن حبان' ابن عدی اور خطیب بغدادی اور ابن جوزی......شامل ہیں۔ تاہم امام ذہبی نے ان حضرات کے دعووں کی طرف بالکل بھی کوئی توجہ نہیں کیا اور اُنہوں نے انہیں نقل کرنے کے قابل بھی نہیں سمجھا' کیونکہ اُن کے نزدیک یہ وہ اقوال ہیں جنہیں پرے کیا جائے گا' یہ وہ اقوال نہیں ہیں' جن کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' اس لیے امام ذہبی نے انہیں نقل بھی نہیں کیا اور ان کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا۔

امام ذہبی نے اپنی کتاب ''تذہیب تہذیب الکمال'' جو مخطوطہ کی شکل میں ہے' اُس میں امام ابوحنیفہ کے حالات کے آخر میں اُن کے مناقب ذکر کرنے کے بعد یہ بات نقل کی ہے: ''(امام ذہبی فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ہمارے شیخ ابوالحجاج (اُن کی مراد حافظ مزی تھے) نے یہ اچھا کام کیا ہے کہ اُنہوں نے ایسی کوئی روایت نقل نہیں کی ہے جس سے امام ابوحنیفہ کا ضعیف ہونا لازم آتا ہو''۔ (امام ذہبی کی بات یہاں ختم ہو گئی)

(۴) امام' حافظ' ناقد' حافظ ابن کثیر شافعی نے اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' صفحہ 123/10 میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں یہ تحریر کیا ہے:

''یہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ہیں' جو عراق کے فقیہ ہیں اور اسلام کے ائمہ میں سے ایک ہیں' اہلِ علم کے سرداروں میں سے ایک ہیں' علماء کے ارکان میں سے ایک ہیں اور اُن ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں' جن کے فقہی مسلک کی پیروی کی جاتی ہے' ان ائمہ میں سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کا انتقال ہوا تھا' کیونکہ انہوں نے صحابہ کرام کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے اور بعض حضرات نے یہ بات ذکر کی ہے کہ انہوں نے سات صحابہ کرام کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں' باقی اللہ بہتر جانتا ہے' البتہ انہوں نے تابعین کی ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں' جن میں حکم بن عتیبہ کوفی' حماد بن ابوسلیمان' سلمہ بن کہیل' عامر شعبی......شامل ہیں' ان کے ←

بِهِ اِلَى الْكُوفَةِ يعرضه عَلَى اَبِى حَنِيفَةَ وَابْنِ اَبِى لَيْلَى فَقَالا هُوَ جيد مو كد

ابوسفیان حمیری بیان کرتے ہیں: جب ابن ہبیرہ نے ابوجعفر سے امان حاصل کر لی تو اُس نے اُسے

حوالے سے ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں...... یحیٰی بن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ تھے' یہ اہلِ صدق میں سے تھے' ان پر جھوٹا ہونے کا الزام عائد نہیں کیا گیا' ابن ہبیرہ نے انہیں عہدۂ قضا قبول کرنے کیلئے مارا پیٹا بھی تھا' لیکن انہوں نے قاضی بننے سے انکار کر دیا تھا۔ یحیٰی بن القطان فتویٰ دینے میں ان کے قول کو اختیار کرتے تھے' یحیٰی یہ فرمایا کرتے تھے: ہم اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب نہیں کرتے' میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ اچھی رائے اور کسی کی نہیں سنی ہے اور ہم اُن کے زیادہ تر اقوال کو اختیار کرتے ہیں (یعنی اُن کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں)۔

عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعہ میری مدد نہ کی ہوتی' تو میں بھی ایک عام سا فرد ہوتا' امام ابوحنیفہ کے بارے میں امام مالک نے یہ کہا ہے: میں نے اُن صاحب کو دیکھا ہے' وہ ایسے ہیں کہ اگر آپ کے ساتھ اس ستون کے بارے میں یہ بحث کریں کہ یہ سونے کا بنا ہوا ہے تو اپنی دلیل کے ذریعہ اُسے ثابت بھی کر دیں گے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: جو شخص فقہ سیکھنا چاہتا ہو وہ ابوحنیفہ کا زیرِ کفالت ہے۔ عبداللہ بن داؤد خریبی بیان کرتے ہیں: لوگوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ کیلئے دعا کریں' کیونکہ اُنہوں نے فقہ کو اور سنن کو لوگوں کیلئے محفوظ کر دیا۔

سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں روئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ ابونعیم فضل بن دکین جو محدث ہیں اور امام بخاری کے استاد ہیں اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں' وہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ مسائل میں گہرائی میں جایا کرتے تھے۔ مکی بن ابراہیم جو امام بخاری کے استاد ہیں اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں' وہ یہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ روئے زمین کے سب سے بڑے عالم تھے۔ خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ اسد بن عمرو کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے تھے اور ایک رات میں پورا قرآن تلاوت کر لیتے تھے' وہ اتنا زیادہ رویا کرتے تھے کہ اُن کے پڑوسیوں کو اُن پر رحم آ جاتا تھا' اُن کا انتقال رجب کے مہینہ میں 150 ہجری میں ہوا اور ہجوم کی کثرت کی وجہ سے بغداد میں اُن کی نمازِ جنازہ چھ مرتبہ ادا کی گئی' اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے"۔ (ابن کثیر کا کلام یہاں ختم ہو گیا)

(۵) امام قاضی القضاۃ تاج الدین سبکی (عبدالوہاب بن علی) شافعی' جو فقیہ ہیں' اصولی ہیں' محدث ہیں' وہ اصولِ فقہ میں اپنی کتاب "جمع الجوامع" کے آخر میں صفحہ 441/2 میں عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد' دو سفیان' امام اوزاعی' اسحاق بن راھویہ' داؤد ظاہری' ابن جریر اور مسلمانوں کے تمام ائمہ' عقائد اور دیگر معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ہدایت پر ←

کوفہ بھیجا' اُس نے امام ابوحنیفہ اور ابن ابولیلیٰ کے سامنے یہ پیش کش رکھی' تو ان دونوں نے جواب دیا: یہ عمدہ ہے اور تاکیدی ہے۔

عمل پیرا تھے اور جن لوگوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے اُن کے کلام کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ حضرات اُس چیز سے بری الذمہ ہیں' کیونکہ ان لوگوں کو علمِ لدنی حاصل تھا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصیات حاصل تھیں' یہ دقیق فقہی استنباط رکھتے تھے' انہیں زبردست معرفت حاصل تھی' یہ دیندار تھے' پرہیزگار تھے' عبادت گزار تھے' زاہد تھے اور انہیں جلالتِ علمی حاصل تھی اور یہ ایسے مقام پر فائز تھے کہ ان کی ہمسری نہیں کی جاسکتی''۔(اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

اُن کے حوالے سے امام' فقیہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی نے اپنی کتاب ''الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان'' میں یہ بات صفحہ 12 پر نقل کی ہے جو اُن کے تین مقدموں میں سے' دوسرے مقدمہ کے اندر ہے اور اُس میں یہ عبارت شامل ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ حافظ سخاوی پر رحم کرے! کہ جب اُنہوں نے اپنی کتاب ''الاعلان بالتوبیخ لمن ذم اہل التوریخ'' کے صفحہ 65 پر اس موضوع کو ذکر کیا جو ابن حبان اور دیگر حضرات نے ذکر کیا ہے' تو یہ فرمایا:

''جہاں تک حافظ ابوشیخ ابن حبان نے اپنی کتاب ''السنۃ'' میں اس حوالے سے جو نقل کیا ہے' جس کا تعلق بعض ائمہ کے بارے میں کلام سے ہے' جن ائمہ کی پیروی کی جاتی ہے' (یہاں مصنف کی مراد امام ابوحنیفہ ہی ہیں) تو حافظ ابواحمد بن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں' اور اُن سے پہلے دیگر حضرات نے' جیسے ابن ابوشیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں' امام بخاری اور امام نسائی نے بھی اس طرح کی روایات نقل کی ہیں' تو میں اس طرح کی روایات کو نقل کرنے سے بچتا ہوں' اگرچہ یہ لوگ مجتہد تھے اور ان کے مقاصد بھی عمدہ تھے' لیکن اس حوالے سے ان کی باتوں پر اکتفاء کرنے سے اجتناب کرنا مناسب ہے' یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ میں سے ایک جلیل القدر قاضی جن کی طرف علمِ حدیث روایت کرنے کی بھی نسبت کی جاتی ہے بلکہ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر نے تو ہمیں اس سے منع کیا' جب ہم نے اُن سے حربی کی کتاب ''ذم الکلام'' پڑھی تو اُنہوں نے ایسی روایت نقل کرنے سے منع کر دیا' کیونکہ اس میں ایسی روایات پائی جاتی ہیں''۔(حافظ سخاوی کا کلام یہاں ختم ہوگیا)

(شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ میں اس تعلیق کے طویل ہو جانے کے باوجود اس کے آخر میں علامہ' محقق فقیہ' اصولی' امام' شیخ محمد ابوزہرہ کے کلمات بھی شامل کروں' اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے! کیونکہ اُنہوں نے اپنی زبردست جامع اور جلیل القدر کتاب ''ابوحنیفہ'' میں صفحہ 6 سے 9 پر اس وجہ کا ذکر کیا ہے کہ بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہ کے خلاف اس طرح کیوں کہا؟ تو اُنہوں نے یہ بیان کیا ہے۔

(۷) کتاب ''الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان'' جو ابن حجر ہیتمی کی کتاب ہے' اُس کے ←

ونا عبد الوارث نَا قَاسِمٌ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْخٍ قَالَ اَنِي الْعَلاءُ بْنُ عُصَيْمٍ قَالَ قُلْتُ لِوَكِيعِ بْنِ الْجراح لقد اخترات حِين قلت الايمان يزِيد وَينقص وَلَقد

صفحہ 74، فصل 38 میں یہ مذکور ہے:

''زمانہ ماضی میں، کسی شخص کی عظمت پر استدلال اس بات سے بھی کیا جاتا تھا کہ اُس کے بارے میں لوگوں کے اندر کتنا اختلاف پایا جاتا ہے، کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے دو گروہ ہلاکت کا شکار ہوئے کچھ وہ لوگ جو محبت میں افراط کا شکار ہو گئے اور کچھ وہ لوگ جو اُن کے ساتھ بغض رکھنے میں تفریط کا شکار ہوئے''۔ (یہاں پر بیٹمی کی بات ختم ہوگئی)

یہ بات مکمل طور پر سچ ہے اور اسے امام ابوحنیفہ پر بھی منطبق کیا جا سکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے اُن کے حوالے سے اتنا تعصب برتا کہ اُنہیں انبیاء اور مرسلین کے مرتبہ کے قریب پہنچا دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ تورات میں اُن کی بشارت موجود ہے اور کچھ لوگوں نے اُن کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کیا تو اُن پر زندیق ہونے کا، جادۂ مستقیم سے ہٹ جانے کا، سنت سے لاتعلقی اختیار کرنے کا بلکہ سنت سے برعکس رائے دینے کا بھی الزام عائد کیا کہ وہ دینی معاملات میں کسی حجت اور واضح دلیل کے بغیر فتویٰ دیا کرتے تھے تو یہ لوگ اُن پر طعن کرنے کے حوالے سے مناسب تنقید کی حد سے تجاوز کر گئے، اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کی آراء کا صحیح طریقے سے مطالعہ نہیں کیا اور حجت اور تحقیق کی بنیاد پر اُنہیں غلط قرار نہیں دیا بلکہ وہ شدید دشمنی کا شکار ہوئے اور اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے دین، اُن کی شخصیت اور اُن کے ایمان کے بارے میں الزامات عائد کیے۔

امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ اختلاف کیوں رونما ہوا؟ اس کے کئی اسباب ہیں، ہم اس موضوع پر کچھ تفصیل سے بحث کریں گے، لیکن یہاں ہم سب سے پہلے ایک اہم خبر کا ذکر کرنا چاہیں گے جو دیگر تمام اسباب کیلئے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے اندر شخصی طور پر یہ بات موجود تھی کہ اُنہوں نے علم فقہ میں اتنی مہارت حاصل کی کہ اُن کا حلقۂ درس بہت پھیل گیا اور اُن کے علاقہ سے نکل کر دیگر اسلامی ریاستوں تک پہنچ گیا تو اسلامی مملکت کے اکثر علاقوں میں اُن کی آراء کے بارے میں لوگوں نے بات چیت شروع کی، مخالفین اور موافقین نے اُنہیں قبول کیا، مخالفین نے اُن کا انکار کیا اور موافقین نے اُن کی تائید کی، تو جب پہلے گروہ نے (یعنی مخالفین نے) جو اُس نص کو تھامے ہوئے تھا اور اُس سے تجاوز نہیں کرتا تھا، اس گروہ نے جب ان کی آراء میں دیکھا کہ یہ دینی مسائل میں کچھ نئی آراء بھی رکھتے ہیں تو انہوں نے ان کا شدت سے انکار کیا اور وہ یہ سمجھے کہ شاید امام ابوحنیفہ کی آراء پرہیزگاری اور تقویٰ کے خلاف ہیں، تو اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں اپنی زبان کو کھلا چھوڑ دیا کیونکہ اُن کے خیال میں امام ابوحنیفہ کے نظریات بدعتی تھے اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کی دلیل، یا اُن کے موقف کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی، اگر وہ لوگ امام صاحب کو دیکھ لیتے، یا اُن کے دلائل سے واقفیت حاصل کر لیتے تو شاید اُن کی زبان اتنی تیز نہ ہوتی بلکہ شاید وہ اُن کی عظمت کے قائل ہو جاتے ←

اجترات ابو حنيفة حين قال الايمان قول بلا عمل يريد ان العمل لا يسمى ايمانا وانما يسمى عند التصديق ايمانا

علاء بن عصیم بیان کرتے ہیں: میں نے وکیع بن جراح سے دریافت کیا: آپ بڑی جرات کا مظاہرہ

اور اُن کی موافقت کرتے۔

اس حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ شام کے فقیہ امام اوزاعی جو امام ابوحنیفہ کے معاصرین میں سے ہیں انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا: یہ بدعتی شخص کون ہے جو کوفہ میں ظہور پذیر ہوا ہے اور اُس کی کنیت ابوحنیفہ ہے؟ تو عبداللہ بن مبارک نے اُنہیں اس حوالے سے کوئی جواب نہیں دیا' اُس کے بعد اُنہوں نے کچھ پیچیدہ مسائل ذکر کرنے شروع کیے اور پھر اُن کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کی اور اس کے بارے میں مفتٰی بہ قول کی وضاحت کی' تو امام اوزاعی نے دریافت کیا: یہ فتاویٰ دینے والا شخص کون ہے؟ تو عبداللہ بن مبارک نے جواب دیا: یہ ایک بزرگ ہیں' عراق میں میری ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ تو امام وزاعی نے کہا: یہ تو کوئی بڑا سمجھدار شیخ ہے' تم جاؤ اور اس سے زیادہ استفادہ کرو۔ تو عبداللہ بن مبارک نے کہا: یہ ابوحنیفہ ہی ہیں۔

اس کے بعد امام اوزاعی اور ابوحنیفہ کی ملاقات مکہ میں ہوئی' انہوں نے انہی مسائل پر تبادلہ خیال کیا' جس کا ذکر عبداللہ بن مبارک نے بھی کیا ہے' تو امام ابوحنیفہ نے ان مسائل میں اپنی تحقیق بیان کی' جب یہ دونوں حضرات ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو امام اوزاعی نے عبداللہ بن مبارک سے کہا: اس شخص کے علم کی کثرت اور اس کی سمجھداری کے حوالے سے میں اس پر رشک کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں اس شخص کے بارے میں بڑی غلطی کا شکار تھا' تم اس شخص کے ساتھ رہو' کیونکہ یہ اُس کے برعکس ہے' جو اس کے حوالے سے روایات مجھ تک پہنچی تھیں''۔ یہ روایت ''الخیرات الحسان'' صفحہ 33 پر موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ اپنی شخصی خوبیوں' اپنی گہری تاثیر اور دور کے نفوذ کے ہمراہ' استفتاء اور تخریج کے حوالے سے اور حدیث کے فہم اور اُس کے مسائل کے استنباط کے حوالے سے ایک نئے طریقہ کے بانی ہیں' اُنہوں نے اس طریقہ کو اپنے تلامذہ میں رواج دیا اور تقریباً 30 سال یا اس سے زیادہ عرصہ اس کے ساتھ منسلک رہے' تو ایسے شخص کے لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بعد میں سخت تنقید کا نشانہ بنے بلکہ اُس کی شخصیت کو مجروح قرار دیا جائے' اُس کی رائے کو خراب قرار دیا جائے' اُس کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کیا جائے۔

چوتھی صدی ہجری میں اُن کے موافقین اور مخالفین کے درمیان یہ اختلاف اور بڑھ گیا' جب مذہبی تعصب زیادہ پھیل گیا اور دو گروہوں کے درمیان فقہ تعصب کی وجہ بن گئی' تو یہ اختلاف حنفیہ اور شوافع کے درمیان زیادہ شدید ہو گیا' اسی وجہ سے یہ دونوں امام (امام ابوحنیفہ اور امام شافعی) ناگوار تنقید کا نشانہ بنے۔ ←

کرتے ہیں' جب یہ کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی وبیشی ہو جاتی ہے' اور امام ابوحنیفہ بھی بڑی جرات کا مظاہرہ کرتے ہیں' جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف قول کا نام ہے' عمل اس میں شامل نہیں ہے' اُن کی مراد یہ ہوتی ہے کہ عمل کو ایمان کا نام نہیں دیا جا سکتا' کیونکہ صرف تصدیق کو ایمان کا نام دیا جا سکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ' طعن کا شدید نشانہ اس لیے بھی بنے' کیونکہ اُن کا زیادہ تر فتاویٰ اُن کی ذاتی آراء ہیں اور یہ وہ آراء ہیں' جو اُنہوں نے حدیث میں اپنی علمیت کی وجہ سے اور اپنی پرہیزگاری کے حوالے سے اور اچھی فتویٰ نویسی کے حوالے سے نقل کی تھیں' اس کے علاوہ استنباط اور تخریج کی اور بھی خصوصیات پائی جاتی ہیں' تو متعصب لوگوں نے ان پر ہر حوالے سے تنقید کی' ہر نقص اور ہر قابلِ مذمت بات اُن کی طرف منسوب کی' یہاں تک کہ بعض شوافع نے ہی اس تنقید کا انکار کیا اور اُنہوں نے یہ سمجھا کہ یہ تنقید گناہ کے ارتکاب کے مترادف ہے اور اس طرح سے آدمی صحیح راستہ سے ہٹ جاتا ہے' جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ انصاف سے کام لیا' اُن کے مناقب کے بارے میں کتابیں تحریر کیں اور اُن متعصب شوافع کے قول کی تردید کی' اُن میں سے کچھ لوگ یہ ہیں: ہم دیکھتے ہیں کہ امام سیوطی' شافعی ہیں' اُنہوں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام اُنہوں نے "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" رکھا' اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ابن حجر ہیتمی مکی' جو شافعی ہیں' اُنہوں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام اُنہوں نے "الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان" رکھا' اسی طرح ہم نے امام شعرانی کو دیکھا کہ اُنہوں نے "المیزان" میں امام ابوحنیفہ کا تذکرہ بطورِ خاص کیا اور اُن کی طرف سے دفاع کیا اور اُن کے طریقہ کو مستقیم قرار دیا اور اپنی کتاب "طبقات" میں اُن کا ذکر اُن اولیاء اللہ میں کیا جو اللہ کی رسّی کو پکڑے ہوئے ہیں"۔ (یہاں پر شیخ ابوزہرہ کا کلام ختم ہو جاتا ہے)

(۸) علامہ ابن عابدین "ردّ المختار علی الدر المختار" نامی اپنے حاشیہ میں 37/3 میں تحریر کرتے ہیں: جب امام ابوحنیفہ کے فضائل پھیل گئے تو یہ پرانا رواج چلا آ رہا ہے کہ حاسدین کی زبانیں اُن کے بارے میں کھل گئیں' یہاں تک کہ لوگوں نے اُن کے اجتہاد اور عقیدہ کے بارے میں بھی طعن کیا' اور ایسی باتیں منسوب کیں' جن سے وہ قطعی طور پر لاتعلق ہیں' اُن کا مقصد یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے انکار کر دیا' اور اپنے نور کو برقرار رکھا' یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح بعض لوگوں نے امام مالک کے بارے میں کلام کیا' بعض لوگوں نے امام شافعی کے بارے میں کلام کیا' بعض لوگوں نے امام احمد بن حنبل کے بارے میں کلام کیا' بلکہ ایک فرقہ نے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کلام کیا' ایک فرقہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں کلام کیا اور ایک فرقہ تو تمام صحابہ کو کافر قرار دیتا ہے۔

(کسی شاعر نے کہا ہے:)

"کون ایسا شخص ہے؟ جسے لوگوں سے سلامتی سے نجات مل گئی ہے' لوگوں میں سے بہت سے لوگ اپنے گمان کی ←

ونا عبد الوارث بن سُفْیَان قَالَ نَا قَاسِمٌ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَیرٍ قَالَ نَا سُلَیْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْخٍ قَالَ نِی حَمْزَةَ بن الْمُغِیرَةَ وَتوفی فی سنة ثَمَانِینَ وَمِائَةٍ وَلَهُ تِسْعُونَ اَوْ نَحْوُهَا قَالَ كُنَّا نُصَلِّی

بنیاد پر بات کہتے ہیں اور بہت سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ بات کہی گئی ہے"۔

امام ابوحنیفہ کا عقیدہ وہی ہے جو "العقیدۃ الطحاویہ" نامی کتاب میں مذکور ہے جو مملکتِ عربیہ سعودیہ اور دیگر اسلامی ممالک کی زیادہ تر مدارس میں شریعہ اور اصول الدین کے شعبوں میں پڑھائی اور سکھائی جاتی ہے اور اس میں اُس کے برعکس صریح نص موجود ہے جو امام ابوحنیفہ کے بارے میں لوگ گمان کرتے ہیں اور اُن پر الزام عائد کرتے ہیں بعض لوگ ائمہ کا ذکر صرف ناپسندیدہ حوالوں سے ہی کرنے سے باز نہیں آتے ہیں جیسے حافظ ابن عساکر نے اپنی کتاب "تبیین کذب المفتری" کے صفحہ 96 پر یہ بات تحریر کی ہے: وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ائمہ کے بارے میں طعن کا اثبات کریں اور وہ لوگ اس سے راحت حاصل کرتے ہیں وہ بُری باتیں پھیلاتے ہیں اور اس سے فرحت اور خوشی محسوس کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی طبیعتوں کے اندر بیماری پائی جاتی ہے اور اُن کی مخصوص نفسانی اغراض ہوتی ہیں ہم اس طرح کے امراض اور اغراض سے سلامتی کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور ہر قسم کی آزمائش سے عافیت چاہتے ہیں اور اس بات کی توفیق کے طلبگار ہیں کہ ہم ائمہ دین اور علماء کی تعظیم کریں جن میں امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد شامل ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات سے راضی ہو!

(۹) امام حافظ بدرالدین محمود عینی اپنی کتاب "عقد الجمان" میں یہ تحریر کرتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ کے بارے میں اور اُن کے حوالے سے جو روایات نقل کی گئی ہیں اس حوالے سے جو کچھ بھی کہا گیا ہے تو وہ درست نہیں ہے وہ اس بات سے لاتعلق ہیں اُن کے شاگرد اُن کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے تھے اور اُن کی حالت سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے۔ امام ابوجعفر طحاوی اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے! جو احناف کے اکابر علماء میں سے ایک ہیں اور جلیل القدر محدثین میں سے ایک ہیں اُنہوں نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام اُنہوں نے "عقیدۃ ابی حنیفہ" رکھا ہے اور اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے آپ اُس کا جائزہ لے لیں کہ کیا آپ کو اس میں کوئی ایسی چیز نظر آتی ہے؟ جو لوگ امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے یا قدریہ فرقہ کے نظریات رکھتے تھے یا ارجاء کا عقیدہ رکھتے تھے یا اس طرح کا کوئی اور عقیدہ رکھتے تھے تو امام ابوحنیفہ کے شاگردوں نے جو کچھ اُن کے حوالے سے نقل کیا ہے اُس کی طرف رجوع کرنا اس سے زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ اُن باتوں کی طرف رجوع کریں جو دیگر لوگوں نے امام صاحب کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

بعض جاہل حاسدین نے امام ابوحنیفہ پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے اور محدثین سے تعلق رکھنے والے بعض متعصبین نے بھی یہ الزام عائد کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر حدیث کے اردگرد ہی گھومتے ہیں وہ حدیث کے باطن کی معرفت نہیں ←

مَعَ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ الْقِيَام فَكَانَ اَبُو حنيفة يجيء ويجيء بِاُمِّهِ مَعَه وَكَانَ موضعا بَعِيدًا جِدًّا وَكَانَ ابْنُ ذَرٍّ يُصَلِّي اِلَى قُرْبِ السَّحَرِ

سلیمان بن ابوشیخ بیان کرتے ہیں: حمزہ بن مغیرہ جن کا انتقال 180 ہجری میں 90 برس کے لگ بھگ

رکھتے تھے اُس کے پس منظر کو نہیں سمجھتے تھے اُس کے مبہم اور مشکل مقامات سے واقفیت حاصل نہیں کرتے تھے اُنہوں نے صرف ان کے الفاظ نقل کرنے پر قناعت کر لی ہوئی تھی اور اس کے معانی میں غور وفکر نہیں کیا تھا اور متعارض روایات کے درمیان موافقت پیدا کرنے سے واقفیت نہیں رکھتے تھے وہ حدیث کے پس منظر اور علت کو نہیں سمجھتے تھے ایسے لوگوں نے امام صاحب پر تنقید کی ہے اور یہ تنقید یہاں تک لے آئی کہ وہ لوگ امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا ذکر کرتے ہوئے اُنہیں ''اصحابِ رائے'' قرار دیتے ہیں حالانکہ نص کی موجودگی میں امام ابوحنیفہ نے کبھی بھی اپنی رائے بیان نہیں کی یہاں تک کہ اُنہوں نے تو یہ کہا ہے: ''ہم کسی بھی شخص کیلئے یہ جائز قرار نہیں دیتے ہیں کہ وہ ہمارے مسائل کے مطابق فتویٰ دے جب تک وہ یہ نہیں جان لیتا کہ ہم نے یہ حکم کہاں سے حاصل کیا ہے اور ہم نے یہ حکم کس بنیاد پر دیا ہے؟''

اکابر محدثین میں سے بڑے لوگوں نے امام ابوحنیفہ کو ثقہ قرار دیا ہے جیسے عبداللہ بن مبارک ہیں سفیان ثوری ہیں سفیان بن عیینہ ہیں یحییٰ بن سعید ہیں یحییٰ بن معین ہیں اور ان جیسے دیگر حضرات ہیں جن کا ذکر ہم اس سے پہلے اپنی کتاب میں کر چکے ہیں اس لیے متاخرین کا طعن امام ابوحنیفہ کیلئے رسوائی کا باعث نہیں ہوگا' اُن چیزوں کے حوالے سے جو ان متاخرین نے ذکر کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حسد حاسد شخص کو اس سے زیادہ بُری باتوں کا وزن اُٹھانے پر مجبور کر دیتا ہے اور ہم اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں''۔ (علامہ بدرالدین عینی کا کلام یہاں ختم ہو گیا)

(۱۰) اُن سے بھی ایک طویل عرصہ پہلے امام محدث مجدالدین مبارک بن اثیر شافعی جن کا انتقال 606 ہجری میں ہوا' وہ اپنی کتاب ''جامع الاصول فی احادیث الرسول'' میں صفحہ 432/15 سے 436 تک' میں امام ابوحنیفہ کے حالات کے بارے میں تفصیلی ترجمہ نقل کیا ہے' تو اُنہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے' وہ اُن کے الفاظ میں اختصار کے ساتھ یہ ہے:

''ابوحنیفہ نعمان بن ثابت جو امام ہیں' فقیہ ہیں' کوفہ کے رہنے والے ہیں' اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو...... امام شافعی کہتے ہیں: جو شخص علمِ فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو وہ ابوحنیفہ کا زیر کفالت ہوگا''۔

اگر ہم اُن کے مناقب اور فضائل کی وضاحت کرنے کی طرف چل پڑیں' تو ہماری بات طویل ہو جائے گی اور ہم اپنا مقصود حاصل نہیں کر پائیں گے' کیونکہ وہ عالم تھے' عامل تھے' زاہد تھے' عبادت گزار تھے' پرہیزگار تھے' متقی تھے' شرعی علوم میں امام کی حیثیت رکھتے تھے اور پسندیدہ شخصیت کے مالک تھے' اُن کی طرف منسوب بھی کیے گئے ہیں اور اُن کے حوالے سے نقل بھی کیے گئے ہیں کچھ ایسے اقوال جو ایجاد کیے ہوئے ہیں' (یہاں مطبوعہ نسخہ میں یہ الفاظ ہیں: ←

عمر میں ہوا' وہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ عمر بن ذر کی اقتداء میں نمازِ تراویح ادا کیا کرتے تھے' امام ابوحنیفہ بھی (اُن کی اقتداء میں نمازِ تراویح ادا کرنے کیلئے) تشریف لاتے تھے' وہ اپنے ساتھ اپنی والدہ کو بھی لے

جن میں اختلاف پایا جاتا ہے) حالانکہ امام ابوحنیفہ کی قدر و منزلت اتنی زیادہ ہے کہ وہ اس طرح کی بات نہیں کر سکتے اور وہ اس سے پاک ہوں گے' ان میں قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ' یا قدریہ فرقہ کا نظریہ' یا ارجاء کا عقیدہ وغیرہ شامل ہیں اور بھی اس کے علاوہ کچھ باتیں ہیں جو اُن کی طرف منسوب کی گئی ہیں' جنہیں نقل کرنے کی یا اُن کے قائلین کو ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے' بظاہر یہی ہے کہ وہ ان چیزوں سے لاتعلق تھے اور اُن کے ان چیزوں سے لاتعلق ہونے' صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے تذکرہ کو یوں پھیلایا کہ وہ آفاق میں پھیل گیا اور اُن کے علم کو یوں پھیلایا کہ وہ تمام روئے زمین پر پھیل گیا' لوگوں نے اُن کے مسلک اور اُن کی فقہی آراء کو اختیار کیا اور اُن کے قول اور اُن کے فعل کی طرف رجوع کیا اور یہ اس وجہ سے ہوا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ سرّ موجود تھا اور اُس کی رضا موجود تھی' اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس بات کی توفیق دی' کہ اہالیانِ اسلام کا نصف حصہ' یا اُس کا قریبی حصہ اُن کی تقلید کرتا ہے' اُن کی رائے اور اُن کے مسلک پر عمل کرتا ہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت جس طرح سے کی جاتی ہے' اور اُس کے دین کی سمجھ بوجھ جس طریقہ سے حاصل کی جاتی ہے' اُس میں امام ابوحنیفہ کی رائے اور اُن کے مسلک پر عمل کیا جاتا ہے اور آج کے دن تک اُن کے قول کو اختیار کیا جاتا ہے اور یہ 450 ہجری کے آس پاس کی بات ہے۔

(یہ اوپر والی تعلیق سے متعلق حاشیہ ہے) (شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) امام مجد الدین ابن اثیر نے یہ بات کہی ہے اور اُن کا تعلق چھٹی صدی ہجری سے ہے اور ہم اس کے بعد مزید آٹھ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزار چکے ہیں اور یہ پندرھویں صدی ہجری کا آغاز ہے اور 1416 ہجری ہے۔ استاد شیخ علی طنطاوی نے اپنی کتاب ''رجال من التاریخ'' کا صفحہ 114 پر امام اعظم کے عنوان کے تحت یہ بات تحریر کی ہے:

''آج حنفی مذہب زیادہ پھیلا ہوا ہے' اس میں زیادہ فروعی احکام اور اقوال موجود ہیں اور قاضیوں کیلئے فیصلہ کرنے کے حوالے سے یہ دیگر مکاتب کے مقابلہ میں زیادہ فائدہ بخش ہے' اُس کے بعد مالکی مسلک فروع کی کثرت کے حوالے سے آتا ہے' میں نے یہ بات اُن سالوں میں جان لی ہے جن سالوں میں' میں شخصی قوانین کی تدوین کا کام کرتا رہا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حنفی مسلک ایک طویل عرصہ تک بنوعباس اور عثمانیوں کی مملکت میں' سرکاری مذہب رہا ہے اور یہ اسلام کی تاریخ کا تین چوتھائی عرصہ بنتا ہے' جبکہ مالکی مسلک مغربی علاقوں کا مسلک ایک طویل عرصہ تک رہا ہے اور اس دوران فروعی مسائل اور نئے پیش آمدہ مسائل زیادہ ہو گئے' جہاں تک شافعی مسلک کا تعلق ہے' تو وہ صرف ایوبیوں کے عہد حکومت میں تھوڑے عرصہ تک ریاستی مذہب رہا تھا' البتہ حنبلی مسلک میں آج کل نجد اور حجاز کے علاقوں میں حنبلی مسلک پر اکتفاء کیا جاتا ہے''۔

←

کرآتے تھے حالانکہ اُن کا گھر بہت دور تھا' اور ابن ذر سحری کے قریب تک تراویح پڑھاتے رہتے تھے۔

(ا) تو یہ اُن کے مسلک اور اُن کے عقیدہ کے صحیح ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے' البتہ اُن کے حوالے سے جو کچھ نقل کیا گیا ہے وہ اُس سے لاتعلق ہے' امام طحاوی نے جو اُن کے مسلک کو اختیار کرنے والوں میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں' اُنہوں نے ایک کتاب بھی تحریر کی ہے جس کا نام اُنہوں نے ''عقیدۃ ابی حنیفہ'' تجویز کیا' یہ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد ہیں' ان میں کوئی ایسی چیز مذکور نہیں ہے' جس کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف کی گئی ہو' جو اُن کے حوالے سے نقل کی گئی ہو' اور اُن کے اصحاب اُن کی حالت کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے تھے اور اُن کے مؤقف کے بارے میں دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقفیت رکھتے تھے' اس لیے اُن کے اصحاب نے اُن کے حوالے سے جو کچھ نقل کیا ہے اُس کی طرف رجوع کرنا اُس سے زیادہ اولیٰ ہوگا جو دوسرے لوگوں نے اُن کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اُن کے حوالے سے جس نے جو کچھ بھی کہا ہے' اُس کی ایک اہم وجہ یہ بھی ذکر کی گئی ہے' جن لوگوں نے اُن کی طرف باتیں منسوب کر کے اُن پر تنقید کی ہے' حالانکہ ہمیں یہاں یہ ضرورت نہیں ہے کہ ہم اُن باتیں کا تذکرہ کریں جو اُن لوگوں نے بیان کی ہیں' ان سب کی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کا اسلام میں جو مقام ہے' وہ اس بات کی دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ اُن کی طرف جو باتیں منسوب کی گئی ہیں اُن کے حوالے سے کوئی عذر پیش کیا جائے''۔ ابن اثیر کا کلام یہاں ختم ہو گیا۔

یہ بات محدث حارثی کلاباذی بخاری فقیہ حنفی نے ''الکشف عن وھم عن طائفہ الظالمہ اباحنیفہ'' میں نقل کی ہے اور امام ذہبی نے ''تاریخ الاسلام'' میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں یہ بات نقل کی ہے۔

ہمارے زمانہ میں جو مصیبتیں اور پریشانیاں ہیں' اُن میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ آپ بعض اسلامی ریاستوں میں یہ بات پائیں گے کہ امام ابوحنیفہ اُن کے مسلک اور اُن کے پیروکاروں کے بارے میں اور دیگر فقہی مسالک کے بارے میں شدید ترین مخاصمت کے جذبات پائے جاتے ہیں اور ایسی کتابیں شائع کی گئی ہیں' جن میں امام ابوحنیفہ کو کافر قرار دیا گیا ہے اور اُن پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور اُن سے کفر سے دو مرتبہ توبہ کروائی گئی تھی اور ان کتابوں پر کوئی تعلیق نقل نہیں کی گئی' ان اقوال کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی' تو ہم اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے' مختلف علاقوں اور بندوں میں پیش آنے والی مصیبتوں کی کثرت کے حوالے سے (ہم اُسی کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتے ہیں)۔ **(تعلیق سے متعلق حاشیہ یہاں پر ختم ہو گیا)**

(اا) ہمارے شیخ علامہ محدث فقیہ سمجھدار شخص' ماہر' استاذ محمد بدر عالم ہندی ثم مدنی' اُنہوں نے اپنے استاد امام العصر محمد انور شاہ کشمیری کی کتاب ''فیض الباری علیٰ صحیح البخاری'' کے مقدمہ میں صفحہ 74/1 پر یہ بات تحریر کی ہے:

''آج ہم علماء کے کچھ گروہوں کو دیکھتے ہیں' جو متقدمین کے بارے میں کلام کرنے کے حوالے سے مصروف رہتے ہیں اور اُن کی خامیاں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور وہ اسے عدمِ تعصب کا نام دیتے ہیں اور یہ صرف اُن کا مبلغِ علم ہے' ←

قَالَ وَانا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِی شیخ قَالَ نَا سُفْيَانَ الْحِمْيَرِیُّ (۱) قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِی لَيْلَى قَاضِیَ الْكُوفَةِ فَسَعَى اِلَيْهِ سَاعٍ بِاَبِی حَنِيفَةَ قَالَ اِنَّ عِنْدَهُ وَدَائِعَ قَدْ شَغَلَهَا فَاِنْ اَخَذْتَهُ بِهَا فَضَحْتَهُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ اِنَّ عِنْدَكَ اَمْوالا وَوَدائِعَ لايْتَامٍ اُرِيدُ اَنْ اَنْظُرَ فِيهَا فَاَمَرَ اَبُو حَنِيفَةَ بِصُنْدُوقٍ فَفُتِحَ ثُمَّ اُخْرِجَ مَا فِيهِ مِنْ اَمْوَالِ النَّاسِ وَمِنْ وَدَائِعِهِمْ ثُمَّ قَالَ للرسول قل لصاحبك هَذَا مَا عِنْدِی عَلَى حَالِهِ فَاِنْ اَرَادَ اَنْ نَحْمِلَهُ اِلَيْهِ حَمَلْنَاهُ فَلَمَّا رَجَعَ الرَّسُولُ بذلك امسك عَنهُ وَلم يعرض لَهُ

ابوسفیان حمیری بیان کرتے ہیں: ابن ابولیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے' ایک شخص نے اُن کے سامنے امام

وہ لوگ ان اکابر کے حوالے سے جو چیزیں شائع کرتے ہیں' اگر ہم اُن میں سے بعض باتیں تسلیم بھی کر لیں' تو پھر کیا ہو سکتا ہے' کیونکہ بچتا تو وہی ہے' جسے اللہ بچا کے رکھتا ہے' اور یہ ایک ایسی چیز ہے' جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بتا دیا تھا' (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:)

''قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس اُمت کا آخری حصہ پہلے والوں پر لعنت کرے گا''۔

یہ روایت امام ترمذی نے فتنوں سے متعلق ابواب میں باب نمبر:38 میں باب: ''مسخ اور زمین میں دھنسنے کی علامات کے حوالے سے جو کچھ منقول ہے'' اس باب میں نقل کیا ہے' یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور ایک ایسے سند کے ساتھ منقول ہے جس میں ضعف اور انقطاع پایا جاتا ہے۔ علامہ طیبی کہتے ہیں: یعنی بعد کے لوگ پہلے والوں پر طعن کریں گے' اُن کا ذکر بُرائی کے ساتھ کریں گے' نیک اعمال میں اُن کی پیروی نہیں کریں گے' یہاں لعنت کرنے سے مراد طعن کرنا اور بُرائی کے ساتھ ذکر کرنا ہے اور یہ بات قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور یہ چیز ہم اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھ رہے ہیں' اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے اور بے شک ہم اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (کسی شاعر نے کہا ہے:)

''جن لوگوں نے دین کے بارے میں راہنمائی کرنی تھی' وہ گمراہی کا شکار ہو گئے' تو اُن کا خسارہ واضح ہو گیا' اُنہوں نے دنیا کے عوض میں دین کو فروخت کر دیا' تو اُن کی تجارت میں اُنہیں فائدہ نہیں ہوا''۔

آج لوگوں کی طبیعت نادر باتوں کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے' تو آپ ائمہ کے اقوال سے نکلنے سے بچیں اور اُن پر اعتماد نہ کرنے کے راستہ پر نہ چلیں اور اُن پر تنقید نہ کریں' کیونکہ اگر یہ لوگ قابلِ تنقید قرار پائیں گے تو پھر اُن کے بعد ہم اعتبار کس پر کریں گے' کیونکہ دین صرف ان حضرات کے حوالے سے ہی ہم تک پہنچا ہے۔

(۱) تمام نسخوں میں ''سفیان الحمیری'' تحریر ہے اور درست وہ ہے جسے میں نے برقرار رکھا ہے' اس سے دو روایات پہلے بھی یہ لفظ ذکر ہو چکا ہے اور آگے درست لفظ (اصل عربی متن کے) صفحہ 258 پر بھی آئے گا۔

ابوحنیفہ کے خلاف مقدمہ پیش کیا اور کہا: امام ابوحنیفہ کے پاس ودیعت کے طور پر کچھ چیزیں رکھی ہوئی ہیں ،جن کی طرف یہ توجہ نہیں دیتے' اگر آپ اُن سے یہ چیزیں حاصل کرلیں' تو امام ابوحنیفہ کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قاضی صاحب نے امام صاحب کو پیغام بھجوایا کہ آپ کے پاس کچھ یتیم بچوں کے اموال اور چیزیں ودیعت کے طور پر رکھی ہوئی ہیں' میں اُن کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔ تو امام ابوحنیفہ کے حکم کے تحت ایک صندوق کھولا گیا اور اُس میں سے لوگوں کے اموال اور ودیعت کے طور پر رکھوائی ہوئی اُن کی چیزیں برآمد ہوئیں' پھر اُنہوں نے قاصد سے کہا: تم اپنے بڑے سے کہہ دینا کہ یہ چیزیں میرے پاس اصل حالت میں موجود ہیں' اگر وہ یہ چاہیں تو ہم انہیں اُٹھا کر اُن کے پاس لے جاتے ہیں۔ جب قاصد یہ سب کچھ دیکھ کر واپس گیا تو قاضی صاحب نے امام ابوحنیفہ کو کچھ نہیں کہا اور پھر اُن کے درپے نہیں ہوئے۔

قَالَ وَنا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِى شَيْخٍ قَالَ اَنِّى بَعْضُ الْكُوفِيِّينَ قَالَ قِيلَ لاَبِى حَنِيفَةَ فِى الْمَسْجِدِ حَلْقَةٌ يَنْظُرُونَ فِى الْفِقْهِ قَالَ لَهُمْ رَأْسٌ قَالُوا لَا قَالَ لَا يَفْقَهُ هَؤُلاءِ اَبَدًا

سلیمان بن ابوشیخ نے اہلِ کوفہ میں سے کسی شخص کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام ابوحنیفہ سے کہا گیا: مسجد میں ایک حلقہ میں کچھ لوگ فقہی مسائل کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں' امام ابوحنیفہ نے دریافت کیا: کیا اُن کا کوئی بڑا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جی نہیں! تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: یہ لوگ کبھی فقہ حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔

وَذَكَرَ الدُّولابِىُّ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نى ابْنُ اَبِى رِزْمَةَ قَالَ نى خلد بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا يُوسُفَ يَقُولُ كُنَّا نَخْتَلِفُ فى المسئلة فَيَاْتِى اَبُو حَنِيفَةَ فَنَسْاَلُهُ فَكَاَنَّمَا يُخْرِجُهَا مِنْ كُمِّهِ فَيَدْفَعُهَا اِلَيْنَا

قَالَ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِتَفْسِيرِ الْحَدِيثِ مِنْ اَبِى حَنِيفَةَ

امام ابویوسف فرماتے ہیں: ہم لوگ کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف کا شکار ہوتے تھے' پھر امام ابوحنیفہ تشریف لاتے تو ہم اُن سے اُس مسئلہ کے بارے میں دریافت کرتے' تو یوں ہوتا جیسے اُنہوں نے اپنی آستین (یعنی جیب) میں سے اُسے نکال کر ہمارے حوالے کر دیا ہے۔

امام ابویوسف فرماتے ہیں: میں نے حدیث کی تشریح کا امام ابوحنیفہ سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ شُجَاعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بن ابى ملك يَقُولُ سَمِعت ابا يُوسُفَ يَقُولُ كَانَ ابا حَنِيفَةَ لَا يَرَى اَنْ يَرْوِىَ مِنَ الْحَدِيثِ اِلا مَا حَفِظَهُ عَنِ الَّذِى سَمِعَهُ

مِنْهُ(1)

امام ابو یوسف فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ صرف اُسی حدیث کو روایت کرنا درست سمجھتے تھے' جو انہیں پوری طرح یاد ہوتی تھی اور اُس شخص کے حوالے سے اُسے روایت کرتے تھے' جس سے اُنہوں نے اُس حدیث کو سنا ہوتا تھا۔

وَسمعت ابا عبد الله مُحَمَّدَ بْنَ شُجَاعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ اِسْمَاعِيلَ بْنَ حَمَّاد بن ابى سلمَانَ فِى حَلْقَةِ اَبِى حَنِيفَةَ بِالْكُوفَةِ يَقُولُ قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ هَذَا الَّذِى نَحْنُ فِيهِ رَاْىٌ لَا نُجْبِرُ اَحَدًا عَلَيْهِ وَلَا نَقُولُ يَجِبُ على اُحُدُ قبوله بكراهية فَمن كَانَ عِنْده شيء احسن مِنْهُ فليات بِهِ

ابو عبداللہ محمد بن شجاع بیان کرتے ہیں: میں نے کوفہ میں امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں اسماعیل بن حماد بن ابو سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: اس بارے میں ہماری رائے یہ ہے اور ہم یہ کسی پر ٹھونستے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی شخص پر ناپسندگی کے عالم میں اسے قبول کرنا لازم ہے' جس شخص کے پاس اس سے زیادہ بہتر رائے ہو' تو وہ اُسے پیش کر دے۔

حَدثنَا عبد الوارث بْنُ سُفْيَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِى شَيْخٍ قَالَ نَا اَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِىُّ عَنْ عَلِيّ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ كَانَ اَبُو يُوسُفَ الْقَاضِى يَقُولُ فِى دُبُرِ صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِى وَلِوَالِدَىَّ وَلِاَبِى حَنِيفَةَ

علی بن حرملہ بیان کرتے ہیں: قاضی ابو یوسف نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ! تو میری' میرے والدین کی اور امام ابو حنیفہ کی مغفرت کر دے!

---

(1) حافظ صالحی کی کتاب ''عقود الجمان'' میں صفحہ 320 پر اور تمیمی کی کتاب ''الطبقات السنیہ'' صفحہ 112/1 پر اور دیگر کتابوں میں یہ الفاظ ہیں:

''امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: آدمی کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی حدیث آگے بیان کرے' البتہ اس صورت میں کر سکتا ہے کہ اُسے وہ حدیث اُسی طرح یاد ہو' جس طرح اُس دن یاد تھی' جب اُس نے سنی تھی اور اُس دن تک اُسی طرح یاد رہی ہو' جب وہ حدیث بیان کر رہا ہو''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

تو مراد پر دلالت کے حوالے سے یہ سب سے واضح ترین بات ہے' اس سے پہلے (اصل عربی متن کے) صفحہ 206 پر اس حوالے سے تعلیق گزر چکی ہے۔

نَا حکم ابْن مُنْذِرٍ قَالَ نَا اَبُو یَعْقُوبَ یُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَبُو دَاوُدَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَیْسَارَانِیُّ قَالَ نَا عَلِیُّ بْنُ عَمْرٍو بن خلد قَالَ نَا اَبِی قَالَ نَا زُهَیْرُ بْنُ مُعَاوِیَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا حَنِیفَةَ عَنْ اَمَانِ الْعَبْدِ فَقَالَ اِنْ کَانَ لَا یُقَاتِلُ فَاَمَانُهُ بَاطِلٌ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّهُ حَدَّثَنِی عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنِ الفضیل بن یزید الرَّقَاشِیِّ (۱) قَالَ کُنَّا نُحَاصِرُ الْعَدُوَّ فَرُمِیَ اِلَیْهِمْ بِسَهْمٍ فِیهِ اَمَانٌ فَقَالُوا قَدْ اَمَّنْتُمُونَا فَقُلْنَا اِنَّمَا هُوَ عَبْدٌ فَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا نَعْرِفُ مِنْکُمُ الْعَبْدَ مِنَ الْحُرِّ فَکَتَبْنَا بِذٰلِكَ اِلَی عُمَرَ فَکَتَبَ عُمَرُ اَنْ اَجِیزُوا اَمَانَ الْعَبْدِ فَسَکَتَ اَبُو حَنِیفَةَ ثُمَّ غِبْتُ عَنِ الْکُوفَةِ عَشْرَ سِنِینَ ثُمَّ قَدِمْتُهَا فَاَتَیْتُ اَبَا حَنِیفَةَ فَسَاَلْتُهُ عَنْ اَمَانِ الْعَبْدِ فَاَجَابَنِی بِحَدِیثِ عَاصِمٍ وَرَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ مُتَّبِعٌ لِمَا سَمِعَ وَسَاَلْتُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیَّ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَانُهُ جَائِزٌ قَاتَلَ اَوْ لَمْ یُقَاتِلْ وَذَکَرَ حَدِیثَ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ

زہیر بن معاویہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے غلام کی دی ہوئی امان کے بارے میں دریافت کیا' تو اُنہوں نے جواب دیا: اگر تو اُس نے جنگ میں حصہ نہیں لیا' تو پھر اُس کی دی ہوئی امان باطل شمار ہوگی۔ میں نے اُن سے کہا: عاصم احول نے فضیل بن یزید رقاشی کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک مرتبہ ہم نے دشمن کا محاصرہ کیا ہوا تھا' اسی دوران اُن لوگوں کی طرف ایک تیر پھینکا گیا' جس میں امان نامہ تحریر تھا' تو اُن لوگوں نے کہا: تم لوگوں نے تو ہمیں امان دے دی ہے! تو ہم نے کہا: یہ تو کسی غلام نے پھینکا تھا۔ تو اُن لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں تو یہ پتا نہیں ہے کہ تم میں سے کون آزاد ہے اور کون غلام ہے؟ راوی کہتے ہیں: ہم نے یہ صورتِ حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیج دی' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر کیا: تم لوگ غلام کی دی ہوئی امان کو برقرار رکھو' تو امام ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔

زہیر بن معاویہ بیان کرتے ہیں: پھر میں دس سال کوفہ سے غیر موجود رہا' دس سال بعد جب میں کوفہ آیا تو میں امام ابوحنیفہ کے پاس آیا' میں نے اُن سے غلام کی دی ہوئی امان کے بارے میں دریافت کیا' تو اُنہوں نے مجھے عاصم کے حوالے سے منقول روایت کے مطابق جواب دیا' اُنہوں نے اپنے سابقہ قول سے رجوع کر لیا تھا' جس سے مجھے یہ پتا چلا کہ وہ سنی ہوئی روایات کی پیروی کرتے ہیں۔

میں نے سفیان ثوری سے اس بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: غلام کی دی ہوئی امان

(۱) نسخہ "ک" میں اور تمام نسخوں میں لفظ "الفضل بن یزید......" تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔

درست شمار ہوگی' خواہ اُس نے جنگ میں حصہ لیا ہو یا نہ لیا ہو' پھر اُنہوں نے عاصم احول کی نقل کردہ روایت ذکر کی۔

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَبُو الْعَبَّاسِ الْفَارِضُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اسمعيل الصَّائِغُ قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ قِيلَ لِاَبِى حَنِيفَةَ الْمُحْرِمُ لَا يَجِدُ الْاِزَارَ يَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ يَلْبَسُ الْاِزَارَ قِيلَ لَهُ لَيْسَ لَهُ اِزَارٌ قَالَ يَبِيعُ السَّرَاوِيلَ وَيَشْتَرِى بِهَا اِزَارًا قِيلَ لَهُ فَاِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ وَقَالَ (الْمُحْرِمُ يَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْاِزَارَ) فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لَمْ يَصِحَّ فِى هٰذَا عِنْدِى عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شىء فَاُفْتِى بِهِ وينتهى كل امرئ اِلَى مَا سَمِعَ وَقَدْ صَحَّ عِنْدَنَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ السَّرَاوِيلَ) فَنَنْتَهِى اِلَى مَا سَمِعْنَا قِيلَ لَهُ اَتُخَالِفُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ يُخَالِفُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ اكرمنا الله وَبِه استنقذنا (1)

داؤد بن محبر بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا گیا: اگر احرام باندھنے والے شخص کو تہبند

(1) اس روایت کی سند میں داؤد بن محبر نامی راوی' کتاب ''العقل'' کا مصنف ہے اور جمہور کے نزدیک یہ متروک ہے اور اُس کا یہ کہنا: ''کیا تم اللہ کے رسول کے حکم کے برخلاف کہتے ہو'' یہ ایک ایسا جملہ ہے جو دلائل پیش کرنے کے مقام پر ساقط الاعتبار ہوگا' اس مسئلہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا مسلک وہی ہے' جیسا کہ فقہ حنفی کی کتابوں میں تحریر ہے کہ احرام والا شخص اگر تہبند نہیں پاتا تو شلوار پہن لے گا جبکہ اُسے مشقت لاحق ہو۔ البتہ ایسی صورت میں اُس پر فدیہ دینا لازم نہیں ہوگا' لیکن جب وہ کسی مشقت کے بغیر اُسے پہن لیتا ہے' تو پھر اُس پر فدیہ دینا لازم ہوگا۔

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے: ''جس شخص کے پاس تہبند نہ ہو' وہ شلوار پہن لے'' تو یہاں پر تہبند پہننے کو عذر کے وقت مباح قرار دیا گیا ہے' لیکن جب آدمی کسی مشقت کا شکار ہوئے بغیر اسے پہن لیتا ہے تو' اس سے کفارہ واجب ہونے کی نفی نہیں کی گئی ہے جیسے کوئی شخص سر میں ہونے والی کسی تکلیف کی وجہ سے سر منڈوالیتا ہے' تو تب اُس کیلئے سر منڈوانا تو جائز ہوگا' لیکن اُس پر فدیہ بھی لازم ہوگا' جیسا کہ اس کی شرح امام ابوجعفر طحاوی نے ''شرح معانی الآثار'' میں صفحہ 135/1 پر اور 136 پر کی ہے' اس کے علاوہ امام ابوبکر جصاص نے اپنی کتاب ''احکام القرآن'' میں صفحہ 281/1 پر کی ہے' اس مسئلہ کے بارے میں آپ اُس چیز کا بھی جائزہ لے سکتے ہیں' جو ہمارے شیخ علامہ زاہد الکوثری نے ''تانیب الخطیب'' میں صفحہ 94 پر تحریر کیا ہے اور حافظ زبیدی نے ''عقود الجواہر المنیفہ'' کے صفحہ 211/1 پر تحریر کیا ہے۔

نہیں ملتا ہے تو کیا وہ شلوار پہن لے گا؟ اُنہوں نے جواب دیا: جی نہیں! وہ تہبند ہی پہنے گا' اُن سے کہا گیا: اگر آدمی کے پاس تہبند نہ ہو؟ تو اُنہوں نے فرمایا: وہ شلوار کو فروخت کر کے اُس کے عوض میں تہبند خرید لے گا' اُن سے کہا گیا: نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا: ''احرام والے شخص کو اگر تہبند نہیں ملتا تو وہ شلوار پہن لے گا''۔ تو امام ابوحنیفہ نے جواب دیا: اس بارے میں مجھ تک کوئی مستند روایت نہیں پہنچی ہے کہ میں اُس کے مطابق فتویٰ دوں' ہر آدمی اُسی چیز پر جا کر رُک جاتا ہے' جو اُس نے سنی ہو' ہم تک یہ روایت مستند طور پر پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''احرام والا شخص شلوار نہیں پہنے گا'' تو ہم نے جو سنا ہم اُس پر آ کر رُک گئے۔ اُن سے کہا گیا: کیا آپ نبی اکرم ﷺ کے (حکم کے) برخلاف فتویٰ دیں گے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص پر لعنت کرے' جو نبی اکرم ﷺ کے (حکم کے) برخلاف فتویٰ دے! نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت عطا کی ہے اور آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں (جہنم سے) بچایا ہے۔

ونا عبد الوارث قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْخٍ قَالَ ونی حَجَرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ مَا رَاَى النَّاسُ اَكْرَمَ مُجَالَسَةً مِنْ اَبِي حَنِيفَةَ وَلا اَشَدَّ اِكْرَامًا لاَصْحَابِهِ مِنْهُ

حجر بن عبدالجبار بیان کرتے ہیں: لوگوں نے امام ابوحنیفہ کی محفل سے زیادہ معزز محفل اور کوئی نہیں دیکھی ہوگی اور کسی بھی شخص کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ اپنے شاگردوں کا احترام کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا۔

نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْخٍ قَالَ كَانَ اَبُو سَعِيدٍ الرَّازِيُّ يُمَارِى اَهْلَ الْكُوفَةِ (۱) وَيُفَضِّلُ اَهْلَ الْمَدِينَةِ فَهَجَاهُ رجل من اهل الكوفة ولقبه بشرشير (۲) وَقَالَ كلب فی جَهَنَّم يُسمى شرشير فَقَالَ

عِنْدِى مَسَائِلُ لَا شرشِيرَ يُحْسِنُهَا ...اِنْ سِيلَ عَنْهَا وَلا اَصْحَابُ شرشِيرِ (۳)

(۱) یعنی وہ اُن کی فضیلت کا انکار کرتا ہے اور اُن کی تنقیص کرتا ہے۔

(۲) مطبوعہ نسخہ میں اور تینوں مخطوطوں یعنی ''ا''، ''ک'' اور ''د'' مخطوطوں میں یہ لفظ ہے: ''اُن کا لقب شرشیر ہے'' اور یہاں جو برقرار رکھا گیا ہے وہ صیمری کی کتاب ''اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ'' کے صفحہ 86 سے ماخوذ ہے۔

(۳) حافظ ابن حجر کی کتاب ''نزہۃ الالباب فی الالقاب'' میں صفحہ 298/1 پر تحریر ہے:

''شرشیر سے مراد ولید بن کثیر ہیں' یہ لقب عبداللہ بن محمد بن عبداللہ کا بھی ہے جو شاعر ہیں' عالم ہیں' متکلم ہیں' ان کا تعلق ←

وَلَيْسَ يَعْرِفُ هَذَا الدِّين نعلمهُ ...الاحنيفية كوفية الدورى

ولاتسالن مدينيا فتحرجه ...الا عَن البم وَالْمَثْنَاةِ وَالزِّيرِ (۱)

سلیمان بن ابوشیخ بیان کرتے ہیں: ابوسعید رازی اہلِ کوفہ کی تنقید کیا کرتے تھے اور اہلِ مدینہ کو افضل قرار دیتے تھے' تو اہلِ کوفہ کے ایک شخص نے اُن کی ہجو بیان کرتے ہوئے اُنہیں ''شرشیر'' کا لقب کیا' اُس نے یہ بات بیان کی کہ جہنم میں ایک کتے کا نام شرشیر ہوگا' اُس نے یہ اشعار کہے:

''میرے پاس ایسے مسائل ہیں' اگر ان کے بارے میں دریافت کیا جائے' تو ان کو نہ تو شرشیر اچھا سمجھے گا اور نہ ہی شرشیر کے شاگرد اچھا سمجھیں گے' جس دین کا ہم علم رکھتے ہیں' وہ تو صرف حنیف ہے اور کوفہ والوں کے پاس (اس کے بارے میں معلومات ہیں) تم اس کے بارے میں مدینہ کے رہنے والے شخص سے دریافت کر کے اس کو حرج میں مبتلا نہیں کرنا کیونکہ اس کو تو صرف بم' مثناہ اور زیر (نام کے راگوں) کا ہی پتہ ہوگا۔

قَالَ سُلَيْمَانُ قَالَ لِي أَبُو سَعِيدٍ فَكَتَبْتُ إِلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ إِنَّكُمْ قَدْ هُجِيتُمْ بِكَذَا فَأَجِيبُوا فَأَجَابَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ

لَقَدْ عَجِبْتُ لِغَاوٍ سَاقَهُ قَدَرٌ ...وَكُلُّ أَمْرٍ إِذَا مَا حَمَّ مَقْدُورُ

ابوجعفر طبری کے زمانہ سے ہے' (یہاں طبری سے مراد ابن جریر ہیں' جن کا انتقال 310 ہجری میں ہوا) ان کے حوالے سے کچھ اقوال منقول ہے جنہیں بیان کرنے میں یہ منفرد ہے اور ان کے بارے میں بھی شاعر نے کہا ہے:

''میرے پاس کچھ ایسے مسائل بھی ہیں جن سے شرشیر بھی واقف نہیں ہے اور شرشیر کے شاگرد بھی واقف نہیں ہیں' اگر اُن سے اس بارے میں سوال کیا جائے''۔

(۱) ''البم'' اس میں باء پر زبر ہے اور اُس کے بعد شد والی میم ہے' اس سے مراد لکڑی کے تاروں میں سے موٹا تار ہے' یہ عجمی لفظ ہے' یہ عربی لفظ نہیں ہے اور مثناۃ کا مطلب گانا گانا ہے اور زیر کا مطلب تاروں میں سے سب سے باریک تار ہے' یہ بھی عجمی لفظ ہے یہ عربی لفظ نہیں ہے' یہاں چار تار ہوتے ہیں' بم اور مثلث' پھر مثنا پھر زیر اور سب سے باریک ہوتا ہے جیسا کہ احمد تیمور پاشا کی کتاب ''عیوب المنطق محاسنہ'' میں صفحہ 50 پر مذکور ہے۔

شاعر نے اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے' جو اہلِ مدینہ کے ہاں معروف تھی کہ وہ گائیکی اور موسیقی سے محبت کرتے تھے' اس مصرعے میں اس کے بعد والے مصرعے میں اور اُن کے بعد والے مصرعوں میں لفظ ''البم'' کی جگہ لفظ ''علیم'' تحریر ہے' جس میں یاء ہے اور یہ موفق مکی کی کتاب ''مناقب ابی حنیفہ'' صفحہ 449/1 پر مذکور ہے۔

قَالَ الْمَدِينَة ارْض لَا تكون بهَا ...الا الْغناء والا البم وَالزِّيرُ
لَقَدْ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ اِنَّ بِهَا ...قَبْرُ الرَّسُوْلِ وَخَيْرُ النَّاسِ مَقْبُوْرُ

سلیمان نامی راوی بیان کرتے ہیں: ابوسعید نے مجھ سے کہا: میں نے اہلِ مدینہ کو خط لکھا ہے کہ آپ لوگوں کی اس طرح ہجو بیان کی گئی ہے' تو آپ لوگ اس کا جواب دیں۔ تو اہلِ مدینہ میں سے ایک شخص نے اُسے جواب دیتے ہوئے یہ کہا:

''مجھے اس بھٹکے ہوئے شخص پر حیرت ہوتی ہے جس کو تقدیر آگے لے آئی ہے' بہر حال ہر بات تقدیر میں طے شدہ ہی ہوتی ہے' اس نے کہا ہے: مدینہ ایک ایسی سرزمین ہے' جس میں صرف گانا بجانا' اور بم اور زیر (نام کے راگ' یا آلہ موسیقی کے تار) ہوتے ہیں' اللہ کی قسم تم نے غلط کہا ہے' وہ تو قبر رسول ہے' اور وہاں لولگوں میں سے بہترین لوگ دفن ہیں''

قَالَ وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْخٍ قَالَ نی عَمْرُو بْنُ سُلَيْمَانَ الْعَطَّارُ قَالَ كُنْتُ بِالْكُوفَةِ اُجَالِسُ اَبَا حَنِيفَةَ فَتَزَوَّجَ زُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ فحضره اَبُو حنيفة فَقَالَ لَهُ تكَلَّمْ فَخَطَبَ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ هَذَا زُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ وَهُوَ اِمَامٌ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَلَمٌ مِنْ اَعْلامِهِمْ فِي حَسَبِهِ وَشَرَفِهِ وَعِلْمِهِ فَقَالَ بَعْضُ قَوْمِهِ مَا يَسُرُّنَا اَنَّ غَيْرَ اَبِي حَنِيفَةَ خَطَبَ حِينَ ذَكَرَ خِصَالَهُ وَكَرِهَ ذَلِكَ بَعْضُ قَوْمِهِ وَقَالُوا لَهُ حَضَرَ بَنُو عَمِّكَ وَاَشْرَافُ قَوْمِكَ وَتَسْاَلُ اَبَا حَنِيفَةَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَوْ حَضَرَ اَبِي قَدَّمْتُ اَبَا حَنِيفَةَ عَلَيْهِ وَزُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ عَنْبَرِيٌّ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ

عمرو بن سلیمان عطار بیان کرتے ہیں: میں کوفہ میں تھا' تو امام ابوحنیفہ کے ساتھ اُٹھا بیٹھا کرتا تھا' جب امام زفر کی شادی ہوئی' تو امام ابوحنیفہ بھی اُس موقع پر موجود تھے' امام زفر نے اُن سے کہا: آپ کوئی گفتگو کیجئے! تو امام ابوحنیفہ نے خطاب کیا' اپنے اُس خطاب میں اُنہوں نے فرمایا:

''یہ زفر بن ہذیل ہیں' جو مسلمانوں کے ائمہ میں سے ایک امام ہیں اور اپنے حسب' شرف اور علم کے حوالے سے مسلمانوں کے نمایاں افراد میں سے ایک ہیں''۔

تو امام زفر کی قوم کے افراد میں سے کسی نے کہا: ہمیں یہ بات پسند نہیں آتی' اگر امام ابوحنیفہ کے بجائے کوئی اور خطاب کرتا' ایسا اُنہوں نے اس لیے کہا کیونکہ امام ابوحنیفہ نے امام زفر کے فضائل بیان کیے تھے جبکہ امام زفر کی قوم کے بعض افراد کو یہ بات اچھی نہیں لگی اور اُنہوں نے یہ کہا: آپ کے چچازاد اور آپ

کی قوم کے معزز افراد بھی یہاں موجود تھے اور پھر بھی آپ نے امام ابوحنیفہ کو خطاب کرنے کے لیے کہہ دیا' تو امام زفر نے فرمایا: اگر میرے والد بھی یہاں موجود ہوتے' تو میں امام ابوحنیفہ کو اُن سے بھی مقدم قرار دیتا۔

امام زفر بن ہذیل عنبری کا تعلق بنو تمیم سے ہے۔

قَالَ وَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ اَبِى قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ ضُرَيْسٍ يَقُولُ شَهِدْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ مَا تَنْقِمُ عَلَى اَبِى حنيفة قَالَ لَهُ وَمَاله قَالَ سمعته يَقُول آخذ بِكِتَاب الله فمالم اَجِدْ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا لَمْ اَجِدْ فِى كِتَابِ اللّٰهِ ولافى سُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذْتُ بِقَوْلِ اَصْحَابِهِ آخُذُ بِقَوْلِ مَنْ شِئْتُ مِنْهُمْ وَاَدَعُ مَنْ شِئْتُ مِنْهُمْ وَلا اَخْرُجُ مِنْ قَوْلِهِمْ اِلَى قَوْلِ غَيْرِهِمْ (۱)

یحییٰ بن ضریس بیان کرتے ہیں: میں سفیان ثوری کے پاس موجود تھا' ایک شخص اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا: آپ امام ابوحنیفہ پر تنقید کیوں نہیں کرتے؟ اُنہوں نے دریافت کیا: کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے اُنہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں اللہ کی کتاب کے مطابق فتویٰ دوں گا' اگر اُس میں مجھے (کسی مسئلہ کا حکم) نہیں ملتا تو میں اللہ کے رسول کی سنت کے مطابق فتویٰ دوں گا (اور جن مسائل کا جواب) مجھے اللہ کی کتاب میں اور اُس کے رسول کی سنت میں نہیں ملتا تو میں اُس میں صحابہ کرام کے قول کے مطابق فتویٰ دوں گا' میں اُن اصحاب میں سے جس کے قول کو چاہوں گا اختیار کرلوں گا اور جس کے قول کو چاہوں گا ترک کردوں گا' البتہ میں اُن حضرات کے اقوال کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول کی طرف رجوع نہیں کروں گا۔

وَذَكَرَ الدُّولابِىُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْهَاشِمِىُّ قَالَ نَا على بن الْحسن بن شَقِيق المروزى عن ابن المبارك (۲) قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ

(۱) یہ روایت آگے چل کر اس سے زیادہ مکمل طور پر (اصل عربی متن کے) صفحہ 265 پر آئے گی۔

(۲) نسخہ "ک" میں اسی طرح لفظ "علی بن الحسن بن شقیق المروزی کے حوالے سے منقول ہے" تحریر ہے اور اس نسخہ میں اس سند کا پورا سیاق مذکور ہے: "دولابی نے اپنی کتاب "اخبار ابی حنیفہ" میں اپنے مشائخ کے حوالے سے علی بن حسن بن شقیق مروزی کے حوالے سے عبداللہ بن مبارک سے یہ روایت نقل کی ہے"۔

نسخہ "ا" اور نسخہ "د" میں اور مطبوعہ نسخہ میں یہ عبارت تحریر ہے: "......علی بن حسن بن علی بن شقیق ابوالحسن مروزی بیان کرتے ہیں: میں نے ابوبکر کو عبداللہ بن مبارک کے حوالے سے یہ بات ذکر کرتے ہوئے سنا ہے" اس میں ایک سے زیادہ غلطیاں ہیں' پہلی غلطی علی کے نسب کے بارے میں ہے' دوسری اُن کی کنیت کے بارے میں ہے' کیونکہ ←

شَدِيدَ الْاَخْذِ لِلْعِلْمِ ذَابًّا عَنْ حَرَمِ اللّٰهِ اَنْ تُسْتَحَلَّ يَأْخُذُ بِمَا صَحَّ عِنْدَهُ مِنَ الْاَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يَحْمِلُهَا الثِّقَاتُ وَبِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا اَدْرَكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءَ الْكُوفَةِ ثُمَّ شَنَّعَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَغْفِرُ اللہ لنا وَلَهُم

سفیان ثوری بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ علم کے حصول کے حوالے سے بہت سخت تھے اور وہ اس چیز کی شدت سے مخالفت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیا جائے' جب کوئی مستند روایت اُن تک پہنچ جاتی جسے ثقہ راویوں نے نقل کیا ہوتا' تو وہ اُس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری عمل کے مطابق فتویٰ دیتے تھے اور اُس چیز کے مطابق فتویٰ دیتے تھے' جس پر اُنہوں نے کوفہ کے علماء کو پایا تھا' تو کچھ لوگوں نے اس حوالے سے اُن پر تنقید کی ہے' اللہ تعالیٰ ہماری اور اُن سب لوگوں کی مغفرت فرمائے!

نَا عبد الوارث قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْر قَالَ نَا مُصعب بن عبد اللّٰه الزُّبَيْرِيُّ قَالَ نَا يَعْقُوبُ الْاَنْصَارِيُّ قَاضِي الْمَدِينَةِ (۱) قَالَ قَالَ لِي اَسَدٌ صَاحِبُ اَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ مِنْ اَمْثَلِهِمْ (۲) كُنْتُ عِنْدَ اَبِي حَنِيفَةَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فِي مَسْاَلَةِ طَلَاقٍ فَاَجَابَهُ ثُمَّ اسْتَوَى جَالِسًا فَقَالَ

اُن کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے جیسا کہ رجال سے متعلق کتابوں میں مذکور ہے' تیسری بات یہ ہے کہ ابوبکر نامی راوی کو اُن کے اور عبداللہ بن مبارک کے درمیان شامل کر دیا گیا ہے' یہ بھی غلطی ہے کیونکہ علی نامی راوی' عبداللہ بن مبارک کے شاگرد ہیں اور وہ براہِ راست عبداللہ بن مبارک سے روایات نقل کرتے ہیں' اُن کی عبداللہ بن مبارک کے حوالے سے نقل کردہ بعض روایات اس سے پہلے (اصل عربی متن کے) صفحہ 206 پر گزر چکی ہے۔

ابن ابوعوام کی کتاب "فضائل ابی حنیفۃ" میں دولابی کے حوالے سے یہ بات مذکور ہے' جو درج ذیل ہے:

"......علی بن حسن بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو عبداللہ بن مبارک کے حوالے سے یہ بات ذکر کرتے ہوئے سنا ہے"۔ تو یہ ہوسکتا ہے کہ یہ سند کو متصل کرنے کیلئے مزید سند بیان کرنے کی قسم سے تعلق رکھتا ہو۔

(۱) نسخہ "ا" اور مطبوعہ نسخہ میں یہ الفاظ ہیں: "یعقوب نے ہمیں روایت بیان کی"۔ جبکہ نسخہ "ک" میں یہ الفاظ ہیں: "ابویعقوب نے ہمیں روایت بیان کی"۔

(۲) حافظ قرشی نے اپنی کتاب "الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ" کے صفحہ 140/1 پر یہ بات تحریر کی ہے:

"یہ صاحب منذر اسد بن عمرو بن عامر قشیری بجلی کوفی ہیں' جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' انہوں نے امام ابوحنیفہ سے (احادیث کا) سماع کیا اور اُن سے علمِ فقہ حاصل کیا' ان سے امام احمد بن حنبل نے ←

أَكَانَ هَذَا بعد؟ قَالُوا نَعَمْ (۱) قَالَ لَتَأْتِيَنِّي بِمَنْ كَانَ هَذَا مِنْهُ حَتَّى افتيه

مصعب بن عبداللہ زبیری بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ کے قاضی یعقوب انصاری نے ہمیں بتایا: امام ابوحنیفہ کے شاگرد اسد (بن فرات) جو اُن کے شاگردوں میں سب سے زیادہ مثالی ہیں اُنہوں نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس موجود تھا' ایک شخص طلاق سے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے اُن کے پاس آیا' اُنہوں نے اُسے جواب دیا' پھر وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور اُنہوں نے دریافت کیا: کیا یہ بعد میں ہوگا؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو اُنہوں نے فرمایا: تم میرے پاس اُس شخص کو لے کر آؤ' جس کے ساتھ یہ مسئلہ پیش آیا ہے' تو میں اُسے یہ فتویٰ دوں گا۔

روایات نقل کی ہیں اور آپ کیلئے ہی اتنا ہی کافی ہے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے' اس لیے جس نے اسے ضعیف کہا ہے اُس کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا''۔

علامہ صیمری اپنی کتاب ''اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ'' میں صفحہ 10 پر ابونعیم فضل بن دکین تک اپنی سند کے ساتھ یہ بات بیان کرتے ہیں:

''جو ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور اُن سے استفادہ کرنے والوں میں سے ہیں' جس شخص نے سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کی آراء کو تحریر کیا وہ اسد بن عمرو ہیں''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

یہ بعد میں واسط کے قاضی بنے' پھر امام ابویوسف کے بعد خلیفہ ہارون الرشید کیلئے بغداد کے قاضی کے عہدہ پر بھی فائز رہے اور انہوں نے ہارون الرشید کے ساتھ حج بھی کیا تھا۔

امام طحاوی بیان کرتے ہیں: میں نے مصر کے قاضی بکار بن قتیبہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا' وہ کہتے ہیں: میں نے ہلال بن رازی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: میں بیت اللہ کو طواف کر رہا تھا' میں نے ہارون الرشید کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے ساتھ طواف کر رہا تھا' پھر وہ خانۂ کعبہ کی طرف گیا' اُس کے ساتھ اُس کے خاندان کے افراد بھی خانۂ کعبہ میں داخل ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ وہ سب لوگ کھڑے ہوئے تھے' صرف خلیفہ بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے سامنے ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھا ہوا تھا' میں نے اپنے ساتھ افراد سے دریافت کیا: یہ بزرگ کون ہے؟ تو اُس نے مجھے بتایا: یہ اسد بن عمرو ہیں' جو خلیفہ کے قاضی ہیں۔ اس سے مجھے پتا چل گیا کہ خلافت کے بعد قاضی کے عہدہ سے بڑا اور کوئی عہدہ نہیں ہے' اسد بن عمرو کا انتقال 188 ہجری میں ہوا' اور ایک قول کے مطابق 190 ہجری میں ہوا۔

(۱) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے اور مطبوعہ نسخہ میں یہ الفاظ ہیں:

''اُنہوں نے دریافت کیا: کیا اس کا شمار کیا جاتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں!'' اور یہ الفاظ تحریف ہیں۔

نا عبد الوارث قال نا قاسم نا احمد بن زهير قال نا على بن الجعد قال نا شعبة عن ابى عون وهو محمد بن عبيد الله الثقفى (۱) قال سمعت الحرث بن عمرو ابن اخى المغيرة بن شعبة يحدث عن اصحاب معاذ يعنى ابن جبل ان النبى عليه السلام بعثه يعنى معاذا الى اليمن وقال له (كيف تقضى اذا عرض لك قضاء) قال اقضى بكتاب الله قال فان لم يكن فى كتاب الله قال فبسنة رسول الله قال (فان لم يكن فى سنة رسول الله قال اجتهد راى لا آلو قال فضرب النبى عليه السلام صدروه وقال الحمد لله الذى وفق رسول رسول الله لما يرضى رسول الله (۲)

حارث بن عمرو' جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں' اُنہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں' یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا' تو اُن سے فرمایا: جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ آئے گا' تو تم اُس کے بارے میں کیسے فیصلہ دو گے؟ اُنہوں نے عرض کی: میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ دوں گا! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوا؟ اُنہوں نے عرض کی: تو میں اللہ کے رسول کی سنت کے مطابق فیصلہ دوں گا! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: اگر وہ اللہ کے رسول کی سنت میں بھی نہ ہوا؟ تو اُنہوں نے عرض کی: پھر میں اپنی رائے کے ذریعہ اجتہاد کروں گا اور میں اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا: ہر طرح کی

(۱) مطبوعہ نسخہ میں لفظ ''عمرو بن عبید اللہ......'' ہیں جبکہ نسخہ ''ا'' میں ''عمر بن عبداللہ'' تحریر ہے' نسخہ ''ک'' میں ''عمر بن عبید اللہ......'' تحریر ہے' اس کا نام درست وہ ہے' جو میں نے برقرار رکھا ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی 'جامع'' میں 9/8 میں حدیث: 1327 کے تحت ابواب الاحکام میں نقل کیا ہے' اس کا باب: ''قاضی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے کہ وہ کیسے فیصلہ دے'' میں ہے۔

(۲) امام ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں صفحہ 472/18 پر یہ بات تحریر ہے: اس کی سند صالح ہے۔ اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی۔ اس حدیث کو امام ابوبکر جصاص' خطیب بغدادی' ابن عبدالبر مالکی' ابن عربی' ابن قیم اور دیگر حضرات نے صحیح قرار دیا ہے' آپ اس کی تحقیق کیلئے ''مقالات الکوثری'' صفحہ 60 سے لے کر صفحہ 64 تک' ''الفقیہ والمتفقہ'' صفحہ 128/1 سے لے کر 191 تک' ''جامع بیان العلم'' صفحہ 77/2 سے لے کر صفحہ 94 تک' ''اعلام الموقعین'' صفحہ 202/1 اور ''اعلاء السنن'' صفحہ 27/15 سے صفحہ 30 تک ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حمد اُس اللہ کے لیے مخصوص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے شخص کو اُس بات کی توفیق کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کردے۔

ونا عبد الوارث قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْر قَالَ نَا يحيى ابْن مِعِين قَالَ نَا عبد الله بن ابى قُرَّة عَن يحيى بن ضريس قَالَ قَالَ ابو حنيفَة اِذا لم يكن فِي كِتَابِ اللهِ وَلا فِي سُنَّةِ رَسُولِ الله نظرت في اقاويل اصحابه وَلَا اَخْرُجُ عَنْ قَوْلِهِمْ اِلَى قَوْلِ غَيْرِهِمْ فَاِذَا انْتهى الامر اوجاء الامر الى ابراهيم والشعبى وَابْن سِيرِين وَالْحسن وَعَطَاء وَسَعِيد بن جُبَير وَعدد رجَالًا فقوم قد اجتهدوا فلى أن اجتهد كَمَا اجْتَهَدُوا قَالَ فَسَكَتَ سُفْيَانُ طَوِيلا ثُمَّ قَالَ كَلِمَات برأيه (۱) مَا بقى احد في الْمَجْلس الا كتبهن نستمع الشَّديد من الحَدِيث فنخافه ونستمع اللين فنرجو وَلَا نحاسب الاحياء وَلَا يقْضى عَلَى الْاَمْوَاتِ نُسَلِّمُ مَا سَمِعْنَا وَنكِلُ مَا لم نعلم اِلَى عَالِمِهِ وَنتَّهِمُ رَأْيَنَا لِرَأْيِهِم (۲)

یحییٰ بن ضریس بیان کرتے ہیں: میں سفیان ثوری کے پاس موجود تھا' ایک شخص اُن کے پاس آیا جو علم

(۱) ''اخبار صیمری'' صفحہ 10 پر اور ''تاریخ بغداد'' 368/13 پر اور ''مناقب موفق'' میں 80/1 پر اسی طرح مذکور ہے' پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے کچھ کلمات اپنی رائے سے کہے۔ یہاں پر اُنہوں نے یہ لفظ نقل نہیں کیا: ''اُنہوں نے اپنی رائے کے ساتھ کہے''۔ یہ نسخہ ''ک'' نسخہ ''ا'' اور مطبوعہ نسخہ میں مذکور نہیں ہے۔

(۲) امام صیمری نے اپنی کتاب ''اخبار ابی حنیفۃ'' صفحہ 10 پر اور امام موفق مکی نے اپنی کتاب ''مناقب ابی حنیفۃ'' صفحہ 79/1 پر اور حافظ ذہبی نے ''مناقب الامام ابی حنیفہ'' صفحہ 20 پر اور حافظ صالحی دمشقی نے اپنی کتاب ''عقود الجمان'' صفحہ 172 پر یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے اور یہاں جو الفاظ ہیں وہ صیمری اور موفق مکی کے نقل کردہ ہیں۔

نسخہ ''ک'' نسخہ ''ا'' نسخہ ''د'' اور مطبوعہ نسخہ میں' اس روایت میں ایک نقص ہے' تو میں نے صیمری کی روایت کو اور موفق مکی کی روایت کو برقرار رکھا ہے' ان دونوں روایت میں اور ''تاریخ بغداد'' کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''......اور سعید بن میتب''۔ جبکہ نسخہ ''ک'' نسخہ ''د'' اور نسخہ ''ا'' میں یہ الفاظ ہیں: ''سعید بن جبیر'' اور نسخہ ''ک'' کا سیاق یہ ہے:

''......یحییٰ ضریس بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: جب اس کا جواب اللہ کی کتاب میں اور اللہ کے رسول کی سنت میں نہیں ہوگا' تو میں صحابہ کرام کے اقوال کا جائزہ لوں گا اور اُن کے قول کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول کی طرف نہیں جاؤں گا' لیکن جب یہاں پر بات ختم ہوجائے اور معاملہ ابراہیم نخعی یا شعبی یا ابن سیرین یا حسن یا عطاء یا سعید بن جبیر تک آئے' اُنہوں نے متعدد افراد کے نام گنوائے' تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اجتہاد کیا' تو جس طرح ←

اور عبادت میں کچھ حیثیت رکھتا تھا' اُس نے اُن سے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ امام ابوحنیفہ پر کیوں تنقید کرتے ہیں؟ اُنہوں نے دریافت کیا: کیوں کیا ہوا؟ اُس نے کہا: میں نے اُنہیں ایک بات کہتے ہوئے سنا ہے جس میں انصاف اور حجت پائے جاتے ہیں (وہ یہ کہتے ہیں:) جب مجھے اللہ کی کتاب میں (مسئلہ کا جواب) مل جائے گا' تو میں اللہ کی کتاب کے مطابق فتویٰ دوں گا' اگر وہ مجھے اُس میں نہیں ملتا' تو میں اللہ کے رسول کی سنت اور آپ سے منقول مستند آثار کے مطابق فتویٰ دوں گا' جو ثقہ راویوں کے حوالے سے منقول ہو کر ثقہ راویوں کے درمیان پھیلے ہیں' اگر مجھے اللہ کی کتاب میں اور اللہ کے رسول کی سنت میں (مسئلہ کا جواب) نہیں ملتا تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب (میں سے کسی کے) قول کے مطابق فتویٰ دوں گا' جس کے قول کو چاہوں گا اُسے ترک کر دوں گا اور جس کے قول کو چاہوں گا اُسے اختیار کر لوں گا' لیکن میں صحابہ کرام کے اقوال میں سے نکل کر کسی دوسرے کے قول کی طرف نہیں جاؤں گا' جب معاملہ ابراہیم نخعی' شعبی' حسن بصری' عطاء بن ابی رباح' ابن سیرین' سعید بن مسیب' اُنہوں نے اس کے علاوہ بھی متعدد لوگوں کے نام لیے' یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اجتہاد کیا تھا' جب معاملہ ان تک پہنچے گا' تو میں بھی اُسی طرح اجتہاد کروں گا' جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں: تو سفیان ثوری خاصی دیر خاموش رہے' پھر اُنہوں نے اپنی رائے پر مشتمل کلمات ارشاد فرمائے' محفل میں موجود ہر شخص نے اُنہیں نوٹ کر لیا' (انہوں نے فرمایا:) ہمیں احادیث میں شدت والی احادیث بھی سننے کو ملتی ہیں اور ہم اُن سے ڈر کے رہتے ہیں اور ہمیں نرمی سے متعلق روایات بھی سننے کو ملتی ہیں تو ہم اُس کی اُمید رکھتے ہیں' ہم زندہ

انہوں نے اجتہاد کیا' میں بھی اجتہاد کر لوں گا''۔

راوی کہتے ہیں: تو سفیان ثوری خاصی دیر خاموش رہے' پھر وہ بولے: یہ کلمات ایسے ہیں' جو اُس محفل میں موجود ہر شخص نے اُنہیں نوٹ کر لیا' ہم نے احادیث میں سے شدت کے بارے میں روایات سنی' تو اُس سے ڈر گئے اور نرمی سے متعلق روایات سنیں' تو اُس سے اُمید رکھی' ہم زندہ لوگوں کا محاسبہ نہیں کرتے ہیں اور مرحومین کے بارے میں فیصلہ نہیں دیتے ہیں' ہم نے جو سنا ہے اُسے تسلیم کرتے ہیں' اور ہمیں جس کا علم نہیں ہے اور ہم اس کا علم اُس کے حوالے کرتے ہیں جسے اس کا علم ہو' اور ہم اس حوالے سے اپنی رائے پر الزام عائد کرتے ہیں''۔

اس کا قریب ترین قیاس باقی نسخوں میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ منقول ہے اور مطبوعہ نسخہ میں اسی کی تصحیف کی گئی ہے' نسخہ ''د'' اور نسخہ ''ا'' میں یہ تصحیف کی گئی ہے' وہاں پر لفظ ''عبید بن ابوقرہ سے لے کر عبداللہ بن ابوقرہ'' منقول ہے جبکہ نسخہ ''ک'' میں یہ تصحیف ''عبیداللہ بن ابوقرہ'' کے نام سے ہے۔

لوگوں کا محاسبہ نہیں کرتے ہیں اور مرحومین کے خلاف فیصلہ نہیں دیتے ہیں' جو روایات ہم نے سنی ہیں ہم اُنہیں تسلیم کرتے ہیں اور جن کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے ہم اُن کا علم اُس شخص کے سپرد کرتے ہیں جو اُن سے واقفیت رکھتا ہو اور ہم اپنی رائے کا الزام اُن کی رائے پر عائد کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ الجوهری (۱) وابو عبد الله مُحَمَّدُ بْنُ حِزَامٍ الْفَقِيهُ قَالَا نَا الْفَضْلُ بن عبد الجبار قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ نَا اَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ اِذَا جَاءَ نَا الْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذْنَا بِهِ وَاِذَا جَاءَ نَا عَنِ الصَّحَابَةِ تَخَيَّرْنَا وَاِذَا جَاءَ نَا عَنِ التَّابِعِينَ زَاحَمْنَاهُمْ

ابوحمزہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول کوئی حدیث ہم تک پہنچ جائے گی تو ہم اُس کے مطابق فتویٰ دیں گے اور جب صحابہ کرام کے حوالے سے (مختلف روایات) ہم تک پہنچیں گی تو ہم کسی ایک کو اختیار کر لیں گے اور جب تابعین کے حوالے سے کوئی روایت ہم تک پہنچے گی' تو ہم اُس کی مزاحمت کریں گے (یعنی اُس کے مقابلہ میں اپنی رائے پیش کریں گے)۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنَا عبد الجبار بْنُ سَعِيدٍ الْبَرْكَانِيُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ هانی النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ قِيلَ لِنُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ مَا اَشَدَّ اِزْرَاءَ هُمْ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ فَقَالَ اِنَّمَا يُنْقَمُ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ مَا حَدَّثَنَا عَنْهُ اَبُو عِصْمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ مَا جَاءَ نَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْنَاهُ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنَيْنِ وَمَا جَاءَ نَا عَنْ اَصْحَابِهِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اخْتَرْنَا مِنْهُ وَلَمْ نَخْرُجْ عَنْ قَوْلِهِمْ وَمَا جَاءَ نَا عَنِ التَّابِعِينَ فَهُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ وَاَمَّا غَيْرُ ذٰلِكَ فَلَا تَسْمَعِ التَّشْنِيعَ

ابراہیم بن ہانی نیشاپوری بیان کرتے ہیں: نعیم بن حماد سے دریافت کیا گیا: لوگ امام ابوحنیفہ کے حوالے سے سب سے زیادہ شدت کس بات پر کرتے ہیں؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اُن پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے جو ابوعصمہ نے اُن کے حوالے سے ہمیں بیان کیا ہے: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: نبی

(۱) نسخہ "د" نسخہ "ا" اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح ہے جبکہ نسخہ "ک" میں لفظ "عمر بن علی" ہے۔

اکرم ﷺ کے حوالے سے ہم تک جو آئے گا' ہم اُسے سرآنکھوں پر قبول کریں گے' آپ کے اصحاب کے حوالے سے جو (مختلف روایات) ہم تک پہنچیں گی' ہم اُن میں سے (کسی ایک کو) اختیار کرلیں گے' البتہ ہم اُن کے اقوال سے باہر نہیں جائیں گے' لیکن تابعین کے حوالے سے ہم تک جو روایات پہنچیں گی' تو وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں۔

نعیم بن حماد کہتے ہیں: اس کے علاوہ تم اُن پر کوئی تشنیع نہیں سنو گے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ ونا مُحَمَّد ابْن مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْبَيَاضِيُّ قَالَ نَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَةَ السُّكَّرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ اِذَا جَاءَ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ الاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذْنَا بِهِ وَلَمْ نَعْدُهُ وَاِذَا جَاءَ عَنِ الصَّحَابَةِ تَخَيَّرْنَا وَاِنْ جَاءَ عَنِ التَّابِعِينَ زَاحَمْنَاهُمْ وَلَمْ نَخْرُجْ عَنْ اَقْوَالِهِمْ

ابوحمزہ سکری بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: مستند سند کے ساتھ جو حدیث نبی اکرم ﷺ سے منقول ہوگی' ہم اُس کے مطابق فتویٰ دیں گے' اُس سے تجاوز نہیں کریں گے' یا صحابہ کرام کے حوالے سے (مختلف روایات) ہم تک آئیں گی' تو ہم اُن میں سے کسی کو اختیار کرلیں گے او رجب تابعین کے حوالے سے روایات آئیں گی' تو ہم اُن کی مزاحمت کریں گے' لیکن ہم اُن کے اقوال سے باہر نہیں جائیں گے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا اَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمَازِنِيُّ الْحَافِظُ قَالَ نَا عبد الصَّمد ابْن الْفَضْلِ الْبَلْخِيُّ بِبَلْخَ قَالَ سَمِعْتُ عِصَامَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ كُنَّا فِي مَاتَمٍ بِالْكُوفَةِ فَسَمِعْتُ زُفَرَ بْنَ الْهُذَيْلِ يَقُولُ سَمِعت ابا حنيفة يَقُول لايحل لِمَنْ يُفْتِي مِنْ كُتُبِي اَنْ يُفْتِيَ حَتّٰى يَعْلَمَ مِنْ اَيْنَ قُلْتُ

حسان بن یوسف بیان کرتے ہیں: ہم لوگ کوفہ میں کسی جگہ موجود تھے' میں نے امام زفر بن ہذیل کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص میری کتابوں کے حوالے سے فتویٰ دیتا ہے' اُس کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ ان کے مطابق فتویٰ دے' جب تک اُسے اس بات کا علم نہیں حاصل ہو جاتا کہ میں نے کس بنیاد پر یہ رائے پیش کی ہے؟

قَالَ وَنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْبَيَاضِيُّ قَالَ نَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَةَ السُّكَّرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ اِذَا جَاءَ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ الاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلامُ اَخَذْنَا بِهِ وَاِذَا جَاءَ عَنِ الصَّحَابَةِ تَخَيَّرْنَا وَاِنْ جَاءَ عَنِ التَّابِعِينَ زَاحَمْنَاهُمْ وَلَمْ نَخْرُجْ عَنْ قَوْلِهِمْ (۱)

ابوحمزہ سکری بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے کوئی مستند روایت آ جائے گی' تو ہم اُسے اختیار کر لیں گے' جب صحابہ کرام کے حوالے سے (مختلف روایات) آئیں گی' تو ہم اُن میں سے کسی کو اختیار کریں گے اور جب تابعین کے حوالے سے روایات آئیں گی' تو ہم اُن کی مزاحمت کریں گے' البتہ ہم اُن کے اقوال سے باہر نہیں جائیں گے۔

قَالَ وَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ السِّمْنَانِيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ ذُكِرَ لِي اَنَّ ابْنَ اَبِي لَيْلَى شَكَا اَبَا حَنِيفَةَ اِلَى الْمَنْصُورِ فَقَالَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ مَا اَقْضِي قَضِيَّةً اِلا خَالَفَنِي فِيهَا قَالَ مَنْ هُوَ قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ قَالَ فَبِحَقٍّ اَمْ بِبَاطِلٍ قَالَ بِحَقٍّ قَالَ فَوَقَرَ ذَلِكَ فِي قَلْبِ اَبِي جَعْفَرٍ وَكَانَ سَبَبَ اِشْخَاصِهِ اِلَيْهِ وَنَدِمَ ابْنُ اَبِي لَيْلَى عَلَى مَقَالَتِهِ

قاسم بن عباد بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ ایک مرتبہ قاضی ابن ابولیلیٰ نے خلیفہ ابوجعفر منصور کے سامنے امام ابوحنیفہ کی شکایت کی اور کہا: اے امیر المؤمنین! کوفہ میں ایک شخص ہے' میں جو بھی فیصلہ دیتا ہوں وہ اُس بارے میں میری مخالفت کرتا ہے' خلیفہ نے دریافت کیا: وہ کون ہے؟ قاضی نے جواب دیا: ابوحنیفہ! خلیفہ نے دریافت کیا: وہ حق کے مطابق (تمہاری مخالفت کرتا ہے) یا باطل کے ساتھ کرتا ہے؟ تو قاضی نے کہا: حق کے مطابق کرتا ہے! راوی کہتے ہیں: تو اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر کے دل میں امام صاحب کی عظمت کا احساس پیدا ہو گیا اور اسی وجہ سے اُس کی توجہ امام صاحب کی طرف مبذول ہوئی تھی اور بعد میں ابن ابولیلیٰ کو اپنی اس بات پر ندامت بھی ہوئی۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ بِهَذَا الاِسْنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ نَا اَبُو رَجَاءٍ وَكَانَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَالصَّلاحِ بِمَكَانٍ قَالَ رَاَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَا

(۱) یہ خبر سابقہ خبروں کے ساتھ تکرار کے ساتھ نقل ہوئی ہے اور نسخہ "ک" نسخہ "د" اور نسخہ "ا" میں اسی طرح تحریر ہے۔

صَنَعَ اللّٰهُ بِكَ قَالَ غَفَرَ لِي قُلْتُ وَاَبُو يُوسُفَ قَالَ هُوَ اَعْلَى دَرَجَةً مِنِّي قُلْتُ فَمَا صَنَعَ اَبُو حَنِيفَةَ قَالَ هَيْهَاتَ هُوَ فِي اَعْلَى عِلِّيِّينَ

محمد بن شجاع بیان کرتے ہیں: ابورجاء جو عبادت اور نیکوکاری کے حوالے سے نمایاں حیثیت کے مالک ہیں' اُنہوں نے ہمیں بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں امام محمد بن حسن شیبانی کو دیکھا تو میں نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اُنہوں نے جواب دیا: اُس نے میری مغفرت کر دی! میں نے دریافت کیا: امام ابو یوسف (کے ساتھ کیا سلوک کیا)؟ اُنہوں نے جواب دیا: وہ مجھ سے ایک درجہ اوپر ہیں۔ میں نے دریافت کیا: اُس نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: ارے بھئی! وہ تو ''اعلیٰ علیین'' میں ہیں۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الدِّيْنَوَرِيُّ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يوسف عن يوسف بن رَزِينٍ (1) عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنِّي نَبَشْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلامُ فَاَخْرَجْتُ عِظَامَهُ فَاحْتَضَنْتُهَا قَالَ فَهَالَتْنِي هَذِهِ الرُّؤْيَا فَرَحَلْتُ اِلَى ابْنِ سِيرِينَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ اِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكَ لَتُحْيِيَنَّ سُنَّةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یوسف بن رزین نے امام ابوحنیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کو کھودا اور اُس میں سے آپ کی ہڈیاں نکال کر اُنہیں اپنے ساتھ لگا لیا' امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں: میں اس خواب سے خوفزدہ ہو گیا' میں سفر کر کے ابن سیرین کے پاس گیا اور اُنہیں یہ خواب سنایا تو اُنہوں نے فرمایا: اگر تمہارا یہ خواب سچ ثابت ہوا' تو تم اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنت کو ضرور زندہ کرو گے۔

قَالَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عباد قَالَ ذكر لِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ فِي الرُّؤْيَا اِلا اَنَّهُ قَالَ فِيهِ فَجَعَلَ يُؤَلِّفُ عِظَامَهُ وَيُقِيمُهَا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

اسی طرح کی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے' تاہم اُس میں یہ الفاظ ہیں کہ اُنہوں نے

(1) نسخہ ''ک'' میں اسی طرح ہے اور دیگر تمام نسخوں میں بھی اسی طرح ہے: ''صالح بن محمد بن رزین نے امام ابوحنیفہ سے یہ روایت نقل کی ہے''۔

(خواب میں دیکھا کہ وہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں کو ملا کر انہیں ٹھیک کر رہے ہیں' اُس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

قَالَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ نَا شُعَيب بن ايوب قَالَ نَا عبد الحميد بْنُ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ (۱) قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ عُثْمَانَ الصَّبَّاغُ قَالَ قَالَ لِي رَجُلٌ رَاَيْتُ كَاَنَّ اَبَا حَنِيفَةَ يَنْبُشُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ ابْنَ سِيرِينَ وَلَمْ اُخْبِرْهُ مَنِ الرَّجُلُ قَالَ هٰذَا رَجُلٌ يُحْيِي سُنَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یوسف بن عثمان صباغ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مجھ سے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کھود رہے ہیں' میں نے ابن سیرین سے اس خواب کے بارے میں دریافت کیا' لیکن میں نے اُنہیں یہ نہیں بتایا کہ میں نے کس شخص کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے' تو ابن سیرین نے کہا: وہ شخص اللہ کے رسول کی سنت کو زندہ کرے گا۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحَافِظُ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحسين بن بشير (۲) قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عبد الحميد بن عبد الرحمن الحامانى يَقُولُ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ نَجْمًا سَقَطَ مِنَ السَّمَاءِ فَقِيلَ اَبُو حَنِيفَةَ ثُمَّ سَقَطَ آخَرُ فَقِيلَ مِسْعَرٌ ثُمَّ سَقَطَ آخَرُ فَقِيلَ سُفْيَانُ فَمَاتَ اَبُو حَنِيفَةَ قَبْلَ مِسْعَرٍ ثُمَّ مسعر ثم سُفْيَان

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا جیسے آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا تو بتایا گیا' یہ ابوحنیفہ ہے' پھر دوسرا ستارہ ٹوٹ کر گرا تو کہا گیا: یہ مسعر ہیں' پھر تیسرا ستارہ ٹوٹ کر گرا تو کہا گیا: یہ سفیان ہیں' تو امام ابوحنیفہ کا انتقال مسعر سے پہلے ہو گیا' پھر مسعر کا انتقال ہوا اور پھر سفیان کا انتقال ہوا۔

قَالَ ونا ابو اسحق اِبْرَاهِيمُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ فِرَاسٍ قَالَ نَا مُوسَى ابْن هرون قَالَ نَا يحيى بن عبد الحميد الْحِمَّانِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ عَنْ

(۱) تمام نسخوں میں اسی طرح ہے' صرف نسخہ "ا" میں اس طرح نہیں ہے' اُس میں یہ الفاظ ہیں: "......انصاری"۔ بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی ہیں' جیسا کہ آگے آنے والی سند میں یہی بات آ رہی ہے' ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔

(۲) نسخہ "ک" میں اسی طرح ہے اور دیگر تمام نسخوں میں بھی اسی طرح ہے: "علی بن الحسن بن بشر"۔

رَجُلٍ تَوَضَّأَ بِمَاءٍ قَدْ تَوَضَّأَ بِهِ غَيْرُهُ فَقَالَ نَعَمْ هُوَ طَاهِرٌ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ لَا يُتَوَضَّأُ بِهِ فَقَالَ لِي لِمَ قَالَ ذَلِكَ قُلْتُ يَقُولُ إِنَّهُ مَاءٌ مُسْتَعْمَلٌ ثُمَّ كُنْتُ عِنْدَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِأَيَّامٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ بِمَاءٍ قَدِ اسْتَعْمَلَهُ غَيْرُهُ فَقَالَ لَا يُتَوَضَّأُ بِهِ لِأَنَّهُ مَاءٌ مُسْتَعْمَلٌ فَرَجَعَ فِيهِ إِلَى قَوْلِ اَبِي حَنِيفَةَ

علی بن مسہر بیان کرتے ہیں: میں سفیان ثوری کے پاس موجود تھا' ایک شخص نے اُن سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا' جو کسی ایسے پانی کے ذریعہ وضو کر لیتا ہے' جس کے ذریعہ کوئی دوسرا شخص بھی وضو کر چکا ہو' تو سفیان ثوری نے کہا: ٹھیک ہے! وہ پانی پاک ہے۔ میں نے اُن سے کہا: امام ابوحنیفہ تو یہ کہتے ہیں کہ ایسے پانی سے وضو نہیں کیا جائے گا' تو اُنہوں نے مجھ سے دریافت کیا: امام ابوحنیفہ نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ میں نے جواب دیا: وہ یہ کہتے ہیں: یہ آبِ مستعمل ہے' پھر اُس کے کچھ دن بعد ایک مرتبہ میں سفیان ثوری کے پاس موجود تھا' ایک شخص اُن کے پاس آیا اور اُن سے ایسے پانی کے ذریعہ وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا جسے کوئی دوسرا شخص استعمال کر چکا ہو' تو سفیان ثوری نے کہا: ایسے پانی کے ذریعہ وضو نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ آبِ مستعمل ہے' تو اُنہوں نے اس بارے میں امام ابوحنیفہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جرير قَالَ نَا احْمَد بن خلد الْخَلَّالُ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ يَقُولُ سُئِلَ مَالِكٌ يَوْمًا عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّيِّ قَالَ كَانَ رَجُلًا مُقَارِبًا وَسُئِلَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ كَانَ رَجُلًا مُقَارِبًا قِيلَ فَاَبُو حَنِيفَةَ قَالَ لَوْ جَاءَ إِلَى اَسَاطِينِكُمْ هَذِهِ يَعْنِي السَّوَارِيَ فَقَايَسَكُمْ عَلَى اَنَّهَا خَشَبٌ لَظَنَنْتُمْ اَنَّهَا خَشَبٌ

احمد بن خالد خلاد بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ایک دن امام مالک سے عثمان بتّی کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: وہ درمیانہ درجہ کے شخص ہیں' اُن سے ابن شبرمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے یہی فرمایا: وہ درمیانہ درجہ کے شخص ہیں' پھر اُن سے دریافت کیا گیا: ابوحنیفہ (کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے)؟ اُنہوں نے فرمایا: اگر وہ ان ستونوں کے پاس آئے اور تمہارے ساتھ اس بارے میں بحث کریں کہ یہ لکڑی ہیں (تو وہ ثابت کر دیں گے) اور تم یہ گمان کرو گے کہ یہ لکڑی ہی ہیں۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْحَافِظُ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الضَّبِّيُّ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ ابْن اَبِي شَيْخٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الحنفي عَن ابي عباد الْكُوفِيِّ قَالَ قَالَ لِي الْاَعْمَشُ كَيْفَ تَرَكَ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي اَبَا حَنِيفَةَ قَوْلَ ابْنِ مَسْعُودٍ بَيْعُ الْاَمَةِ طَلاقُهَا قُلْتُ لَهُ تَرَكَهُ لِحَدِيثِكَ الَّذِي حَدَّثْتَهُ بِهِ فَقَالَ وَاَيُّ حَدِيثٍ فَقُلْتُ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّكَ حَدَّثْتَهُ بِهِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَرِيرَةَ حِينَ بِيعَتْ وَاُعْتِقَتْ خُيِّرَتْ [1] فَقَالَ الْاَعْمَشُ اِنَّ اَبَا حَنِيفَةَ لَفَقِيهٌ وَاَعْجَبَهُ ذٰلِكَ

ابو عباد کوفی بیان کرتے ہیں: اعمش نے مجھ سے کہا: تمہارے ساتھی یعنی امام ابوحنیفہ نے کیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو مسترد کر دیا کہ کنیز کو فروخت کرنا ہی اُس کو طلاق شمار ہوتا ہے۔ میں نے اُن سے کہا: اُنہوں نے اِس قول کو اُس حدیث کی وجہ سے ترک کیا ہے' جو آپ نے اُنہیں بیان کی ہے' اعمش نے دریافت کیا: وہ کون سی حدیث ہے؟ میں نے کہا: وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اُنہیں یہ حدیث بیان کی ہے: ابراہیم نخعی نے اسود کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے: جب سیّدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو فروخت کرنے کے بعد آزاد کر دیا گیا' تو اُنہیں (اپنے شوہر سے علیحدگی کا) اختیار دیا گیا تھا' تو اعمش نے کہا: امام ابوحنیفہ واقعی فقیہ تھے اور اعمش نے اس (دلیل) پر حیرانگی کا بھی اظہار کیا۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيلَ الضِّرَارِيُّ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا عبد الرَّحْمَن المقرء يَقُول وَاخْتلف النَّاس عِنْده قوم فَقَالَ قَوْمٌ حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ قَوْمٌ لا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ فَقَالَ الْمُقْرِءُ وَيْحَكُمْ اَتَدْرُونَ مَنْ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا مِثْلَ اَبِي حَنِيفَةَ

محمد بن اسماعیل ضراری بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابوعبدالرحمٰن مقری کے سامنے کچھ لوگوں کے درمیان اختلاف ہو گیا' کچھ لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ آپ امام ابوحنیفہ کے حوالے سے ہمیں کوئی حدیث بیان کریں' جبکہ کچھ دوسرے لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ ہمیں ایسی روایات کی ضرورت نہیں ہے۔ تو مقری نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو! کیا تم جانتے ہو کہ ابوحنیفہ کون تھے؟ میں نے ابوحنیفہ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

---

(1) "یعنی اگر اُس کو فروخت کرنا اُس کی طلاق شمار ہوتا' تو یہاں اختیار دینے کی کوئی گنجائش نہ ہوتی"۔

قَالَ الطَّبَرِیُّ ونا عبد الله بن اَحْمد ابْن شبویه (۱) قَالَ نَا اَبِی قَالَ نَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْن بن وَاقد عَن عَمه الحكم ابْن وَاقِدٍ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا حَنِیفَةَ یُفْتِی مِنْ اول النَّهَار الی ان یعلی النَّهَارُ فَلَمَّا خفَّ عَنْهُ النَّاسُ دَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ یَا اَبَا حَنِیفَةَ لَوْ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فِی مَجْلِسِنَا هَذَا ثُمَّ وَرَدَ عَلَیْهِمَا مَا وَرَدَ عَلَیْكَ مِنْ هَذِهِ الْمَسَائِلِ الْمُشْكَلَةِ لَكَفَّا عَنْ بَعْضِ الْجَوَابِ وَوَقَفَا عَنْهُ فَنظَرَ اِلَیْهِ(۲) وَقَالَ اَمَحْمُومٌ اَنْتَ یَعْنِی مُبَرْسَمًا (۳)

حکم بن واقد بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا کہ وہ دن کے ابتدائی حصہ سے لے کر دوپہر تک فتویٰ دیتے رہے‘ جب لوگ اُن کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے تو میں اُن کے قریب ہوا اور میں نے کہا: اے ابوحنیفہ! اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہماری اس محفل میں موجود ہوتے اور ان دونوں حضرات سے وہ مشکل سوالات پوچھے جاتے‘ جو آپ سے پوچھے گئے ہیں‘ تو یہ دونوں حضرات بعض مسائل کا جواب دینے سے رُک جاتے اور اُن کے بارے میں توقف کرتے۔ تو امام ابوحنیفہ نے اُس شخص

(۱) نسخہ ''ا'' میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے‘ جبکہ نسخہ ''ک'' میں ''......بن شبرمہ ہے‘‘ جبکہ مطبوعہ نسخہ میں ''......بن سیبویہ ہے''۔

(۲) نسخہ ''ک'' میں‘ نسخہ ''د'' میں‘ نسخہ ''ا'' اور مطبوعہ میں اسی طرح ہے اور سیاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں یہ الفاظ ہیں: ''اُنہوں نے میری طرف دیکھا''۔

(۳) اس سے مراد یہ ہے کہ کیا وہ تم برسام کے مریض ہو۔ ''المعجم الوسیط'' میں یہ تحریر ہے: ''برسام سے مراد ذات الجنب کی بیماری ہے اور یہ ایک ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان کی رائے کمزور ہو جاتی ہے اور یہ روایت تینوں مخطوطوں اور مطبوعہ میں اسی طرح منقول ہوئی ہے اور یہ ''باب: ابوحنیفہ کے فضائل اور اُن کے بارے میں روایات کا مجموعہ'' کے آخر میں تحریر ہے‘ حالانکہ اس کے آخر کے حساب سے اسے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا‘ اسے اس کے بعد والے بعد والے باب میں ہونا چاہیے تھا'' ''یعنی باب: اس بات کا تذکرہ جو امام ابوحنیفہ کی مذمت بیان کی گئی ہے اور اُن پر اس حوالے سے جو تنقید کی گئی ہے''۔ تو یہ باب اس روایت کے مکمل ہو جانے کے بعد شروع ہو رہا ہے‘ لیکن تینوں نسخوں میں اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ یہ روایت اس باب سے پہلے ہے اور یہ باب اُس روایت کے بعد ہے‘ تو ہوسکتا ہے کہ اصل بنیادی نسخہ جس سے تینوں نسخے نقل کیے گئے ہیں اُس میں کوئی سہو آ گیا ہو جو اس عنوان کے بارے میں ہوگا: ''اس بات کا تذکرہ کہ امام ابوحنیفہ پر جس حوالے سے تنقید کی گئی ہے'' اور وہ اس روایت کے بعد ہو‘ تو بعد والوں نے اسی کی اتباع کر لی اور کوئی انتباہ نہیں کیا‘ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تمہیں برسام کی شکایت ہے؟ (یعنی تمہارا ذہنی توازن ٹھیک ہے)۔

بَابُ ذِکْرِ بَعْضِ مَا ذُمَّ بِهِ اَبُو حنيفة وَطعن عَلَيْهِ فِيهِ (۱)

(52) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن حوالوں سے مذمت کی گئی ہے اور اُن پر جو طعن کیا گیا ہے' اُن میں سے بعض چیزوں کا تذکرہ

نَا عبد الوارث قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ يَضْرِبُ لِحَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ

---

(۱) یہاں نسخہ ''ک'' میں صفحہ 82 پر متن کے ان الفاظ ''اس بات کا تذکرہ کہ امام ابوحنیفہ پر جس حوالے سے تنقید کی گئی ہے'' کے مقابل ایک تعلیق تحریر ہے' جو اس نسخہ کے کاتب کے خط میں ہے اور اُس کاتب کا نام اس تعلیق کے آخر میں آئے گا' وہ تعلیق یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ سے راضی ہو اور ہمیں اُن کے ذریعہ نفع عطا کرے' کسی بھی شخص کیلئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں کسی ایسی چیز کا عقیدہ رکھے' جو تنقیص کا باعث ہوتی ہے' یا جس کے ذریعہ مذمت کی جاتی ہے' مصنف نے یہاں جو کچھ نقل کیا ہے' ہم اُس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں اور میرا یہ اعتقاد ہے کہ امام ابوحنیفہ ان سب باتوں سے بری الذمہ ہیں' یہ ابوبکر بن ابراہیم سامی مالکی نے تحریر کی ہے''۔

اسی نسخہ میں (اصل عربی متن کے) صفحہ 98 پر ایک اور تعلیق بھی ہے' جو یہ ہے:

''میں نے اس جزء کا شروع سے لے کر آخر تک مکمل مطالعہ کیا ہے' ماسوائے امام ابوحنیفہ کے بارے میں مصنف کے اس بیان کے ''اس بات کا تذکرہ کہ امام ابوحنیفہ پر جس حوالے سے تنقید کی گئی ہے'' میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں' وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا محتاج ہے' یعنی احمد بن احمد ہردی مالکی ازہری' اُس نے ربیع الاوّل کے مہینہ میں 709 ہجری میں اسے پڑھا''۔ مخطوطہ ''ک'' میں جو کچھ تحریر تھا' وہ یہاں ختم ہو گیا' یہ اس باب پر تعلیق تحریر کی گئی تھی' جو اس باب کے آغاز میں اور کتاب کے اختتام میں ہے۔

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: یہاں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنی بصیرت رکھنے والے قاری کے سامنے اس باب کے مطالعہ سے پہلے ایک جامع اور بہترین بات تحریر کر دوں' جو ایک نفع دینے والا عمومی قاعدہ ہے' جسے ہمارے شیخ الشیوخ علامہ محقق محدث فقیہ شبیر احمد عثمانی نے اپنی کتاب ''فتح الملہم فی شرح صحیح مسلم'' کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے' جو ہندی مطبوعہ نسخہ کے صفحہ 73/1 پر ہے اور کراچی سے 1393 ہجری میں شائع ہونے والے مستقل' علیحدہ مقدمہ کی شکل میں شائع ہونے والی کتاب کے صفحہ 174 پر ہے' میں اُسے یہاں نقل کروں گا اور محفوظ رکھنے والے قاری سے یہ اُمید رکھوں گا کہ ←

الْاَمْثَالَ فَیَرُدُّهُ بَلَغَهُ اَنِّی حُدِّثْتُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انه قَالَ (البیعان بِالْخِیَارِ مالم یَتَفَرَّقَا) فَقَالَ اَبُو حَنِیفَةَ اَرَاَیْتَ اِنْ کَانُوا فی سفینة فکیف یفترقون

ابراہیم بن بشار رمادی بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہؒ نبی

وہ اسے ہمیشہ ذہن میں رکھے گا اور یاد رکھے گا کیونکہ یہ چیز اقوال کا وزن کرتے ہوئے پلڑے کی حیثیت رکھتی ہے خاص طور پر وہ اقوال جو اکابرین کے بارے میں جرح کے حوالے سے صادر ہوئے ہیں علامہ عثمانی فرماتے ہیں:

''تم لوگ یہ بات جان لو! کہ جن لوگوں نے ہمارے امام ابوحنیفہ کے بارے میں طعن کیا ہے اور ان پر تنقید کی ہے جن کا تعلق اُن کے معاصرین میں سے ہے ہم اُن لوگوں کے بارے میں بھلائی کا گمان رکھتے ہیں کیونکہ ایسا مؤمن جس کے مزاج میں تیزی ہو اور وہ اپنی نیت میں سچا ہو جب کسی معروف شخصیت کے حوالے سے اُس تک کوئی چیز پہنچتی ہے جس کے بارے میں یہ بیان کیا گیا ہوتا ہے کہ اُس معروف شخصیت کا مؤقف دین کو منہدم کرنے کے مترادف ہے اور نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو مسترد کرنے کے مترادف ہے تو اگرچہ حقیقت میں ایسا نہ ہو لیکن اُس مؤمن کو دینی غیرت اپنی لپیٹ میں لیتی ہے اور اسلامی حمیت اُسے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اُس کے اندر اُس قائل کے بارے میں غصہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اُس قائل شخص کو ناپسند کرنا شروع کرتا ہے تو یہ چیز اُسے دوسرے شخص کے بارے میں اعتراضات کرنے اور اُس کے بارے میں شدید مؤقف اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اور اُس دوسرے شخص کے حق میں ایسے اقوال بیان کرنے پر مجبور کرتی ہے جو سخت ہوتے ہیں کیونکہ اُس کا گمان یہی ہوتا ہے کہ دوسرے شخص نے جو طرزِ عمل اختیار کیا ہے وہ دین سے دوری اور شریعت کے حوض سے دور کرنے کے مترادف ہے اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' کے مقدمہ میں ملاقات کی شرط ہونے کی بحث میں امام بخاری کے بارے میں جو کلام کیا ہے تو اس حوالے سے امام مسلم کا گمان یہ تھا کہ وہ بنیادی اصول جو امام بخاری نے مرتب کیا ہے اگر اُسے صحیح مان لیا جائے تو اُس سے یہ لازم آئے گا کہ احادیثِ صحیحہ کا ایک بڑا ذخیرہ مسترد کر دیا جائے اور اُسے کمزور قرار دیا جائے اس لیے اُنہوں نے یہ گفتگو کرتے ہوئے شدت سے اس بات کا انکار کیا ہے اور اس مؤقف کے قائل کے بارے میں ممکنہ طور پر سخت ترین الفاظ استعمال کیے ہیں اگرچہ عام شارحین نے اس بارے میں امام بخاری کے مسلک کو ترجیح دی ہے اور اُسے درست قرار دیا ہے لیکن امام مسلم کی سختی اور شدت کے حوالے سے اُنہیں کوئی ملامت نہیں کی ہے''۔

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ امام مسلم نے جو تنقید کی ہے وہ علی بن مدینی پر کی ہے جیسا کہ میں نے حافظ ذہبی کی کتاب ''الموقظہ'' کے آخر میں صفحہ 134 سے 140 تک تیسرے ''تتمہ'' میں بیان کیا ہے یہ کتاب اصطلاحاتِ حدیث کے بارے میں ہے۔

←

اکرم ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں مثالیں پیش کر کے اُس حدیث کو مسترد کر دیتے تھے' اُنہیں یہ پتا چلا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

(علامہ عثانی کہتے ہیں:) اسی طرح صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات اور فتنے رونما ہوئے' اُس کی بھی بنیاد تاویل اور اجتہاد تھی' کیونکہ اُن میں سے ہر فریق یہ گمان کرتا تھا کہ اُس پر وہی کرنا لازم ہے جس کی طرف وہ گیا ہے اور وہی موافق ہے اور مسلمانوں کے معاملات کے لیے یہی زیادہ بہتر ہے' تو یہ چیز ان حضرات کے لیے طعن کا باعث نہیں بن سکتی' آپ اس حوالے سے حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ کا جائزہ لے سکتے ہیں' آپ اس میں غور وفکر کریں گے' تو آپ کو اس میں وہ چیز ملے گی' جو ذہن میں پیدا ہونے والے خلجان کیلئے شفاء کی حیثیت رکھتی ہے' وہ خلجان جو صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے اور ثقہ ائمہ کے باہمی اختلافات کے حوالے سے پیدا ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے یہ ناپسندیدگی ہوتی ہے' جو بڑھتی ہے اور مستحکم ہو جاتی ہے' بعض اوقات یہ حد سے تجاوز کر جاتی ہے' اور یہ ایک بڑا حجاب بن جاتی ہے' جو آدمی اور تحقیقِ حال کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے' وہ حقیقتِ حال' جو نفسِ امر میں ہوتی ہے' ایسی صورت میں ناپسندیدہ کرنے والا شخص ہر اُس چیز سے اغماض برتتا ہے' جو ناپسندیدہ شخصیت کی خوبیوں یا مناقب کے حوالے سے سامنے آتی ہے' اور پھر وہ اُس کی کوتاہیوں کے حوالے سے تساہل سے کام لیتا ہے (یعنی اُن کی تحقیق نہیں کرتا) اور حقیقتِ حال کو جاننے کے لیے تلاش و تحقیق کی کوشش نہیں کرتا' کہ حال واضح ہو سکے اور نہ ہی ناپسندیدہ شخصیت کے صحیح محمل کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے' کیونکہ شدید ناپسندیدگی اور اسی طرح شدید محبت بھی غلو اور اسراف کی بنیاد بنتے ہیں' اعتدال کو ترک کرنے کی بنیاد بنتے ہیں اور سیدھے راستہ سے لاتعلق ہونے کی بنیاد بن جاتے ہیں' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ اہلِ ایمان کو اس بات سے منع کیا ہے:

''اے ایمان والو! تم انصاف کرنے والے بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ کیلئے گواہ بن جاؤ خواہ یہ گواہی تمہارے اپنے خلاف ہو' یا تمہارے ماں باپ کے خلاف ہو یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو''۔

''کوئی شخص خوشحال ہو' یا تنگدست ہو' تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں کے بارے میں زیادہ بہتر جانتا ہے' تم عدل سے کام لینے میں نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو' تم لوگ عدل سے کام لو' یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے''۔

یہ نعیم بن حماد ہیں' جو امام بخاری کے اساتذہ میں سے ایک ہیں' جن سے امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں روایات ←

''خرید وفروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اُس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے''۔

تو امام ابوحنیفہ نے کہا: اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کہ اگر وہ لوگ کسی کشتی میں موجود ہوں تو وہ ایک دوسرے سے کیسے جدا ہوں گے؟

نَا عبد الوارث قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْر نَا ابو عبد الله المعيطى قَالَ نَا ابو اُسَامَة قَالَ مرقوم على رَقَبَة فَقَالَ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَقَالُوا مِنْ عِنْدِ اَبِى حَنِيفَةَ جِئْنَا فَقَالَ يَكْفِيكُمْ مِنْ رَاْيِهِ من مامضغتم وترجعون الى اهليكم بِغَيْر ثِقَة

ابواسامہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں کا گزر رقبہ بن مصقلہ کے پاس سے ہوا' تو رقبہ نے دریافت کیا:

نقل کی ہیں اور اُن پر اعتماد کیا ہے' اُنہوں نے امام ابوحنیفہ پر تنقیدی روایات نقل کرنے میں زیادہ تر اعتماد انہی پر کیا ہے' جیسا کہ کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' میں دیکھا جا سکتا ہے' اس نعیم بن حماد کے بارے میں امام ذہبی نے ''میزان الاعتدال'' 268/4 پر ازدی کے حوالے سے یہ بات تحریر کی ہے کہ یہ شخص سنت کو تقویت دینے کیلئے جھوٹی روایات ایجاد کیا کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں جھوٹی حکایات بیان کیا کرتا تھا' جو سب جھوٹ ہوتی تھیں''۔ محقق عثمانی کا کلام یہاں ختم ہو گیا۔

علامہ شیخ طاہر جزائری کی کتاب ''توجیہ النظر الی اصول الاثر'' میں صفحہ 755/2 پر یہ تحریر ہے:

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ روایت بالمعنی کا بہت سے علماء کو شدید نقصان ہوا اور اُن کے علوم کے اختلاف کی وجہ سے اس حوالے سے شکایت کی صورتِ حال پیدا ہو گئی اور اس کا زیادہ تر نقصان حدیث اور فقہ میں ہوا' کیونکہ ان دونوں کا معاملہ نہایت اہم ہے' تو بہت سے جلیل القدر اہلِ علم کی طرف کئی ایسی باتیں منسوب کی گئیں' جو درستگی سے بہت دور تھیں اور ان باتوں کو اُن کے مخالفین نے اُن پر طعن کا باعث بنا لیا اور اُن سے دور کرنے کا ذریعہ بنا لیا' لیکن تفصیلی تحقیق اور تلاش کے بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ ان اہلِ علم نے تو یہ باتیں کہی ہی نہیں ہیں' بلکہ ان کی طرف جو اقوال منسوب کیے گئے ہیں وہ روایت کرنے والے شخص نے ان کے حوالے سے معنوی طور پر نقل کر دیئے تھے' تو ان حضرات نے جو کہا تھا' اس کی وضاحت کرنے میں راوی سے کوتاہی ہوئی' جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا۔ اس لیے ہر سمجھدار شخص کیلئے یہ مناسب ہے کہ وہ مشہور شخصیات جو سمجھداری کے حوالے سے معروف ہوں' اُن پر محض اس وجہ سے اعتراض نہ کرے کہ اُن کے حوالے سے کوئی قول اُس تک پہنچا ہو' جو کسی شخص نے اُن سے سنا تھا' بلکہ اُسے اس بارے میں تحقیق کرنی چاہیے' ورنہ یہ بات ملامت کے زیادہ لائق ہو گی (کہ اُس نے تحقیق کیوں نہیں کی)''۔

تو آپ اس چیز کو یاد رکھیں اور اس باب کو پڑھنے سے پہلے (اصل عربی متن کے) صفحہ 276 پر مؤلف ابوعمر بن عبدالبر کے کلام کو پڑھ لیں اور میں نے اُس پر اُس کے آخر میں جو تعلیق تحریر کی ہے' اُس کا بھی مطالعہ فرما لیں۔

تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا: امام ابوحنیفہ کے پاس سے ہم آ رہے ہیں' تو رقبہ نے کہا: اُس کی رائے میں سے تمہارے لیے وہی چیز کافی ہے جو تم نے چبا لی (یعنی حاصل کر لی) ہے اور تم اپنے اہل خانہ کی طرف ایسی حالت میں واپس جاؤ گے کہ تم ثقہ نہیں ہو گے۔

نَا عبد الوارث نَا قَاسِمٌ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِمِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيدُ قَالَ اُرِيدُ اَبَا حَنِيفَةَ قَالَ يَكْفِيكَ مِنْ رَاْيِهِ مَا مَضَغْتَ وَتَرْجِعُ اِلَى اَهْلِكَ بِغَيْرِ ثِقَةٍ

سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسعر بن کدام کے پاس سے گزرا' تو اُنہوں نے دریافت کیا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا: امام ابوحنیفہ کے پاس! تو مسعر نے کہا: اُس کی رائے میں سے تمہارے لیے وہی چیز کافی ہے جو تم نے چبا لی (یعنی حاصل کر لی) ہے اور تم اپنے اہلِ خانہ کی طرف ایسی حالت میں واپس جاؤ گے کہ تم ثقہ نہیں ہو گے۔

قَالَ اَحْمَدُ بن زُهَيْر ونا مُوسَى بن اسمعيل قَالَ نَا اَبُو عَوَانَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ سُئِلَ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَمَا سُئِلَ عَنْ شيء اِلا قَالَ حَلالٌ فَسُئِلَ عَنِ السَّكَرِ (1) فَقَالَ حَلالٌ فَقُلْتُ يَا هَؤُلاءِ اِنَّهَا زَلَّةٌ مِنْ عَالِمٍ فَلا تَاْخُذُوا عَنْهُ

ابوعوانہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو سنا' اُن سے کچھ مشروبات کے بارے میں دریافت کیا گیا' اُن سے جس بھی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ یہ حلال ہے! یہاں تک کہ اُن سے سکر (نامی مشروب) کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: یہ حلال ہے! میں نے کہا: اے لوگو! یہ تو اس عالم کی لغزش ہے' تو تم اس سے علم حاصل نہ کرو۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ نَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مَسْعَدَةَ بْنَ الْيَسَعِ الْبَصْرِيَّ يَقُولُ قَالَ ابْنُ جريج لابی حنيفَة اجهد جهدك هَات مسئلة لَا اَرْوِى لَكَ فِيهَا شَيْئًا

(1) ہمارے استاد علامہ کوثری نے "تانیب الخطیب" میں صفحہ 96 پر یہ تحریر کیا ہے: اس میں دو زبریں ہیں اور پینے سے مراد کھجور کا پانی ہے' یہ حلال ہے' جب تک اس میں شدت پیدا نہیں ہوتی اور جھاگ نہیں بن جاتا' اس بات پر اتفاق ہے' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم اُس کے ذریعہ نشہ آور چیز اور اچھا رزق حاصل کرتے ہو"۔

مسعدہ بن یسع بصری بیان کرتے ہیں: ابن جریج نے امام ابوحنیفہ سے کہا: تم اپنی سی کوشش کرلو اور ایک مسئلہ ایسا پیش کردو جس کے بارے میں میں نے تمہیں کوئی روایت نہ سنائی ہو۔

قَالَ وَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمنِ بْنُ مَهْدِيّ سَاَلْتُ سُفْيَانَ عَنْ حَدِيثِ عَاصِمٍ فِي الْمُرْتَدَّةِ فَقَالَ اَمَّا مِنْ ثِقَةٍ فَلا قَالَ ابْنُ اَبِي خَيْثَمَةَ وَكَانَ اَبُو حَنِيفَةَ يروی حَدِيث الْمُرْتَدَّة عَنْ عَاصِم الاحول

امام احمد بن حنبل نے عبدالرحمٰن بن مہدی کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے سفیان سے مرتد عورت کے بارے میں عاصم کی نقل کردہ حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو اُنہوں نے جواب دیا: یہ کسی ثقہ راوی سے منقول نہیں ہے۔ ابن ابوخیثمہ بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ' مرتد عورت کے حکم سے متعلق روایت کو عاصم احول سے نقل کرتے تھے۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ كَانَ اَبِي يَقْرَاُ عَلَيْنَا فِي اَصْلِ كِتَابِهِ حَدِيثَ اَهْلِ الْكُوفَةِ فَاِذَا مَرَّ بِالْاَحَادِيثِ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ لَمْ يَقْرَاْهَا عَلَيْنَا

احمد بن زہیر بیان کرتے ہیں: میرے والد اپنی اصل نوٹ کی ہوئی تحریر سے اہلِ کوفہ سے منقول روایات ہمیں پڑھ کر سناتے تھے' جب اُن کا گزر اُن روایات سے ہوا' جو امام ابوحنیفہ سے منقول ہیں' تو اُنہوں نے ہمیں وہ روایات پڑھ کر نہیں سنائیں۔

نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا قَاسِمٌ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا رَاَيْتُ احدا اجرا على اللّٰهِ مِنْ اَبِي حَنِيفَةَ اَتَاهُ رجل من اهل خُرَاسَان بِمِائَةِ الف مسئلة فَقَالَ انی اُرِيد اَن اسئلك عَنْهَا فَقَالَ هَاتِهَا قَالَ سَمِعت سُفْيَانُ فَهَلْ رَاَيْتُمْ اَحَدًا اَجْرَاَ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هَذَا (۱)

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: میں نے کسی کو بھی ابوحنیفہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جرات کرتے

(۱) خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" صفحہ 394/13 پر یہ روایت امام ابوحنیفہ کے حالات میں نقل کی ہے اور دوسری سند کے ساتھ نقل کی ہے اور ہمارے استاد علامہ زاہد الکوثری نے اپنی کتاب "تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب" صفحہ 97 اور 98 پر اس پر تعقب کرتے ہوئے یہ کہا ہے: اس کی سند میں قابلِ اعتراض باتیں پائی جاتی ہیں' پھر اُنہوں نے اُن سب باتوں کا ذکر کیا ہے' پھر ہمارے شیخ یہ فرماتے ہیں: اُن کی طرف جو قول منسوب ہے جو منقطع سند کے ساتھ منقول ہے' راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ اُس نے کس سے یہ روایت سنی ہے' اس لیے سفیان بن عیینہ ←

ہوئے نہیں دیکھا' خراسان سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اُن کے پاس ایک لاکھ سوالات لے کر آیا' اُس

اس کلام سے لاتعلق شمار ہوں گے' یہ بات قطعی ہے جبکہ اس کی سند کا جائزہ لیا گیا ہو' جہاں تک متن کا تعلق ہے تو اس سے کئی حوالوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ جھوٹا متن ہے اور ایجاد کیا ہوا ہے' کیونکہ اس طرح کی ایجاد کی ہوئی چیز کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور یہ بات اس بات کو دلالت کرتی ہے کہ یہ جھوٹ ہے' پہلی بات تو یہ ہے کی خراسان سے ایک شخص آتا ہے تاکہ وہ مختصر سے وقت میں امام ابوحنیفہ سے ایک لاکھ مسائل کے بارے میں دریافت کرے' اور امام ابوحنیفہ کسی وقفہ کے بغیر اُسے اس کے بارے میں جوابات بھی دے دیتے ہیں' یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے' اور اسے ایجاد کرنے والے شخص کو شاید یہ بھی پتا نہیں ہے کہ ایک لاکھ کی مقدار ہوتی کتنی ہے؟ جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ مسائل دریافت کیے۔ جن فقہی مسالک کو بعد میں تدوین کیا گیا' اُن کے تدوین کیے ہوئے مسائل' فروعی مسائل کی مقدار بعد کی صدیوں میں بھی کہاں تک پہنچی تھی؟ اور اتنے مسائل کو محفوظ کرنے کیلئے کتنی جلدیں درکار ہوں گی جن میں صرف یہ مسائل تدوین کیے جائیں' اور صرف سوالات ہوں اور ان کے جوابات نہ ہوں اور ان کے دلائل نہ ذکر کیے گئے ہوں اور ان کے درمیان موازنہ نہ کیا گیا ہو' اب آپ خود سوچ لیں کہ اتنی تعداد والے مسائل کے بارے میں یہ ممکن ہے کہ ایک مجہول شخص اُن سوالات کو ظاہر کردیتا ہے' جو خراسان سے آتا ہے' تاکہ وہ امام ابوحنیفہ سے اُن مسائل کے بارے میں دریافت کرے اور پھر اُن کے جوابات لے کر خراسان جائے کہ اُس نے امام ابوحنیفہ سے سماع کے طور پر ان کے جوابات حاصل کر لیے ہیں۔ اس خیال کا تصور کرنا ہی معقولیت کی حد سے باہر نکلنے کے مترادف ہے' تو وہ ذات پاک ہے جس نے عقلِ سلیم دی ہوئی ہے۔

ہمارے شیخ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ اگر یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ امام ابوحنیفہ نے ان مسائل کا جواب دیا تھا' تو یہ چیز اُن کی خصوصیت شمار ہوگی' اُن پر تنقید کا باعث شمار نہیں ہوگی' کیونکہ امام ابوحنیفہ کا زیادہ فتوے دینا جرأت اور زیادتی نہیں ہے' بلکہ اس لیے ہے کہ استفتاء کے منصب پر فائز تھے اور ان پر یہ بات لازم تھی کہ وہ ان کے جوابات دیں۔

خطیب بغدادی نے بذاتِ خود اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب ''الفقیہ والمتفقہ'' میں ابن سماعہ کے حوالے سے امام ابویوسف کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص علم کی کسی بات کے بارے میں کلام کرے اور اُس کی تقلید کرے اور یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں مجھ سے حساب نہیں لے گا کہ تم نے اللہ کے دین کے بارے میں کیسے فتویٰ دیا' تو اس کے لیے اس کی ذات اور اس کا دین سہل ہو جائیں گے۔

اُنہوں نے اس سند کے ساتھ اُس کتاب میں یہ بات بھی تحریر کی ہے کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا اور یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ علم ضائع ہو جائے گا' تو میں کوئی فتویٰ نہ دیتا کہ سہولت اُس پر آجاتی اور بوجھ مجھ پر آجاتا۔

تو کیا ایسے شخص کے بارے میں یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ فتویٰ دینے میں جرأت کا اظہار کرتا ہوگا؟

نے کہا: میں آپ سے ان کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں‘ تو ابوحنیفہ نے کہا: تم اُنہیں پیش کرو!
سفیان کہتے ہیں: کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس سے زیادہ جرات کا اظہار کرتا ہو!

قَالَ وَنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ الرَّمَادِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ يَضْرِبُ لِحَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَمْثَالَ فَيَرُدُّهُ بِعِلْمِهِ حَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا) فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانُوا فِي سَفِينَةٍ كَيْفَ يَفْتَرِقُونَ قَالَ سُفْيَانُ هَلْ سَمِعْتُمْ بِشَرٍّ مِنْ هَذَا

ابراہیم بن بشار رمادی بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ‘ نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں مثالیں پیش کیا کرتے تھے اور اپنے علم کی بنیاد پر حدیث کو مسترد کر دیتے تھے‘ میں نے اُنہیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول یہ حدیث سنائی:

’’خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار اُس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ دونوں جدا نہیں ہو جاتے‘‘۔

تو امام ابوحنیفہ نے کہا: ایسی صورت کے بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہوگی؟ کہ اگر وہ لوگ کسی کشتی میں سوار ہوں تو ایک دوسرے سے کیسے جدا ہوں گے؟ سفیان کہتے ہیں: کیا تم لوگوں نے اس سے زیادہ بُری کوئی بات سنی ہے؟

قَالَ اَبُو عُمَرَ كَثِيرٌ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيثِ اسْتَجَازُوا الطَّعْنَ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ لِرَدِّهِ كَثِيرًا مِنْ اَخْبَارِ الْآحَادِ الْعُدُولِ لِاَنَّهُ كَانَ يَذْهَبُ فِي ذَلِكَ اِلَى عَرْضِهَا عَلَى مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَحَادِيثِ وَمَعَانِي الْقُرْآنِ فَمَا شَذَّ عَنْ ذَلِكَ رَدَّهُ وَسَمَّاهُ شَاذًّا وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ اَيْضًا يَقُولُ الطَّاعَاتُ مِنَ الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا لَا تُسَمَّى اِيمَانًا وَكُلُّ مَنْ قَالَ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ الْاِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ يُنْكِرُونَ قَوْلَهُ وَيُبَدِّعُونَهُ بِذَلِكَ وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ مَحْسُودًا لِفَهْمِهِ وَفِطْنَتِهِ وَنَذْكُرُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مِنْ ذَمِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ مَا يَقِفُ بِهِ النَّاظِرُ فِيهِ عَلَى حَالِهِ عَصَمَنَا اللّٰهُ وَكَفَانَا شَرَّ الْحَاسِدِينَ آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (1)

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) بہت سے محدثین نے امام ابوحنیفہ پر اس حوالے سے اعتراضات

(1) میں یہ کہتا ہوں کہ امام ابن عبدالبر پر رحم کرے! اُنہوں نے ان مختصر کلمات کی تلخیص کی ہے‘ جو امام ابوحنیفہ پر طعن کا باعث بنتے ہیں‘ وہ طعن جو اہلِ حدیث اُن پر کرتے ہیں تو انہوں نے اس کے تین اسباب ذکر کیے ہیں: ←

کیے ہیں کہ اُنہوں نے عادل راویوں سے منقول بہت سی اخبارِ آحاد کو مسترد کر دیا اور وہ ان مسائل کے بارے میں اُس چیز کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں' جو روایات اور قرآن کے معانی اُن تک پہنچے ہیں' جو

پہلی بات یہ ہے کہ اخبارِ احاد پر عمل کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے' جیسا کہ اُنہوں نے وضاحت کر دی ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ نیک اعمال' ایمان کا حصہ نہیں ہیں اور تیسری بات یہ ہے: امام ابو حنیفہ اپنی سمجھداری اور فہم کے حوالے سے لوگوں کے حسد کا شکار ہوئے' پھر اُنہوں نے دعا کرتے ہوئے یہ کہا ہے: ''اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور حسد کرنے والوں کے شر سے ہماری عافیت رکھے۔ آمین! اے تمام جہانوں کے پروردگار''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)
علمِ حدیث کے ماہرین ائمہ اور ناقدین کے نزدیک یہ ایک طے شدہ معاملہ ہے کہ ان اسباب میں سے' یا اس جیسے اسباب میں سے کوئی ایک سبب بھی اگر پایا جاتا ہو تو طعن کرنے والے کا طعن اُس شخص کے حوالے سے ساقط الاعتبار ہو جائے گا' جس کے بارے میں اُس نے طعن کیا ہے۔ امام حافظ ذہبی نے اپنی کتاب ''میزان الاعتدال'' صفحہ 111/1 پر حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی کے حالات میں یہ بات تحریر کی ہے:
''معاصرین کے بارے میں معاصرین کے کلام کی پروا نہیں کی جائے گی' بطورِ خاص اُس صورت میں جب یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ بیان کسی دشمنی' اختلاف یا حسد کی وجہ سے ہے۔ اس چیز سے نجات صرف اُس شخص کو مل سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے' میرے علم کے مطابق کسی بھی زمانہ کے لوگ اس سے بچے نہیں ہیں' صرف انبیاء اور صدیقین کا معاملہ مختلف ہے' اگر میں چاہوں تو اس حوالے سے کئی رجسٹر تحریر کر سکتا ہوں' اے اللہ! تُو ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کیلئے کھوٹ نہ ڈالنا' جو ایمان لائے' اے ہمارے پروردگار! بے شک تُو مہربان اور رحم کرنے والا ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)
علامہ عبدالحی لکھنوی نے اپنی کتاب ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' میں پچیسویں فائدہ میں یہ بات تحریر کی ہے' آپ اس کو ملاحظہ فرمالیں۔
امام ذہبی نے ہی ''میزان الاعتدال'' میں صفحہ 256/3 پر ہشام بن عمار سلمی دمشقی کے حالات میں یہ بات تحریر کی ہے:
''معاصر علماء ایک دوسرے کے بارے میں مسلسل کلام کرتے آئے ہیں جو اُن کے اجتہاد کے حساب سے ہوتا ہے اور ہر شخص کے کسی قول کو اختیار کیا جائے گا اور کسی قول کو ترک کر دیا جائے گا' صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ مختلف ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)
تو اب مناسب یہ ہے کہ امام ذہبی کے اس کلام کو ملاحظہ فرمالیں اور اُن اسباب کا مطالعہ فرمالیں جنہیں ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے جو اُن روایات کو پڑھنے کے حوالے سے ہے' جو پہلے بھی گزر چکی ہیں اور جو آگے بھی آئیں گی' جو امام ابو حنیفہ کی مذمت کے بارے میں ہیں' تاکہ آپ کو صورتِ حال کے بارے میں بصیرت حاصل ہو جائے' اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کا خیال رکھے!

←

روایات شاذ ہوں' اُنہیں وہ شاذ قرار دے کر مسترد کر دیتے ہیں اور اس کے ہمراہ وہ یہ بھی کہتے ہیں: ہر طرح کی اطاعت جیسے نماز اور دیگر عبادات ان کو ایمان کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اہلِ سنت میں سے جو لوگ بھی اس بات کے قائل ہیں: ایمان قول اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے' وہ لوگ امام ابوحنیفہ کے اس قول کا انکار کرتے ہیں اور وہ لوگ اس حوالے سے امام ابوحنیفہ کو بدعتی قرار دیتے ہیں' بہرحال ان سب باتوں کے ہمراہ اپنے فہم اور سمجھداری کے حوالے سے امام ابوحنیفہ سے حسد بھی کیا جاتا ہے' ہم نے اپنی اس کتاب میں امام ابوحنیفہ کی مذمت اور اُن کی تعریف کے بارے میں (منقول ہر قسم کی روایات) ذکر کر دی ہیں جن کا جائزہ لینے والا شخص اُن کی صورتِ حال سے واقفیت حاصل کر لے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے اور حاسدوں کے شر کے حوالے سے ہمارے لیے کفایت کرے! آمین! اے تمام جہانوں کے پروردگار!

فَمِمَّنْ طَعَنَ عَلَيْهِ وجرحه ابو عبد الله مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ (۱) فَقَالَ فِي

یہ وہ طعن ہیں' جو ایجاد کیے ہوئے ہیں' جنہیں خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے اور اس سے کئی گنا نقل کیے ہیں' اُنہوں نے یہ سب اپنی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں امام ابوحنیفہ کے حالات کے تحت تیرھویں جلد میں نقل کیے ہیں' ہمارے شیخ محقق علامہ زاہد الکوثری نے اس پر بھرپور تنقید کی ہے اور وافی و شافی جواب دیا ہے' اُنہوں نے یہ سب اپنی کتاب ''تانیب الخطیب'' میں تحریر کیا ہے' تو ان جھوٹی روایات کی علتوں کی تحقیق اُس کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی مغفرت کرے' ان پر بھی رحم کرے اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحم کرے۔

(۱) شیخ ابوالفتاح کہتے ہیں: کئی علماء نے یہ بات ذکر کی ہے کہ امام بخاری' امام ابوحنیفہ کے خلاف تعصب اور مخاصمانہ جذبات رکھتے تھے' اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات پر رحم کرے! آپ مثال کیلئے حافظ زیلعی کی کتاب ''نصب الرایہ'' صفحہ 355/1 اور صفحہ 356 ملاحظہ فرما سکتے ہیں' جس میں اُنہوں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ کس طرح امام بخاری' امام ابوحنیفہ کے خلاف شدید تعصب رکھتے تھے اور اُن کے خلاف مخاصمانہ جذبات رکھتے تھے' اس کے علاوہ آپ محمد انور شاہ کشمیری کی کتاب ''فیض الباری'' 169/1 کا بھی جائزہ لے سکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ کے خلاف امام بخاری کے مخالفانہ جذبات کا جائزہ لینے کیلئے' آپ امام بخاری کی کتابوں کا جائزہ بھی اس کے ساتھ لیں' جیسے مثال کے طور پر ''تاریخ الصغیر'' کے صفحہ 158 اور 174 کو ملاحظہ فرمالیں' یہ قدیم ہندی مطبوعہ نسخہ کے صفحات ہیں' جو 1325 ہجری میں شائع ہوا تھا' اس کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ 156 اور 170 کو ملاحظہ فرمالیں' جو پاکستان میں لاہور سے شائع ہوا تھا لیکن اس پر سنِ اشاعت درج نہیں ہے' یا صفحہ 43/2 اور صفحہ 100 کو فرمالیں' جو مصر سے شائع ہونے والے نسخہ میں ہے' یہ نسخہ 1397 ہجری میں شائع ہوا تھا' امام بخاری نے ''صحیح بخاری'' میں تقریباً اٹھارہ مقامات پر تعریض کے طور پر امام ابوحنیفہ کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں: ''بعض لوگوں نے یہ کہا ہے'' اور اس سے مراد امام ابوحنیفہ لیتے ہیں۔ ←

کِتَابِہٖ فِی الضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوکِینَ اَبُو حَنِیفَۃَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْکُوفِیُّ قَالَ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ نَا

احناف سے تعلق رکھنے والے محدثین کے ایک گروہ نے امام بخاری کے ان اعتراضات کی تردید کی ہے جو اُن مسائل کے بارے میں ہے جن کے بارے میں اُنہوں نے اشارۃً امام ابوحنیفہ کا ذکر کیا ہے اور ان محدثین نے اس حوالے سے مختلف تصانیف تحریر کی ہیں جن میں سے ایک ہندوستان کے ایک بڑے محدث کی تصنیف ہے جس کا نام ''بعض الناس فی دفع الوسواس'' ہے یہ کانپور میں 1308 ہجری میں ہندوستان میں شائع ہوئی تھی اُس کے بعد دہلی میں اصح المطابع سے شائع ہوئی لیکن اس میں سنِ اشاعت نہیں ہے اس کے علاوہ ایک کتاب ''ایقاظ الاھواس فیما قالہ بعض الناس'' ہے جو 1321 ہجری میں مطبع نولکشور پریس لاہور سے شائع ہوئی۔ امام بدرالدین عینی نے اپنی کتاب ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' میں بھی اس حوالے سے اُن کی بھرپور تردید کی ہے اس کے علاوہ علامہ عبدالغنی غنیمی میدانی دمشقی جو 1222 ہجری میں پیدا ہوئے اور 1298 ہجری میں انتقال کیا جو علامہ ابن عابدین شامی کے شاگرد ہیں اور کتاب ''اللباب فی شرح الکتاب'' کے مصنف ہیں اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے: ''کشف الالتباس عما اوردہ البخاری علی بعض الناس'' ہے یہ انتہائی عمدہ کتاب ہے میں نے اس کتاب کی طباعت اور نشر واشاعت میں کوشش کی ہے یہ کتاب بیروت سے 1414 ہجری میں شائع ہوئی تھی تو امام بخاری کی امام ابوحنیفہ سے مخالفت ثابت شدہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کی وجہ کیا ہے؟

ہمارے شیخ علامہ ظفر احمد تھانوی جو ''اعلاء السنن'' کے مصنف ہیں اُنہوں نے اپنی کتاب ''قواعد فی علوم الحدیث'' صفحہ 380 پر یہ تحریر کیا ہے:

''امام ابوحنیفہ سے امام بخاری کے انحراف کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری نعیم بن حماد کے شاگرد ہیں جن پر دولابی نے یہ الزام عائد کیا ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کی مخالفت میں واقعات ایجاد کیا کرتے تھے یہ سب واقعات جھوٹے ہیں جیسا کہ اُن کا تذکرہ ''تہذیب التہذیب'' اور ''میزان الاعتدال'' میں آیا ہے تو شاید یہ ایک بنیادی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سے امام بخاری نے انحراف کیوں کیا تھا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی)

ہمارے شیخ نے جو بات بیان کی ہے اُس میں غور وفکر کی گنجائش ہے جس کا اندازہ ''تہذیب التہذیب'' 462/10 سے 463 میں نعیم بن حماد کے حالات کو پڑھ کر ہو جاتا ہے کہ نعیم بن حماد اگرچہ منکر روایات نقل کرنے والے شخص ہیں اور اُن کا امام ابوحنیفہ سے مخاصمت بھی ہے جیسا کہ اس فن کے ماہرین نے اس کی صراحت کی ہے اور اُن میں یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں اس کو آپ ان کے حالات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں جو ''تہذیب التہذیب'' میں ہیں یا ''سیر اعلام النبلاء'' 599/10 سے 602 تک ہیں اس کے علاوہ ''الرفع والتکمیل'' صفحہ 320 پر تحریر ہیں۔

ہمارے شیخ علامہ کوثری نے امام بخاری کے امام ابوحنیفہ سے تعصب کا ایک اور سبب بھی بیان کیا ہے وہ حازمی کی کتاب ''شروط الائمۃ الخمسہ'' صفحہ 56 پر اپنی تعلیق میں تحریر کرتے ہیں اس کے علاوہ اُنہوں نے اپنی کتاب ''حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی'' میں صفحہ 86 سے 89 تک جو حمص سے شائع ہوئی اُس میں تحریر کرتے ہیں اس کی تلخیص یہ ہے:

''امام بخاری نے پہلے وہ فقہی مسائل سیکھے تھے جو ذاتی آراء پر مبنی ہوتے ہیں اُنہوں نے اہل رائے سے تعلق ←

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ سَمِعَا سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ قِيلَ اسْتُتِيبَ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الْكُفْرِ

رکھنے والے بخارا کے فقہاء سے علمِ فقہ سیکھا تھا اور علمِ حدیث کی طلب میں سفر کرنے سے پہلے اُن کی ابتدائی مشائخ میں شیخ ابوالحفص بھی شامل ہیں اور یہ احمد بن حفص بن زبرقان عجلی بخاری ہیں۔ خطیب بغدادی کی ''تاریخ بغداد'' صفحہ 7/2 پر یہ مذکور ہے: امام بخاری نے ابن مبارک کی کتابیں یاد کر لی تھیں' وکیع کی کتابیں یاد کر لی تھیں اور ان لوگوں یعنی اہل رائے کی فقہ کے کلام سے واقفیت حاصل کر لی تھی' اُس وقت اُن کی عمر 16 سال تھی''۔

اسی کتاب میں صفحہ 11/2 پر یہ بھی تحریر ہے: امام بخاری نے شیخ ابوحفص الکبیر نامی ان صاحب سے ''جامع سفیان ثوری'' کا سماع بھی کیا تھا' اُنہوں نے ایک حکایت بھی ذکر کی ہے' جس میں شیخ ابوحفص الکبیر نے امام بخاری کے حافظہ کی عمدگی کی گواہی دی ہے حالانکہ امام بخاری اُن دنوں نوجوان تھے۔

جب امام بخاری نے سفر کا آغاز کیا اور جب وہ بخارا واپس تشریف لائے' تو اُن کے شہر کے علماء اُن سے حسد کرنے لگے' جیسا کہ ہر اُس شخص کے ساتھ ایسا ہوتا ہے' جو علم کے حصول کے لیے سفر کرتا ہے اور جب وہ اپنے علاقہ میں واپس آتا ہے' تو اسی طرح کی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے' یہاں تک کہ اُن لوگوں نے امام بخاری کو فتویٰ دینے سے روک دیا' جس فتویٰ میں اُنہوں نے غلطی کی تھی اور پھر اُسی وجہ سے اُنہیں بخارا سے نکلوا دیا' اُس وقت ابوحفص کبیر کے صاحبزادے ابوحفص صغیر' یہ اُس واقعہ میں شامل ہیں' جو اُنہوں نے بخارا سے امام بخاری کو نکلوا دیا' جب اُس فتویٰ کی وجہ سے اُن لوگوں نے امام بخاری کو بخارا سے نکلوا دیا' تو امام بخاری کے نظریات اُن کے خلاف ہو گئے اور ان کے درمیان آپس میں اختلافات پیدا ہو گئے' جیسا کہ اس سے پہلے امام بخاری کے نیشاپور کے محدثین کے ساتھ تعلقات خراب ہو گئے تھے' تو اُن حضرات نے اپنی تحریروں میں اس حوالے سے کچھ تشدد کا اظہار کیا تھا' جو اُس موضوع سے تعلق رکھتا تھا' جس میں کوئی دلیل موجود نہیں تھی' تو اس حوالے سے یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ اُن کیلئے اور دیگر محدثین کیلئے معافی ہو گی' اللہ تعالیٰ ان حضرات سے درگزر کرے!'' (ہمارے شیخ علامہ کوثری کا کلام یہاں ختم ہو گیا)

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: پھر یہ بات بھی آپ کی آنکھوں سے اوجھل نہیں رہنی چاہیے کہ میرے سامنے جو بات واضح ہوئی ہے اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے کہ امام بخاری ایسے فقیہ تھے' جن پر حدیث اور آثار کا رنگ غالب تھا' وہ یہ سمجھتے تھے کہ ایمان قول اور فعل کے مجموعہ کا نام ہے' جبکہ امام ابوحنیفہ ایک ایسے محدث تھے' جن پر فقہ اور رائے کا رنگ غالب تھا وہ اس بات کے قائل نہیں تھے تو اس حوالے سے ان دونوں گروہوں کے درمیان جو اختلافات ہیں وہ نمایاں ہیں' جیسا کہ قاضی عیاض مالکی کی کتاب ''ترتیب المدارک'' میں صفحہ 91/1 اور صفحہ 181/3 پر یہ مذکور ہے: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: ہم اہلِ رائے پر لعنت کرتے رہے اور وہ ہم پر لعنت کرتے رہے' یہاں تک کہ امام شافعی آئے اور اُنہوں نے ہمیں ایک دوسرے سے ملایا۔ قاضی عیاض مالکی بیان کرتے ہیں: اُن کی مراد یہ ہے کہ وہ لوگ صحیح آثار سے استدلال کرتے تھے اور اُن پر عمل کرتے تھے' پھر امام شافعی نے اُنہیں یہ دکھایا کہ کچھ ایسی آراء بھی ہوتی ہیں جن کی ضرورت پیش آتی ہے اور شریعت کے احکام کی بنیاد اُن پر ہوتی ہے اور وہ چیز یہ ہے کہ اصول پر قیاس کیا جائے اور اُس سے مسائل اخذ کیے جائیں' تو امام شافعی نے اُنہیں دکھایا کہ اُس سے مسائل کیسے الگ کیے جاتے ہیں؟ ←

مَرَّتَيْنِ وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ الْفَزَارِيِّ (۱) كُنْتُ عِنْدَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَجَاءَ نَعْيُ ابى حنيفة فَقَالَ

اور حکم کی علت اور اُس کی تنبیہ کیسے متعلق ہوتی ہے؟ جس سے محدثین کو یہ بات پتا چلی کہ صحیح رائے بھی اصل کی فرع ہوتی ہے اسی طرح اصحاب رائے کو بھی اس بات کا پتا چلا کہ فرع صرف اُسی وقت ہوسکتی ہے جب کوئی اصل موجود ہو اسی لیے سنن اور آثار کو مقدم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے''۔ یہاں پر قاضی عیاض مالکی کا کلام ختم ہوگیا' اُن کا کلام اس سے پہلے تعلیق کے طور پر (اصل عربی متن کے) صفحہ 61 پر گزر چکا ہے۔

(شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: محدث ابن ابی ذئب نے امام مالک کے بارے میں جو موقف اختیار کیا تھا' اُس کی مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے' امام مالک جو ایک فقیہ اور محدث تھے لیکن کیونکہ اُنہوں نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا تھا: ''خرید وفروخت کرنے والوں کو اختیار ہوتا ہے'' کیونکہ اُن کے نزدیک اس کے مقابلہ میں دوسری دلیل موجود تھی' جو راجح تھی' تو اس حوالے سے محدث ابن ابی ذئب نے یہ کہا تھا: اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ محدثین' فقہاء کے خلاف کتنے شدید جذبات رکھتے تھے' اسی وجہ سے امام ابن ابی ذئب نے یہ کہا تھا: ''امام مالک سے توبہ کروائی جائے' اگر وہ توبہ کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ اُن کی گردن اُڑا دی جائے''۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل کی کتاب ''العلل ومعرفۃ الرجال'' میں صفحہ 19/1 پر اور دیگر کتابوں میں بھی یہ تحریر ہے' تو ابن ابی ذئب نے امام مالک کے خون کو مباح قرار دیا تھا اور اُن پر کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور اُن کے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا کیونکہ اُنہوں نے ایک حدیث پر عمل کو ترک کردیا تھا' اگر وہ توبہ کرلیتے تو اُنہیں معاف کردیا جاتا' ورنہ قتل کردیا جاتا۔ سبحان اللہ!

آپ اس کے ساتھ ضرور اُن کلمات کا جائزہ لیں' جو میں نے امام ابوذئب کی اس بات پر تعلیق کے طور پر تحریر کیے ہیں' یہ تعلیق میں نے تاج الدین سبکی کی کتاب ''قاعدۃ فی الجرح والتعدیل'' صفحہ 23 سے 26 تک' پر تحریر کیے ہیں' جو دوسری طباعت کے ہیں اور تیسری اور چوتھی طباعت کے صفحہ 24 سے لے کر صفحہ 27 تک ہیں۔

''جب یہ ظلم والا اور غلط فیصلہ ابن ابوذئب سے صادر ہوسکتا ہے' جو مدینہ منورہ کے محدث ہیں' امام مالک کے شہر کے رہنے والے ہیں' امام مالک کے معاصر ہیں اور امام مالک کے بارے میں ہر طرح کی معرفت رکھتے ہیں اور یہ فتویٰ بھی ایک مسئلہ کے بارے میں سامنے آیا ہے' تو اُن بکثرت محدثین کے فیصلہ کی کیا حیثیت ہوگی؟ جن میں سے کچھ امام ابوحنیفہ کے معاصر تھے اور کچھ امام ابوحنیفہ کے معاصر نہیں تھے' کچھ اُن کے شہر کے قریب رہتے تھے اور کچھ دور کے شہروں کے رہنے والے تھے' تو امام ابوحنیفہ کے فقہی مسلک کے حوالے سے اُن لوگوں کا یہ فیصلہ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ کہ امام ابوحنیفہ نے بہت سی اخبار آحاد کو مسترد کیا ہے' جیسا کہ ابن عبدالبر نے اس کی وضاحت کی ہے اور امام ابوحنیفہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ نیکیاں اور اعمال' ایمان میں داخل نہیں ہوتے ہیں حالانکہ وہ محدثین اس بات کا اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ چیزیں ایمان میں داخل ہوتی ہیں' تو جب آپ کو سبب کا پتا چل گیا تو اب آپ کی حیرانگی زائل ہوجائے گی اور اُن لوگوں نے جو کچھ بھی کہا ہے آپ عدل اور عقل کے ترازو میں اُس کا وزن کرسکیں گے اور آپ یہ جان جائیں گے کہ اُنہوں نے کیا کہا ہے اور کیوں کہا ہے؟''

(۱) ابواسحاق فزاری: یہ ابراہیم بن محمد بن حارث کوفی ثم شامی ہیں' یہ امام ابوحنیفہ سے عداوت رکھتے تھے کیونکہ ←

الحمد للہ (۱) كَانَ يَهْدِمُ الإِسْلامَ عُرْوَةً عُرْوَةً وَمَا وُلِدَ فِي الإِسْلامِ مَوْلُودٌ اَشَرُّ مِنْهُ هَذَا مَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ (۲)

جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ پر طعن کیا ہے اور اُن پر جرح کی ہے' اُن میں سے ایک امام ابوعبداللہ محمد

امام صاحب نے اُن کے بھائی کو یہ فتویٰ دیا تھا کہ وہ آلِ ابوطالب سے تعلق رکھنے والے ابراہیم بن عبداللہ کے ہمراہ مل کر خلیفہ منصور کے خلاف بصرہ میں خروج کریں' یہ 145 ہجری کی بات ہے' تو اُن کا وہ بھائی اُس جنگ میں مارا گیا تھا' جیسا کہ یہ بات ابن ابوحاتم کی کتاب ''تقدمہ الجرح والتعدیل'' صفحہ 284 سے جانی جا سکتی ہے۔

(۱) نسخہ ''ا'' اور نسخہ ''ک'' میں اسی طرح لفظ ''الحمد للہ'' ہے جیسے میں نے برقرار رکھا ہے جبکہ ''د'' میں اور اُس کی پیروی میں مطبوعہ نسخہ میں یہ الفاظ ہیں: ''اللہ تعالیٰ اُس پر لعنت کرے'' اور یہ الفاظ بعید از امکان ہیں' اکابر ائمہ سے ایک دوسرے کے بارے میں ان کے صدور کا گمان نہیں کیا جا سکتا' نسخہ ''ک'' سب سے زیادہ قابلِ اعتماد نسخہ ہے اور پھر نسخہ ''ا'' سے بھی اُس کی تائید ہوتی ہے' اس لیے ان دونوں نسخوں کے علاوہ کسی اور نسخہ میں منقول لفظ کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

یہ شنیع جملہ ''اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے'' یہ لعنت کے الفاظ ایک متعین شخص کے بارے میں استعمال ہوئے ہیں اور وہ امام ابوحنیفہ ہیں' ان کلمات کا ذکر نہ تو امام بخاری کی ''تاریخ صغیر'' میں ہے' نہ خطیب بغدادی کی ''تاریخ بغداد'' میں ہے' نہ ابن حبان نے ''الضعفاء والمجروحین'' میں اسے نقل کیا ہے' بلکہ ان کتابوں میں یہی لفظ ہے: ''الحمد للہ'' تو یہاں پر لفظ ''لعنہ اللہ'' امام ابوحنیفہ کے کسی مخالف کی وجہ سے کیا جانے والا تغیر ہوگا۔

(۲) شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: حافظ ابن عبدالبر نے امام بخاری کے حوالے سے جو نقل کیا ہے' اس کی کئی مثالیں اور ماخذ ہیں' پہلی بات یہ ہے کہ اُنہوں نے امام بخاری کے حوالے سے جو بھی کلام نقل کیا ہے' اُس کی نسبت امام بخاری کی کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' کی طرف کی ہے اور یہ مذکورہ کلام اُس کتاب کے اُس مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے جو ہمارے سامنے موجود ہے اور یہ کتاب ''الضعفاء الصغیر'' کے نام سے مشہور ہے' اگر یہ عبارت ''الضعفاء الکبیر'' میں موجود ہو' تو اللہ بہتر جانتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ امام بخاری کے حوالے سے اُنہوں نے جو یہ دو روایات نقل کی ہیں' ان میں سے پہلی روایت یعنی امام ابوحنیفہ سے کفر سے دو مرتبہ توبہ کروایا جانا' اس کا ذکر ''الضعفاء الصغیر'' اور ''تاریخ الصغیر'' میں بھی نہیں ہے' یہ دونوں امام بخاری کی کتابیں ہیں' البتہ یہ ''الضعفاء الکبیر'' میں ہو' تو اللہ بہتر جانتا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر نے یہ جو روایت نقل کی ہے' اُس کو اس عبارت کے ذریعہ غلط قرار دے دیا ہے جو اس کے بعد (اصل عربی متن کے) صفحہ 286 پر آ رہی ہے' جس میں یہ مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ کو اس لیے مارا پیٹا گیا تھا کیونکہ اُنہوں نے قاضی بننے سے انکار کر دیا تھا' تو اُن کے دشمنوں نے یہ کہا کہ اُن سے توبہ کروائی گئی ہے' اور پھر اس کی تائید ←

بن اسماعیل بخاری ہیں' اُنہوں نے اپنی کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' میں یہ تحریر کیا ہے:
ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی' نعیم بن حماد نے یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ان

اُس روایت سے ہوتی ہے' جو آگے چل کر (اصل عربی متن کے) صفحہ 286 پر آتی ہے جس میں عبداللہ بن داؤد خریبی جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد اور ساتھی ہیں' اُنہوں نے اسے نقل کیا ہے' یہ روایت اس سے پہلے اُن کے حالات میں تفصیل کے ساتھ (اصل عربی متن کے) صفحہ 223 پر بھی گزر چکی ہے' اس میں اُن لوگوں کا شمار کیا گیا ہے' جنہوں نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی ہے' اگر آپ چاہیں تو اُس کی طرف واپس رجوع کر سکتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس روایت کا دوسرا حصہ جس میں فزاری کا یہ بیان موجود ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس موجود تھا' یہ بات غلط ہے' درست یہ ہے کہ وہ سفیان ثوری کے پاس موجود ہوں گے جیسا کہ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں تین مقامات پر تین مختلف حوالوں سے یہ بات نقل کی ہے اور امام بخاری نے اپنی کتاب ''التاریخ الصغیر'' کے صفحہ 174 پر یہ روایت نقل کیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: میں سفیان کے پاس موجود تھا' سفیان کا اسم منسوب اُنہوں نے نقل نہیں کیا۔ فزاری نے سفیان بن عیینہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے' لیکن سفیان کا انتقال فزاری سے پہلے ہو گیا تھا' جیسا کہ امام مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں سفیان بن عیینہ کے حالات کے تحت یہ بات مذکور ہے۔ فزاری نے سفیان ثوری کے حوالے سے بکثرت اور مشہور روایات نقل کی ہیں۔

نسخہ ''د'' میں صفحہ 88 پر متن کے ان الفاظ ''سفیان بن عیینہ'' کے مدمقابل' غالب گمان کے مطابق نسخہ نقل کرنے والے کی تحریر میں یہ الفاظ تحریر ہیں: ''میں نے بخاری کی کتاب ''الضعفاء'' میں یہ روایت پائی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ وہ سفیان کے پاس موجود تھے اور سفیان کا اسم منسوب ذکر نہیں کیا گیا' بظاہر یہ لگتا ہے کہ اس سے مراد سفیان ثوری ہوں گے کیونکہ اس سے پہلے کا حصہ اُنہی سے متعلق ہوتا ہے۔ نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید اور معاذ بن معاذ نے سفیان ثوری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ اُن کی کفر سے دو مرتبہ توبہ کروائی گئی''۔ میرا خیال ہے کہ یہاں پر ابن عیینہ کے الفاظ کا اضافہ وہم کی بنیاد پر ہے اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ نسخہ نقل کرنے والے کی غلط فہمی ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے''۔ نسخہ ''د'' میں جو تحریر تھا' وہ یہاں ختم ہو گیا۔

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: میں نے یہ عبارت امام بخاری کی کتاب ''الضعفاء الصغیر'' کے مطبوعہ نسخہ میں نہیں پائی ہے' بلکہ اُس میں تو امام ابوحنیفہ کا ذکر ہی نہیں ہے' تو یہ ہو سکتا ہے کہ یہ عبارت ''الضعفاء الکبیر'' میں ہو۔

''التاریخ الصغیر'' صفحہ 174 پر یہ عبارت تحریر ہے: ''نعمان' یہ ثابت کے صاحبزادے ہیں' ان کا انتقال 150 ہجری میں ہوا' جس وقت ان کا انتقال ہوا ان کی عمر 70 برس تھی' نعیم بن حماد بیان کرتے ہیں: فزاری نے ہمیں یہ بات بتائی ہے (اس سے مراد ابواسحاق فزاری ہیں) کہ میں سفیان کے پاس موجود تھا' اُنہیں نعمان کے انتقال کی اطلاع دی گئی' تو ←

دونوں حضرات نے سفیان ثوری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کروائی گئی۔

نعیم نے فزاری کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں سفیان بن عیینہ کے پاس موجود تھا' اُن کے پاس ابوحنیفہ

وہ بولے: الحمد للہ! انہوں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا' اسلام میں کوئی ایسا بچہ پیدا نہیں ہوا جو ان سے زیادہ نقصان دِہ ہو"۔ اُن کی عبارت یہاں ختم ہوگئی۔

ابن عبدالبر نے امام بخاری کے حوالے سے جو یہ روایت نقل کی ہے کہ امام ابوحنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کروائی گئی تھی' اُس کے پاس نسخہ "ک" میں صفحہ 83 پر یہ عبارت تحریر ہے: "امام ابوحنیفہ سے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس بات کو سننا ٹھیک ہے اور نہ ہی کسی مسلمان کیلئے اسے نقل کرنا جائز ہے اور نہ ہی امام صاحب کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا درست ہے' یہ بات ابوبکر بن ابراہیم سامی مالکی نے تحریر کی ہے اور میں اس بات کے امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہونے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں' یہ عبارت دس ذیقعدہ 785 ہجری میں تحریر کی گئی"۔ ان کی عبارت یہاں ختم ہوگئی۔

اسی نسخہ میں صفحہ 85 پر اسی کاتب کی تحریر میں یہ الفاظ ہیں: جو اس بات کے ختم ہونے سے پہلے ہیں' وہ الفاظ یہ ہیں: "اس فصل میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا اُس سب کے بارے میں میرا یہ اعتقاد ہے کہ یہ سب جھوٹ ہیں' کیونکہ امام ابوحنیفہ مسلمانوں کے ائمہ میں سے ایک امام ہیں اور اُنہیں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ تمام ائمہ سے پہلے ہیں اور اُن کے مناقب اُن کے دیگر تمام معاصرین سے زیادہ ہیں' یہ بات ابوبکر بن ابراہیم سامی مالکی نے تحریر کی ہے' اللہ تعالیٰ اُس سے درگزر کرے"۔ مخطوطہ "ک" میں جو کچھ تحریر تھا وہ یہاں ختم ہوگیا۔

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے اور جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ نقصان دِہ تھے' تو اس کی سند میں نعیم بن حماد نامی راوی ہے' جس کے حالات میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ سنت کو تقویت دینے کیلئے احادیث ایجاد کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ کی تنقیص کے بارے میں جھوٹی حکایات بنایا کرتا تھا' جو سب جھوٹی ہوتی تھیں' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ منکر روایات ایجاد کرنے والا شخص ہے' جیسا کہ اس سے پہلے (اصل عربی متن کے) صفحہ 279 پر موجود تعلیق میں یہ بات ذکر ہو چکی ہے۔

ہمارے استاد محقق کوثری نے اپنی کتاب "فقہ اهل العراق وحدیثهم" میں صفحہ 87 اور 88 پر جبکہ حافظ زیلعی کی کتاب "نصب الرایہ" کے صفحہ 58 اور 59 پر اس روایت کی تصدیق کی ہے' جس میں اُن کے سب سے زیادہ نقصان دِہ ہونے کا ذکر ہے۔

"کچھ ایسے طعن بھی ہوتے ہیں' جو پہلی نظر میں ہی طعن کرنے والے کو ساقط الاعتبار کر دیتے ہیں' کیونکہ اُس کا ←

کے انتقال کی اطلاع آئی، تو اُنہوں نے فرمایا: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے، اُنہوں نے ایک، ایک کر کے اسلام کو منہدم کرنے کی ٹھان لی ہوئی تھی، اسلام (یعنی مسلمانوں) میں کوئی ایسا بچہ پیدا نہیں ہوا، جو اُن سے زیادہ منحوس (شروالا) ہو۔ امام بخاری نے یہ سب ذکر کیا ہے۔

کلام حقیقتِ حال کے برخلاف ہوتا ہے، جیسے آپ کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنیں کہ جی اسلام میں اُس سے زیادہ منحوس بچہ کوئی اور پیدا نہیں ہوا، تو آپ یہ بات ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ اسلام میں کوئی نحوست نہیں ہوتی، احادیث میں صرف تین چیزوں میں منحوس ہونے کا ذکر ہے، اگر اُس کے علاوہ بھی کسی میں اس کی موجودگی کو تسلیم کر لیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ نحوست کے درجے متعدد ہوتے ہیں، تو کسی شخص کے بارے میں یہ فیصلہ دینا کہ یہ تمام منحوس لوگوں میں سب سے زیادہ منحوس ہے، یہ کسی معصوم کی طرف سے آنے والی نص سے مختلف فیصلہ ہوگا اور یہ ایک غیبی حکم ہوگا، جس سے دیندار لوگ لاتعلق ہوں گے، اس طرح کا کلام بات کرنے والے شخص کو ساقط الاعتبار قرار دے دیتا ہے، بشرطیکہ یہ بات اُس سے ثابت ہو، اس نے تو اُس کو کیا ساقط قرار دینا ہے، جس کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے، ایسا شخص انتہائی مسکین ہوتا ہے، جو اس طرح کی باتیں ائمہ اور قائدین کے بارے میں نقل کر دیتا ہے"۔ اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی۔

ہمارے شیخ کوثری نے اپنی کتاب "تانیب الخطیب" صفحہ 48، صفحہ 72 اور صفحہ 111 پر منحوس ہونے کے اس قول پر تعقب کرتے ہوئے یہ بات تحریر کی ہے: "اگر سفیان ثوری کے حوالے سے یہ بات ثابت بھی ہو جائے، تو صرف اس کلمہ کے ذریعہ یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ کلمہ نفسانی خواہش کی بنیاد پر کہا گیا ہے اور اس کو مسترد کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی سند میں نعیم بن حماد موجود ہے، اس کے بارے میں کم سے کم تر بات یہ کہی گئی ہے کہ یہ منکر روایات نقل کرنے والا شخص ہے اور اس پر یہ الزام ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ کی تنقید میں روایات ایجاد کیا کرتا تھا....."۔ اُن کی بات اختصار کے ساتھ یہاں ختم ہو گئی۔

ہمارے شیخ علامہ محقق ظفر احمد تھانوی نے اپنی کتاب "انجاء الوطن عن الاذدراء بامام الزمن" یعنی امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ کتاب ہے، اس کے صفحہ 22/1 اور صفحہ 23 پر جو ان کی بڑی کتاب "اعلاء السنن" کے ساتھ طبع ہوئی ہے، اُس میں اُنہوں نے صفحہ 26 سے صفحہ 29 تک "ابوحنیفہ واصحابہ المحدثون" کے عنوان کے تحت منحوس ہونے والی یہ روایت کا ذکر کیا ہے اور پھر اُس پر یہ کہہ کر تنقید کی ہے: "میں یہ کہتا ہوں: یہ بہت بڑا کلمہ ہے، جو اُن کے منہ سے نکلا ہے، اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے بعد اسلام میں کوئی ایسا بچہ پیدا نہیں ہوا، جو امام ابوحنیفہ سے زیادہ برکت والا اور سعادت مند ہو، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بات عام مشاہدہ میں شامل ہے کہ جن لوگوں نے اُن پر طعن کیا تھا اُن کے مسلک ختم ہو گئے اور امام ابوحنیفہ کا مسلک پھیل گیا اور اتنا مشہور ہوا کہ جتنا دن اور رات مشہور ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان تو صرف امام ابوحنیفہ کو ہی مانیں گے، یہ وہ روایت ہے، جس کے حوالے سے میں امام بخاری پر الزام ←

حَدَّثَنَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَبُو مُحَمَّدٍ عبد الرحمن بْنُ اَسَدٍ الْفَقِيهُ قَالَ نَا هِلالُ بْنُ الْعَلاءِ الرَّقِّيُّ قَالَ نَا اَبِي قَالَ نَا عبيد الله بن عَمْرو

عائد نہیں کرتا کیونکہ اُنہوں نے اس روایت کو جس طرح سنا تھا' اُسی طرح آگے بیان کر دیا' البتہ میں اُن کے استاد نعیم بن حماد پر الزام عائد کرتا ہوں کیونکہ اگر چہ وہ حافظ الحدیث ہیں اور بعض لوگوں نے اُنہیں ثقہ بھی قرار دیا ہے' لیکن حافظ ابو بشر دولابی نے نعیم کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: وہ عبداللہ بن مبارک کے حوالے سے روایات نقل کرتا ہے' امام نسائی کہتے ہیں: وہ ضعیف ہے' دیگر حضرات یہ کہتے ہیں: یہ سنت کو تقویت دینے کیلئے جھوٹی روایات ایجاد کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں جھوٹی حکایات ایجاد کرتا تھا' وہ سب جھوٹی ہوتی تھیں''۔

ازدی نے بھی اسی طرح بیان کی ہے: لوگ یہ کہتے ہیں: یہ سنت کو تقویت دینے کیلئے جھوٹی ایجاد کیا کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ کی تنقیص کے بارے میں مصنوعی حکایات بیان کرتا تھا' جو سب جھوٹی ہوتی تھیں''۔ ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 462/10 سے صفحہ 463 تک اسی طرح تحریر ہے۔

''میزان الاعتدال'' 268/4 پر یہ تحریر ہے:

''عباس بن مصعب نے اپنی ''تعریف'' میں یہ کہا ہے کہ نعیم بن حماد نے امام ابوحنیفہ کی تردید میں ایک کتاب بھی تحریر کی تھی' بے شک میں اللہ کی قسم! نعیم بن حماد کو اس بات سے لاتعلق مانتا ہوں کہ وہ کوئی حدیث ایجاد کرتے ہوں گے' لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ حنفیوں کے بھرپور مخالف تھے اور حنفیوں کے امام کے خلاف تعصب رکھنے والے شخص تھے اس لیے اُن امام کے بارے میں ان کے قول اور ان کی روایت کو قبول کبھی نہیں کیا جائے گا''۔ (اُن کی بات اختصار کے ساتھ یہاں ختم ہو گئی)

(علامہ شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) میں نے ان دونوں روایات پر تفصیل کے ساتھ تحقیق کی ہے جو میں نے تاج الدین سبکی کی کتاب ''قاعدۃ فی الجرح والتعدیل'' پر تعلیق تحریر کی ہے' اس میں دوسری طباعت کے صفحہ 62 سے لے کر صفحہ 64 تک اور تیسری اور چوتھی طباعت کے صفحہ 53 سے 54 تک تفصیل سے بحث ہے' اس کے علاوہ میں نے ''الرفع والتکمیل'' کی تیسری طباعت میں' جو تعلیق تحریر کی ہے' اُس میں الایقاظ نمبر:23 کے عنوان کے تحت صفحہ 393 سے صفحہ 399 تک اس پر تحقیق کی ہے۔

نحوست کے بارے میں اس روایت پر جو تنقید کی گئی ہے اُس میں' میں اس بات کا اضافہ کروں گا کہ ان کلمات کے ساقط الاعتبار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور ان کے زمین پر پھینک دینے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ امر واقع اور اصل کے خلاف ہیں' کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ کو مختار بن عبید ثقفی کذاب اور اُس جیسے لوگوں سے زیادہ منحوس قرار دیا جائے' یا حجاج بن یوسف ثقفی ظالم اور اُس جیسے لوگوں سے زیادہ منحوس قرار دیا جائے' یا جہم بن سفیان یا اُس جیسے ←

الرَّقِّیُّ قَالَ نَا اَبِی قَالَ نَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّیُّ قَالَ ضُرِبَ اَبُو حَنِیفَۃَ عَلَی الْقَضَاءِ فَلَمْ یَفْعَلْ فَفَرِحَ بِذٰلِکَ اَعْدَاؤُہُ وَقَالُوا اسْتَتَابَہُ

عبیداللہ بن عمرو رقی کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ کی عہدۂ قضاء قبول کرنے کے لیے پٹائی کی گئی تھی' لیکن

لوگوں سے زیادہ منحوس قرار دیا جائے' جو زمانۂ اسلام میں پیدا ہوئے اور اُن سے اسلام کو شدید اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ابوحنیفہ ہرگز ایسے نہیں ہو سکتے اور سفیان ثوری' امام ابوحنیفہ جیسے شخص کے بارے میں اس طرح کی بات ہرگز نہیں کہہ سکتے' حالانکہ بذاتِ خود سفیان ثوری نے اُن کی فضیلت کے بارے میں گواہی دی ہے' اس کے علاوہ دیگر آئمہ' علماء اور صالحین نے اس بات کی گواہی دی ہے' تو امام ابوحنیفہ کی امامت اور فضیلت اور پرہیزگاری ثابت شدہ ہے' مسلمانوں کے ائمہ نے اُن کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں' جلیل القدر محدثین جن کا تعلق متقدمین اسلاف سے ہے' جیسے عبداللہ بن مبارک' شعبہ بن حجاج' مالک' یحییٰ بن قطان' یحییٰ بن سعید القطان' امام شافعی' یحییٰ بن معین' علی بن مدینی' امام ابوداؤد اور دیگر حضرات نے اُن کی تعریف بیان کی ہے۔

جو شخص حجاج بن یوسف ثقفی اور مختار بن عبید ثقفی کے بارے میں تھوڑی سی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہو' اُس کے لیے میں یہاں ایک روایت نقل کروں گا جسے امام ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب ''جامع ترمذی'' میں کتاب الفتن میں صفحہ 499/4 پر تحریر کیا ہے' اُنہوں نے اس کے لیے یہ عنوان قائم کیا ہے: ''ثقیف قبیلہ سے تعلق رکھنے والے ایک کذاب اور ایک ظالم کے بارے میں جو کچھ منقول ہے''۔

''(امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا''۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ کذاب سے مراد مختار بن عبید ہیں اور مبیر سے مراد حجاج بن یوسف ہے''۔

ہشام بن حسان بیان کرتے ہیں: اگر تم اُن لوگوں کا شمار کرو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا تو اُن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار مقتولوں تک پہنچے گی''۔ یہ بات یہاں ختم ہوگئی۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب ''النہایہ فی غریب الحدیث'' میں یہ بات نقل کی ہے:

''یہ سب وہ لوگ ہیں جو کسی معرکہ یا جنگ میں قتل نہیں ہوئے' یا قتلِ خطاء کے طور پر قتل نہیں ہوئے بلکہ انہیں باندھ کر قتل کیا گیا''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

اسی طرح آپ زرکلی کی کتاب ''الاعلام'' میں مختار بن عبید ثقفی اور جہم بن سفیان سمرقندی کے حالات کا جائزہ لیں سکتے ہیں اور اُن مصادر کا بھی جائزہ لے سکتے ہیں کہ ان دونوں کے حالات میں مصنف نے جن کی طرف اشارہ کیا ہے' تاکہ آپ کو یہ پتا چل جائے کہ ان لوگوں نے اسلام کو کتنا نقصان پہنچایا؟ باقی مدد اللہ تعالیٰ سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔

اُنہوں نے اس کو قبول نہیں کیا' اُن کے دشمن اس بات پر خوش ہو گئے اور اُنہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اُن سے توبہ کروائی گئی تھی۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ ونا اَبُو قُتَيْبَة سلم ابْنِ الْفَضْلِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْكُدَيْمِيُّ قَالَ سَمِعت عبد الله بْنَ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيَّ يَوْمًا وَقِيلَ لَهُ يَا اَبَا عبد الرحمن اِنَّ مُعَاذًا يَرْوِى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيّ اَنَّهُ قَالَ اسْتُتِيبَ اَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ الله بن دَاوُد هَذِه وَاللهِ كَذِبٌ قَدْ كَانَ بِالْكُوفَةِ عَلِيٌّ وَالْحَسَنُ ابْنَا صَالِحِ بْنِ حَيٍّ وَهُمَا مِنَ الْوَرَعِ بِالْمَكَانِ الَّذِى لَمْ يَكُنْ مِثْلَهُ وَاَبُو حَنِيفَةَ يُفْتِى بحضرتهما وَلَوْ كَانَ من هَذَا شىء مَا رَضِيا بِهِ وَقَدْ كُنْتُ بِالْكُوفَةِ دَهْرًا فَمَا سَمِعْتُ بِهَذَا

محمد بن یونس کدیمی بیان کرتے ہیں: ایک دن میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی کو سنا' اُن سے کہا گیا: اے ابوعبدالرحمٰن! معاذ نے سفیان ثوری کا یہ بیان نقل کیا ہے: امام ابوحنیفہ سے دومرتبہ توبہ کروائی گئی تھی' تو عبداللہ بن داؤد نے کہا: اللہ کی قسم! یہ بات جھوٹ ہے۔ کوفہ میں صالح بن حیی کے دو صاحبزادے علی اور حسن موجود تھے' یہ دونوں پرہیزگاری کے اُس مقام پر تھے کہ کوئی بھی ان جیسا نہیں تھا اور امام ابوحنیفہ ان دونوں کی موجودگی میں فتویٰ دیتے تھے' اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو یہ دونوں حضرات امام ابوحنیفہ سے راضی نہ ہوتے' میں خود بھی ایک عرصہ تک کوفہ میں رہا ہوں' میں نے ایسی کوئی بات نہیں سنی ہے۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ فِي كِتَابِ الْعِلَلِ لَهُ فى بَاب اَبِى حنيفَة اَنه استتيب فى خَلْقِ الْقُرْآنِ فَتَابَ وَالسَّاجِيُّ مِمَّنْ كَانَ يُنَافِسُ اَصْحَابَ اَبِى حَنِيفَةَ

ساجی نے اپنی کتاب ''العلل'' میں امام ابوحنیفہ سے متعلق باب میں یہ بات ذکر کی ہے کہ اُن سے خلقِ قرآن کے مسئلہ میں توبہ کروائی گئی' تو اُنہوں نے توبہ کر لی۔ (مصنف کہتے ہیں:) ساجی اُن افراد میں سے ہیں جو امام ابوحنیفہ کے اصحاب کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ الْجَارُودِ (۱) فِي كِتَابه فى الضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِينَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ اَبُو حَنِيفَةَ جُلُّ حَدِيثِهِ وَهْمٌ وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي اِسْلامِهِ (۲) فَهَذَا وَمِثْلُهُ لا يَخْفَى عَلَى مَنْ اَحْسَنَ النَّظَرَ

(۱) یہ ابومحمد عبداللہ بن علی بن جارود ہیں' جو کتاب ''المنتقیٰ'' کے مصنف ہیں' ان کا انتقال 307 ہجری میں ہوا' اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان کی مغفرت کرے۔

(۲) اس طرح کے کلام سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو اس امام کے بارے میں ہو' اسی لیے امام بدرالدین عینی نے اپنی تاریخ ''عقود الجمان'' میں امام ابوحنیفہ کے حالات میں امام ابوحنیفہ کے بارے میں ابن جارود کا یہ قول نقل کرنے کے بعد ←

وَالتَّاَمُّلَ مَا فِيهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهُ قَالَ فِي اَبِي حنيفة نحو ما ذكر سُفْيَانَ اَنَّه شَرُّ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الاِسْلامِ وَاَنَّهُ لَوْ خَرَجَ عَلَى هٰذِهِ الاُمَّةِ بِالسَّيْفِ كَانَ اَهْوَنَ

ابن جارود نے اپنی کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' میں یہ بات تحریر کی ہے: نعمان بن ثابت ابوحنیفہ 'اُن کی نقل کردہ زیادہ تر احادیث میں وہم پایا جاتا ہے اور ان کے اِسلام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

تو یہ روایت اور اس جیسی روایات کی حالت اُس شخص سے مخفی نہیں ہوگی' جو ان کا بغور جائزہ لے گا اور اِن کے بارے میں غور وفکر کرے گا۔

''کہ اُن کے اسلام کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے'' یہ کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں جو اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ اُن کے اسلام کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے' تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اُن کے اسلام کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیا گیا' کیا کسی شخص کے لیے یہ بات جائز ہے جو مسلمان ہونے کا دعویدار ہو اور وہ اس طرح کی بات کرے''۔ امام بدرالدین عینی کا کلام یہاں ختم ہو گیا۔

ابن جارود نے جو کہا ہے' اس کا ساقط الاعتبار ہونا ابن عبدالبر کے اس کلام سے واضح ہو جاتا ہے جو اُنہوں نے خود بیان کیا ہے' اُنہوں نے ابن جارود کے قول کے بعد یہ تحریر کیا ہے: ''یہ اور اس جیسی دیگر باتیں جو شخص اچھی طرح سے جائزہ لے اور ان میں غور وفکر کرے تو اُس کے لیے یہ بات پوشیدہ نہیں رہے گی (کہ یہ روایات درست نہیں ہیں)''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی)

(شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) متقدمین علماء میں سے اکابرین کا یہ طریقہ ہے کہ جس چیز کو وہ باطل قرار دیتے ہیں اُس کے بارے میں اسی کی مانند کلمات کہنے پر اکتفاء کر لیتے ہیں' لیکن بہت سے متاخرین اس سے واقف نہیں ہوتے' اس لیے وہ اس طرح کی باطل بات کو اس طرح سے مسترد نہیں کرتے ہیں' بلکہ وہ اس کی تردید کیلئے ایک کلام کرتے ہیں جو ایک صفحہ یا چند صفحات پر مشتمل ہوتا ہے' جس میں شدید بُرا بھلا کہا جاتا ہے اور شدید الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو آپ اکابرین کے اس معمول سے واقفیت حاصل کر لیں' آپ کو اُن کے کلام سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ میں نے علماءِ اسلاف کی عبارات میں اس طریقہ کار کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور ان میں سے کچھ کلمات کی وضاحت بھی کی ہے جو میں نے امام ابن عبدالبر کی ترکیب کے حوالے سے نقل کیا ہے' اُن کی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' کے حوالے سے میرا ایک رسالہ ہے (جس کا عنوان یہ ہے:)

''منہج السلف فی السؤال عن العلم وتعلم مایقع مالم یقع'' یہ بیروت سے 1413 ہجری میں شائع ہوا' اگر آپ چاہیں' تو اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

امام مالک کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے: اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں اُسی کی مانند بات کہی ہے' جوسفیان کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے' کہ وہ اسلام میں پیدا ہونے والے سب سے زیادہ منحوس (یعنی شر پہنچانے والے شخص) تھے اور اگر وہ اس اُمت کے خلاف تلوار لے کر نکلتے' تو شاید اُس کا نقصان کم ہوتا۔

وَرُوِیَ عَنْهُ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ عُمَرَ بِالْعِرَاقِ وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ فَقَالَ اَبُو حنیفة (۱)

(۱) اُن کا یہ کہنا: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عراق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: وہاں ایک پیچیدہ بیماری ہے'' تو امام مالک فرماتے ہیں: اس سے مراد ابوحنیفہ ہیں۔ تینوں مخطوطوں میں اسی طرح ہے اور مطبوعہ نسخہ میں بھی اسی طرح تحریر ہے' جبکہ خطیب بغدادی کی ''تاریخ بغداد'' میں صفحہ 399/13 پر بھی اسی طرح تحریر ہے' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے' درست یہ ہے کہ یہ بات کعب احبار سے منقول ہے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں ہے' پھر کعب کی طرف بھی اس کی نسبت محلِ نظر ہے' اگر اس روایت کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو امام مالک کے حوالے سے اس کی یہ وضاحت کہ اس سے مراد ابوحنیفہ ہیں' اس میں بھی غور وفکر کی گنجائش ہے۔ اس کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ مؤطا امام مالک کے آخر میں کتاب ''اجازت لینے کا بیان'' میں باب: ''مشرق کے بارے میں جو کچھ منقول ہے'' اُس میں صفحہ 975/2 پر یحییٰ لیثی جو مؤطا کے راوی ہیں' اُن کا بیان منقول ہے: امام مالک نے مجھے یہ بات بتائی کہ اُن تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو کعب احبار نے اُن سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ وہاں تشریف نہ لے جائیں کیونکہ وہاں جادو کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں اور وہاں فاسق جن بھی ہیں اور وہاں پیچیدہ بیماری بھی ہے''۔ (اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی) تو یہ کعب احبار کا قول ہے' ابن اثیر نے اپنی کتاب ''النہایہ'' میں لفظ ''العضل'' سے متعلق کعب احبار کی طرف ہی اس قول کی نسبت کی ہے' اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل نہیں کیا ہے اور اسی سے یہ بات پتا چل جاتی ہے کہ اس بات سے سند حاصل نہیں کی جاسکتی اور اس سے حجت حاصل نہیں کی جاسکتی' لیکن زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کی نسبت کعب احبار کی ہے اور امام مالک تک بھی یہ قول کسی حوالے سے پہنچا ہے' تو اس کی سند میں انتہائی انقطاع پایا جاتا ہے' جس کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا جاسکتا اور اس پر اعتماد نہیں کی جاسکتا' کیونکہ کعب احبار کی طرف جتنی بھی باتیں منسوب کی گئی ہیں وہ سب اُن سے مستند طور پر منقول نہیں ہیں' بلکہ لوگوں نے اُن کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کیں اور بہت سی ایسی باتیں منسوب کی ہیں' جو اُنہوں نے بیان نہیں کی ہیں۔

بالفرض اگر اس بات کو درست مان لیا جائے کہ کعب احبار سے یہ مستند طور پر منقول ہے' تو پھر بھی اس میں غور وفکر کی گنجائش باقی رہے گی' سوال یہ ہے کہ کعب احبار نے یہ بات تورات میں دیکھی تھی؟ یا کسی اور جگہ پر دیکھی تھی؟ ←

. . . .

اور پھر اُسے ہم تک منتقل کر دیا' اُنہوں نے اس حوالے سے کسی بات کی صراحت نہیں کی ہے' بالفرض اگر وہ اس کی صراحت کر بھی دیتے تو پھر بھی اس کلام میں اس کی غرض کے حوالے سے غور وفکر کی گنجائش تھی اور اس کو ہماری شریعت کے مقرر کردہ معیار کے مطابق قبول یا مسترد کیا جانا تھا' باقی ایک صورت رہ جاتی ہے کہ یہ کلام اُنہوں نے خود کہا ہو تو ایسی صورت میں اس قول کو شمار ہی نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ اسرائیلی روایات کی مانند ہو جائے گا' اور لوگوں کے اُن اقوال کی مانند ہوگا' جس میں غلط یا صحیح ہونے کا احتمال موجود ہوتا ہے' پھر اُن کے اس قول کے بعد جسے حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں صفحہ 186/5 پر سورۂ کہف میں تحریر کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ابن لہیعہ نے اپنی سند کے ساتھ سعید بن ابو ہلال کا یہ بیان کیا ہے: حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے کعب احبار سے کہا: تم یہ کہتے ہو کہ ذوالقرنین ثریا ستارے پر اپنا گھوڑا باندھا کرتے تھے' تو کعب نے اُن سے کہا: میں نے تو یہ بات کہی ہے' سو کہی ہے' اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''ہم نے اُسے ہر جگہ تک جانے کا راستہ دیا تھا''۔ تو حضرت امیر معاویہؓ نے اس حوالے سے کعب احبار کا انکار کیا اور اُن کا اعتراض درست تھا اور اسی انکار میں حق حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھا کیونکہ حضرت معاویہؓ کعب کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے اُس کی طرف سے کئی جھوٹی باتوں کی آزمائش کا سامنا بھی کیا ہے' یعنی اس حوالے سے جو وہ نقل کرتے ہیں' ایسا نہیں ہے کہ وہ جان بوجھ کر کوئی ایسی چیز نقل کر دیتے ہیں' جو اُن کے صحیفہ میں نہیں ہوتی بلکہ اُس صحیفہ میں ہی کچھ ایسی چیزیں ہیں' جن کا تعلق اسرائیلیات سے ہے' اُن چیزوں کا تعلق تبدیل شدہ' تصحیف شدہ' تحریف شدہ اور ایجاد کی ہوئی ہیں......''۔ اُس کے بعد حافظ ابن کثیر نے کعب کی تاویل کو خاصا طویل نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''فتح الباری'' صفحہ 344/13 میں کتاب ''کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام رکھنا'' باب ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: اہلِ کتاب سے کسی چیز کے بارے میں دریافت نہ کرو'' میں یہ بات تحریر کی ہے کہ امام بخاری نے اس حوالے سے ہمارے سردار امیر معاویہؓ کا کعب احبار کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: ہمیں اُس کی طرف سے کئی جھوٹی باتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے' تو حافظ کہتے ہیں کہ اُس کے حوالے سے ہم تک کئی باتیں ایسی بھی پہنچی ہیں جو اُس کے برخلاف ہوتی ہیں' جو اُس سے منقول ہوں۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں یہ بات نقل کی ہے: حضرت معاویہؓ کی مراد یہ تھی کہ وہ بعض اوقات کوئی روایت نقل کرتے ہوئے غلطی کر جاتے ہیں' حضرت معاویہؓ کی یہ مراد نہیں تھی کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ابن جوزی کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ کعب اہلِ کتاب کے حوالے سے جن باتوں کی اطلاع دیتے ہیں' اُن میں سے کچھ ایسی باتیں ہیں جو جھوٹ ہوتی ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی کعب کے بارے میں یہ کہا تھا کہ کعب سے پہلے ہی لوگوں نے کتاب کو تبدیل کر دیا تھا' تو کتابوں میں وہی چیزیں واقع ہو گئیں' اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ کعب جھوٹ جان بوجھ کر بولتا ہے' ورنہ کعب کا شمار تو جلیل القدر ←

. . . .

نیک اہلِ علم میں ہوتا ہے''۔ حافظ ابن حجر کا کلام یہاں ختم ہوگیا۔

میں نے اس حوالے سے کچھ گفتگو کی ہے جو کعب احبار کے بارے میں ہے اور اُن کی اس روایت کے بارے میں ہے' میں نے ابن قیم کی کتاب ''المنار المنیف'' کے صفحہ 88 سے لے کر صفحہ 91 تک اپنی تعلیق میں یہ بات تحریر کی ہے' لیکن یہ سب باتیں اس صورت میں سامنے آتی ہیں جب یہ سب ثابت ہو جائے اور مستند شمار ہو' جہاں تک معنوی حیثیت کا تعلق ہے' تو بالفرض اس روایت کو درست بھی مان لیا جائے' تو امام مالک نے اُس پیچیدہ بیماری کی وضاحت میں جو یہ کہا ہے کہ اس سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں' تو آپ کو اس کی کوئی دلیل دینی ہوگی۔

امام قاضی ابوولید باجی مالکی نے اپنی کتاب ''المنتقی شرح الموطا'' صفحہ 299/7 سے صفحہ 300 تک کتاب: اجازت لینے کا بیان' باب: مشرق کے بارے میں جو کچھ منقول ہے' میں روایت کے ان الفاظ: ''وہاں ایک پیچیدہ بیماری ہے'' اس میں یہ تحریر کیا ہے کہ کعب احبار کی مراد یہ تھی کہ وہ ایک ایسی بیماری ہے جو طبیبوں کو پریشان کر دیتی ہے (لیکن اس کا علاج مشکل ہوتا ہے) یہ اس کی اصل ہے' پھر اس کے بعد دین اور دنیا کے بارے میں جو چیز بھی مشکل ہو اُس کے لیے یہ ترکیب استعمال ہونے لگی۔ ابن قاسم' مطرف اور دیگر حضرات نے امام مالک کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: پیچیدہ بیماری سے مراد دین کے حوالے سے ہلاکت کا شکار ہونا ہے۔ محمد بن عیسیٰ اَعشی اور دیگر اہلِ علم یہ کہتے ہیں: اس سے مراد اسلام میں بدعتوں کا اظہار ہے۔

اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا: یہ کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے' کیونکہ کوفہ میں جلیل القدر صحابہ کرام نے بھی رہائش اختیار کی ہے' جن میں سے کچھ کا تعلق عشرہ مبشرہ سے ہے' جیسے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں' اس کے علاوہ غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف رکھنے والے اور دیگر طبقات سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے یہاں رہائش اختیار کی ہے تو اگر اس روایت کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے اور کعب احبار نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عراق جانے سے روک دیا تھا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں سے اُس علاقہ کو خالی کروا لیتے' اور اُنہیں اس بات کا زیادہ اندیشہ ہوتا کہ کہیں اُن لوگوں کے دین میں تغیر نہ آ جائے' اگر کعب کے اس قول کو درست بھی مان لیا جائے' تو پھر بھی اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کے اس قول کو قبول نہیں کیا اور اُن کے اس قول کو مسترد کر دیا تھا۔

عبدالملک بن حبیب نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابن حجر نے اپنی کتاب ''التقریب'' میں یہ بات تحریر کی ہے: یہ حافظہ کے حوالے سے ضعیف اور غلطیاں بہت زیادہ کرتا ہے' وہ یہ کہتے ہیں: مطرف نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ اُنہوں نے امام مالک سے پیچیدہ بیماری کی اس وضاحت کے بارے میں دریافت کیا جو کعب الاحبار کے حوالے سے منقول ←

وروی ذٰلِكَ كُلَّهُ عَنْ مَالِكٍ اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَاَمَّا اصحاب مَالك من اهل الراى فَلَا يروون

اس روایت میں ہے کہ عراق میں ایک پیچیدہ بیماری پائی جاتی ہے' تو اُنہوں نے فرمایا: اس سے ابوحنیفہ اور اُس کے اصحاب ہیں' اُنہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا' ارجاء کی وجہ سے اور سنن کے مقابلہ میں اپنی رائے پیش کرنے کی وجہ سے۔

ابوجعفر داؤدی بیان کرتے ہیں: ابن حبیب نے جو یہ بات ذکر کی ہے اگر یہ غلطی سے سلامت بھی ہو اور ثابت بھی ہو جائے تو امام مالک سے اس کا صدور ایک ایسی حالت میں مانا جائے گا کہ جب اُن کے سامنے اس حوالے سے کوئی بات ذکر کی گئی ہوگی جس کے حوالے سے وہ اضطرار کا شکار ہو کر غلط فہمی کا شکار ہوئے' اُس منکر بات کی وجہ سے اُن کے سینہ میں تنگی آ گئی' تو اُنہوں نے یہ بات کہہ دی۔ بعض اوقات عالم کو سینہ کی تنگی درپیش ہو جاتی ہے' تو وہ ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کے بارے میں' وہ بعد میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے' اُس وقت جب اُس کا غصہ زائل ہو چکا ہوتا ہے۔

قاضی ابوولید کہتے ہیں: میرے نزدیک یہ روایت امام مالک سے منقول ہونے کے طور پر درست نہیں ہے' کیونکہ امام مالک کی عقل' اُن کے علم' اُن کی فضیلت' اُن کے دین کے حوالے سے یہ بات معروف ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں اپنی رائے پیش نہیں کرتے ہیں' صرف وہ باتیں جو اُن سے مستند طور پر ثابت شدہ ہیں' اُن کا حکم مختلف ہوگا' تو وہ مسلمانوں میں سے کسی بھی شخص کے بارے میں مطلق رائے نہیں دے سکتے ہیں' جب تک اُن کے سامنے تحقیقی صورتِ حال واضح نہیں ہو جاتی' امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے عبداللہ بن مبارک کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ امام مالک اُن کا بڑا احترام کرتے تھے اور اُن کی فضیلت کا اعتراف کیا کرتے تھے اور یہ بات بھی معلوم شدہ ہے کہ امام مالک نے کچھ علمی مسائل کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے ساتھ مذاکرہ بھی کیا ہے' امام ابوحنیفہ نے اُن سے احادیث بھی حاصل کی ہیں' امام محمد بن حسن شیبانی نے امام مالک سے ''موطا'' روایت کی ہے اور میں نے اس کتاب کو ابوذر عبد بن احمد ہروی کے حوالے سے روایت بھی کیا ہے' تو امام ابوحنیفہ کا عبادت کے حوالے سے عبادت گزار ہونا معروف ہے اور وہ دنیا سے بے رغبت تھے' اُنہیں امتحان کا شکار کیا گیا' کوڑوں کے ذریعہ اُن کی پٹائی کی گئی کہ وہ قاضی بن جائیں لیکن اُنہوں نے اس سے انکار کر دیا' تو امام مالک ایسے شخص کے بارے میں اس طرح کا کلام نہیں کر سکتے ہیں' ایسے شخص کے بارے میں تو وہ کلام کیا جا سکتا ہے جو اُس کی فضیلت کے لائق ہو' اور ہمارے علم کے مطابق امام مالک نے اہل رائے میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی کلام نہیں کیا ہے' اُنہوں نے تو محدثین کے بارے میں کلام کیا ہے جو اُن محدثین کے نقل کرنے کے حوالے سے ہے' امام مالک سے یہ روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ میں کچھ لوگوں کو پایا ہے کہ اُن کے اندر عیوب موجود نہیں تھے لیکن اُنہوں نے دوسروں کے عیوب کی تحقیق شروع کی تو لوگوں نے اُن کے عیوب کا ذکر کرنا شروع کر دیا اور میں نے کچھ ایسے لوگوں کو بھی پایا ہے جن کے اندر عیوب پائے جاتے تھے ←

شیئًا من ذٰلک عَنْ مَالِکٍ (۱)

امام مالک کے بارے میں یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے: اُن سے عراق کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا گیا: وہاں ایک ''پیچیدہ بیماری'' ہے۔ تو امام مالک نے جواب دیا: اس سے مراد ابوحنیفہ ہے۔

امام مالک کے حوالے سے یہ تمام روایات محدثین نے نقل کی ہیں' اہلِ رائے سے تعلق رکھنے والے امام مالک کے شاگردوں میں سے' کسی نے بھی امام مالک کے حوالے سے ایسی کوئی چیز روایت نہیں کی ہے۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ قَالَ نَا اَبُو السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ الْجَرَّاحِ يَقُولُ وَجَدْتُ اَبَا حَنِيفَةَ خَالَفَ مِائَتَيْ حَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ساجی نے ابوسائب کے حوالے سے وکیع بن جراح کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے یہ بات پائی ہے: ابوحنیفہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''دوسو'' احادیث کی مخالفت کی ہے۔

وَرَوَى عَنْ وَكِيعٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَطَاءً اِنْ كَانَ سَمِعَهُ

اُنہوں نے وکیع کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: میں نے ابوحنیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے عطاء کو سنا ہے' بشرطیکہ اُس (یعنی ابوحنیفہ) نے اُن (یعنی عطاء) کو سنا ہو۔

لیکن وہ دوسروں کے عیوب کو بیان کرنے سے خاموش رہے تو لوگوں نے اُن کے عیوب بھی بیان نہیں کیے' تو امام مالک تو لوگوں کو اس بات کی ترغیب دے رہے ہیں کہ دوسروں کے عیوب کی طرف توجہ نہ دی جائے تو وہ خود لوگوں کے عیوب کیسے تلاش کر سکتے ہیں اور وہ ائمہ کے بارے میں کوئی ایسی بات کیسے ذکر کر سکتے ہیں جو ان کی فضیلت کے لائق نہ ہو۔ میں نے اپنی کتاب ''فرق الفقہاء'' میں امام مالک کے حوالے سے منقول روایات کا ذکر کیا ہے اور اُس کی وجوہ بیان کی ہیں' باقی اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

(شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) تو اس جلیل القدر امام نے' امام مالک جیسے سمجھدار شخص سے اس کلام کے صادر ہونے کی نفی کر دی ہے اور اس بات سے آدمی کا دل مطمئن بھی ہو جاتا ہے' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(۱) نسخہ ''ک'' نسخہ ''ؤ'' اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح ہے: ''تو اُنہوں نے اس میں سے کوئی بھی امام مالک کے حوالے سے نقل نہیں کی ہے''۔

وَذَكَرَ الساجی قَالَ نَا بنْدَار وَمُحَمّد بن المقری قَالَا نَا معَاذ بن معَاذ العنبری (۱) قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ اسْتُتِيبَ اَبُو حَنِيفَةَ مَرَّتَيْنِ

ساجی نے سفیان ثوری کا یہ قول نقل کیا ہے: ابوحنیفہ سے دو مرتبہ توبہ کروائی گئی تھی۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ قَالَ نَا اَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ قَالَ اِنَّمَا اسْتُتِيبَ اَبُو حَنِيفَةَ لاَنَّهُ قَالَ الْقُرآنُ مَخْلُوقٌ وَاسْتَتَابَهُ عِيسَى بْنُ مُوسَى (۲)

ساجی نے محمد بن یونس کا یہ قول نقل کیا ہے: ابوحنیفہ سے توبہ کروائی گئی تھی' کیونکہ اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ قرآن' مخلوق ہے' تو عیسیٰ بن موسیٰ نے اُن سے توبہ کروائی تھی۔

وَذَكَرَ السَّاجِيُّ قَالَ نی مُحَمَّد بن روح المداینی قَالَ نی مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ الْمُبَارك كَانَ النَّاسَ يَقُولُونَ اِنَّكَ تَذْهَبُ اِلَى قَوْلِ اَبِی حنیفَة قَالَ لَيْسَ کل مَا يَقُول النَّاسُ يُصِيبُونَ فِيهِ قَدْ كُنَّا نَاْتِيهِ زَمَانًا وَنَحْنُ لَا نَعْرِفُهُ فَلَمَّا عَرَفْنَاهُ تَرَكْنَاهُ (۳)

ساجی نے معلیٰ بن اسد کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا: لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں' تو اُنہوں نے جواب دیا: لوگ جو باتیں کرتے ہیں وہ ساری ٹھیک نہیں ہوتی ہیں' ہم ایک عرصہ اُن کے پاس آتے جاتے رہے' جبکہ ہمیں اُن کی شناخت نہیں تھی لیکن جب ہم نے اُنہیں پہچان لیا' تو ہم نے اُنہیں ترک کر دیا۔

---

(۱) تمام نسخوں میں لفظ ''العبدی'' تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔

(۲) یہ ابوموسیٰ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد عباسی ہیں' جو سفاح کے بھتیجے تھے' ان کا انتقال 167 ہجری میں ہوا۔ سفاح نے انہیں کوفہ اور اس کے نواحی علاقوں کا گورنر 132 ہجری میں مقرر کیا تھا' پھر منصور نے انہیں کوفہ کی گورنری سے 147 ہجری میں معزول کر دیا تھا' اس سے پہلے (اصل عربی متن کے) صفحہ 243 پر منصور کو ان کا یہ قول گزر چکا ہے کہ یہ (یعنی امام ابوحنیفہ) اس وقت دنیا کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

(۳) یہاں نسخہ ''ا'' میں حاشیہ میں پرانے خط میں' جو اصل خط سے مختلف ہے' یہ الفاظ تحریر ہیں: ''یہ روایت بھی جھوٹی ہے کیونکہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال امام ابوحنیفہ کے مسلک پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہوا تھا''۔ ان کی بات یہاں ختم ہو گئی اس بارے میں آپ مزید واضح دلیل کیلئے ہمارے استاد علامہ کوثری کی کتاب ''تانیب الخطیب'' کے صفحہ 242 سے لے کر 244 تک اور صفحہ 294 کا مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

قَالَ ونی مُحَمَّد بن ابی عبد الرحمن المقری قَالَ سَمِعْتُ اَبِی یَقُوْلُ دَعَانِی اَبُو حَنِیفَةَ اِلَی الاِرْجَاءِ غَیْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ اُجِبْهُ (۱)

محمد بن ابوعبدالرحمٰن مقری بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: امام

(۱) ''ارجاء'' کا لغوی معنی ''تاخیر کرنا'' ہے اور اس کا ایک مفہوم وہ ہے' جو شرعی مفہوم پر دلالت کرتا ہے اور ایک مفہوم وہ ہے' جو ممنوع مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔

شرعی معنی کے اعتبار سے ''ارجاء'' سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد' اُن کی شہادت کے حوالے سے آپس میں لڑائی کرنے والے دو گروہوں میں سے کسی ایک کو درست قرار دینے کے قول میں تاخیر کی جائے۔

''ارجاء'' کا جو معنی مشروع ہے اُن میں سے بعض سے مراد یہ ہوتا ہے کہ آدمی اس بات کا اعتقاد رکھے کہ وہ دل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے' زبان کے ذریعہ اس کا اقرار کرتا ہے اور پھر عمل میں اُس کے خلل آ جاتا ہے' وہ یوں کہ وہ کچھ فرائض کو ترک کر دیتا ہے' یا کبائر کا ارتکاب کر لیتا ہے' تو ایسا شخص گناہگار مؤمن ہوگا اور جہنم کے عذاب کا مستحق ہوگا' لیکن اُس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف مؤخر ہو جائے گا' اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اُس سے درگزر فرمائے گا اور اگر چاہے گا تو اُسے عذاب دے گا۔ اہل سنت والجماعت کا یہی مؤقف ہے' البتہ اس کی تعبیر کے حوالے سے ان حضرات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

''ارجاء'' کا وہ مفہوم جو قابلِ مذمت اور گمراہ کن ہے' وہ یہ ہے کہ جو شخص کبائر کا مرتکب ہوتا ہے' جیسے کسی کو قتل کر دیتا ہے' یا زنا کر لیتا ہے' یا شراب پی لیتا ہے' یا فرائض کو ترک کرتا ہے جیسے نماز' روزہ یا زکوٰۃ کو ترک کر دیتا ہے تو اُس کے جہنم میں عذاب کے مستحق ہونے کا فیصلہ دینے میں تاخیر کی جائے اور یہ گمان کیا جائے کہ ایمان سے مراد تو صرف دل کے ذریعہ تصدیق کرنا اور زبان کے ذریعہ اقرار کرنا ہے' عمل کو ترک کرنا نقصان نہیں دے گا' ایسے لوگ اپنی دلیل کے طور پر حدیث کے ان ظاہری الفاظ کا سہارا لیتے ہیں: ''تو جو شخص یہ کہہ دے کہ لا الٰہ الا اللہ تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا''۔ یہ جھوٹا مسلک ہے' جو بعض گمراہ فرقوں کی طرف سے سامنے آیا ہے اور یہ صریح ثابت شدہ نصوص کے برخلاف ہے جو قطعی ہیں' اس مؤقف کے قائلین کو مرجئہ کہا جاتا ہے' حافظ مرتضیٰ زبیدی نے اپنی کتاب ''تاج العروس'' صفحہ 69/1 پر لفظ ''رجاء'' کے تحت یہ تحریر کیا ہے: ''مرجئہ' مسلمانوں کا ایک گروہ ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان صرف قول کا نام ہے' اس میں عمل شامل نہیں ہے' گویا کہ وہ قول کو مقدم کر دیتے ہیں اور عمل کو مؤخر کر دیتے ہیں کیونکہ وہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر وہ نماز نہیں بھی پڑھتے' روزے نہیں بھی رکھتے تو اُن کا ایمان اُنہیں نجات دیدے گا''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

تو ان مختلف اطلاقات کے حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے جس شخص کی طرف مطلق طور پر ارجاء کی نسبت کی گئی ہو' اُس کے دین پر الزام عائد نہیں کیا گیا ہوگا اور وہ اہل سنت سے خارج شمار نہیں ہوگا بلکہ اُس مفہوم کا جائزہ لیا جائے گا جس حوالے سے اُس پر ارجاء کا اطلاق کیا گیا ہے' اگر وہ شرعی مفہوم ہوگا تو وہ اہلِ سنت اور اہلِ ہدایت میں سے ہوگا ←

ابوحنیفہ نے کئی مرتبہ مجھے ''ارجاء'' کا عقیدہ اختیار کرنے کی دعوت دی' لیکن میں نے اُن کی بات قبول نہیں کی۔

اور اگر وہ مذموم مفہوم ہوگا' تو وہ شخص گمراہی کا شکار اور بھٹکا ہوا ہوگا۔

علامہ محقق لکھنوی نے اپنی کتاب ''الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل'' کی دوسری طباعت کے صفحہ 216 اور تیسری طباعت کے صفحہ 352 پر ایقاظ نمبر 22 کے عنوان کے تحت: سنی ارجاء اور بدعتی ارجاء کے درمیان فرق بیان کیا ہے' جو درج ذیل ہے:

''جس شخص کو علم نہیں ہوتا' وہ یہ گمان کرتا ہے کہ جب وہ ''میزان الاعتدال'' یا ''تہذیب الکمال'' یا ''تہذیب التہذیب'' یا ''تقریب التہذیب'' یا اس کے علاوہ رجال سے متعلق دیگر کتابوں میں بہت سے راویوں کے بارے میں یہ دیکھتا ہے کہ وہ ''ارجاء'' کا عقیدہ رکھتے تھے' یا اُن پر ''ارجاء'' کا الزام ہے' یا وہ ''مرجئی'' تھے' یا اس طرح کی دیگر عبارات دیکھتا ہے' تو وہ اس گمان کا شکار ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے' تو یہ اہل سنت سے خارج ہیں اور گمراہ فرقوں میں داخل ہیں اور ان کا شمار مرجئہ فرقہ میں ہوتا ہے اور اعتقادی بدعت کی وجہ سے یہ مجروح قرار پاتے ہیں اور اسی بنیاد پر بہت سے لوگوں نے امام ابوحنیفہ' اُن کے شاگردوں' اُن کے مشائخ پر بھی طعن کیا ہے' کیونکہ ایسی معتمد کتابوں میں بھی اُن پر ارجاء کا الزام لگایا گیا ہے' ان لوگوں کا گمان یہ ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ''سنی ارجاء'' سے غافل ہیں اور ان کا انتقال تیزی سے اُس ''ارجاء'' کی طرف منتقل ہوتے ہیں جو علماء کے نزدیک گمراہی ہے''۔ اُن کا کلام اختصار کے ساتھ یہاں ختم ہوگیا' اُس کے بعد علامہ لکھنوی نے سنی ارجاء اور بدعتی ارجاء کی وضاحت کرنے میں تقریباً بیس صفحات تحریر کیے ہیں' آپ اُن کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: یہاں میں بعض اکابر محدثین کے حالات ذکر کروں گا' جن پر ارجاء کا الزام عائد کیا گیا ہے تا کہ غیر واقف شخص کیلئے اس مسئلہ کی زیادہ وضاحت ہو جائے' اگرچہ اس کی وجہ سے تعلیق کچھ لمبی ہو جائے گی۔

(۱) خطیب بغدادی کی ''تاریخ بغداد'' میں صفحہ 109/6 اور 110 پر' حافظ مزی کی ''تہذیب الکمال'' میں صفحہ 111/2 میں امام حافظ عالمِ خراسان ابراہیم بن طہمان ہروی نیشاپوری ثم مکی کے حالات میں یہ تحریر ہے: ''صحاح ستہ کے مصنفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' سلیمان دارمی بیان کرتے ہیں: حدیث میں یہ ثقہ ہیں اور ائمہ ہمیشہ ان کی نقل کردہ حدیث میں دلچسپی لیتے رہے ہیں' اس میں رغبت رکھتے رہے ہیں اور ان کو ثقہ قرار دیتے رہے ہیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔ صالح بن محمد حافظ کہتے ہیں: یہ ثقہ اور حسن الحدیث ہیں' البتہ ایمان کے حوالے سے یہ ارجاء کی طرف میلان رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے نزدیک ان کی نقل کردہ حدیث کو محبوب کر دیا تھا' یہ روایت میں عمدہ ہیں۔ اسحاق بن راھویہ کہتے ہیں: یہ صحیح الحدیث اور حسن الروایت ہے' کثیر السماع ہیں' خراسان میں ان سے زیادہ حدیث نقل کرنے والا اور کوئی نہیں ہے' یہ ثقہ ہیں۔ شیخ ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی' جو ان کے شہر کے رہنے والے ہیں' ←

قَالَ ونا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لاَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ان النبی عَلَيْهِ السَّلام صَلَّى خَمْسًا قَالَ فَاَخَذَ اَبُو

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: خراسان کا رہنے والا کوئی ایسا شخص ہمارے پاس نہیں آیا' جو عبداللہ بن واقد ہروی سے زیادہ فضیلت رکھتا ہو۔ میں نے کہا: ابراہیم بن طہمان بھی نہیں؟ اُنہوں نے فرمایا: وہ تو ''مرجئی'' تھے۔

ابوصلت کہتے ہیں: اُن کا ارجاء کا نظریہ یہ خبیث مسلک نہیں تھا کہ ایمان' عمل کے بغیر ہوتا ہے' یا عمل کو ترک کرنا ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے' بلکہ اُن کے ارجاء کا مطلب یہ تھا کہ وہ اہلِ کبائر کے بارے میں مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں تاکہ خارجیوں کا اور اُن دیگر فرقوں کا رد ہو جائے جو گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں' تو یہ لوگ ارجاء کا عقیدہ رکھتے ہیں اور گناہوں کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیتے ہیں اور ہم لوگ بھی اسی طرح ہیں۔ میں نے وکیع بن جراح کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: سفیان ثوری نے آخر میں یہ کہا تھا: ہم تمام گناہ کے مرتکب افراد اور کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے یہ اُمید رکھتے ہیں جو لوگ ہمارے دین کے پیروکار ہیں' ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں' خواہ وہ کیسا ہی عمل کیوں نہ کرتے ہوں (کہ آخر کار اُن کی بخشش ہو جائے گی)''۔

(۲) امام ذہبی کی ''میزان الاعتدال'' کے صفحہ 76/1 پر حافظ کبیر امام ابراہیم بن یوسف باہلی بلخی جو ماقیانی کے نام سے معروف ہیں اور صاحبِ رائے ہیں' اُن کے حالات میں یہ تحریر ہے: یہ امام ابو یوسف کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ماہر ہو گئے (یہاں تک کہ علمِ فقہ میں ماہر ہو گئے) ان سے امام نسائی نے روایات نقل کی ہیں اور انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں: ان کے ساتھ مشغول نہیں ہوا جائے گا۔ میں یہ کہتا ہوں: (یہ بات امام ذہبی کہہ رہے ہیں) کہ یہ انکار ارجاء کے عقیدہ کی وجہ سے ہے جو اُن کے اندر پایا جاتا تھا''۔ حافظ ابن حجر نے ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 184/1 پر اُن کے حالات میں یہ بات زائد نقل کی ہے: ''امام دارقطنی فرماتے ہیں: میں نے علیک رازی کے سامنے اُن کا ذکر کیا (اس سے مراد علی بن سعید ہیں) تو اُنہوں نے فرمایا: یہ ثقہ ہے' ثقہ ہے۔

(۳) ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 320/2 اور صفحہ 321 پر حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابوطالب ہاشمی مدنی جن کا انتقال 95 ہجری میں ہوا' جن کے والد محمد بن حنفیہ کے نام سے معروف ہیں' اُن کے حالات میں یہ تحریر ہے: ''صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کیے ہیں' مصعب زبیری' مغیرہ بن مقسم اور عثمان بن ابراہیم حاتمی بیان کرتے ہیں: یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عقیدۂ ارجاء کے بارے میں کلام کیا تھا' میں یہ کہتا ہوں: (اس بات کے قائل ابن حجر ہیں) حسن بن محمد نے جس ارجاء کے بارے میں کلام کیا تھا' اُس سے مراد وہ والا ارجاء کا عقیدہ نہیں ہے جس پر اہل سنت کو اعتراض ہے' جس کا تعلق ایمان سے ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حسن بن محمد کی مذکورہ تحریر دیکھی ہے' ←

حَنِیفَةَ شَیْئًا مِنَ الْاَرْضِ وَرَمٰی بِهٖ وَقَالَ اِنْ کَانَ جَلَسَ فِی الرَّابِعَةِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَاِلَّا فَلَا تُسَاوِی صَلَاتُهُ هٰذِهٖ

علی بن عاصم بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے کہا: ابراہیم نخعی نے علقمہ کے حوالے سے

اُنہوں نے اُس کے آخر میں یہ لکھا ہے: ''ہم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کے بارے میں کوشش کرتے ہیں' کیونکہ اُمت نے ان کے حوالے سے آپس میں کوئی اختلاف نہیں کیا تھا اور ان کے معاملہ میں کوئی شک نہیں ہوا تھا اور ان کے بعد جو لوگ آزمائش کے شکار ہوئے' اُن کے بارے میں ہم اُمید رکھتے ہیں (کہ اُن کی بخشش ہو جائے گی) ہم اُن کے معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں''۔ اس کے بعد اُن کا پورا کلام ہے۔

تو حسن بن محمد نے جس مفہوم کے بارے میں کلام کیا تھا' وہ یہ تھا کہ آزمائش کے دوران آپس میں لڑنے والے دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کے بارے میں یہ بات قطعی طور پر نہیں کہی جا سکتی کہ وہ ٹھیک ہے یا درست ہے' اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان دونوں کے بارے میں یہ اُمید رکھی جائے گی (کہ ان دونوں کو معاف کر دیا جائے گا)۔ جہاں تک اُس ارجاء کا تعلق ہے جس کا تعلق ایمان سے ہے تو اُنہوں نے تو اس موضوع کو چھیڑا ہی نہیں ہے' لہٰذا ان پر اس حوالے سے اعتراض لازم نہیں آتا' باقی اللہ بہتر جانتا ہے''۔ اُن کی بات یہاں اختصار کے ساتھ ختم ہوگئی۔

(علامہ عبدالفتاح) کہتے ہیں: یہ تین مثالیں میں نے اس لیے دی ہیں' تاکہ بات زیادہ طویل نہ ہو جائے' میں نے کتاب ''الرفع والتکمیل'' ایقاظ نمبر: 22 پر تیسری طباعت پر جو تعلیق نقل کی ہے' اُس میں اس سے زیادہ مثالیں دی ہیں' اگر آپ چاہیں تو اُس سے رجوع کر سکتے ہیں۔

اسی طرح حافظ ذہبی نے ''میزان الاعتدال'' میں صفحہ 99/4 پر امام حافظ مسعر بن کدام کوفی احول' جو جلیل القدر اہلِ علم میں سے ایک ہیں' اُن کے حالات میں یہ بات تحریر کی ہے: ''صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' وہ حجت ہیں' امام ہیں اور ان کے بارے میں سلیمانی کے اس قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کہ مرجئہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں مسعر' حماد بن ابوسلیمان' نعمان (یعنی امام ابوحنیفہ)' عمرو بن مرہ' عبدالعزیز بن ابورواد' ابومعاویہ' عمر بن زر شامل ہیں اور پھر اس کے علاوہ اُنہوں نے اہلِ علم کی ایک اور جماعت کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں: (اس بات کے قائل امام ذہبی ہیں) کہ ارجاء کا مسلک جلیل القدر اہلِ علم میں سے متعدد افراد کا مسلک ہے' اس لیے اس کے قائل پر اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

حافظ محمد بن یوسف صالحی نے اپنی کتاب ''عقود الجمان'' صفحہ 388 پر یہ بات بیان کی ہے: امام حافظ ناقد مجتہد ابوعمر یوسف بن عبدالبر نے اپنی کتاب ''کتاب العلم''' ''جامع بیان العلم وفضلہ'' کے اس موضوع پر اس طرح کی اور کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی' اس کے صفحہ 248/2 پر یہ بات تحریر کی ہے:

←

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے: ''نبی اکرم ﷺ نے پانچ رکعت پڑھا دیں''۔

''لوگوں نے امام ابوحنیفہ پر ارجاء کا الزام عائد کیا ہے حالانکہ اہلِ علم میں سے بہت سے اہلِ علم ایسے ہیں' جن کی طرف ارجاء کی نسبت کی گئی ہے اور کسی نے بھی اُس سے یہ مراد نہیں لیا کہ اس سے مراد وہ قبیح عقیدہ ہے' جس طرح کہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ مفہوم مراد لیا گیا ہے اور یہ اُن کی امامت کی وجہ سے ہے' میں یہ کہتا ہوں: (اس کے قائل حافظ صالحی ہیں) کہ ''شرح مواقف'' میں یہ تحریر ہے کہ غسان مرجئی نے یہ بات تحریر کی ہے کہ ارجاء کا عقیدہ رکھنے والوں میں امام ابوحنیفہ شامل ہیں' اُنہوں نے امام صاحب کا شمار مرجئہ فرقہ کے لوگوں میں کیا ہے' یعنی اُس مرجئہ فرقہ میں جو گمراہی کا شکار ہے' جو اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان سے مراد صرف دل کے ذریعہ تصدیق کرنا ہے اور عمل کو ترک کرنا کوئی نقصان نہیں دے گا' حالانکہ یہ بات امام صاحب پر الزام ہے' غسان کا مقصد یہ تھا کہ ایک مشہور شخصیت کی موافقت کو نقل کر کے اپنے مسلک کی ترویج کرے۔ عامری کہتے ہیں: ان سب باتوں کے باوجود اصحابِ مقالات نے امام ابوحنیفہ کا شمار اُن مرجئہ لوگوں میں کیا ہے' جن کا تعلق اہل سنت سے ہے اور ہوسکتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں معتزلہ کا بھی اس بارے میں یہ عقیدہ ہو اور جو لوگ تقدیر کے مسئلہ میں اُن کے برخلاف کرتے ہیں' وہ اُن لوگوں کو مرجئہ کا خطاب دے دیتے ہوں' یا پھر اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ جب اُنہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ ایمان سے مراد صرف تصدیق ہے اور ایمان میں کمی یا اضافہ نہیں ہوتا ہے تو اُن کے بارے میں یہ گمان کیا گیا کہ یہ ارجاء کا وہ عقیدہ ہے' جو عمل سے ایمان کو مؤخر کر دیتا ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے' جبکہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ بات معروف ہے کہ وہ عمل میں مبالغہ سے کام لیتے تھے اور اس بارے میں بھرپور کوشش کیا کرتے تھے''۔ (شرح مواقف کا کلام یہاں ختم ہو گیا' آپ اس بارے میں غور وفکر کریں' یہ نفیس ترین بات ہے' یہاں پر صالحی کی بات ختم ہوگئی)

شاید آپ اس بحث کو اس شکل میں کسی اور جگہ پر نہ پاسکیں تو آپ اس کو اپنے پاس سنبھال کر رکھ لیں اور ارجاء کے بارے میں مزید تحقیق وتفتیش کیلئے امام ذہبی کی کتاب ''تاریخ اسلام'' کے صفحہ 358/8 پر حسن بن محمد ہاشمی کے حالات ملاحظہ فرمالیں' اس میں ایسا مواد موجود ہے' جو کسی اور جگہ پر نہیں ملے گا' یا پھر اُن چیزوں کو ملاحظہ فرمائیں' جو ہمارے استاد علامہ کوثری نے اپنی کتاب ''تانیب الخطیب'' صفحہ 44 اور 45 پر تحریر کی ہے' وہ بھی انتہائی نفیس ہے' اس کے علاوہ ہمارے استاد ظفر احمد تھانوی کی کتاب ''قواعد فی علوم الحدیث'' اور اُس پر میں نے جو تعلیق نقل کی ہے اُسے صفحہ 232 سے 240 تک ملاحظہ فرمالیں' اس کے علاوہ میں نے ''الرفع والتکمیل'' پر جو تعلیق تحریر کی ہے اُس کی دوسری طباعت کے صفحہ 67 سے صفحہ 69 اور تیسری طباعت کے صفحہ 81 سے 83 تک ایقاظ نمبر:22 میں ملاحظہ فرمالیں' یہ دوسری طباعت کا ہے اور تیسری طباعت میں اس سے زیادہ تحقیق ہے' اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کے ذریعہ مجھے نفع عطا فرمائے۔

تو امام ابوحنیفہ نے زمین سے کوئی چیز اُٹھا کر اُسے پھر پھینک دیا اور پھر وہ بولے: اگر تو آپ چار رکعت کے بعد تشہد کی مقدار میں بیٹھے تھے' تو ٹھیک ہے' ورنہ آپ کی نماز (میری زمین پر پھینکی ہوئی) اس چیز کے برابر بھی نہیں ہوگی۔

قَالَ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَعِصْمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا نَا الْعَبَّاس بن عبد العظيم قَالَ نَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ بشر بن الْمفضل (۱) قَالَ قُلْتُ لِاَبِى حَنِيفَةَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ (البيعان بِالْخِيَارِ مالم يفترقا الا بيع الْخِيَار) قَالَ هَذَا رِجْزٌ فَقُلْتُ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُودِيًّا رَضَخَ رَاْسَ جَارِيَةً بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَرَضَخَ النَّبِىُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقَالَ هَذَا هَذَيَانٌ

بشر بن مفضل بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے کہا: نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار اُس وقت تک رہتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ جب اصل سودا میں (اُس کو ختم کرنے) کی شرط رکھی گئی ہو' تو حکم مختلف ہوگا''۔

تو امام ابوحنیفہ نے کہا: یہ رجز ہے۔

میں نے کہا: قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے:

''ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس یہودی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھوا کر کچل دیا' تو امام ابوحنیفہ نے کہا: یہ ہذیان ہے۔

قَالَ اَبُو عُمَرَ سَمِعَ الطحاوى ابو جَعْفَر رجلا ينشده

اِنْ كُنْتِ كَاذِبَةً بِمَا حَدَّثْتِنِى ...فَعَلَيْكِ اِثْمُ اَبِى حَنِيفَةَ اَوْ زُفَرْ

الْوَاثِبِينَ عَلَى الْقِيَاسِ تَعَدِيًّا ...وَالنَّاكِبِينَ عَنِ الطَّرِيقَةِ وَالْاَثَرْ

فَقَالَ اَبُو جَعْفَر وَدِدْتُ اَنَّ لِى حَسَنَاتِهِمَا وَاُجُورَهُمَا وَعَلَىَّ اثمهما (۲)

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) امام ابوجعفر طحاوی نے ایک شخص کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

(۱) تمام نسخوں میں یہاں لفظ ''بشر بن الفضل'' تحریر ہے اور یہ تحریف ہے۔

(۲) یہاں پر نسخہ ''ک'' کے حاشیہ میں یہ الفاظ تحریر ہے: ''اس فصل میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے' میں اُس کے جھوٹ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہوں کیونکہ امام ابوحنیفہ مسلمانوں کے ائمہ میں سے ایک ہیں' اُنہیں دیگر ائمہ پر سبقت کا شرف ←

"اے عورت! تم نے میرے ساتھ جو بات کی ہے اگر تم نے اس میں غلط بیان کی ہو تو تم پر ابو حنیفہ اور زفر جتنا گناہ ہو جو زیادتی کرتے ہوئے قیاس کے ساتھ ہی مشغول رہے اور انہوں نے طریقہ اور اثر کو ترک کر دیا"

تو امام طحاوی نے فرمایا: میری یہ خواہش ہے کہ ان دونوں کی تمام نیکیاں اور اجر و ثواب مجھے مل جاتا اور ان دونوں کے گناہ بھی مجھے مل جاتے۔

باب ذکر طرف من فطنة ابی حنیفة، ونباهته
ونبذٍ من فقه وحذقه وذكائه رحمه الله

باب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت، عقلمندی، اُن کی فقاہت، سمجھداری اور دانشمندی کا تذکرہ

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرِ بْنِ سَعِيدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا احْمَد ابْن الْحَسَنِ الْحَافِظُ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ ثنى مُحَمَّد بن عبد الله الْفَقِيه قَالَ نَا الْحسن بن زِيَاد اللؤلؤى قَالَ كَانَتْ عِنْدَنَا امْرَاَةٌ مَجْنُونَةٌ يُقَالُ لَهَا اُمُّ عِمْرَانَ مَرَّ بِهَا اِنْسَانٌ فَقَالَ لَهَا شَيْئًا فَقَالَت يَا ابْن الزَّانِيَيْنِ وَابْنُ اَبِى لَيْلَى قَائِمٌ يَسْمَعُ فَاَمَرَ اَنْ يُؤْتَى بِهَا فَاَدْخَلَهَا الْمَسْجِدَ وَهُوَ فِيهِ فَضَرَبَهَا حَدَّيْنِ حَدًّا لاَبِيهِ وَحَدًّا لاُمِّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ اَبَا حَنِيفَةَ فَقَالَ اَخْطَاَ فِيهَا مِنْ سِتَّةِ مَوَاضِعَ الْمَجْنُونَةُ لَا حَدَّ عَلَيْهَا وَاَقَامَ الْحَدَّ عَلَيْهَا فِي الْمَسْجِدِ وَلا تُقَامُ الْحُدُودُ فِي الْمَسَاجِدِ وَضَرَبَهَا قَائِمَةً وَالنِّسَاءُ يُضْرَبْنَ قُعُودًا وَاَقَامَ عَلَيْهَا حَدَّيْنِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلا قَذَفَ قَوْمًا مَا كَانَ عَلَيْهِ اِلا حَدٌّ وَاحِدٌ وَضَرَبَهَا وَالْاَبَوَانِ غَائِبَانِ وَلا يَكُونُ ذَلِكَا لَّا بمحضرهما لاَنَّ الْحَدَّ لَا يَكُونُ اِلا لِمَنْ يَطْلُبُهُ وَجَمَعَ بَيْنَ الْحَدَّيْنِ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ وَمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ حَدَّانِ لَمْ يُقَمْ عَلَيْهِ اَحَدُهُمَا حَتَّى يجف الآخَرُ ثُمَّ يُضْرَبَ الْحَدَّ الثَّانِي فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ اَبِي لَيْلَى فَذَهَبَ اِلَى الْاَمِيرِ فَشَكَاهُ فَحَجَرَ الْاَمِيرُ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ اَنْ يُفْتِيَ فَهَذِهِ قِصَّةُ حَجْرِ الْاَمِيرِ فِي الْفُتْيَا عَلَى ابى حنيفَة ثُمَّ وَرَدَتْ مَسَائِلُ لِعِيسَى بْنِ مُوسَى فَسُئِلَ عَنْهَا اَبُو حَنِيفَةَ فَاَجَابَ فِيهَا فَاسْتَحْسَنَ عِيسَى كُلَّ مَا جَاءَ بِهِ وَاَذِنَ لَهُ فَقَعَدَ فِي مَجْلِسِه

حاصل ہے اور اُن کے مناقب اُن کے دیگر تمام معاصرین سے زیادہ ہیں' یہ بات ابوبکر بن ابراہیم سامی مالکی نے تحریر کی ہے' اللہ تعالیٰ اُس سے درگزر کرے۔

حسن بن زیاد لؤلؤی بیان کرتے ہیں: ہمارے ہاں ایک پاگل عورت تھی، جس کا نام اُم عمران تھا' اُس کے پاس سے ایک شخص گزرا' اُس شخص نے اُس عورت کو کچھ کہا' تو اُس عورت نے کہا: اے زنا کرنے والے دو افراد (یعنی ماں باپ) کی اولاد! (کوفہ کے قاضی) ابن ابولیلیٰ کھڑے یہ بات سن رہے تھے' اُن کے حکم کے تحت اُس عورت کو پکڑ کر لایا گیا' اُسے مسجد میں لایا گیا' جہاں قاضی صاحب موجود تھے' تو قاضی صاحب نے اُس پر دو حدیں جاری کرنے کا حکم دیا' ایک حد اُس شخص کے باپ اور ایک حد اُس شخص کی ماں (پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کی حد جاری کرنے کا حکم دیا)۔

امام ابوحنیفہ کو اس بارے میں اطلاع ملی' تو اُنہوں نے فرمایا: قاضی صاحب نے اس مقدمہ میں چھ غلطیاں کی ہیں' پاگل عورت پر حد جاری نہیں ہوتی' اُنہوں نے مسجد میں حد جاری کی ہے' حالانکہ مسجد میں حدود جاری نہیں ہوتی ہیں' اُنہوں نے اُس عورت کو کھڑی کر کے کوڑے لگوائے ہیں' حالانکہ خواتین کو بٹھا کر سزا دی جاتی ہے' اُنہوں نے اُس عورت پر دو حدیں جاری کی ہیں' حالانکہ اگر کوئی شخص کئی افراد پر زنا کا جھوٹا الزام لگا دے' تو بھی اُس پر صرف ایک ہی حد جاری ہوگی' اُنہوں نے عورت کو کوڑے لگوا دیئے' حالانکہ اُس شخص کے ماں باپ وہاں موجود نہیں تھے اور یہ حد اُس کے ماں باپ کی موجودگی میں ہی جاری کی جا سکتی تھی' کیونکہ حد کا فیصلہ اُس وقت ہوتا' جب وہ فریق اس کا مطالبہ کرتا جس پر الزام لگایا گیا ہے' اُنہوں نے دو حدیں ایک ہی جگہ پر جمع کر دیں' حالانکہ جس شخص پر دو حدیں لازم ہو رہی ہوں' اُس پر پہلے ایک حد جاری ہوگی' پھر جب وہ اُس سے تندرست ہو جائے گا' تو اُس پر دوسری حد لگائی جائے گی۔

ابن ابولیلیٰ کو اس بات کی اطلاع ملی' تو وہ گورنر کے پاس گئے اور اُس سے شکایت کی' تو گورنر نے امام ابوحنیفہ کے فتویٰ دینے پر پابندی لگا دی' تو گورنر نے امام ابوحنیفہ کے فتویٰ دینے پر جو پابندی لگائی تھی اُس کی بنیادی وجہ یہ واقعہ ہے۔ اُس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے پیش کردہ مسائل سامنے آئے' تو امام ابوحنیفہ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا' اُنہوں نے ان کے جوابات دیئے' عیسیٰ کو اُن کے جوابات پسند آئے' تو اُس نے اُنہیں اجازت دی اور وہ دوبارہ مجلس افتاء میں تشریف فرما ہوئے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنَا الْقَاضِي مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ السِّمْنَانِيُّ (1) قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

(1) تمام نسخوں میں اسی طرح ہے' اس سے پہلے (اصل عربی متن کے) صفحہ 211' صفحہ 256 اور صفحہ 267 پر یہ بات گزر چکی ہے اور آگے چل کر صفحہ 305,315,317 اور 319 پر یہ بات آئے گی' وہاں یہ الفاظ ہیں: ''محمد بن علی سمنانی''۔ آپ اُسے ملاحظہ فرمالیں۔

نَا اَبُو مُطِیعٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ وَاَوْصَی اِلَی اَبِی حَنِیفَۃَ وَھُوَ غَائِبٌ فَقَدِمَ اَبُو حَنِیفَۃَ وَارْتَفَعَ اِلَی ابْنِ شُبْرُمَۃَ فَذَکَرَ ذَلِکَ لَہُ فَاَقَامَ الْبَیِّنَۃَ اَنَّ فُلَانًا مَاتَ وَاَوْصَی اِلَیْہِ فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ یَا اَبَا حَنِیفَۃَ اَتَحْلِفُ اَنَّ شُھُودَکَ شَھِدُوا بِحَقٍّ قَالَ لَیْسَ عَلَیَّ یَمِینٌ کُنْتُ غَائِبًا قَالَ ضلت مقایسک قَالَ اَبُو حَنِیفَۃَ مَا تَقُولُ فِی اَعْمَی شُجَّ فَشَھِدَ لَہُ شَاھِدَانِ بِذَلِکَ اَعَلَی الْاَعْمَی اَنْ یَحْلِفَ اَنَّ شُھُودَہُ شَھِدُوا بِحَقٍّ وَھُوَ لَمْ یَرَ فَحَکَمَ لِاَبِی حَنِیفَۃَ بِالْوَصِیَّۃِ وَاَمْضَاھَا لَہُ

ابو مطیع بیان کرتے ہیں: ایک شخص کا انتقال ہو گیا' اُس نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں کوئی وصیت کی' وہ وہاں موجود نہیں تھے' جب آپ تشریف لائے تو اُنہوں نے اپنا مقدمہ (اُس وقت کے قاضی) ابن شبرمہ کے سامنے پیش کیا اور یہ صورتِ حال ذکر کی تو ثبوت کے ذریعہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے اور اُس نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں وصیت کی ہے۔ قاضی ابن شبرمہ نے کہا: اے ابوحنیفہ! کیا آپ اس بات پر حلف اُٹھا سکتے ہیں کہ آپ کے گواہوں نے حق کے مطابق گواہی ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: مجھ پر قسم اُٹھانا لازم نہیں ہوتا کیونکہ میں تو وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ تو قاضی نے کہا: اب آپ کا قیاس کدھر گیا؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ایسے نابینا شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جسے زخمی کر دیا جاتا ہے اور دو آدمی اُس کے حق میں گواہی بھی دے دیتے ہیں تو کیا اُس نابینا شخص پر یہ بات لازم ہو گی کہ وہ یہ حلف اُٹھائے کہ اُن گواہوں نے ٹھیک گواہی دی ہے حالانکہ اُس نابینا نے تو (زخمی کرنے والے کو) دیکھا ہی نہیں ہے۔ تو قاضی نے امام ابوحنیفہ کے حق میں فیصلہ دے دیا اور اُس وصیت کو برقرار رکھا۔

نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سُفْیَانَ قَالَ نَا قَاسِمُ بْنُ اَصْبَغَ قَالَ نَا اَحْمَدُ ابْنُ زُھَیْرٍ قَالَ نَا سُلَیْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْخٍ قَالَ نَا اَبُو سُفْیَانَ الْحِمْیَرِیُّ قَالَ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ کُنْتُ شَدِیدَ الْاِزْرَاءِ عَلَی اَبِی حَنِیفَۃَ فَحَضَرَ الْمَوْسِمَ وَکُنْتُ حَاجًّا یَوْمَئِذٍ فَاجْتَمَعَ عَلَیْہِ قَوْمٌ یَسْاَلُونَہُ فَوَقَفْتُ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُ مَنْ اَنَا فَجَاءَہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا حَنِیفَۃَ قَصَدْتُکَ اَسْاَلُکَ عَنْ اَمْرٍ قَدْ اَھَمَّنِی وَاَعْجَزَنِی قَالَ مَا ھُوَ قَالَ لِی وَلَدٌ لَیْسَ لِی غَیْرُہُ فَاِنَّ زَوَّجْتَہُ طَلَّقَ وَاِنَّ سَرِیَّتَہُ اَعْتَقَ وَقَدْ عَجِزْتُ عَنْ ھَذَا فَھَل من حلّۃ فَقَالَ لَہُ لِلْوَقْتِ اشْتَرِ الْجَارِیَۃَ الَّتِی یَرْضَاھَا ھُوَ لِنَفْسِکَ ثُمَّ زَوِّجْھَا مِنْہُ فَاِنْ طَلَّقَ رَجَعَتْ مَمْلُوکَتُکَ اِلَیْکَ وَاِنْ اَعْتَقَ اَعْتَقَ مَا لَا یَمْلِکُ قَالَ فَعَلِمْتُ اَنَّ الرَّجُلَ فَقِیہٌ فَمن یَوْمَئِذٍ

كَفَفْتَ عَنْ ذكره الابخير

ابوسفیان حمیری بیان کرتے ہیں: قاضی ابن شبرمہ بیان کرتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ سے شدید مخاصمت رکھتا تھا' حج کا موقع آیا تو میں بھی حج کرنے گیا' کچھ لوگ امام ابوحنیفہ کے گرد اکٹھے ہو کر اُن سے سوالات کرنے لگے تو میں (ہجوم میں) ایک ایسی جگہ پر کھڑا ہو گیا جہاں وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے' ایک شخص اُن کے پاس آیا اور بولا: اے ابوحنیفہ! میں آپ سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کرنے کیلئے آیا ہوں' جس نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے اور عاجز کر دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: میرا ایک ہی بیٹا ہے اُس کے علاوہ میری کوئی اولاد نہیں ہے' جب میں اُس کی شادی کرواتا ہوں تو وہ (کچھ عرصہ بعد) بیوی کو طلاق دے دیتا ہے' اگر میں اُسے کوئی کنیز خرید کے دیتا ہوں تو وہ اُسے آزاد کر دیتا ہے' میں اس سے تنگ آ چکا ہوں' کیا اس کا کوئی حل ہے؟ تو امام ابوحنیفہ نے اُسی وقت اُسے جواب دیا: اُسے جو کنیز پسند آتی ہے' وہ کنیز تم خود خرید لو اور پھر اُس کنیز کے ساتھ اُس کی شادی کر دو' اگر وہ طلاق بھی دیدے گا' تو تمہاری ملکیت والی کنیز تمہارے پاس واپس آ جائے گی اور اگر وہ آزاد کرتا ہے' تو وہ ایک ایسی کنیز کو آزاد کرے گا' جس کا وہ مالک ہی نہیں ہے (تو وہ کنیز آزاد شمار نہیں ہو گی)۔ ابن شبرمہ کہتے ہیں: اس سے مجھے پتا چل گیا کہ یہ شخص واقعی فقیہ ہے' اُس دن کے بعد میں اُن کا ذکر ہمیشہ بھلائی کے ہمراہ ہی کرتا ہوں۔

وَنـا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْـحَافِظُ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ نَا يَحْيَى بن عبد الله بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ كُنْتُ اَسْمَعُ بِذِكْرِ اَبِي حَنِيفَةَ وَاَتَمَنّٰى اَنْ اَرَاهُ فَكُنْتُ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ الْـحَـرَامِ فَـرَاَيْـتُ حلقة عَلَيْهَا النَّاس متقصفين (١) فَـاَقْبَـلْـتُ نَحْوَهَا فَرَاَيْتُ رَجُلا مِنْ اَهْلِ خُـرَاسَـانَ اَتَـى ابـا حـنيـفـة فَـقَـالَ اِنِّي رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ كَثِيرَ الْمَالِ وَاِنَّ لِي ابْنًا لَيْسَ بِـالْـمَـحْـمُـودِ وَلَـيْـسَ لِـي وَلَـدٌ غَيْرُهُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ سَوَاءً وَزَادَ قَالَ اللَّيْثُ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْجَبَنِي

(١) ''یعنی اُن لوگوں کا ہجوم تھا' یوں کہ وہ ہجوم کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے'' مطبوعہ نسخہ اور ''ؤ'' اور ''ا'' نسخہ میں یہ الفاظ ہیں: ''منقصفین'' اور نسخہ ''ک'' میں یہ الفاظ ہیں: ''منقطین'' تو میں نے اُس لفظ کو برقرار رکھا ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

قَوْلُهُ(۱) بِاَكْثَرَ مِمَّا اَعْجَبَنِي سُرْعَةُ جَوَابِهِ

لیث بن سعد بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کا ذکر سن رکھا تھا اور میری یہ خواہش تھی کہ میں اُن کو دیکھوں! ایک دن میں مسجد حرام میں موجود تھا' میں نے ایک حلقہ دیکھا کہ بہت سے لوگ کسی کے گرد ہجوم کیے ہوئے ہیں' میں بھی اُس حلقہ کی طرف آیا (تو پتا چلا کہ یہ امام ابوحنیفہ کا حلقہ ہے) تو میں نے خراسان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو دیکھا' وہ امام ابوحنیفہ کے پاس آیا' اُس نے کہا: میرا تعلق خراسان سے ہے' میں ایک مالدار شخص ہوں' میرا ایک بیٹا ہے' جو قابلِ تعریف شخصیت کا مالک نہیں ہے' لیکن اُس کے علاوہ میری کوئی اولاد نہیں ہے' پھر اُس نے حسبِ سابق صورتِ حال ذکر کی' یہاں راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: لیث فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے اُن کے جواب پر اتنی حیرت نہیں ہوئی' جتنی حیرت جواب کی تیزی پر ہوئی۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ نَا اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْحَافِظُ قَالَ نَا عبد الله بن مُحَمَّد الضبی قَالَ سَمِعت علی بن الْمَدِينِيِّ يَقُولُ حُدِّثْتُ اَنَّ رَجُلا مِنَ الْقُوَّادِ تَزَوَّجَ امْرَاَةً سِرًّا فَوَلَدَتْ مِنْهُ ثُمَّ جَحَدَهَا فَحَاكَمَتْهُ اِلَى ابْنِ اَبِي لَيْلَى فَقَالَ لَهَا هَاتِ بَيِّنَةً عَلَى النِّكَاحِ فَقَالَتْ اِنَّمَا تَزَوَّجَنِي علـى ان الله عز وَجل الولی والشاهدان الْملكَانِ فَقَالَ لَهَا اذهبی وطردها فَاَتَت الْمَرْاَة اَبَا حَنِيفَةَ مُسْتَغِيثَةً فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا ارْجِعِي اِلَى ابْنِ اَبِي لَيْلَى فَقُولِي لَهُ اِنِّي قَدْ اَصَبْتُ بَيِّنَةً فَاِذَا هُوَ دَعَا بِهِ لِيُشْهِدَ عَلَيْهِ قُولِي اَصْلَحَ اللّٰهُ الْقَاضِي يَقُولُ هُوَ كَافِرٌ بِالْوَلِيِّ وَالشَّاهِدَيْنِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ اَبِي لَيْلَى ذَلِكَ فَنَكَلَ وَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَقُولَ ذَلِكَ وَاَقَرَّ بِالتَّزْوِيجِ فَاَلْزَمَهُ الْمَهْرَ وَاَلْحَقَ بِهِ الْوَلَدَ

علی بن مدینی بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات بتائی گئی کہ اونٹوں کو ساتھ لے کر جانے والوں میں سے ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ پوشیدہ طور پر شادی کر لی' اُس عورت نے اُس شخص کے بچہ کو جنم دیا' تو اُس شخص نے اُس عورت (کے دعویٰ) کا انکار کر دیا' میں اُس کا مقدمہ لے کر قاضی ابن ابولیلیٰ کے پاس گیا' تو قاضی نے اُس عورت سے کہا: تم نکاح کے گواہ پیش کرو! اُس عورت نے کہا: اس شخص نے مجھ سے کہا تھا

(۱) نسخہ ''ا''، ''ک'' اور ''و'' اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح ہے'' عقود الجمان'' صفحہ 272 پر بھی اسی طرح ہے' موفق مکی کی کتاب ''المناقب'' صفحہ 138/1 پر بھی اسی طرح ہے اور دیگر جگہ پر بھی اسی طرح ہے۔ ''مجھے اُن کے درست جواب پر اتنی حیرت نہیں ہوئی جتنی اُن کے جواب کی تیزی پر ہوئی''۔

کہ ہمارے نکاح کا ولی اللہ تعالیٰ ہوگا' اور گواہ دونوں فرشتے ہوں گے' تو قاضی نے اُس عورت سے کہا: تم چلی جاؤ! قاضی نے اُسے وہاں سے نکال دیا' وہ عورت مدد حاصل کرنے کیلئے امام ابوحنیفہ کے پاس آئی اور اُن کے سامنے یہ ساری صورتِ حال بیان کی' تو امام ابوحنیفہ نے اُس عورت سے کہا: تم ابن ابولیلیٰ کے پاس واپس جاؤ اور اُس سے کہو: مجھے ایک گواہ مل گیا ہے اور جب قاضی اُس گواہ کو بلوانے کا کہے' تاکہ وہ گواہ اُس کے سامنے گواہی دے' تو تم یہ کہنا: اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو ٹھیک رکھے! وہ گواہ یہ کہتا ہے کہ وہ ولی (یعنی اللہ تعالیٰ) اور دونوں گواہوں (یعنی فرشتوں) کا منکر ہے' اُس عورت نے یہ بات ابن ابولیلیٰ سے کہی' تو وہ پریشان ہوگئے اور اُنہوں نے اس شادی کو برقرار رکھا' مرد پر مہر کی ادائیگی لازم قرار دی اور بچہ کو اُس سے منسوب کردیا۔

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَد قَالَ نَا جَعْفَرُ بْنُ اِدْرِيسَ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نِي بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْمَنْصُورَ وَلَّى بَيْتَ الْمَالِ (١) رَجُلا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ ثُمَّ نَظَرَ فِي حِسَابِهِ فَوَجَدَ الْمَالَ يَنْقُصُ ثَمَانِينَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَسَاَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ اَخَذْتُهُ لانَّ لِي وَلِقَرَابَتِي فِي هَذَا الْمَالِ من النَّصِيب مِقْدَار مَا اَخذته واكثر وَلَمْ اَتَعَدَّ فَآخُذُ مَا لَيْسَ لِي فَاشْتَدَّ ذَلِك على ابى جَعْفَر وَكره ان ينشر هَذَا الْمَذْهَبُ فِي الْعَامَّةِ عَنْ مِثْلِهِ وَكَرِهَ اَنْ يَقُومَ عَلَيْهِ بِالضَّغْطِ (٢) فَاسْتَشَارَ فِيهِ فَاُشِيرَ عَلَيْهِ بِاَبِي حَنِيفَةَ فَوَجَّهَ اِلَى اَبِي حَنِيفَةَ فَاَقْدَمَهُ عَلَيْهِ وَعَرَّفَهُ مَا جَرَى فَقَالَ لَهُ اجْمَعْ بَيْنِي وَبَيْنَ الرَّجُلِ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَسَاَلَهُ اَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْوَجْهِ الَّذِي اَخَذَ بِهِ الْمَالَ فَاَخْبَرَهُ بِاَنَّ لَهُ وَلِقَرَابَتِهِ فِي الْفَيْءِ مِقْدَارَ مَا اَخَذَ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَاَنَّهُ يُفَرِّقُ ذَلِكَ فِي قَرَابَتِهِ (٣) فَقَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ اَرَاَيْتَ مَالا بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَلَى رَجُلٍ صَار اليك مِنْهُ شيء اَلَيْسَ ذَلِكَ الَّذِي صَارَ اِلَيْكَ مِنْهُ بَيْنِي وَبَيْنك على قدر مالنا عَلَيْهِ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اَنَا وَجَمِيعُ الْمُسْلِمِينَ فِيمَا اَخَذْتُ مِنْ هَذَا الْمَالِ شُرَكَاء وَلَيْسَ لَكَ اَن تختص بشيء دُونَهُمْ وَعَلَيْكَ اَنْ تُخْرِجَ هَذَا الْمَالَ الَّذِي

(١) نسخہ ''ا'' اور ''ک'' اور مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح ہے: ''بیت المال میں''۔

(٢) نسخہ ''ا'' اور ''د'' میں اسی طرح ہے' جبکہ نسخہ ''ک'' میں اس طرح ہے: ''اور اُنہوں نے اسے تقویت دی''۔

(٣) نسخہ ''ا'' میں اسی طرح ہے اور یہی درست ہے' جبکہ نسخہ ''ک'' اور ''د'' میں یہ الفاظ ہیں: ''وانه علی ان یفارق......''۔

اَخَذْتَ اِلَى وَالِى الْجَمَاعَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَأْخُذُ كُلُّ ذِى حَقٍّ حَقَّهُ وَاَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ النَّاظِرُ لِجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ فَاَلْزَمَهُ ذَلِكَ وَاَثْبَتَ عَلَيْهِ الْحُجَّةَ وَرَدَّهُ اِلَى بَيْتِ الْمَالِ وَاُعْجِبَ بِذَلِكَ الْمَنْصُور وسربه

بشر بن ولید بیان کرتے ہیں: ہمارے بعض اصحاب نے یہ بات بیان کی ہے: خلیفہ ابوجعفر منصور نے شام سے تعلق رکھنے والے ایک ''محدث'' کو بیت المال کا نگران مقرر کیا' پھر جب خلیفہ نے حساب کا جائزہ لیا تو پتا چلا کہ مال میں اسّی ہزار درہم کم ہیں' خلیفہ نے اُس سے اِس بارے میں دریافت کیا' تو اُس شخص نے جواب دیا: وہ میں نے حاصل کر لیے ہیں' کیونکہ اس مال میں میرا اور میرے قرابت داروں کا اُتنا بلکہ اُس سے زیادہ حصہ بنتا ہے' جتنا میں نے حاصل کیا ہے اور میں نے حد سے تجاوز کرتے ہوئے وہ مال نہیں لیا' جو میرا حصہ نہیں بنتا۔ خلیفہ ابوجعفر منصور کو یہ بات بہت ناگوار گزری' اُسے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ یہ نظریہ لوگوں کے درمیان پھیلے اور اُسے یہ بھی اچھا نہیں لگا کہ وہ اُس ''محدث'' کو سزا دے' اُس نے اس کے حل کے لیے مشورہ مانگا تو اُسے مشورہ دیا گیا کہ تم امام ابوحنیفہ سے اس کا حل دریافت کرو۔ اُس نے امام ابوحنیفہ کو پیغام بھجوایا' امام ابوحنیفہ اُس کے پاس تشریف لائے تو اُس نے ساری صورتِ حال اُن کے سامنے بیان کی' امام صاحب نے اُس سے فرمایا: مجھے اُس شخص کے ساتھ ملنے کا موقع دو! اُن دونوں کو ملنے کا موقع دیا گیا' امام ابوحنیفہ نے اُس سے دریافت کیا: اُس نے کس بنیاد پر یہ مال حاصل کیا ہے؟ تو اُس شخص نے اُنہیں بتایا کہ اُس کا اور اُس کے رشتہ داروں کا مالِ فئے میں اُتنا حصہ بنتا ہے' جتنا اُس نے حاصل کیا ہے اور اُس نے وہ رقم اپنے رشتہ داروں کے درمیان تقسیم کر دی ہے۔

امام ابوحنیفہ نے اُس سے کہا: ایسے مال کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ میرا اور تمہارا مال ایک شخص کے ذمہ لازم ہے' اُس میں سے کوئی چیز تمہارے پاس آ جاتی ہے' تو جو چیز تمہارے پاس آئی ہے' کیا وہ میرے اور تمہارے درمیان' ہمارے مال کے حصہ کے حساب سے تقسیم نہیں ہو گی' اُس نے کہا: ٹھیک ہے! امام ابوحنیفہ نے فرمایا: تم نے جو یہ مال حاصل کیا ہے اُس میں' میں اور تمام مسلمان بھی حصہ دار ہیں' تو تمہیں اس بات کا حق حاصل نہیں ہے کہ تم ہم سب کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے مال حاصل کر لو' اس لیے تم پر یہ لازم ہے کہ تم نے جو مال حاصل کیا ہے' وہ میرے اور باقی تمام مسلمانوں کے درمیان (اُن کے حصہ کے حساب سے) تقسیم کرو' تاکہ ہر حقدار شخص اپنا حق وصول کر لے اور امیر المؤمنین مسلمانوں کی جماعت کا جائزہ لیتے

رہیں گے۔ اس طرح امام ابوحنیفہ نے اُسے خاموش کر دیا اور اُس کے خلاف حجت قائم کر دی تو اُس نے وہ مال بیت المال کو واپس کر دیا۔ خلیفہ ابوجعفر منصور کو یہ بات بہت پسند آئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنَا اَبُو مُحَمَّدٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطُّوسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيلَ الصَّائِغَ يَقُولُ نَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَدَثَانِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابِى حنيفَة فَاَتَاهُ عبد الله ابْنُ الْمُبَارَكِ فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ كَانَ يَطْبُخُ قِدْرًا فَوَقَعَ فِيهَا طَائِرٌ فَمَاتَ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لاَصْحَابِهِ مَا تَقُولُونَ فِيهَا فَرَوَوْا لَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ يُهْرَاقُ الْمَرَقُ وَيُؤْكَلُ اللَّحْمُ بَعْدَ غَسْلِهِ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ هَكَذَا نَقُولُ اِلا اَنَّ فِيهِ شَرِيطَةً اِنْ كَانَ وَقَعَ فِيهَا فِي حَالِ غَلَيَانِهَا اُلْقِيَ اللَّحْمُ وَاُرِيقَ الْمَرَقُ وَاِنْ كَانَ وَقَعَ فِيهَا فِي حَالِ سُكُونِهَا غُسِلَ اللَّحْمُ وَاُكِلَ وَلَمْ يُؤْكَلِ الْمَرَقُ فَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ مِنْ اَيْنَ قُلْتَ هَذَا قَالَ لاَنَّهُ اِذَا وَقع فِي حَالِ غَلَيَانِهَا فَقَدْ وَصَلَ مِنَ اللَّحْمِ اِلَى حَيْثُ يَصِلُ مِنْهُ الْخَلُّ وَالْمَاءُ وَاِذَا وَقع فِيهَا فِي حَالِ سُكُونِهَا وَلَمْ يَمْكُثْ لَمْ يُدَاخِلِ اللَّحْمَ وَاِذَا نَضَجَ اللَّحْمُ لَمْ يُقْبَلْ وَلَمْ يدخلهُ من ذَلِك شىء فَقَالَ ابْنُ الْمُبَارك زرين يَعْنِي الذَّهَبَ بِالْفَارِسِيَّةِ (۱) وَعَقَدَ بِيَدِهِ ثَلاثِينَ كَاَنَّهُ نَسَبَ كَلامَ اَبِى حَنِيفَةَ اِلَى الذَّهَبِ (۲)

علی بن مسہر بیان کرتے ہیں: ہم امام ابوحنیفہ کے پاس موجود تھے عبداللہ بن مبارک اُن کے پاس

(۱) یہاں پر لفظ "زریر" تحریف کے ساتھ لفظ "رزیر" استعمال ہوا ہے جو نسخہ "ک" اور نسخہ "ؤ" اور مطبوعہ نسخہ میں ہے۔ امام محمد بن رشد مالکی کی کتاب "البیان والتحقیق" صفحہ 190/1 پر بھی اسی طرح ہے اور اُنہوں نے بھی امام ابوحنیفہ کا یہ واقعہ ذکر کیا ہے حالانکہ یہ لفظ "زریں" ہے جس میں زاء ہے اُس کے بعد راء پر شد بھی ہے زیر بھی ہے اور پھر اُس کے بعد یاء ہے اور پھر نون ہے (یعنی نون غنہ ہے)۔ "المعجم الذہبی" فارسی اُردو جو ڈاکٹر محمد التونجی کی تصنیف ہے اُس کے صفحہ 314 پر بھی یہ لفظ اسی طرح ہے اسی طرح ادی شیر کی کتاب "معجم الالفاظ الفارسیہ والمعربہ" کے صفحہ 78 پر بھی یہ الفاظ ہیں کہ زریر لفظ فارسی زبان میں لفظ "زریں" کی تحریف ہے اور اس کا مطلب "سنہری ہونا" ہے۔

یہ لفظ درست طور پر ابن ابوعوام کی کتاب "فضائل ابوحنیفہ" میں باب: "علماء کے اُن سے سوالات اور اُن کے جوابات" میں تحریر ہے اسی طرح "عقود الجمان" میں بھی صفحہ 267 پر اسی طرح تحریر ہے۔

(۲) امام محمد بن رشد مالکی نے اپنی عظیم کتاب "البیان والتحقیق" میں صفحہ 190/1 پر اس واقعہ کو امام ابوحنیفہ کے حوالے سے بیان کرنے کے بعد یہ بات بیان کی ہے: ←

آئے اور اُن سے دریافت کیا: ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں' جو ہنڈیا میں سالن پکا رہا تھا' اُس میں ایک پرندہ گر کر مر گیا؟ امام ابوحنیفہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اُنہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ایسی صورتِ حال میں شوربے کو بہا دیا جائے گا اور گوشت کو دھونے کے بعد کھا لیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں: البتہ اس میں ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ اگر وہ پرندہ اُس ہنڈیا میں ایسی حالت میں گرا تھا کہ وہ ہنڈیا جوش مار رہی تھی' تو گوشت کو پھینک دیا جائے گا اور شوربے کو بہا دیا جائے گا' لیکن اگر وہ ایسی حالت میں گرا تھا کہ ہنڈیا جوش نہیں مار رہی تھی تو گوشت کو دھو کر کھا لیا جائے گا ' البتہ شوربے کو نہیں کھایا جائے گا۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا: آپ یہ بات کس بنیاد پر کہتے ہیں؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اگر وہ پرندہ اُس ہنڈیا میں اُس وقت گرا ہوتا' جب وہ جوش مار رہی تھی' تو گوشت کی بھی وہی حالت ہو جاتی تھی' جو ہنڈیا میں موجود سرکہ اور پانی کی ہوتی تھی' لیکن اگر وہ ہنڈیا کے پُرسکون ہونے کے دوران اُس میں گرتا' تو ٹھہرتا نہیں اور گوشت میں کوئی چیز داخل نہیں ہوتی اور جب گوشت کچا ہو' تو ایسی کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی ایسی کوئی چیز اُس کے اندر داخل ہوتی ہے۔ تو عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: ''زرّین''۔

یعنی اُنہوں نے ''فارسی'' میں یہ لفظ استعمال کیا' جس کا مطلب ''سونا'' ہے اور پھر اُنہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعہ تیس کا اشارہ بنایا' گویا اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کے کلام کو ''سونا'' (انتہائی قیمتی) قرار دیا تھا۔

''اس مسئلہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا کلام فقہ کے بالکل مطابق ہے کیونکہ یہ بات روایت کی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہے کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ اگر وہ گھی کے اندر گر کر مر جاتا ہے' تو اگر گھی جامد ہو تو تم اُسے کھا لو اور اگر پگھلا ہوا ہو' تو تم اُس کے قریب نہ جاؤ''۔

(**یہ حاشیہ اوپر والی تعلیق سے متعلق ہے**) یہ روایت امام بخاری نے مختلف الفاظ کے ساتھ ''کتاب الذبائح'' میں نقل کی ہے' اس کے علاوہ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے کتاب ''الاطعمۃ'' میں نقل کی ہے' تو یہاں پر گوشت' جمے ہوئے گھی کے حکم میں ہو گا' جب اُس میں پکنے کے بعد نجاست گر جائے گی' تو شوربہ اور نجس چیز جس چیز کو لگ جائے' اُس کو دھونے کے بعد اُس گوشت کو کھایا جا سکتا ہے۔ تو یہ گوشت جمے ہوئے گھی کی مانند ہو گا کہ جب اُس میں پکنے کے بعد نجاست گر جائے گی' تو اُسے دھونے کے بعد کھا لیا جائے گا' اُس جگہ کو دھونے کے بعد جس کے ساتھ شوربہ لگا تھا' یا جس کے ساتھ نجاست لگی تھی''۔ (**تعلیق سے متعلق حاشیہ یہاں پر ختم ہو گیا**)

قَالَ وَنَا اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ نَا كَامِلُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ نَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ مَا تَقُولُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَآتَيْنَاهُ اَهْلَهُ وَمثلهمْ مَعَهم) (۱) قَالَ آتَاهُ اَهْلَهُ وَمِثْلُ اَهْلِهِ قُلْتُ اَيَجُوزُ اَنْ يَلْحَقَ بِالرَّجُلِ مَنْ لَيْسَ مِنْهُ فَقَالَ وَكَيف الْقَوْلُ فِيهِ عِنْدَكَ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اُجُورَ اَهْلِهِ وَاُجُورًا مِثْلَ اُجُورِهِمْ فَقَالَ هُوَ كَذَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ابومعاویہ نے امام ابوحنیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے عطاء بن ابی رباح سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں:

''ہم نے اس کو اس کی بیوی بھی دیدی اور ان کے ہمراہ اتنا ہی (اجر یا مال) بھی دیا''

تو عطاء نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کی اہلیہ دی اور اُن کی اہلیہ کی مانند اور اہلیہ دی۔ میں نے دریافت کیا: کیا یہ بات جائز ہے کہ آدمی کے ساتھ کسی ایسے شخص کو ملا دیا جائے' جو اُس سے متعلق نہ ہو؟ تو عطاء نے مجھ سے دریافت کیا: تمہارے نزدیک اس سے مراد کیا ہے؟ میں نے کہا: اے ابومحمد! اس سے مراد یہ ہے کہ اُنہیں اُن کے اہل کا اجر ملے گا اور اُن لوگوں کے اجر کی مانند بھی اجر ملے گا۔ تو عطاء نے کہا: یہ اسی طرح ہوگا' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

قَالَ وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْعَطَّار قَالَ نَا مُوسَى بن هرون الْحَمَّالُ قَالَ بَلَغَنِي اَنَّ قَتَادَةَ قَدِمَ الْكُوفَةَ فَجَلَسَ فِي مَجْلِسٍ لَهُ وَقَالَ سَلُونِي عَنْ سُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اُجِيبَكُمْ فَقَالَ جَمَاعَةٌ لاَبِي حَنِيفَةَ قُمْ اِلَيْهِ فَسَلْهُ فَقَامَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ يَا اَبَا الْخَطَّابِ (۲) فِي رَجُلٍ غَابَ عَنْ اَهْلِهِ فَتَزَوَّجَتِ امْرَاَتُهُ ثُمَّ قَدِمَ زَوْجُهَا الاول فَدخل عَلَيْهَا وَقَالَ يَا زَانِيَة تَزَوَّجْتِ وَاَنَا حَيٌّ ثُمَّ دَخَلَ زَوْجُهَا الثَّانِي فَقَالَ لَهَا تَزَوَّجْتِ يَا زَانِيَةُ وَلَكِ زَوْجٌ كَيفَ اللّعان فَقَالَ قَتَادَة قد وَقَعَ هَذَا فَقَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ وَاِنْ لم يَقع نستعد لَهُ فَقَالَ لَهُ قَتَادَة لَا اجيبكم فى شىء مِنْ هَذَا سَلُونِي عَنِ الْقُرْآنِ فَقَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ مَا تَقُولُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ

(۱) سورۃ الانبیاء' آیت:84

(۲) یہ قتادہ کی کنیت ہے اور یہ روایت صیمری نے صفحہ:23 پر اور صالحی نے صفحہ:263 پر نقل کی ہے اور اُنہوں نے جو اس کا سیاق وسباق نقل کیا ہے' وہ زیادہ جامع ہے۔

(قَالَ الَّذِی عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ اَنَا آتِيكَ بِهِ) (۱) مَنْ هُوَ قَالَ قَتَادَةُ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ عَمِّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ كَانَ يَعْرِفُ اسْمَ اللّٰهِ الْاَعْظَمَ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اَكَانَ سُلَيْمَانُ يَعْلَمُ ذٰلِكَ الاسْمَ قَالَ لَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَيَكُونُ بِحَضْرَةِ نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ قَالَ قَتَادَةُ لَا اجيبكم فی شیء مِنَ التَّفْسِيرِ سَلُونِی عَمَّا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِ فَقَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ اَمُؤْمِنٌ اَنْتَ قَالَ اَرْجُو (۲) قَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ فَهَلَا قُلْتَ كَمَا قَالَ اِبْرَاهِيمُ فِيمَا حَكَى اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ قَالَ لَهُ (اَوَ لم تؤمن قَالَ بلَى) (۳) قَالَ قَتَادَةُ خُذُوا بِيَدِی (۴) وَاللّٰهِ لَا دَخَلْتُ هٰذَا الْبَلَدَ اَبَدًا

موسیٰ بن ہارون حمال بیان کرتے ہیں: مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے: قتادہ کوفہ تشریف لائے' وہ ایک محفل میں تشریف فرما ہوئے اور بولے: تم لوگ مجھ سے نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کے بارے میں کوئی سوال کرو تا کہ میں تمہیں جواب دوں! کچھ لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے کہا: آپ ان کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے سوال کریں! امام ابوحنیفہ اُن کے سامنے کھڑے ہوئے اور اُن سے کہا: اے ابوخطاب! ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ جو اپنی بیوی کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے (اور طویل عرصہ تک غائب رہتا ہے) تو اُس کی بیوی دوسری شادی کر لیتی ہے' پھر اُس کا پہلا شوہر آتا ہے وہ اُس عورت کے پاس آ کر کہتا ہے: اے زنا کرنے والی عورت! تم نے میری زندگی میں ہی شادی کر لی' پھر اُس کا دوسرا شوہر اُس کے پاس آتا ہے اور اُس عورت سے کہتا ہے: اے زنا کرنے والی عورت! تم نے شوہر کی موجودگی میں شادی کر لی! تو اب ان کے درمیان لعان اور علیحدگی کیسے ہوگی؟ قتادہ نے دریافت کیا: کیا یہ صورتِ حال پیش آئی ہے؟ امام ابوحنیفہ نے اُن سے کہا: یہ پیش تو نہیں آئی' لیکن ہمیں اس کیلئے تیار رہنا چاہیے! قتادہ نے کہا: میں اس طرح کے مسائل کے بارے میں تمہیں کوئی جواب نہیں دوں گا' تم لوگ مجھ سے قرآن کے بارے میں سوال کرو! امام ابوحنیفہ نے اُن سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کے اس

(۱) سورۃ النمل' آیت:40

(۲) یہاں ''عقود الجمان'' میں صفحہ 264 میں ایک اضافہ منقول ہے' جو یہ ہے: ''اُنہوں نے جواب دیا: میں اُمید رکھتا ہوں' اُنہوں نے کہا: وہ کیوں؟ اُنہوں نے فرمایا: اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور مجھے یہ اُمید ہے کہ وہ یوم حساب کے دن میری خطاؤں کی مغفرت کر دے گا''۔ تو امام ابوحنیفہ نے کہا: آپ نے یہ کیوں نہیں پڑھا......''۔

(۳) سورۃ البقرۃ' آیت:260

(۴) اُنہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھ کے ذریعہ پکڑیں کیونکہ وہ نابینا تھے اور دیکھ نہیں سکتے تھے۔

فرمان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں:

''جس کے پاس کتاب کا علم تھا' اُس شخص نے کہا: میں اُسے آپ کے پاس لے آؤں گا''۔

وہ شخص کون تھا؟ قتادہ نے جواب دیا: یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے چچا کی اولاد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص تھا' جو اسمِ اعظم جانتا تھا۔ امام ابوحنیفہ نے دریافت کیا: کیا حضرت سلیمان علیہ السلام اُس ''اِسم'' کے بارے میں جانتے تھے؟ قتادہ نے جواب دیا: جی نہیں! امام صاحب نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا کسی نبی کی موجودگی میں کوئی ایسا شخص بھی ہوسکتا ہے' جو اُس سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ قتادہ نے کہا: میں تم لوگوں کو تفسیر سے متعلق کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا! تم لوگ مجھ سے اُن چیزوں کے بارے میں سوال کرو جن کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ نے اُن سے دریافت کیا: کیا آپ مؤمن ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا: مجھے اُمید ہے! امام ابوحنیفہ نے اُن سے کہا: آپ نے اُس طرح جواب کیوں نہیں دیا' جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اُن کے حوالے سے (قرآن میں کیا ہے) ''اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے ہو؟ تو اُنہوں نے عرض کی: جی ہاں!''

قتادہ نے کہا: تم لوگ میرا ہاتھ پکڑ (کر یہاں سے لے جاؤ) اللہ کی قسم! میں دوبارہ کبھی تمہارے اِس شہر میں نہیں آؤں گا۔

قَالَ وَنا الْقَاضِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ السِّمْنَانِيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا يُوسُفَ يَقُولُ قَدِمَ قَتَادَةُ الْكُوفَةَ فَذَكَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ اِلا اَنَّهُ قَالَ فِي آخر شيء مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

قاضی ابو یوسف بیان کرتے ہیں: قتادہ کوفہ تشریف لائے' اُس کے بعد راوی نے حسبِ سابق روایت ذکر کی ہے' تاہم اس کے آخر میں یہ ہے: (قتادہ نے یہ کہا تھا:) اگر اللہ نے چاہا تو میں مؤمن ہوں۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ ونا مُحَمَّدُ بْنُ حِزَامٍ الْفَقِيهُ قَالَ نَا جَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ السَّرَخْسِيُّ(۱) قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ سَمِعْتُ حَكَّامَ بْنَ سَلْمٍ الرَّازِيَّ يَقُولُ قِيلَ لِاَبِي حَنِيفَةَ اِنَّ

(۱) صرف نسخہ ''ک'' میں یہ الفاظ ہیں: ''ابوجعفر......''۔

الْعَرْزَمِیُّ (۱) یَقُولُ سَافَرَتْ عَائِشَةُ مَعَ غَیْرِ ذِی محرم فَقَالَ اَبُو حَنِیفَةَ وَمَا یَدْرِی الْعَرْزَمِیُّ مَا هَذَا کَانَتْ عَائِشَةُ اُمَّ الْمُؤْمِنِینَ کُلِّهِمْ فَکَانَتْ مِنْ کُلِّ النَّاسِ ذَاتُ مَحْرَمٍ

حکام بن سلم رازی بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ سے کہا گیا: عرزمی یہ کہتے ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غیر محرم رشتہ داروں کے ساتھ سفر کیا تھا' تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: عرزمی کو کیا پتا کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب اہلِ ایمان کی ماں ہیں' وہ تمام لوگ اُن کے محرم شمار ہوں گے۔

قَالَ اَبُو یَعْقُوب ونا جَعْفَر بن ادریس المقری قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَاجِدٍ الْحَافِظُ قَالَ نَا اسمعیل بْنُ عُثْمَانَ (۲) قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنِ زَائِدَةَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِی حَنِیفَةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مَا قَوْلُكَ فِی الشُّرْبِ فِی قَدَحٍ اَوْ کَاْسٍ فِی بَعْضِ جَوَانِبِهَا فِضَّةٌ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهِ فَقَالَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ لَهُ مَا الْحُجَّةُ فِی ذَلِكَ فَقَالَ اما ورد النهی عَن الشّرب فی اناء الْفضة وَالذَّهَب فَمَا کَانَ غَیْرَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَلا بَاْسَ بِمَا کَانَ فِیهِ مِنْهُمَا ثُمَّ قَالَ یَا عُثْمَانُ مَا تَقُولُ فِی رَجُلٍ مَرَّ عَلَی نَهْرٍ وَقَدْ اَصَابَهُ عَطَشٌ وَلَیْسَ مَعَهُ اِنَاءٌ فَاغْتَرَفَ الْمَاءَ مِنَ النَّهرِ فَشَرِبَهُ بِکَفِّهِ وَفِی اِصْبَعِهِ خَاتَمٌ فَقُلْتُ لَا بَاْسَ بِذَلِكَ قَالَ فَهَذَا کَذَلِكَ قَالَ عُثْمَانُ فَمَا رَاَیْتَ اَحْضَر جَوَابًا مِنْهُ

عثمان بن زائدہ بیان کرتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ کے پاس موجود تھا' ایک شخص نے اُن سے دریافت کیا: ایسے پیالے یا گلاس میں کچھ پینے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ جس کے کسی ایک طرف چاندی لگی ہوئی ہو؟ تو امام صاحب نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے! عثمان کہتے ہیں: میں نے اُن سے کہا: اس بارے میں آپ کی دلیل کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: سونے یا چاندی سے بنے ہوئے برتن میں پینے کی ممانعت منقول ہے' تو جو برتن سونے یا چاندی کا نہ بنا ہوا ہو' اُس میں کوئی حرج نہیں ہوگا' اگرچہ اُس پر کچھ سونا یا چاندی لگا ہوا ہو۔ پھر امام صاحب نے فرمایا: اے عثمان! ایسے شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو' جو کسی نہر کے پاس سے گزرتا ہے' اُسے پیاس لگی ہوئی ہوتی ہے' اُس کے پاس کوئی برتن نہیں ہوتا' وہ نہر میں سے چلّو کے ذریعہ پانی لے کر ہتھیلی کے ذریعہ اُسے پی لیتا

---

(۱) اس سے مراد عبدالملک بن ابوسلیمان عرزمی کوفی ہیں جو فقیہ ہیں' اُن کا انتقال 145 ہجری میں ہوا۔

(۲) نسخہ ''ک'' میں یہ الفاظ ہیں: ''اسماعیل بن عمر'' اور یہ غلط ہیں۔

ہے حالانکہ اُس کی انگلی میں انگوٹھی موجود ہوتی ہے۔ تو میں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے! امام صاحب نے فرمایا: اس مسئلہ کی صورت بھی اسی طرح ہے۔ عثمان کہتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے زیادہ حاضر جواب کوئی شخص نہیں دیکھا۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا اَبُو عبد الله مُحَمَّدُ بْنُ حِزَامٍ الْفَقِيهُ قَالَ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ نَا شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ نَا زُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ قَالَ اجْتَمَعَ اَبُو حَنِيفَةَ وَابْنُ اَبِي لَيْلَى وَجَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ فِي وَلِيمَةٍ لِقَوْمٍ فَاَتَوْهُمْ بِطِيبٍ فِي مُدْهُنِ فِضَّةٍ (۱) فَاَبَوا اَنْ يَسْتَعْمِلُوهُ لِحَالِ الْمُدْهُنِ فَاَخَذَهُ اَبُو حَنِيفَةَ وَسَلَتَهُ بِاِصْبَعِهِ وَجَعَلَهُ فِي كَفِّهِ ثُمَّ تَطَيَّبَ بِهِ وَقَالَ لَهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوا اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اُتِيَ بِخَبِيصٍ فِي جَامِ فِضَّةٍ فَقَلَبَهُ عَلَى رَغِيفٍ ثُمَّ اَكَلَهُ فَتَعَجَّبُوا مِنْ فِطْنَتِهِ وَعَقْلِهِ

امام زفر بن ہذیل بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک دعوتِ ولیمہ میں امام ابوحنیفہ' ابن ابولیلیٰ اور اہلِ علم کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی' چاندی سے بنے ہوئے ایک برتن میں خوشبو اُن لوگوں کے پاس لائی گئی' تو اُس برتن کی وجہ سے دوسرے حضرات نے اُس خوشبو کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ امام ابوحنیفہ نے اپنی انگلی کے ذریعہ اُسے پکڑا' اُسے اپنی ہتھیلی پر ڈالا اور پھر وہ خوشبو لگا لی اور اُن سے فرمایا: کیا آپ لوگ بھی یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس چاندی کے برتن میں سالن لایا گیا تو اُنہوں نے اُسے روٹی پر ڈال کر کھالیا' تو وہ لوگ امام ابوحنیفہ کی ذہانت اور عقلمندی پر بہت حیران ہوئے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا الْقَاضِي اَبُو الْحُسَيْنِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ حَامِدِ بْنِ الْعَبَّاسِ (۲) قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عباد قَالَ نَا ابو عبد الله مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ نَا اَبُو

(۱) مدہن' خوشبو کی شیشی کو کہتے ہیں۔

(۲) یہاں پر یہ لفظ اسی طرح ''احمد بن حامد بن عباس'' تحریر ہے' اس سے پہلے یہ (اصل عربی متن کے) صفحہ 305 پر احمد بن حماد بن عباس گزر چکا ہے جبکہ صفحہ 256 پر احمد بن محمد بن عباس بن یزید گزر چکا ہے' ان تمام حضرات نے قاسم بن عباس سے روایات نقل کی ہیں' البتہ میرے سامنے یہ بات واضح نہیں ہو سکی کہ یہ تین افراد ایک ہی ہیں یا پھر ایک شخص کے نام میں متعدد قسم کی تحریف ہوئی ہے' یا پھر یہ لوگ درحقیقت متعدد افراد ہیں۔

الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ قَدِمَ الضَّحَّاكُ الشَّارِي (ا) الْكُوفَةَ فَقَالَ لابِي حَنِيفَةَ تُبْ فَقَالَ مِمَّ أَتُوبُ قَالَ مِنْ قَوْلِكَ بِتَجْوِيزِ الْحَكَمَيْنِ فَقَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ تَقْتُلُنِي اَوْ تُنَاظِرُنِي فَقَالَ بَلْ أُنَاظِرُكَ عَلَيْهِ قَالَ فان اخْتَلَفْنَا فِي شيء مِمَّا تَنَاظَرْنَا فِيهِ فَمَنْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَالَ اجْعَلْ اَنْتَ مَنْ شِئْتَ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لِرَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ الضَّحَّاكِ اقْعُدْ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا فِي مَا نَخْتَلِفُ فِيهِ اِنِ اخْتَلَفْنَا ثُمَّ قَالَ لِلضَّحَّاكِ اترضى بِهَذَا بيني وَبَيْنك قَالَ نعم قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ فَاَنْتَ قَدْ جَوَّزْتَ التَّحْكِيمَ فَانْقَطَعَ الضَّحَّاكُ

ابوولید طیالسی بیان کرتے ہیں: ضحاک خارجی کوفہ آیا' اُس نے امام ابوحنیفہ سے کہا: تم توبہ کرو! امام صاحب نے دریافت کیا: میں کس بات سے توبہ کروں؟ اُس نے کہا: اپنے اس موقف سے کہ تم (حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے واقعہ میں) ثالث مقرر کرنے کو درست قرار دیتے ہو! امام ابوحنیفہ نے اُس سے دریافت کیا: تم میرے ساتھ لڑو گے یا بحث کرو گے؟ اُس نے کہا: میں اس بات پر تمہارے ساتھ بحث کروں گا! امام صاحب نے دریافت کیا: جب ہم بحث کریں گے تو اگر کسی مسئلہ پر ہم دونوں کا اختلاف ہو گیا' تو اس کا فیصلہ کون کرے گا؟ اُس نے کہا: تم جسے چاہو مقرر کرلو! امام صاحب نے ضحاک کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سے کہا: تم بیٹھو! اگر ہمارے درمیان کوئی اختلاف ہوا' تو اُس اختلاف کے بارے میں تم ہمارے درمیان فیصلہ کر دینا۔ پھر امام صاحب نے ضحاک سے دریافت کیا: کیا تم میرے اور اپنے درمیان اس شخص کے فیصلہ سے راضی ہو گے؟ اُس نے جواب دیا: جی ہاں! امام صاحب نے فرمایا: اب تم نے خود ہی ثالثی کو درست قرار دے دیا ہے۔ تو ضحاک خاموش ہو گیا۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ سَمِعْتُ اَبَا عبد الله مُحَمَّد بن حزَام الْفَقِيه يَقُول سَمِعت عبد الصمد ابْن الْفضل ببلخ يَقُول سَمِعت شَدَّاد بن حكم يَقُولُ سَمِعْتُ زُفَرَ بْنَ الْهُذَيْلِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ اِلَى اَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالَ اِنِّي حَلَفْتُ عَلَى امْرَاَتِي اِنْ لَمْ تُكَلِّمْنِي حَتَّى تُصْبِحَ فَهِيَ طَالِقٌ وَنَدِمْتُ عَلَى يَمِينِي وَاَخَافُ اَنْ تَذْهَبَ مِنِّي فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اذْهَبْ

(ا) لفظ ''الشاری'' اس میں فاعل ہے جو شری یشری سے ماخوذ ہے' جس طرح لفظ رمی یرمی ہے اور اس کی جمع شراۃ آتی ہے' جس میں شین پر پیش پڑھی جائے گی' جس طرح لفظ قضاۃ ہے' اس سے مراد خارجی لوگ ہیں جو معروف گمراہ فرقہ ہے' اُنہوں نے اپنے آپ کو شراۃ کا لقب اس لیے دیا تھا کیونکہ اُن کا یہ کہنا تھا اور اُن کا یہ گمان تھا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے آپ کو خرید لیا ہے (یا اپنا سودا کر لیا ہے)۔

اِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا اِنَّمَا اَبُوكِ حَائِكٌ عَلَى مَا قَالُوا لِي فَاِنَّهَا سَتُكَلِّمُكَ قَالَ فَذَهَبَ اِلَيْهَا فَلَمَّا قَالَ لَهَا ذَلِكَ قَالَتْ بَلْ اَنْتَ هُوَ وَاَبُوكَ فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ وَفَعَلَ

امام زفر بن ہذیل بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نصف رات کے وقت ایک شخص امام ابوحنیفہ کے پاس آیا' وہ رو رہا تھا' اُس نے کہا: میں نے اپنی بیوی کے بارے میں یہ حلف اُٹھا لیا ہے کہ اگر صبح سے پہلے اُس نے میرے ساتھ بات چیت نہ کی تو اُسے طلاق ہے! پھر مجھے اپنی قسم پر ندامت ہوئی اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میری بیوی مجھ سے رخصت ہو جائے گی' امام ابوحنیفہ نے فرمایا: تم اُس کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارا والد جولاہا (یعنی نیچ ذات کا) ہے' تو وہ ضرور تمہارے ساتھ کلام کر لے گی۔ وہ شخص اُس عورت کے پاس گیا اور اُس سے یہ بات کہی تو اُس عورت نے کہا: (میرا باپ نہیں) بلکہ تم اور تمہارا باپ ایسے ہیں' اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْحَافِظُ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَقِيتُهُ بِمَرْوَ قَالَ نَا حَمْزَةُ ابْن عبد الله الْخُزَاعِيُّ اَنَّ اَبَا حَنِيفَةَ هَرَبَ مِنْ بَيْعَةِ الْمَنْصُورُ جَمَاعَةً مِنَ الْفُقَهَاءِ قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ لي فهم اسوة فَخرج مَعَ اُولَئِكَ الْفُقَهَاء فَلَمَّا دخلُوا عَلَى الْمَنْصُورِ اَقْبَلَ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ وَحْدَهُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَقَالَ لَهُ اَنْتَ صَاحِبُ حِيَلٍ فَاللّٰهُ شَاهِدٌ عَلَيْكَ اَنَّكَ بَايَعْتَنِي صَادِقًا مِنْ قَلْبِكَ قَالَ اللّٰهُ يَشْهَدُ عَلَيَّ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَة فَقَالَ حسبك فَلَمَّا خَرَجَ اَبُو حَنِيفَةَ قَالَ لَهُ اَصْحَابُهُ حكمت على نَفسك بيعَته [1] حَتَّى تقوم السَّاعَة قَالَ اِنَّمَا عَنَيْتَ حَتَى تَقُومَ السَّاعَةَ مِنْ مَجْلِسِكَ اِلَي بَوْلٍ اَوْ غَائِطٍ اَوْ حَاجَةٍ حَتَّى يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ

حمزہ بن عبداللہ خزاعی بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ' منصور کی بیعت کرنے سے بچ رہے تھے' جب منصور نے فقہاء کی ایک جماعت کو پکڑ لیا تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: مجھے بھی ان کے ساتھ رہنا چاہیے! تو وہ اُن فقہاء کے ساتھ تشریف لے گئے' جب ان لوگوں کو منصور کے سامنے لے جایا گیا تو منصور باقی سب کو چھوڑ کر صرف امام صاحب کے سامنے آیا اور اُن سے دریافت کیا: تم ہی وہ شخص ہو جو حیلے بیان کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر گواہ ہے کہ تم نے سچے دل کے ساتھ میری بیعت کر لی ہے۔ تو امام صاحب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے! (کہ میں نے یہ بیعت اُس وقت تک کی ہے) جب تک ساعت نہیں

(۱) تمام نسخوں میں یہاں یہ الفاظ ہیں: ''بیعتہ'' اور درست وہ لفظ ہے جو میں نے یہاں برقرار رکھا ہے۔

آ جاتی (اس کا ایک مطلب قیامت آنا بھی ہے)' تو منصور نے کہا: ساعت تک بھی کافی ہے! پھر جب امام ابوحنیفہ اُس کے پاس سے نکلے تو اُن کے ساتھیوں نے کہا: آپ نے اپنے اوپر اُس کی بیعت ساعت ہونے تک لازم کی ہے! تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں نے تو اُس سے یہ مراد لیا تھا کہ جب تک اُس کے اپنی محفل سے اُٹھنے کی ساعت نہیں ہوتی' جو قضائے حاجت یا کسی کام کی وجہ سے اُٹھنا پڑے اور وہ اپنی اُس محفل سے اُٹھ جائے۔

قَالَ ونا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحَافِظُ قَالَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ ذَكَرَ لِي عَنْ اَبِي يُوسُفَ قَالَ بَعَثَ ابْنُ هُبَيْرَةَ اِلَى اَبِي حَنِيفَةَ فَاَتَاهُ وَعِنْدَهُ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَابْنُ اَبِي لَيْلَى فَسَاَلَهُمْ عَنْ كِتَابِ صُلْحِ الْخَوَارِجِ وَكَانَتْ بَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنَ الْخَوَارِجِ مِنْ اَصْحَابِ الضَّحَّاكِ الْخَارِجِيّ فَقَالَتِ الْخَوَارِجُ نُرِيدُ اَنْ تَكْتُبَ لَنَا صُلْحًا عَلَى اَنْ لَا نُؤْخَذَ بشيء اصبناه في الْفِتْنَة وَلَا قبلها الاموال والدماء فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ لَا يَجُوزُ لَهُمُ الصُّلْحُ عَلَى ذَلِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ لاَنَّهُمْ يُؤْخَذُونَ بِهَذِهِ الْاَمْوَالِ وَالدِّمَاءِ قَالَ ابْنُ اَبِي لَيْلَى الصُّلْح لَهُم جَائِز في كل شيء قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ لِي ابْنُ هُبَيْرَةَ مَا تقول اَنت فقلت اخطآ جمعا فَقَالَ ابْنُ هُبَيْرَةَ اَفْحَشْتَ فَقُلْ اَنْتَ فَقُلْتُ الْقَوْلُ فِي هَذَا اَنَّ كُلَّ مَالٍ وَدَمٍ اصابوا مِنْ قَبْلِ اِظْهَارِ الْفِتْنَةِ فَاِنَّ ذَلِكَ يُؤْخذ مِنْهُمْ وَلا يَجُوزُ لَهُمُ الصُّلْحُ عَلَيْهِ وَاَمَّا كل شيء اَصَابُوهُ مِنْ مَالٍ وَدَمٍ فِي الْفِتْنَةِ فَالصُّلْحُ عَلَيْهِ جَائِزٌ وَلا يُؤْخَذُونَ بِهِ فَقَالَ ابْنُ هُبَيْرَةَ اَصَبْتَ وَقُلْتَ الصَّوَابَ هَذَا هُوَ الْقَوْلُ وَقَالَ اُكْتُبْ يَا غُلَام مَا قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ

قاسم بن عباد بیان کرتے ہیں: امام ابو یوسف کے حوالے سے مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ ابن ہبیرہ نے امام ابوحنیفہ کو پیغام بھیجا' امام صاحب اُس کے پاس تشریف لائے تو اُس کے پاس ابن شبرمہ اور ابن ابولیلیٰ بھی موجود تھے' ابن ہبیرہ نے ان حضرات سے خارجیوں کے ساتھ صلح کرنے کے بارے میں دریافت کیا' ضحاک خارجی کے ساتھیوں میں سے کچھ خارجی باقی بچے تھے' اُنہوں نے یہ کہا: ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیں کہ ہم نے آزمائش کے دوران' یا اس سے پہلے جو بھی مال ہتھیایا' یا جانیں ضائع کیں' اُن میں سے کسی بھی حوالے سے ہماری گرفت نہیں ہو گی۔ تو ابن شبرمہ نے کہا: اس صورت میں اُن کے ساتھ صلح کرنا جائز نہیں ہو گا کیونکہ اُن اموال اور جانوں کے

حوالے سے اُنہیں پکڑا جائے گا۔ قاضی ابن ابولیلیٰ نے کہا: ہر صورت میں اُن کے ساتھ صلح جائز ہے۔
امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں: ابن ہبیرہ نے مجھ سے دریافت کیا: آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: ان دونوں کی رائے غلط ہے! ابن ہبیرہ نے کہا: آپ صرف اپنی بات کریں! تو میں نے کہا: اس بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ فتنہ کے اظہار سے پہلے ان لوگوں نے جو بھی مال ہتھیایا تھا' یا قتل کیا تھا اُس کی وجہ سے انہیں پکڑا جائے گا اور اس حوالے سے اُن کے ساتھ صلح درست نہیں ہوگی' لیکن فتنہ کے دوران اُنہوں نے جو بھی مال ہتھیایا' یا قتل کیے اُس بارے میں اُن کے ساتھ صلح کی جا سکتی ہے اور اس حوالے سے اُنہیں پکڑا نہیں جائے گا۔ تو ابن ہبیرہ نے کہا: تم نے ٹھیک کہا ہے اور درست جواب دیا ہے' اصل قول یہی ہے۔ پھر اُس نے کہا: اے لڑکے! ابوحنیفہ نے جو کہا ہے اُسے نوٹ کر لو۔

قَالَ ونا الْعَبَّاسُ بن اَحمد الْبَزَّار قَالَ نَا الْحَرْث بن اُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَاصِمٍ يَقُولُ سَاَلْتُ اَبَا حَنِيفَةَ عَنْ دِرْهَمٍ لِرَجُلٍ وَدِرْهَمَيْنِ لآخَرَ اخْتَلَطَتْ ثُمَّ ضَاعَ دِرْهَمَانِ مِنَ الثَّلاثَةِ لَا يعلم ايهاهى فَقَالَ الدِّرْهَم الباقى بَينهمَا اثلاثا قَالَ عَلِيٌّ فَلَقِيتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ فَسَاَلْتُهُ عَنهَا فَقَالَ سَاَلْتُ عَنهَا اَحَدًا غَيْرِى قُلْتُ نَعَمْ سَاَلْتُ اَبَا حَنِيفَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ يُقْسَمُ الدِّرْهَمُ الْبَاقِى بَيْنَهُمَا اَثْلاثًا قَالَ اَخْطَاَ اَبُو حَنِيفَةَ وَلَكِنْ دِرْهَمٌ مِنَ الدِّرْهَمَيْنِ الضَّائِعَيْنِ يُحِيطُ الْعلم انه من الدرهمين وَالدِّرْهَم الباقى بعض الْمَاضِيَّيْنِ يُحْتَمَلُ اَنْ يَكُونَ الدِّرْهَمُ الثَّانِى مِنَ الدِّرْهَمَيْنِ وَيُحْتَمَلُ اَنْ يَكُونَ الدِّرْهَمُ الْمُنْفَرِدُ الْمُخْتَلِطُ بِالدِّرْهَمَيْنِ فَالدِّرْهَمُ الَّذِى بَقِىَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ فَاسْتَحْسَنْتُ ذَلِكَ ثُمَّ لَقِيتُ اَبَا حَنِيفَةَ فَوَاللّٰهِ لَوْ وُزِنَ عَقْلُهُ بِعُقُولِ اَهْلِ الْمِصْرِ يَعْنِى الْكُوفَةَ لَرَجَحَ بِهِمْ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَبَا حَنِيفَةَ خُولِفْتَ فِى تِلْكَ المسئلة وَقُلْتُ لَهُ لَقِيتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ فَقَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اِنَّ الثَّلاثَةَ حِينَ اخْتَلَطَتْ وَلَمْ تَتَمَيَّزْ رَجَعَتِ الشَّرِكَةُ فِى الْكُلِّ فَصَارَ لِصَاحِبِ الدِّرْهَمِ ثُلُثُ كُلِّ دِرْهَمٍ وَلِصَاحِبِ الدِّرْهَمَيْنِ ثُلُثَا كُلِّ دِرْهَمٍ فَاَىُّ دِرْهَمٍ ذَهَبَ فَعَلَى هَذَا

علی بن عاصم بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے سوال کیا: ایک درہم ایک آدمی کی ملکیت ہے اور دو درہم دوسرے شخص کی ملکیت ہیں' یہ مل جاتے ہیں اور پھر اُن تین میں سے دو درہم ضائع ہو جاتے ہیں' یہ پتا نہیں چلتا کہ وہ کس کے تھے؟ تو امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: باقی رہ جانے والا درہم اُن

دونوں کے درمیان ایک تہائی کی بنیاد پر تقسیم ہوگا۔

علی بن عاصم بیان کرتے ہیں: پھر میری ملاقات ابن شبرمہ سے ہوئی' میں نے اُن سے اس بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: کیا تم نے میرے علاوہ کسی اور سے اس بارے میں دریافت کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے امام ابوحنیفہ سے اس بارے میں پوچھا تھا' تو اُنہوں نے یہ کہا کہ باقی رہ جانے والا درہم اُن دونوں کے درمیان ایک تہائی کے حساب سے تقسیم ہو جائے گا۔ پھر ابن شبرمہ نے کہا: ابوحنیفہ نے غلط جواب دیا ہے' مسئلہ یہ ہے کہ ضائع ہونے والے دونوں درہموں میں یہ بات یقینی ہے کہ اُن میں سے کوئی ایک دو درہم والے شخص کا ہے اور باقی بچنے والے ایک درہم کے بارے میں اس بات کا احتمال موجود ہے کہ وہ دو درہموں میں سے ایک ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ الگ ایک درہم ہو' جو دو درہموں کے ساتھ مل گیا تھا' تو باقی بچ جانے والا درہم دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ علی بن عاصم کہتے ہیں: مجھے یہ جواب اچھا لگا! پھر میری ملاقات امام ابوحنیفہ سے ہوئی' اللہ کی قسم! اگر اُن کی عقل کا شہر کوفہ کی نصف آبادی کی عقل کے ساتھ وزن کیا جائے' تو اُن کی عقل کا پلڑا بھاری ہوگا' میں نے اُن سے کہا: اے ابوحنیفہ! اُس مسئلہ کے بارے میں آپ کے جواب کے برخلاف جواب دیا گیا ہے' پھر میں نے اُنہیں بتایا کہ میری ملاقات ابن شبرمہ سے ہوئی تھی اور اُنہوں نے یہ' یہ جواب دیا ہے' تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جب تینوں درہم ایک دوسرے میں گھل مل گئے اور اُن کے درمیان امتیاز ختم ہو گیا تو اب (دونوں آدمیوں کی) شراکت تینوں میں ہوگی اور دونوں میں سے ہر ایک شخص' ہر ایک درہم میں ایک تہائی حصہ کا مالک بنے گا' تو ایک درہم والے شخص کو ہر درہم میں سے ایک تہائی حصہ ملے گا اور دو درہم والے شخص کو ہر درہم میں سے دو تہائی حصہ ملے گا' اس لیے جو بھی درہم رخصت ہوگا وہ اسی بنیاد پر رخصت ہوگا۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنِى جَدِّى رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا مُحَمَّد ابْن مَلِيحِ بْنِ وَكِيعٍ قَالَ نِى اَبِى قَالَ نَا الزبير بن كعيب قَالَ قَالَ لِى شَرِيكٌ كُنَّا فِى جِنَازَةِ غُلَامٍ مِنْ بَنِى هَاشِمٍ وَقَدْ تَبِعَهَا وُجُوهُ النَّاسِ وَاَشْرَافُهُمْ فَاَنَا اِلَى جَنْبِ ابْنِ شُبْرُمَةَ اُمَاشِيهِ اِذْ قَامَتِ الْجِنَازَةُ فَقِيلَ مَا لِلْجِنَازَةِ لايمشى بِهَا قِيلَ خَرَجَتْ اُمُّهُ وَالِهَةً عَلَيْهِ سَافِرَةً وَجْهَهَا فِى قَمِيصٍ فَحَلَفَ اَبُوهُ بِالطَّلَاقِ لَتَرْجِعَنَّ وَحَلَفَتْ هِىَ بِصَدَقَةٍ مَا تَمْلِكُ لَا

رَجَعَتْ حَتّٰی یصلی عَلَیْهِ (ا) وَكَانَ يَوْمَئِذٍ مَعَ الْجِنَازَةِ ابْنُ شُبْرُمَةَ ونظراؤه فَاجْتمعُوا لذٰلك وسئلوا عَن المسألة فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ جَوَابٌ حَاضِرٌ قَالَ فَذَهَبُوا فَدَعُوا بِأَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ فِي عُرْضِ النَّاسِ فَجَاءَ مُغَطِّيًا رَأْسَهُ وَالْمَرْأَةُ وَالزَّوْجُ وُقُوفٌ وَالنَّاسُ فَقَالَ لِلْمَرْأَةِ عَلامَ حَلَفْتِ قَالَتْ عَلَى كَذَا وَكَذَا وَقَالَ لِلزَّوْجِ بِمَ حَلَفْتَ قَالَ بِكَذَا قَالَ ضَعُوا السَّرِيرَ فَوُضِعَ وَقَالَ لِلرَّجُلِ تَقَدَّمْ فَصَلِّ عَلَى ابْنِكَ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ ارْجِعِي فَقَدْ خَرَجْتُمَا عَنْ يَمِينِكُمَا احْمِلُوا مَيِّتكُمْ فَاسْتَحْسَنَهَا النَّاس فَقَالَ ابْن شبْرمَة على مَا حَكَى عَنْهُ شَرِيكٌ عَجِزَتِ النِّسَاءُ أَنْ تَلِدَ مثل النُّعْمَانِ

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں: شریک نے مجھے بتایا: ہم بنو ہاشم سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان کے جنازہ میں شریک ہوئے' جس میں بہت سے لوگ اور معززین شریک ہوئے تھے' میں ابن شبرمہ کے پہلو میں پیدل چل رہا تھا' اسی دوران جنازہ اُٹھ گیا' تو یہ کہا گیا: کیا وجہ ہے کہ جنازہ کو لے کر چلا کیوں نہیں جا رہا؟ تو بتایا گیا کہ میت کی ماں غم کے عالم میں کھلے منہ جنازہ کے پیچھے باہر آ گئی ہے' تو میت کے باپ نے یہ حلف اُٹھایا ہے کہ اگر وہ واپس نہ گئی' تو اُسے طلاق ہے اور اُس کی ماں نے یہ حلف اُٹھا لیا ہے کہ اگر نمازِ جنازہ سے پہلے وہ واپس چلی گئی' تو اُس کا سارا مال صدقہ شمار ہوگا' اُس وقت جنازہ میں ابن شبرمہ اور اُن جیسے دیگر اہلِ علم موجود تھے' اُنہیں اکٹھا کر کے اس مسئلہ کا حل دریافت کیا گیا' تو وہ کوئی جواب پیش نہیں کر سکے۔ پھر کچھ لوگ امام ابوحنیفہ کے پاس گئے اور اُنہیں بلا کر لے آئے' وہ اپنا سر ڈھانپ کر آئے' وہ عورت اُس کا شوہر اور دیگر لوگ وہیں رُکے ہوئے تھے' امام صاحب نے اُس عورت سے دریافت کیا: تم نے کیا حلف اُٹھایا ہے؟ اُس نے جواب دیا: اِس' اِس بات کا اُٹھایا ہے' امام صاحب نے اُس کے شوہر سے دریافت کیا: تم نے کیا حلف اُٹھایا ہے؟ اُس نے جواب دیا: اِس بات کا اُٹھایا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا: میت کی چارپائی نیچے رکھ دو! وہ نیچے رکھ دی گئی' پھر اُنہوں نے اُس شخص سے فرمایا: تم آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کی نمازِ جنازہ پڑھاؤ! جب اُس نے نمازِ جنازہ پڑھا دی' تو امام صاحب نے اُس خاتون سے فرمایا: اب تم واپس چلی جاؤ! کیونکہ تم دونوں کی قسم پوری ہو گئی ہے

(ا) تمام نسخوں میں یہ الفاظ ہیں: ''حتی تصلی علیہ'' جبکہ درست لفظ جسے برقرار رکھا گیا ہے وہ ''عقود الجمان'' صفحہ 56 سے لیا گیا ہے۔

(اور لوگوں سے فرمایا:) تم لوگ میت کو اُٹھا لو۔ تو لوگوں نے اس فیصلہ کو مستحسن قرار دیا۔

اُس موقع پر، شریک کی روایت کے مطابق' ابن شبرمہ نے یہ کہا تھا: عورتیں اس بات سے عاجز ہیں کہ وہ نعمان جیسے شخص کو جنم دیں۔

قَالَ ابو يَعْقُوب وَنا اَبُو سَعِيدِ بْنُ الْاَعْرَابِيّ قَالَ نَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ دَخَلَ الْخَوَارِجُ الْكُوفَةَ وَاَبُو حَنِيفَةَ وَاَصْحَابُهُ جُلُوس فَقَالَ اَبُو حنيفَةَ لَا تتفرقوا فجاؤهم حَتّٰى وَقَفُوا عَلَيْهِمْ فَقَالُوا مَا اَنْتُمْ فَقَالَ ابو حنيفة نَحْنُ مُسْتَجِيرُونَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِى يَقُولُ (وَاِنْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يسمع كَلام الله ثمّ ابلغه مامنه) (ا) فَقَالَ الْخَوَارِج دعوهم واقرؤا عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ وَاَبْلِغُوهُمْ مَاْمَنَهُمْ

یحیٰی بن معین بیان کرتے ہیں: کچھ خارجی کوفہ میں آئے' امام ابو حنیفہ اور اُن کے شاگرد اُس وقت بیٹھے ہوئے تھے' امام صاحب نے فرمایا: تم لوگ اُٹھ کر نہ جانا! وہ خارجی ان حضرات کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور دریافت کیا: تم لوگوں کے کیا نظریات ہیں؟ تو امام صاحب نے فرمایا: ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے نام کی پناہ حاصل کرنے والے ہیں جس نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے' تو تم اُسے پناہ دیدو' یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے' پھر تم اُسے اُس کی محفوظ جگہ تک پہنچا دینا''۔

تو خارجیوں نے کہا: ان لوگوں کو چھوڑ دو! ان کے سامنے قرآن پڑھ کر سناؤ اور انہیں ان کی محفوظ جگہ تک جانے دینا۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ نَا اَبُو رَجَاء مُحَمَّد بن حَامِد المقرى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْجَهْمِ السَّامَرِّيُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّادِ بْنِ اَبِى حَنِيفَةَ قَالَ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فِرَاسَةً قَالَ لِدَاوُدَ الطَّائِيِّ يَوْمًا اَنْتَ رَجُلٌ سَتَمِيلُ اِلَى الْعِبَادَةِ فَكَانَ كَمَا قَالَ وَقَالَ لِاَبِى يُوسُفَ اَنْتَ رَجُلٌ تَمِيل اِلَى الدُّنْيَا وَتَمِيلُ اِلَيْكَ فَكَانَ كَمَا قَالَ وَقَالَ لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ فَذَكَرَ كَلامًا لَا احفظه فَكَانَ كَمَا قَالَ

ابراہیم بن محمد بن حماد بن ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ سب سے زیادہ فراست کے مالک

(ا) سورۃ التوبہ' آیت:6

تھے' اُنہوں نے ایک دن داؤد طائی سے فرمایا: تم ایک ایسے شخص ہو جو عنقریب عبادت کی طرف مائل ہو جاؤ گے' تو ایسا ہی ہوا جس طرح اُنہوں نے فرمایا تھا' اُنہوں نے امام ابویوسف سے فرمایا: تم ایک ایسے شخص ہو جو دنیا کی طرف مائل ہو جاؤ گے اور وہ تمہاری طرف مائل ہو جائے گی' تو ایسا ہی ہوا جس طرح اُنہوں نے فرمایا تھا' اُنہوں نے امام زفر سے کہا' اس کے بعد راوی نے ایک کلام ذکر کیا تھا' جو مجھے یاد نہیں رہا' البتہ ویسا ہی ہوا' جس طرح اُنہوں نے فرمایا تھا۔

وَسَمِعْتُ اَبَا الْحَسَنِ جَعْفَرَ بْنَ مَحْبُوبِ بْنِ مُضَارِعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيَّ يَقُولُ سَمِعت عبد الله بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ مَنْ طَلَبَ الرِّيَاسَةَ فِي غَيْرِ حِينِهِ لَمْ يَزَلْ فِي ذُلٍّ مَا بَقِيَ وَاَنْشَدَ ابْنُ الْمُبَارَكِ

حُبُّ الرِّيَاسَةِ دَاءٌ لَا دَوَاءَ لَهُ ...وَقَلَّمَا تَجِدُ الرَّاضِينَ بِالْقَسَمِ

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص غیر موزوں حالات میں ریاست (اس سے مراد حکومت بھی ہو سکتی ہے اور کوئی دنیاوی مرتبہ بھی ہو سکتا ہے) حاصل کرنے کی کوشش کرے گا' وہ ہمیشہ ذلت کا شکار رہے گا' پھر عبداللہ بن مبارک نے یہ شعر پڑھا:

''ریاست کی محبت ایک ایسی بیماری ہے' جس کی کوئی دواء نہیں ہے' اور تم تھوڑے ہی لوگوں کو پاؤ گے جو (قدرت کی) تقسیم پر راضی ہوں گے''۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْعَبَّاسِ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ حَمَّادِ بْنِ اَبِي حَنِيفَةَ يَقُول سَمِعت اخي اِسْمَاعِيل ابْن حَمَّادٍ يَقُولُ قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اَعْيَانِي اثْنَتَانِ الشَّهَادَة على البت (1) وَاللهِ مَا اَدْرِي مَا هِيَ وَالشَّهَادَةُ عَلَى النَّسَبِ

(1) تمام نسخوں میں یہاں لفظ ''المیت'' تحریر ہے اور یہ تحریف ہے' یہاں درست لفظ ''البت'' (جس کا معنی یقینی ہونا ہے) جیسا کہ میں نے اسے برقرار رکھا ہے' لفظ ''البت'' اور ''البتات'' کا مطلب قطعی اور یقینی ہونا ہے۔

اس مسئلہ کی مختصر وضاحت یوں کی جا سکتی ہے: جس طرح فقہاء نے کتب فقہ میں اس کی وضاحت کی ہے کہ آدمی سے اُس کے ذاتی فعل کے حوالے سے یقینی قسم لی جائے گی اور کسی دوسرے کے فعل کے حوالے سے علم نہ ہونے کی قسم لی جائے گی' تو آدمی یقینی قسم یوں اُٹھائے گا جیسے وہ کہے گا: اللہ کی قسم! میں نے اُس کا کچھ بھی نہیں دینا ہے' لیکن ←

يَأتِي الرَّجُلُ فَيَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَة حَتّٰى يرفعهُ اِلٰى خَمْسَة آبَاء وازيد

امام ابوحنیفہ کے پوتے عمر بن حماد نے اپنے بھائی اسماعیل بن حماد کے حوالے سے امام ابوحنیفہ کا یہ

دوسرے کے فعل میں جب اُس سے حلف لیا جائے گا تو وہ یہ کہے گا: اللہ کی قسم! میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ فلاں نے فلاں سے قرض لینا ہے۔ علامہ ابن قدامی مقدسی نے اپنی کتاب ''المغنی'' صفحہ 118/12 پر کتاب الاقضیہ میں اس کی مانند ذکر کرنے کے بعد یہ بات تحریر کی ہے: امام احمد بن حنبل کا مسلک بھی یہی ہے اور امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی...... نے بھی اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ پھر وہ تحریر کرتے ہیں: بعض اوقات گواہی یقینی ہوتی ہے یہ اُن چیزوں کے بارے میں ہوتی ہے جن کا تعلق عقود سے ہو اور اُن میں قطعی علم ہونا ممکن ہو اور کبھی شہادت علم کی نفی کے بارے میں ہوتی ہے یہ اُن چیزوں کے بارے میں ہوتی ہے جن کے بارے میں یقینی علم حاصل کرنا ممکن نہ ہو جیسے اس بات کی گواہی دینا کہ فلاں اور فلاں کے علاوہ مرحوم کا اور کوئی وارث نہیں ہے''۔ اُن کی بات اختصار کے ساتھ یہاں ختم ہوگئی' اس کے بعد اُنہوں نے اس مسئلہ میں کچھ اور اقوال بھی ذکر کیے ہیں جو ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر حضرات کا موقف ہے اور اس مسئلہ کی کچھ فروعی تفصیلات بھی ذکر کی ہیں۔

جب مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ یہاں لفظ ''البت'' کی جگہ لفظ ''المیت'' تحریف کے طور پر تحریر کیا گیا ہے تو میں نے اصل کتاب میں ''البت'' برقرار رکھا' پھر مجھے یہ مناسب لگا کہ میں اپنی درستگی کی مزید تحقیق حاصل کروں' تو میں نے استاد علامہ فقیہ العصر' فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ زرقا' اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت کرے اور اُن کے ذریعہ ہمیں فوائد دے اور اُن کی عمر شریف میں برکت دے' وہ ریاض سے عمان جا رہے تھے' میں نے اُنہیں خط لکھا تو اُنہوں نے میری تصویب کی تائید کی اور افادہ میں مزید اضافہ کرتے ہوئے اپنے مکتوب میں یہ تحریر کیا:

''تمہاری اصلاح اور اثبات کے بارے میں تمہارا مکتوب میں نے پڑھا ہے' جو لفظ ''البت'' کے بارے میں ہے' جو امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ دو چیزوں نے مجھے تھکا دیا ہے' یقینی گواہی اور نسب کے بارے میں گواہی' بلاشبہ میری نظر میں بھی یہاں درست لفظ ''البت'' ہونا چاہیے اور وہ نسخے جن میں لفظ ''المیت'' ہے وہ لفظ ''البت'' کی تحریف ہے اور مراد ویسے اللہ بہتر جانتا ہے لیکن امام ابوحنیفہ کا اس چیز سے تھک جانا اور اس حوالے سے حیران ہونا اس حوالے سے ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یقینی ہونے کی گواہی دینے کا تعلق ایک ایسی صورت حال سے ہے جس میں پوشیدگی پائی جاتی ہے اور دیکھنے والے کی معلومات کی حدود سے تجاوز پایا جاتا ہے' اس لیے اس پوشیدگی کو مطلق طور پر پرے کرنا بھی ممکن نہیں ہے اور محض اس کی وجہ سے شہادت کو مسترد بھی نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ قاضی کے فیصلہ کو برقرار رکھنے کے لیے اس کو قبول کرنا ضروری ہے اور اس کے بغیر قاضی کے فیصلہ اور گواہیاں اور حقوق کا اثبات سب کچھ معطل ہو جائے گا' اس کی مزید وضاحت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ یقینی گواہی کے مقابلہ میں کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہونے کی ←

قول نقل کیا ہے: دو چیزیں مجھے پریشان کرتی ہیں' میت کے بارے میں گواہی (راوی کہتے ہیں) اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ اس سے مراد کیا ہے اور نسب کے بارے میں گواہی' ایک شخص آتا ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ فلاں بن فلاں ہے' یہاں تک کہ وہ اُس کے پانچ آباء بلکہ اُس سے زیادہ تک کے بارے میں بھی گواہی دے دیتا ہے۔

گواہی ہوتی ہے' جیسے ایک حلف وہ ہوتا ہے' جو یقینی طور پر لیتا جاتا ہے اور ایک حلف وہ ہوتا ہے' جو کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں علم نہ ہونے کے حوالے سے لیا جاتا ہے۔

تو حلف لینے میں اصل یہ ہے کہ آدمی کسی بات کے یقینی ہونے کے بارے میں حلف اُٹھائے' جو شخص کسی دوسرے شخص کے خلاف کسی حق کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا شخص اُس کا انکار کرتا ہے اور دعویٰ کرنے والے کے پاس اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہوتا تو اُس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ یقینی طور پر حلف اُٹھائے' یعنی وہ یہ حلف اُٹھالے کہ اُس کی دوسرے کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے اور اُس کا ذمہ اُس چیز سے بری ہے' جس کا مدعی شخص نے دعویٰ کیا ہے اور اُس سے یہ بات اُس وقت تک قبول نہیں کی جائے گی جب تک وہ یہ حلف نہیں اُٹھالیتا کہ اُسے اس بات کا علم نہیں ہے کہ اُس کا اس کے خلاف کوئی حق ہے۔

لیکن اُس کے اپنے ذاتی افعال کا جہاں تک تعلق ہے تو اُن کے بارے میں ایسا کیا جائے گا' لیکن جہاں تک دوسرے کے فعل کا تعلق ہے تو جب اُس سے حلف لیا جائے گا تو وہ اس بات پر حلف اُٹھائے گا کہ اُسے اس بات کا علم نہیں ہے' کیونکہ ایسی صورت میں اُس سے یقینی حلف لینا اُسے حرج میں مبتلا کرنے کے مترادف ہوگا' جیسے کوئی شخص کسی وارث کے خلاف یہ دعویٰ کر دیتا ہے کہ جس شخص کی وراثت اسے ملی ہے' اُس مرحوم نے اس کو کوئی رقم دینی تھی اور وارث اس کا انکار کر دیتا ہے اور اس بات کا کوئی ثبوت بھی موجود نہیں ہوتا' تو وارث سے یہ حلف لیا جائے گا کہ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ اُسے وارث بنانے والے شخص نے مدعی کا اتنی رقم کا قرض بھی دینا تھا' کیونکہ ایسی صورتِ حال میں اُس سے یقینی طور پر حلف لینا کہ جس شخص نے اُسے وارث بنایا تھا اُس کے ذمہ کوئی قرض ہی نہیں تھا اُسے حرج میں مبتلا کرنے کے مترادف ہوگا' کیونکہ جس نے اُسے وارث بنایا ہے اُس کا قرض دوسرے کا فعل ہے' وارث کا اپنا فعل نہیں ہے۔

اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ گواہ شخص گواہی دینے سے پہلے گواہی سے متعلق چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے اور یہ زمانہ کبھی طویل ہوتا ہے' کبھی مختصر ہوتا ہے' پھر جب اُسے گواہی کی ادائیگی کے لیے بلایا جاتا ہے تو اُس سے صرف وہ چیز قبول کی جائے گی جس کے بارے میں وہ یقینی طور پر گواہی دیتا ہے اور ایسا اُس وقت کے بارے میں نہیں ہوگا' جس وقت اس نے اس گواہی کی چیز کا مشاہدہ کیا تھا' کیونکہ اُس پر صرف یہ بات لازم ہے کہ وہ حق کے باقی ہونے کے حوالے سے گواہی دے جو اُس سبب کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے جس کا علم اُس نے حاصل کیا تھا جس کا تعلق کسی عقد یا ←

سَمِعت مُحَمَّدَ بْنَ شُجَاعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ اَبِی ملك يَقُولُ اَخَذَ حَجَّامٌ مِنْ شَعَرِ اَبِی حَنِيفَةَ قَالَ فَكَانَ فِی لحيته اَوْ رَاْسِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ فَقَالَ لِلْحَجَّامِ الْقُطْ هَذِهِ الشعرات الْبِيض فَقَالَ الْحَجَّامُ اِنْ لَقَطْتُهَا كَثُرَتْ قَالَ فَلَوْ كَانَ تَارِكًا قِيَاسَهُ تَرَكَهُ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ اِذَا لُقِطَتْ كَثُرَتْ فَالْقُطِ السود حَتّٰى تكثر

حسن بن ابو مالک بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ ایک حجام کے پاس بال کٹوا رہے تھے' اُن کی داڑھی اور سر میں چند سفید بال تھے' اُنہوں نے حجام سے کہا: ان سفید بالوں کو نوچ لو! حجام نے کہا: اگر میں نے انہیں نوچ لیا' تو یہ زیادہ ہو جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں: اگر امام صاحب نے کسی موقع پر قیاس کو ترک کرنا ہوتا' تو وہ اِس موقع پر کر دیتے (لیکن وہ وہاں بھی قیاس کر گئے اور بولے:) اگر نوچنے سے بال زیادہ ہوتے ہیں' تو تم تھوڑے سے کالے بال نوچ دو' تاکہ وہ زیادہ ہو جائیں۔

اس نوعیت کے واقعات بے شمار ہیں۔

بَاب مَذْهَبِ اَبِی حَنِيفَةَ فِيمَا يَعْتَقِدُهُ اَهْلُ السُّنَّةِ وماعليه اَئِمَّةُ الْجَمَاعَةِ

باب: اہل سنت کے عقائد اور ائمہ کے نظریات کے حوالے سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا تذکرہ

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحَافِظُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ نَا

فعل سے ہو سکتا ہے اور اس حق کے گواہی کی ادائیگی تک' یا موجودہ وقت تک باقی رہنے کے بارے میں گواہی دے' حالانکہ وہ یہ جانتا ہی نہیں ہے کہ کیا صورتِ حال رونما ہوئی تھی' بعض اوقات کوئی چیز اصل کو تبدیل کر دیتی ہے' ہو سکتا ہے کہ قرض لینے والے نے مدعی کا قرض ادا کر دیا ہو' یا اُسے پورا ادا کر دیا ہو' تو وہ کیسے اس بات کی گواہی دے گا کہ موجودہ زمانہ میں مدعیٰ علیہ کے ذمہ میں حق ابھی بھی باقی ہے؟ تو اس کے ساتھ ہم اُس کے حوالے صرف یہی گواہی قبول کریں گے' جب وہ اس طرح کی گواہی دیدے' یعنی موجودہ حالت تک حق باقی ہے' کیونکہ اگر وہ اس بات کی گواہی دے کہ اس کے ذمہ اتنی باقی ہے' تو اس صورت میں حق کے باقی ہونے کے حوالے سے شک پایا جائے گا اور یہ قاعدہ' فائدہ مند نہیں ہوگا۔ ''اصل چیز باقی رہنا ہے خواہ وہ جب تک باقی رہے'' کیونکہ حکم اس بات کا حکم ہے کہ موجودہ وقت تک قرض باقی ہے' اس کا تعلق ظاہر کے ساتھ ہے اور ظاہر صرف کسی شخص کو پرے کرنے کیلئے کام آ سکتا ہے' حق کے ثبوت کے لیے کام نہیں آ سکتا ہے' اس لیے یقینی شہادت نے امام ابوحنیفہ کو حیران کر دیا تھا۔

مُحَمَّدُ بْنُ سَلامَة قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ اَبِي عصمَة نوح ابْن اَبِي مَرْيَمَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا حَنِيفَةَ فَقُلْتُ من اهل الْجَمَاعَة قَالَ الذى لاينظر فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (۱) وَلا يُكَفِّرُ اَحَدًا بِذَنْبٍ وَيُقَدِّمُ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَيَتَوَلّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَلا يُحَرِّمُ نَبِيذَ الْجَرِّ (۲) وَيَمْسَحُ عَلى الْخُفَّيْنِ

ابوعصمہ نوح بن ابومریم بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا: اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا: وہ لوگ جواللہ تعالیٰ کے بارے میں (فلسفیانہ اور منطقیانہ طور پر) غور وفکر نہیں کرتے ہیں' اور گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کسی کو کافر قرار نہیں دیتے ہیں' اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو مقدم قرار دیتے ہیں' اور حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتے ہیں' اور وہ مٹکے کی نبیذ کو حرام قرار نہیں دیتے ہیں' اور وہ موزوں پر مسح کرتے ہیں۔

قَالَ وَنَا اَبُو عَلِيٍّ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَان الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ نَا اَبُو مُحَمَّدِ بْنُ ابى عبد الله قَالَ نَا دَاوُد ابْن اَبِي الْعَوَّامِ قَالَ حَمَلَنِي اَبِي اِلَى مَجْلِسِ يَحْيَى بْنِ نَصْرٍ وَاَنَا صَغِيرٌ فَاَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ نَصْرٍ قَالَ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ يُفَضِّلُ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَيُحِبُّ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَكَانَ يُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَلا يتكَلَّم فى الله عز وَجل بشىء وَكَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَكَانَ مِنْ

(۱) اُن کے اس بات کا مفہوم وہی ہے' جو آگے آنے والے ان کلمات کا ہے: "کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی حوالے سے کلام نہیں کیا جائے گا" اور اُن کے ان کلمات کا بھی یہی مفہوم ہے: "......اور تم معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ کہنے کو چھوڑ دو گے" یہاں تفویض کرنے سے مراد یہ ہے: کہ نہ تو تم کسی کو اللہ کے مشابہہ قرار دو گے' نہ کسی کو اُس کی مثال قرار دو گے' نہ اُسے معطل قرار دو گے' اور نہ ہی مؤول قرار دو گے' یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ہوگا۔

(۲) یہاں الجر سے مراد جرار ہے' جو لفظ "جراۃ" کی جمع ہے' یہ ایک کھوکھلا برتن ہے جو معروف ہے۔ اُن کا یہ کہنا: "وہ جر کی نبیذ کو حرام قرار نہیں دیتے تھے" اس کی وجہ یہ ہے کہ آثار اس بارے میں منقول ہیں کہ یہ نبیذ حلال ہوتی ہے' اگر اس کو حرام قرار دے دیا جائے تو اُن لوگوں کو فاسق قرار دینا لازم آئے گا جو جلیل القدر صحابہ کرام اور تابعین یہ نبیذ پیا کرتے تھے اس فیصلہ کی اصل وضاحت کتب فقہ میں ہے' جس میں اس کی شرائط' اس کے اوصاف اور دلائل مذکور ہیں اور اس بارے میں فقہاءِ عراق اور دیگر فقہاء کے درمیان اختلاف کا تذکرہ بھی موجود ہے' آپ اس حوالے سے ہمارے استاد علامہ کوثری کی کتاب "النکت الطریفہ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ" صفحہ 93 سے صفحہ 95 تک' عنوان: "دو چیزوں کو ملا کر نبیذ تیار کرنے کا حکم" کے تحت ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اَفْقَہِ اَہْلِ زَمَانِہٖ وَاَتْقَاھُمْ

یحییٰ بن نصر بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو افضل قرار دیتے تھے' حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے تھے' وہ اچھی اور بُری (ہر قسم کی) تقدیر پر ایمان رکھتے تھے' وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (فلسفیانہ مباحث پر مشتمل) کوئی کلام نہیں کرتے تھے' وہ موزوں پر مسح کرتے تھے' وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ اور سب سے زیادہ پرہیزگار شخص تھے۔

قَالَ وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ السِّمْنَانِيُّ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهَرَوِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ نَا عبد الرحمن بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ يُفَضِّلُ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ثُمَّ يَقُولُ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ ثُمَّ يَقُولُ بَعْدُ مَنْ كَانَ اَكْثَرَ سَابِقَةٍ وَاَكْثَرَ تُقًى فَهُوَ اَفْضَلُ

عبدالرحمٰن بن مثنیٰ بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سب سے افضل قرار دیتے تھے' پھر حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو (افضل قرار دیتے تھے) پھر اس کے بعد وہ یہ فرماتے تھے: جس شخص نے پہلے اسلام قبول کیا اور جو زیادہ پرہیزگار ہو' وہ افضل ہے۔

قَالَ وَنَا مُحَمَّدُ بن حَفْص المرزوی قَالَ نَا عبد العزيز بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا خَلَفُ بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ اَبِي حَنِيفَةَ يَقُولُ سَمِعت ابا حنيفة يَقُول الْجَمَاعَة ان فضل اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَلا تَنْتَقِصَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلا تُكَفِّرَ النَّاسَ بِالذُّنُوبِ وَتُصَلِّيَ على من يَقُول لَا اِلَهَ اِلا اللّٰهُ وَخَلْفَ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلا اللّٰهُ وَتَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَتُفَوِّضَ الْاَمْرَ اِلَى اللّٰهِ وَتَدَعَ النُّطْقَ فِي اللّٰهِ جَلَّ جَلالُهُ

حماد بن ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: (اہلِ سنت و) الجماعت کا عقیدہ یہ ہے: آپ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو (دیگر تمام صحابہ کرام سے) افضل قرار دیں اور صحابہ کرام میں سے کسی بھی صحابی کی تنقیص نہ کریں' کسی شخص کو گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر قرار نہ دیں' جو شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہو' اُس کی نمازِ جنازہ ادا کریں' جو شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہو اُس کے پیچھے نماز ادا کریں' موزوں پر مسح کریں' معاملات کو اللہ کے سپرد کریں اور اللہ کی ذات کے بارے میں اپنی ذاتی (فلسفیانہ آراء) کو چھوڑ دیں۔

قَالَ وَنا الْقَاضِي اَحْمَدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ نَا عبد الله بن مُحَمَّد الْفَقِيه قَالَ نَا السدى بْنُ عَاصِمٍ وَغَيْرُهُ قَالَ نَا حَامِدُ بْنُ آدم قَالَ نَا بشار بن قرط قَالَ قَدِمَ الْكُوفَةَ سَبْعُونَ رَجُلا مِنَ الْقَدَرِيَّةِ فَتَكَلَّمُوا فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ بِكَلامٍ فِي الْقَدَرِ فَبَلَغَ ذَلِكَ اَبَا حَنِيفَةَ فَقَالَ لَقَدْ قَدِمُوا بضلال ثمَّ اَتَوْهُ فَقَالُوا نخاصمك قَالَ فِيمَا تخاصموني قَالُوا فِي الْقَدَرِ قَالَ اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّ النَّاظِرَ فِي الْقَدَرِ كَالنَّاظِرِ فِي شُعَاعِ الشَّمْسِ كُلَّمَا ازْدَادَ نَظَرًا ازْدَادَ حِيرَةً اَوْ قَالَ تَحَيُّرًا قَالُوا فَفِي الْقَضَاءِ وَالْعَدْلِ قَالَ فَتَكَلَّمُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ فَقَالُوا يَا اَبَا حَنِيفَةَ هَلْ يَسَعُ اَحَدًا مِنَ الْمَخْلُوقِينَ اَنْ يَجْرِيَ فِي مُلْكِ اللّٰهِ مَا لَمْ يَقْضِ قَالَ لَا اِلا اَنَّ الْقَضَاءَ عَلَى وَجْهَيْنِ مِنْهُ اَمْرٌ وَحْيٌ وَالآخَرُ قُدْرَةٌ فَاَمَّا الْقُدْرَةُ فَاِنَّهُ لَا يَقْضِي عَلَيْهِمْ وَيُقَدِّرُ لَهُمُ الْكُفْرَ وَلَمْ يَاْمُرْ بِهِ بَلْ نَهَى عَنْهُ وَالْاَمْرُ اَمْرَانِ اَمْرُ الْكَيْنُونَةِ اِذَا اَمَرَ شَيْئًا كَانَ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ اَمْرِ الْوَحْيِ قَالُوا فَاَخْبِرْنَا عَنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَمُوَافِقٌ لإِرَادَتِهِ اَمْ مُخَالِفٌ قَالَ اَمْرُهُ مِنْ اِرَادَتِهِ وَلَيْسَ اِرَادَتُهُ مِنْ اَمْرِهِ وَتَصْدِيقُ ذَلِك قول الله عز وَجل لابراهيم (قَالَ يَا بنى اِنِّي اَرَى فِي الْمَنَامِ اَنِّي اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِينَ) [1] وَلَمْ يَقُلْ سَتَجِدُنِي صَابِرًا مِنْ غَيْرِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَكَانَ ذَلِكَ مِنْ اَمْرِهِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اِرَادَتِهِ ذَبْحُهُ قَالُوا فَاَخْبِرْنَا عَنِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى الَّذين قَالُوا على اللّٰه عزوجل مَا قَالُوا (وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحِ ابْن اللّٰه) [2] فَقضى اللّٰه على نَفسه ان يشْتم وان تُضَافَ اِلَيْهِ الصَّاحِبَةُ وَالْوَلَدُ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ ان اللّٰه لا يَقْضِي عَلَى نَفْسِهِ اِنَّمَا يَقْضِي عَلَى عِبَادِهِ وَلَوْ كَانَ يَقْضِي عَلَى نَفْسِهِ لَجَرَتْ عَلَيْهِ الْقُدْرَةُ قَالُوا فَاَخْبِرْنَا عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَرَادَ مِنْ عَبْدِهِ اَنْ يَكْفُرَ اَحْسَنَ اِلَيْهِ اَمْ اَسَاءَ قَالَ لَا يُقَالُ اَسَاءَ وَلا ظَلَمَ اِلا لِمَنْ خَالَفَ مَا اُمِرَ بِهِ وَاللّٰهُ قَدْ جَلَّ عَنْ ذَلِكَ وَقد عرف عباده مَا اَرَادَ مِنْهُمْ مِنَ الايمَانِ بِهِ فَقَالُوا يَا اَبَا حَنِيفَةَ اَمُؤْمِنٌ اَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالُوا فَاَنت عندالله مُؤْمِنٌ قَالَ تَسْاَلُونِي عَنْ عِلْمِي وَعَزِيمَتِي اَوْ عَنْ عِلْمِ اللّٰهِ وَعَزِيمَتِهِ قَالُوا بَلْ نَسْاَلُكَ عَنْ عِلْمِكَ وَلا نَسْاَلُكَ عَنْ عِلْمِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّي بِعِلْمِي اَعْلَمُ اَنِّي مُؤْمِنٌ وَلا اَعْزِمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي عِلْمِهِ

---

(۱) سورۃ الصافات' آیت:102

(۲) سورۃ التوبہ' آیت:30

فَقَالُوا یَا اَبَا حنیفة مَا تقول فی من جَحَدَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ كَافِرٌ لانَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ مُهَدِّدًا لَهُمْ وَمُوعِدًا (فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ) (۱) قَالُوا فَاِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ بَابِ الْوَعِيدِ وَقَالَ اِنِّی لَا اُؤْمِنُ وَلا اَكْفُرُ قَالَ فقد خصمتم انفسکم الا تَرَوْنَ انی ان لَمْ اُؤْمِنْ فَاَنَا مَجْبُورٌ فِی اِرَادَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْكُفْرِ وَاِنْ لَمْ اَكْفُرْ فَاَنَا مَجْبُورٌ فِی اِرَادَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الايمَانِ قَالُوا يَا اَبَا حَنِيفَةَ حَتّٰى مَتٰى تُضِلُّ النَّاسَ قَالَ وَيْحَكُمْ اِنَّمَا يُضِلُّ النَّاسَ مَنْ يَسْتَطِيعُ اَنْ يَهْدِيَهُمْ وَاللّٰهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِی مَنْ يَشَاءُ (۲)

بشار بن قیراط بیان کرتے ہیں: قدریہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے ستر افراد کوفہ آئے' اُنہوں نے کوفہ کی جامع مسجد میں تقدیر کے بارے میں بات چیت کی' جب امام ابوحنیفہ کو اس بات کی اطلاع ملی' تو اُنہوں نے فرمایا: یہ لوگ گمراہی لے کر آئے ہیں' پھر وہ لوگ امام ابوحنیفہ کے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا: ہم آپ کے ساتھ بحث کریں گے' امام صاحب نے دریافت کیا: تم لوگ میرے ساتھ کس چیز کے بارے میں بحث کرو گے؟ اُنہوں نے جواب دیا: تقدیر کے بارے میں! امام صاحب نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ بات نہیں جانتے ہو کہ تقدیر کے بارے میں غور وفکر کرنے والے شخص کی مثال یوں ہے' جیسے کوئی سورج کی دھوپ کو دیکھے' وہ جتنا زیادہ اُسے دیکھے گا اُس کی حیرت (راوی کو شک ہے' شاید یہ لفظ ہے:) تحیر میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اُن لوگوں نے کہا: پھر ہم قضاء اور عدل کے بارے میں بحث کر لیتے ہیں! تو اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اسم کے بارے میں بات چیت کرتے ہوئے یہ کہا: اے ابوحنیفہ! کیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی میں یہ طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں کوئی ایسا کام کر دے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ نہ دیا ہو؟ امام صاحب نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ اللہ تعالیٰ کی قضاء کی دو صورتیں ہیں' ایک امر' جو وحی کے ذریعہ ہوتا ہے' اور دوسری قضاء وہ ہے' جو قدرت کے تحت ہوتی ہے' جہاں تک قدرت کا معاملہ ہے' تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے بارے میں فیصلہ دیا ہے اور اُن میں سے کچھ کے نصیب میں کفر طے کیا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے کفر کا حکم نہیں دیا' بلکہ اُس سے منع کیا ہے' اسی

---

(۱) سورۃ الکہف' آیت:29

(۲) یہ اس باب میں ہے' اس کے ابتدائی حصہ سے لے کر یہاں تک کچھ تحریفات ہیں' جنہیں میں نے علامہ عینی کی کتاب ''عقد الجمان'' سے امام ابوحنیفہ کے حالات کے تحت درست کیا ہے' کیونکہ یہ روایت اُس کتاب میں بھی مذکور ہے۔

طرح اُس کے امر کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ امر جو تکوینی اُمور سے متعلق ہوتا ہے' اس بارے میں جب وہ کسی چیز کا فیصلہ دے دیتا ہے' تو وہ ہو جاتی ہے' لیکن یہ امر' وحی کے ذریعہ آنے والے امر (یعنی شرعی حکم) سے الگ ہوتا ہے۔

اُن لوگوں نے کہا: آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ''امر'' کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ اُس کے ''ارادہ'' کے مطابق ہوتا ہے' یا اُس کے برخلاف ہوتا ؟ امام صاحب نے فرمایا: اُس کا ''امر'' اُس کے ''ارادہ '' کے مطابق ہوتا ہے' لیکن اُس کا ''ارادہ'' اُس کے ''امر'' کا پابند نہیں ہے' اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان سے ہو جاتی ہے جو اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اُنہوں نے اپنے صاحبزادے سے یہ فرمایا تھا (جس کا ذکر قرآن میں ہے):

''میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں' تو تم اس بات کا جائزہ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ تو اُس نے عرض کی: اباجان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے' آپ وہی کریں! اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے''۔

تو یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ نہیں کہا: اگر اللہ نے نہ بھی چاہا' تو بھی آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے' اب اُنہیں ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کا ''امر'' تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا ''ارادہ'' یہ نہیں تھا کہ وہ ذبح ہوں۔

اُن (قدریہ فرقہ کے لوگوں) نے کہا: آپ ہمیں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں بتائیں' جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف وہ بات منسوب کرتے ہیں (جس کا ذکر قرآن میں ہے:)

''یہودیوں نے کہا: عزیز' اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا: مسیح' اللہ کا بیٹا ہے''۔

تو کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ اُسے بُرا کہا جائے؟ یا اُس کی طرف بیوی یا اولاد کی نسبت کی جائے؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بارے میں فیصلہ نہیں دیتا' وہ بندوں کے بارے میں فیصلہ دیتا ہے' کیونکہ اگر وہ اپنی ذات کے بارے میں فیصلہ دے' تو پھر اُس کی قدرت' اُس کی ذات پر بھی جاری ہو جائے گی۔

اُن لوگوں نے کہا: آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتائیے کہ اگر وہ اپنے کسی بندہ کے بارے میں یہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ بندہ کافر ہو' تو کیا اُس نے اپنے بندہ کے ساتھ اچھائی کی ہے' یا بُرائی کی ہے؟

امام صاحب نے فرمایا: بُرائی یا ظلم کرنے کی بات اُس وقت کہی جا سکتی ہے جب کوئی شخص اُس کام کے برخلاف کرے جس کا اُسے حکم دیا گیا تھا اور اللہ کی شان اس سے بلند ہے (کہ کوئی اُسے حکم دے) اُس نے اپنے بندوں کو یہ بات بتادی ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ بندے اُس پر ایمان لائیں۔

اُن لوگوں نے کہا: اے ابوحنیفہ! کیا آپ مؤمن ہیں؟ امام صاحب نے جواب دیا: جی ہاں! اُن لوگوں نے دریافت کیا: کیا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی مؤمن شمار ہوتے ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے میرے علم اور میری عزیمت کے بارے میں پوچھنا چاہ رہے ہو یا اللہ تعالیٰ کے علم اور اُس کی عزیمت کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم آپ سے آپ کے علم کے حوالے سے دریافت کر رہے ہیں' ہم آپ سے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں دریافت نہیں کر رہے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: اپنے علم کے حوالے سے تو میں یہ جانتا ہوں کہ میں مؤمن ہوں' لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالے سے میں اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب نہیں کرتا۔

اُن لوگوں نے دریافت کیا: اے ابوحنیفہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ جو اللہ کی کتاب کے ایک حرف کا انکار کرتا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا: وہ کافر ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے ڈرنے کی تاکید کرتے ہوئے اور اس کی وعید سناتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''تو جو شخص چاہے' وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے' وہ کفر کرے''۔

اُن لوگوں نے کہا: یہ چیز تو وعید کے حکم سے تعلق رکھتی ہے' اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے: میں نہ مؤمن ہوں اور نہ ہی کفر کرتا ہوں' تو امام صاحب نے فرمایا: ایسی صورت میں تمہارے اپنے نظریہ کی تردید ہو جائے گی' کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اگر میں مؤمن نہیں ہوتا؟ تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے حوالے سے میں کفر پر مجبور ہوں گا' اور اگر میں کفر نہیں کرتا' تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے حوالے سے میں ایمان پر مجبور ہوں گا۔

اُن لوگوں نے کہا: اے ابوحنیفہ! آپ کب تک لوگوں کو گمراہ کرتے رہیں گے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! لوگوں کو گمراہ وہی رہنے دے سکتا ہے' جو اُنہیں ہدایت دے سکتا ہے' اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اُسے گمراہ رہنے دیتا ہے' اور جسے چاہتا ہے' اس کو ہدایت دے دیتا ہے۔

قَالَ وَنَا الْقَاضِي السِّمْنَانِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سُلَيْمٍ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُطِيعٍ يَقُولُ قَالَ اَبُو حَنِيفَةَ مَا مَسَحْتُ عَلَى الْخُفَّيْنِ حَتَّى

صَارَ عِنْدِی مِثْلَ الشَّمْسِ فِی صِحَّتِهِ

ابو مطیع بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ نے یہ فرمایا: میں نے موزوں پر مسح کرنا' اُس وقت تک شروع نہیں کیا' جب تک اس کا مستند ہونا' میرے نزدیک یوں ثابت نہیں ہو گیا' جیسے سورج ہوتا ہے۔

قَالَ ونا مُحَمَّدُ بْنُ حِزَامٍ الْفَقِيهُ قَالَ نَا اَبِی قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ سَمِعت الْحسن بن اَبِی ملك يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا يُوسُفَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدَارَ عَلَى الْحلق يسلهم عَنِ الْقُرْآنِ وَاَبُو حَنِيفَةَ غَائِبٌ بِمَكَّةَ فَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِی ذٰلِكَ وَاللّٰهِ مَا اَحْسِبُهُ اِلا شَيْطَانًا تُصَوَّرَ فِی صُورَةِ الاِنْسِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى حَلْقَتِنَا فَسَاَلَنَا عَنْهَا وَسَاَلَ بَعْضُنَا بَعْضًا وَاَمْسَكْنَا عَنِ الْجَوَابِ وَقُلْنَا لَيْسَ شَيْخُنَا حَاضِرًا وَنَكْرَهُ اَنْ نَتَقَدَّمَ بِكَلامٍ حَتّٰى يَكُونَ هُوَ الْمُبْتَدِءُ بِالْكَلامِ فَلَمَّا قَدِمَ اَبُو حَنِيفَةَ تَلَقَّيْنَاهُ بِالْقَادِسِيَّةِ فَسَاَلَنَا عَنِ الاَهْلِ وَالْبَلَدِ فَاَجَبْنَاهُ ثُمَّ قُلْنَا لَهُ بَعْدَ اَنْ تَمَكَّنَّا مِنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكَ وَقعت مسئلة فَمَا قَوْلُكَ فِيهَا فَكَاَنَّهُ كَانَ فِی قُلُوبِنَا وانكرنا وَجهه وَظن انه وَقعت مسئلة معنتة وانا قد تكلمنا فِيهَا بشیء فَقَالَ مَا هِیَ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا فَاَمْسَكَ سَاكِتًا سَاعَةً ثُمَّ قَالَ فَمَا كَانَ جَوَابُكُمْ فِيهَا قُلْنَا لم نتكلم فِيهَا بشیء وخشينا ان نتكلم بشیء فَتُنكِرُهُ فُسُرِّیَ عَنْهُ وَقَالَ جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا احْفَظُوا عَنِّی وَصِيَّتِی لَا تَكَلَّمُوا فِيهَا وَلا تسلوا عَنْهَا اَبَدًا انْتَهُوا اِلَى اَنَّهُ كَلامُ اللّٰهِ عز وَجل بِلَا زِيَادَة حرف وَاحِد مااحسب هَذِهِ الْمسئلة تَنْتَهِی حَتّٰى تُوقِعَ اَهْلَ الاِسْلامِ فِی اَمْرٍ لايقومون به ولا يقعدون اَعَاذَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (۱)

امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں: جمعہ کے دن ایک شخص مسجد کوفہ میں آیا' اُس نے تمام حلقوں کا چکر

(۱) اس نقل اور اس جیسی دیگر امثال کے ذریعہ اُن لوگوں کے قول کی تردید ہو جاتی ہے' جنہوں نے اپنے رسالہ میں یہ بات تحریر کی ہے کہ میں نے کئی کتابیں دیکھی ہیں' جن میں جہمیوں کی تردید کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے' لیکن میں نے اہل سنت میں سے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے امام ابوحنیفہ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی ہو کہ اُنہوں نے جہمیوں کی کسی حوالے سے تردید کی ہے۔ اُس شخص کی بات یہاں ختم ہو گئی۔

تو ابن عبدالبر کا تعلق اہل سنت سے ہے اور اُنہوں نے یہ بات نقل کی ہے جسے آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں اور اس بات کو بھی اُنہوں نے حافظ ابن دخیل کے حوالے سے نقل کیا ہے' جو حافظ عقیلی کے شاگرد ہیں' اُنہوں نے ''مناقب ابی حنیفہ'' کے اندر یہ بات نقل کی ہے' اس سے پہلے ابن دخیل کے تعریفی کلمات صفحہ 81 اور 87 کی تعلیق میں گزر چکے ہیں' ←

لگایا' وہ اُن لوگوں سے قرآن کے بارے میں سوال کرتا رہا' امام ابوحنیفہ اُس وقت کوفہ میں موجود نہیں تھے' وہ مکہ گئے ہوئے تھے'اس مسئلہ کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہو گیا' (امام ابویوسف کہتے ہیں:) اللہ کی قسم! مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسانی شکل میں وہ شیطان تھا' جب وہ ہمارے حلقہ کے پاس آیا اور اُس نے ہم سے اس بارے میں دریافت کیا' تو ہم نے ایک دوسرے سے پوچھا اور پھر اُسے جواب دینے سے رُک گئے' ہم نے کہا: ہمارے استاد صاحب یہاں موجود نہیں ہیں' ہمیں یہ بھی اچھا نہیں لگا کہ ہم اُس شخص کے ساتھ بات چیت میں پہل کریں' وہ پہل کرتا تو بات اور تھی' جب امام ابوحنیفہ تشریف لائے' تو قادسیہ کے مقام پر ہماری اُن سے ملاقات ہوئی' اُنہوں نے ہم سے شہر اور شہر والوں کے حالات دریافت کیے' ہم نے اُنہیں بتایا' اُس کے بعد ہم نے اُنہیں بتایا: اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو! ایک مسئلہ درپیش آیا ہے' اُس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ہماری قلبی کیفیت کا اندازہ ہمارے چہروں سے ہو رہا تھا' وہ یہ سمجھے کہ شاید کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوا ہے اور ہم نے اُس کے بارے میں اپنی طرف سے کوئی جواب دے دیا ہے' اُنہوں نے دریافت کیا: کیا مسئلہ ہے؟ ہم نے جواب دیا: 'یہ یہ مسئلہ ہے۔ وہ کچھ دیر خاموش رہے' پھر اُنہوں نے دریافت کیا: تم لوگوں نے اس بارے میں کیا کہا ہے؟ ہم نے کہا: ہم نے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی ہے' ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ہم نے اس بارے میں کوئی کلام کیا' تو ہو سکتا ہے کہ آپ اُسے درست قرار نہ دیں' تو امام ابوحنیفہ کی پریشانی ختم ہو گئی اور اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو جزائے خیر عطا کرے! تم لوگ میری نصیحت محفوظ کر لو! تم لوگ اس بارے میں کوئی کلام نہ کرنا اور اس بارے میں کبھی دریافت نہ کرنا' صرف یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن' اللہ کا کلام ہے اور اس بات میں ایک حرف کا بھی اضافہ نہ کرنا' مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ مسئلہ یوں پھیل جائے گا' یہاں تک کہ اہلِ اسلام کے درمیان اس کی یہ صورتِ حال ہو گی کہ اہلِ اسلام نہ اُسے لے کر کھڑے ہو سکیں گے اور نہ بیٹھ سکیں گے' تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم لوگوں کو مردود شیطان سے محفوظ رکھے!

تو جب آدمی کو علم نہ ہونا اس بات کی دلیل سمجھا جائے کہ معلوم شدہ چیز کی نفی کی جا رہی ہے' تو پھر (اللہ ہی حافظ ہے) اسی لیے لوگوں نے کہا ہے: جو شخص یاد رکھتا ہے' وہ اُس شخص کے خلاف حجت ہوتا ہے' جسے یاد نہیں ہوتا' اور کسی شاعر نے کہا ہے:

''اگر تم نے پہلی کا چاند نہیں دیکھا تو اسے لوگوں کیلئے رہنے دو' وہ اپنی آنکھوں کے ذریعہ اُسے دیکھ لیں گے''۔

قَالَ وَنا اَبُو حَامِدٍ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا سَهْلُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ بِشْرَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ الْمَامُون فَقَالَ اسمعيل بْنُ حَمَّادِ بْنِ اَبِي حَنِيفَةَ الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ وَهُوَ رَأْيِي وَرَأْيُ آبَائِي قَالَ بِشْرُ بْنُ الْوَلِيدِ اَمَّا رَأْيُكَ فَنَعَمْ وَاَمَّا رَأْيُ آبَائِكَ فَلا

بشر بن ولید بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں امیرالمؤمنین مامون الرشید کے پاس موجود تھا' امام ابوحنیفہ کے پوتے اسماعیل نے کہا: قرآن مخلوق ہے! میری اور میرے آباؤاجداد کی یہی رائے ہے۔ تو بشر بن ولید نے کہا: یہ آپ کی رائے ہے' لیکن آپ کے آباؤاجداد کی نہیں ہے۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا اَبُو حَامِدٍ قَالَ نَا صلح بْنُ اَحْمَدَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ سُئِلَ اَبُو مُقَاتِلٍ حَفْصُ بْنُ سَلْمٍ وَاَنَا حَاضِرٌ عَنِ الْقُرْآنِ فَقَالَ الْقُرْآنُ كَلامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَنْ قَالَ غَيْرَ هَذَا فَهُوَ كَافِر فَقَالَ ابنه سلم يَا اَبَتِ هَلْ تُخْبِرُ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ فِي هَذَا بشيء فَقَالَ نَعَمْ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ عَلَى هَذَا عَهْدِي بِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ غَيْرَ هَذَا وَلَوْ عَلِمْتُ مِنْهُ غَيْرَ هَذَا لَمْ اَصْحَبْهُ قَالَ وَكَانَ اَبُو حَنِيفَةَ اِمَامَ الدُّنْيَا فِي زَمَانِهِ فِقْهًا وَعِلْمًا وَوَرَعًا قَالَ وَكَانَ اَبُو حَنِيفَةَ مِحْنَةً يَعْرِفُ بِهِ اَهْلُ الْبِدَعِ مِنَ الْجَمَاعَةِ وَلَقَدْ ضُرِبَ بِالسِّيَاطِ عَلَى الدُّخُولِ فِي الدُّنْيَا لَهُمْ فَاَبَى

صالح بن احمد بن یعقوب بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ابومقاتل حفص بن سلم سے قرآن کے بارے میں دریافت کیا گیا' میں اُس وقت وہاں موجود تھا' تو اُنہوں نے فرمایا: قرآن' اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے' جو شخص اس کے علاوہ کچھ کہتا ہے' وہ کافر ہے۔ اُن کے صاحبزادے سلم نے اُن سے کہا: اے اباجان! کیا آپ امام ابوحنیفہ کے حوالے سے اس مسئلہ کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟ اُنہوں نے جواب دیا: جی ہاں! امام ابوحنیفہ نے مجھے اسی بات کی تلقین کی تھی' اُن کے بارے میں مجھے اس کے علاوہ کسی اور رائے کا علم نہیں ہے' اور اگر مجھے یہ پتا چلتا کہ اُن کی رائے اس سے مختلف ہے' تو میں اُن کے ساتھ نہ رہتا' پھر اُنہوں نے فرمایا: امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں فقہ' علم اور پرہیزگاری کے حوالے سے دنیا کے امام تھے۔ اُنہوں نے یہ بھی فرمایا: امام ابوحنیفہ کو ایک آزمائش کا سامنا کرنا پڑا' جس کے نتیجہ میں اہلِ سنت والجماعت اور اہلِ بدعت کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے' دنیا میں داخل ہونے کیلئے اُنہیں کوڑے لگائے گئے' لیکن اُنہوں نے یہ بات نہیں مانی (یعنی اگر وہ بدعتی ہوتے' تو

اس بات کو قبول کر لیتے)۔

قَالَ وَنا الْقَاضِي مُحَمَّدُ بن علي السمناني قَالَ نَا عبد الله بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ حَبِيبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ نُوحَ بْنَ اَبِي مَرْيَمَ يَقُول سَألت اَبَا حنيفة هَلْ تَشْهَدُ لاَحَدٍ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ سِوَى الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ كُلُّ مَنْ شَهِدَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ فِي الْجنة بِخَبَرٍ صَحِيحٍ (۱)

نوح بن ابومریم بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے سوال کیا اور کہا: کیا آپ انبیاء کے علاوہ کسی اور کے بارے میں یہ گواہی دیں گے کہ وہ جنتی ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ وہ جنتی ہے (میں اُن سب کو جنتی قرار دوں گا) لیکن شرط یہ ہے کہ یہ بات مستند روایت کے ذریعہ ثابت ہو۔

قَالَ ونا اَبُو عبد الله مُحَمَّدُ بْنُ حِزَامٍ الْفَقِيهُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ نَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ اَبِي مُقَاتِلٍ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ النَّاسُ عِنْدَنَا عَلَى ثَلاثَةِ مَنَازِلَ الْاَنْبِيَاءُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَتِ الْاَنْبِيَاءُ اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْمَنْزِلَةُ الاُخْرَى الْمُشْرِكُونَ نَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَنَّهُمْ من اهل النَّار والمنزلة الثَّالِثَة الْمُؤْمِنُونَ نَقِفُ عَنْهُمْ وَلا نَشْهَدُ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَلا مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلَكِنَّا نَرْجُو لَهُمْ وَنَخَافُ عَلَيْهِمْ وَنَقُولُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (خَلَطُوا عَمَلا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِم) (۲) حَتَّى يَكُونَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقْضِي بَيْنَهُمْ وَاِنَّمَا نَرْجُو لَهُمْ لاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ (اِنَّ اللّٰهَ لا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ) (۳) وَنَخَافُ عَلَيْهِمْ بِذُنُوبِهِمْ وَخَطَايَاهُمْ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اُوجِبُ لَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْ كَانَ صَوَّامًا قَوَّامًا غَيْرَ الْاَنْبِيَاءِ وَمَنْ قَالَتْ فِيهِا الْاَنْبِيَاءُ اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّة

ابومقاتل بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ہمارے نزدیک لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

---

(۱) شیخ عبدالغنی نابلسی نے اس بارے میں ایک لاجواب کتاب لکھی ہے' جس کا نام یہ ہے: "لمعان الانظار فی المقطوع لهم بالجنة والمقطوع لهم بالنار" یہ قاہرہ سے مکتبۃ الساعدہ سے 1372 ہجری میں شائع ہوئی ہے۔

(۲) سورۃ التوبہ' آیت: 102

(۳) سورۃ النساء' آیت: 48

انبیاء کرام جنتی ہیں اور جس کے بارے میں انبیاء نے یہ فرما دیا ہو کہ یہ جنتی ہے' تو وہ بھی جنتی شمار ہو گا۔

دوسری قسم مشرکین کی ہے' جن کے بارے میں ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنمی ہیں۔

تیسری قسم مؤمنین کی ہے' ہم ان کے حوالے سے توقف کرتے ہیں' ہم اُن میں سے کسی ایک فرد کے بارے میں نہ یہ کہتے ہیں کہ یہ جنتی ہے اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ جہنمی ہے' البتہ ہم اُن سب کے بارے میں یہ اُمید رکھتے ہیں (کہ وہ جنت میں جائیں گے) اور ہم اُن سب کے حوالے سے اس خوف کا بھی شکار ہیں (کہ کہیں وہ جہنم میں نہ چلے جائیں) ہم اُسی طرح کہتے ہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اُنہوں نے نیک اعمال کو کچھ بُرائیوں کے ساتھ ملا دیا' تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرما لے گا''۔

(ہم اُن کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

ہمیں اُن کے بارے میں اُمید ہے (کہ وہ جنت میں جائیں گے) اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کی مغفرت نہیں فرمائے گا کہ کسی کو اُس کا شریک قرار دیا جائے' اس کے علاوہ' وہ جس کی چاہے گا' مغفرت فرما دے گا''۔

اور ہمیں اُن کے بارے میں اندیشہ اُن کے گناہوں اور اُن کی خطاؤں کی وجہ سے ہو گا' لوگوں میں سے' انبیاء کے علاوہ کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ میں اُس کے لیے جنت کو واجب قرار دوں' خواہ وہ کتنا ہی نمازی اور روزہ دار کیوں نہ ہو' پھر میں اُن لوگوں کو جنتی قرار دوں گا' جن کے بارے میں انبیاء نے یہ فرمایا ہے کہ یہ جنتی ہیں۔

قَالَ وَنا ابو عبد اللّٰه مُحَمَّد بن حزَام الْفَقِيه قَالَ نَا عبد اللّٰه بن ابی عبد اللّٰه الْعَبْدُ الصَّالِحُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ اَبِی مُقَاتِلٍ عَنْ اَبِی حَنِيفَةَ قَالَ الايمَانُ هُوَ الْمَعْرِفَةُ وَالتَّصْدِيقُ وَالاقْرَارُ بِالاسْلامِ قَالَ وَالنَّاسُ فِي التَّصْدِيقِ عَلَى ثَلاثِ مَنَازِلَ فَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّقَ اللّٰهَ وَمَا جَاءَ مِنْهُ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّقَهُ بِلِسَانِهِ وَهُوَ يُكَذِّبُهُ بِقَلْبِهِ وَمِنْهُمْ مَن يُصَدِّقُ بِقَلْبِهِ وَيُكَذِّبُ بِلِسَانِهِ فَامَّا مَنْ صدقه اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه

عَلَيْهِ بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ فَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ النَّاسِ مُؤْمِنُونَ وَمَنْ صَدَّقَ بِلِسَانِهِ وَكَذَّبَ بِقَلْبِهِ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ كَافِرًا وَعِنْدَ النَّاسِ مُؤْمِنًا لاَنَّ النَّاس لايعلمون مَا فِى قَلْبِهِ وَعَلَيْهِمْ اَنْ يُسَمُّوهُ مُؤْمِنًا بِمَا اظْهر لَهُمْ مِنَ الاقْرَارِ بِهَذِهِ الشَّهَادَةِ وَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَتَكَلَّفُوا عِلْمَ الْقُلُوبِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ عِنْدَ اللّٰهِ مُؤْمِنًا وَعِنْدَ النَّاسِ كَافِرًا وَذٰلِكَ اَنْ يَكُونَ الْمُؤْمِنُ يُظْهِرُ الْكُفْرَ بِلِسَانِهِ فِى حَالِ التُّقْيَةِ فَيُسَمِّيهِ مَنْ لَا يَعْرِفُهُ كَافِرًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ مُؤْمِنٌ

ابومقاتل نے امام ابوحنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ایمان سے مراد معرفت اور تصدیق اور اسلام کا اقرار کرنا ہے' پھر اُنہوں نے فرمایا: تصدیق کے حوالے سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

کچھ لوگ وہ ہیں' جو اللہ تعالیٰ اور اُس کی طرف سے جو کچھ آیا ہے' اُس کی دل اور زبان کے ذریعہ تصدیق کرتے ہیں۔

کچھ لوگ وہ ہیں' جو زبان کے ذریعہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں اور دلی طور پر اُسے جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

کچھ لوگ وہ ہیں' جو دل کے ذریعہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں اور زبان کے ذریعہ اُسے جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اور جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں' اُس کی زبان اور دل کے ذریعہ تصدیق کرتے ہیں' یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان کے نزدیک مؤمن شمار ہوں گے' جو لوگ زبان کے ذریعہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں اور دل کے ذریعہ اُسے جھوٹ قرار دیتے ہیں' وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کافر شمار ہوں گے اور لوگوں کے نزدیک مؤمن شمار ہوں گے' کیونکہ لوگوں کو تو یہ پتا نہیں ہے کہ اُن کے دل میں کیا ہے؟ تو لوگوں پر صرف یہ بات لازم ہو گی کہ اُنہوں نے کلمۂ شہادت کے اقرار کا جو اظہار کیا ہے' اُس کی وجہ سے اُنہیں مؤمن کا نام دیں' کیونکہ لوگ اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ اُنہیں قلبی کیفیت کا علم ہو۔

کچھ لوگ وہ ہیں' جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤمن شمار ہوتے ہیں اور لوگوں کے نزدیک کافر شمار ہوتے ہیں' اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ جیسے کوئی مؤمن تقیہ کرتے ہوئے اپنی زبان کے ذریعہ کفر کا اظہار کر دے' تو جو شخص اُس سے واقف نہیں ہو گا' وہ اُسے کافر قرار دیدے گا' حالانکہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

مؤمن شمار ہوگا۔

بَابٌ فِي زُهْدِهِ وَوَرَعِهِ وَكَثْرَةِ تِلَاوَتِهِ وَعَمَلِهِ

باب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا زہد تقویٰ کثرتِ تلاوت اور (نیک) اعمال (کی کثرت) کا تذکرہ

نَا حَكَمُ بْنُ مُنْذِرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ نَا اَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ اَحْمَدَ الْمَكِّيُّ بِمَكَّةَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَمْرُوَيْهِ كَانَ قَدِمَ عَلَيْنَا حَاجًّا قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرُوَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَالَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ وَذُكِرَ عِنْدَهُ اَبُو حَنِيفَةَ فَقَالَ اَتَذْكُرُونَ رَجُلًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا ففر عَنْهَا(۱).

عبداللہ بن مبارک کے بارے میں یہ بات منقول ہے: اُن کے سامنے امام ابوحنیفہ کا تذکرہ کیا گیا' تو اُنہوں نے فرمایا: کیا تم ایک ایسے شخص کا ذکر کر رہے ہو' جس کے سامنے دنیا اپنی تمام تر چکاچوند کے ساتھ پیش کی گئی اور اُس نے دنیا سے راہِ فرار اختیار کی۔

قَالَ وَنَا اَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا يَحْيَى عَبْدَ الصَّمَدِ بن الفضل يَقُول سَمِعت سوار بن حكم يَوْمًا وَذَكَرَ اَبَا حَنِيفَةَ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَوْرَعَ مِنْهُ نُهِيَ عَنِ الْفُتْيَا فَبَيْنَا هُوَ وَابْنَتُهُ يَاْكُلَانِ تَخَلَّلَتِ ابْنَتُهُ فَخَرَجَ عَلَى خِلَالِهَا صفرة دم فَقَالَت يَا اَبَهْ عَلَيَّ فِي هَذَا وُضُوءٌ فَقَالَ اِنِّي نُهِيتُ عَنِ الْفُتْيَا فَحَلَفْتُ لَهُمْ فَسَلِي اَخَاكِ حَمَّادًا

ابویحییٰ عبدالصمد بن فضل بیان کرتے ہیں: ایک دن میں نے سوار بن حکم کو سنا' اُنہوں نے امام ابوحنیفہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا: میں نے اُن سے زیادہ پرہیزگار کوئی شخص نہیں دیکھا' اُنہیں فتویٰ دینے سے منع کیا گیا تو ایک دن وہ اور اُن کی صاحبزادی بیٹھے کھانا کھا رہے تھے' اُن کی صاحبزادی اُٹھ کر چلی گئیں اور اُس نے خلوت میں جا کر دیکھا کہ اُس کا زرد رنگ کا مواد خارج ہوا ہے' اُس نے آ کر دریافت کیا: اے اباجان! کیا ایسی صورت میں مجھ پر وضو کرنا لازم ہوگا؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: مجھے فتویٰ دینے سے منع کر دیا گیا ہے اور میں نے اُن لوگوں کے سامنے یہ حلف اُٹھایا ہے (کہ میں فتویٰ نہیں دوں گا) تم

(۱) تمام نسخوں میں یہ الفاظ ہیں: "ففر عنها" اور یہاں جو برقرار رکھا گیا ہے' وہ میری طرف سے ہے۔

اپنے بھائی حماد سے یہ مسئلہ دریافت کرلو۔

قَالَ ونا القاضی اَبُو عبد اللّٰہ مُحَمَّد بن نَافِع اِمْلاء قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِيّ السَّرَخْسِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهِ اَنَّهُ قِيلَ لاَبِی حَنِيفَةَ قَدْ اَمَرَ لَكَ اَبُو جَعْفَرٍ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِعَشَرَةِ آلافِ دِرْهَمٍ قَالَ فَمَا رَضِيَ اَبُو حَنِيفَةَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِی تَوَقَّعَ اَنْ يُؤْتَى اِلَيْهِ بِالْمَالِ صَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ تَغَشَّى بِثَوْبِهِ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَاءَ رَسُولُ الْحَسَنِ بْنِ قَحْطَبَةَ بِالْمَالِ فَدَخَلَ بِهِ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَلَمْ يُكَلِّمْهُ فَقَالَ مَنْ حَضَرَ مَا يُكَلِّمُنَا اِلا بِالْكَلِمَةِ بَعْدَ الْكَلِمَةِ فَقَالَ ضَعُوا الْمَالَ فِی هَذَا الْجِرَابِ فِی زَاوِيَةِ الْبَيْتِ قَالَ ثُمَّ اَوْصَى اَبُو حَنِيفَةَ بَعْدَ ذَلِكَ بِمَتَاعِ بَيْتِهِ فَقَالَ لاِبْنِهِ اِذا انامت وَدَفَنْتُمُونِی فَخُذْ هَذِهِ الْبَدْرَةَ فَاذْهَبْ بِهَا اِلَى الْحَسَنِ بْنِ قَحْطَبَةَ فَقُلْ لَهُ هَذِهِ وَدِيعَتُكَ الَّتِی اودعتها ابَا حنيفة فَلَمَّا دفناه واخذتها وَجِئْتُ حَتَّى اسْتَاذَنْتُ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ قَحْطَبَةَ فَقُلْتُ هَذِهِ الْوَدِيعَةُ الَّتِی كَانَتْ لَكَ عِنْدَ اَبِی حَنِيفَةَ قَالَ فَقَالَ الْحَسَنُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى اَبِيكَ لَقَدْ كَانَ شَحِيحًا عَلَى دِينِهِ

محمد بن شجاع نے اپنے بعض اصحاب کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: امام ابوحنیفہ سے کہا گیا: خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے' تو راوی کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ نے اُنہیں قبول نہیں کیا' جب وہ دن آیا جس کے بارے میں یہ توقع تھی کہ وہ مال اُس دن امام ابوحنیفہ تک پہنچایا جائے گا تو امام ابوحنیفہ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے' اُنہوں نے کسی کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں کی' آخر کار حسن بن قحطبہ کا قاصد مال لے کر آ گیا' وہ اُن کے ہاں اندر آیا اور اُن کے ساتھ بات چیت کرنا چاہی تو اُنہوں نے اُس کے ساتھ بھی کوئی بات نہیں کی' حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا: یہ ہمارے ساتھ ایک ایک کلمہ کر کے بات کریں گے' تو اُس نے کہا: اس مال کو اس تھیلی میں گھر کے کسی کونے میں رکھ دو۔ راوی بیان کرتے ہیں: پھر اُس کے بعد امام ابوحنیفہ نے اپنے گھر کے ساز و سامان کے بارے میں وصیت کی' اُنہوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: جب میں مر جاؤں اور تم مجھ دفن کر دو' تو پھر یہ تھیلی لے کر حسن بن قحطبہ کے پاس جانا اور اُس سے کہنا کہ یہ تمہاری وہ ودیعت ہے جو تم نے ابوحنیفہ کے پاس رکھوائی تھی۔ امام صاحب کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: جب ہم نے اُنہیں دفن کر دیا' تو میں نے وہ تھیلی لی اور حسن بن قحطبہ کے پاس آ گیا' میں نے کہا: یہ آپ کی وہ ودیعت ہے' جو امام ابوحنیفہ کے

پاس رکھی ہوئی تھی، تو حسن نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارے والد پر رحمت کرے! وہ اپنے دین کے حوالے سے انتہائی سخت تھے۔

قَالَ ونا اَبُو الْقَاسِمِ احْمَد بن عبد الله الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ قَالَ سَمِعت عبد الله ابْن صَالِحِ الْكُوفِيَّ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ بِالشَّامِ لِلْحَكمِ بن هِشَام انى عَنْ اَبِى حَنِيفَةَ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ لَا يَرُدُّ حَدِيثًا ثَبَتَ عِنْدَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ اَمَانَةً وَاَرَادَهُ السُّلْطَانُ عَلَى اَنْ يُوَلِّيَهُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ فَاَبَى وَاخْتَارَ ضَرْبَهُمْ وَحَبْسَهُمْ عَلَى عَذَابِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا وَصْفُهُ بِمَا وَصَفْتَهُ فَقَالَ هُوَ وَاللّٰهِ مَا قُلْتُ لَكَ قَالَ وَبَعَثَ يَزِيدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هُبَيْرَةَ اِلَيْهِ فَاَقْدَمَهُ عَلَيْهِ وَعَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُوَلِّيَهُ بَيْتَ الْمَالِ فَاَبَى فَضَرَبُه عِشْرِينَ سَوْطًا قُلْتُ لَهُ وَاَيْنَ مَاتَ قَالَ مَاتَ بِبَغْدَادَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ وَصَلَّى عَلَيْهِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ وَكَانَ قَاضِيًا يَوْمَئِذٍ بِبَغْدَادَ

عبداللہ بن صالح کوفی کہتے ہیں: شام میں ایک شخص نے حکم بن ہشام سے کہا: آپ مجھے امام ابوحنیفہ کے بارے میں بتائیے! تو اُنہوں نے فرمایا: تم ایک ایسے شخص کے پاس آئے ہو جو اس بارے میں معلومات رکھتا ہے' (پھر اُنہوں نے فرمایا:) جب کوئی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مستند طور پر ثابت ہو جاتی تھی تو امام ابوحنیفہ اُسے مسترد نہیں کرتے تھے' امانت کے حوالے سے وہ سب سے بڑے (امین) تھے' حاکمِ وقت نے اُنہیں اپنے خزانوں کی چابیوں کا نگران مقرر کرنا چاہا تو اُنہوں نے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلہ میں لوگوں کی پٹائی اور اُن کے قید کرنے کو اختیار کر لیا۔

اُس شخص نے حکم بن ہشام سے کہا: آپ نے اُن کی جو تعریف بیان کی ہے' میں نے کسی کو اس طرح اُن کی تعریف بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا' تو حکم بن ہشام نے کہا: اللہ کی قسم! وہ ویسے ہی تھے' جیسا میں نے تمہیں بیان کیا ہے۔

پھر اُنہوں نے بتایا: یزید بن عمر بن ہبیرہ نے اُنہیں بلوایا' اُنہیں ابن ہبیرہ کے پاس لایا گیا' تو اُس نے اُن کے سامنے یہ پیش کش رکھی کہ وہ اُس کے بیت المال کے نگران بن جائیں' اُنہوں نے یہ بات نہیں مانی تو ابن ہبیرہ نے اُنہیں بیس کوڑے لگوائے' (شامی شخص کہتا ہے:) میں نے حکم بن ہشام سے دریافت کیا: اُن کا انتقال کہاں ہوا؟ تو اُنہوں نے بتایا: اُن کا انتقال بغداد میں 150 ہجری میں ہوا' حسن بن عمارہ

جو اُن دنوں بغداد کے قاضی تھے' اُنہوں نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

قَالَ اَبُو يَعْقُوبَ وَنا الْعَبَّاسُ بْنُ اَحْمَدَ الْبَزَّازُ قَالَ نَا مُحَمَّد بن عُثْمَان بن اَبُو شيبة قَالَ نَا بشر بن عبد الرحمن الْوَشَّاءُ (۱) قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نُعَيْمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ زُفَرَ بْنَ الْهُذَيْلِ يَقُولُ كَانَ اَبُو حَنِيفَةَ يَجْهَرُ بِالْكَلامِ اَيَّامَ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ جِهَارًا شَدِيدًا (۲) قَالَ فَقُلْتُ لَهُ وَاللّٰهِ مَا اَنْتَ بِمُنْتَهٍ اَوْ تُوضَعُ الْحِبَالُ فِي اَعْنَاقِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ اَنْ جَاءَ كِتَابُ ابى حَفْص اِلَى عِيسَى بْنِ مُوسَى اَنِ احْمِلْ اَبَا حَنِيفَةَ اِلَى بَغْدَادَ قَالَ فَغَدَوْتُ اِلَيْهِ فَرَاَيْتُهُ رَاكِبًا عَلَى بَغْلَةٍ وَقَدْ صَارَ وَجْهُهُ كَاَنَّهُ مسح (۳) قَالَ فحمل اِلَى بِبَغْدَاد فَعَاشَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا قَالَ فَيَقُولُونَ اِنَّهُ سَقَاهُ وَذَلِكَ فِي سَنَةِ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ وَمَاتَ اَبُو حنيفة وَهُوَ ابْن سبعين سنة

امام زفر بن ہذیل بیان کرتے ہیں: جن دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے (ابوجعفر منصور کے خلاف) بغاوت کی تھی' اُن دنوں امام ابوحنیفہ کھلم کھلا ابراہیم بن عبداللہ کا ساتھ دیتے تھے۔ امام زفر کہتے ہیں: میں نے اُن سے کہا: یا تو آپ اس سے باز آ جائیں' ورنہ پھر ہماری گردنوں میں رسیاں ڈال دی جائیں گی (یعنی ہمیں پھانسی دے دی جائے گی)' پھر کچھ ہی دن بعد خلیفہ ابوجعفر کا خط (کوفہ کے گورنر) عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آیا کہ ابوحنیفہ کو بغداد بھجواؤ۔ امام زفر کہتے ہیں: میں امام ابوحنیفہ کے پاس گیا تو وہ ایک خچر پر سوار تھے اور اُن کے چہرہ غصہ کی شدت کی وجہ سے انتہائی سرخ ہو رہا تھا' اُنہیں بغداد لے جایا

(۱) تین مخطوطوں میں لفظ ''بشر'' ہے اور یہ لفظ ''نصر'' کی تحریف ہے' جیسا کہ صیمری کی کتاب ''اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ'' کے صفحہ 87 پر تحریر ہے اور نصر نامی راوی کے حالات ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 428/10 پر مذکور ہیں۔

(۲) امام ذہبی کی کتاب ''مناقب ابی حنیفۃ'' میں صفحہ 21 پر یہ تحریر ہے: ''وہ ابراہیم کے معاملہ میں بلند بانگ دعوت دیا کرتے تھے......''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی' یہ کلمات زیادہ واضح ہیں' یہاں ابراہیم نامی صاحب سے مراد ابراہیم بن محمد بن حسن بن علی بن ابی طالب ہیں جو 97 ہجری میں پیدا ہوئے اور 145 ہجری میں شہید کر دیئے گئے' انہوں نے بصرہ میں عباسی خلیفہ ابوجعفر بن منصور کے خلاف خروج کیا تھا' جیسا کہ اس روایت کا کچھ حصہ (اصل عربی متن کے صفحہ 281 تعلیق کے طور پر گزر چکا ہے۔

(۳) ''المسح'' میں میم پر زیر ہے' سین ساکن ہے اور اُس کے بعد حاء ہے' اس سے مراد بلاس ہے' عام طور پر یہ سیاہ بکرے کے بالوں سے بنائی جاتی ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ غصہ کی شدت کی وجہ سے اُن کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ امام ذہبی کی ''مناقب ابی حنیفۃ'' کے صفحہ 21 پر یہ تحریر ہے: ''اُن کا چہرہ سیاہ ہونے کے قریب ہو گیا'' (یعنی اُنہیں شدید غصہ آیا)۔

گیا' اُس کے بعد وہ پندرہ دن زندہ رہے' لوگ یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ نے اُنہیں زہر پلا دیا تھا' یہ 150 ہجری کی بات ہے' امام ابوحنیفہ کا انتقال 70 برس کی عمر میں ہوا۔

قَالَ ونا اَبُو الْقَاسِمِ عبيد الله بْنُ اَحْمَدَ الْبَزَّازُ قَالَ نَا اَبِي قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي عِمْرَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ بِشْرَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ سَمِعْتُ اَبَا يُوسُفَ يَقُولُ اِنَّمَا كَانَ غَيْظُ الْمَنْصُورِ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ مَعَ مَعْرِفَتِهِ بِفَضْلِهِ اَنَّهُ لَمَّا خَرَجَ اِبْرَاهِيمُ بن عبد الله بْنِ حَسَنٍ بِالْبَصْرَةِ ذُكِرَ لَهُ اَنَّ اَبَا حَنِيفَةَ وَالْاَعْمَشَ يُخَاطِبَانِهِ مِنَ الْكُوفَةِ فَكَتَبَ الْمَنْصُورُ كِتَابَيْنِ عَلَى لِسَانِهِ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَعْمَشِ وَالْآخَرُ اِلَى اَبِي حنيفَةَ من ابراهيم بن عبد الله بن حَسَنٍ وَبَعَثَ بِهِمَا مَعَ مَنْ يَثِقُ بِهِ فَلَمَّا قَرَاَ الاعمش الْكتاب اَخَذَهُ مِنَ الرَّجُلِ وَقَرَاَهُ ثُمَّ قَامَ فَاَطْعَمَهُ الشَّاةَ وَالرَّجُلُ يَنْظُرُ فَقَالَ لَهُ مَا اَرَدْتَ بِهَذَا قَالَ قُلْ لَهُ اَنْتَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَاَنْتُمْ كُلُّكُمْ لَهُ اَحْبَابٌ وَالسَّلَامُ وَاما اَبُو حنيفَةَ فَقبل الْكتاب وَاجَاب عَنهُ فَلم يزل فِي نَفْسِ اَبِي جَعْفَرٍ حَتَّى فَعَلَ بِهِ مَا فعل

بشر بن ولید بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابویوسف کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: خلیفہ ابوجعفر منصور' امام ابوحنیفہ کی فضیلت کی معرفت رکھتا تھا لیکن اُسے امام ابوحنیفہ پر اس بات کا غصہ تھا کہ جب ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے بصرہ میں بغاوت کی' تو خلیفہ کو بتایا گیا کہ کوفہ میں ابوحنیفہ اور اعمش اُن کی طرفداری کر رہے ہیں۔ منصور نے اپنی طرف سے دو مکتوب تحریر کروائے جن میں سے ایک اعمش کے نام تھا اور ایک امام ابوحنیفہ کے نام تھا' یہ مکتوب ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی طرف سے ظاہر کیے گئے' اُس نے یہ خطوط اپنے قابلِ اعتماد شخص کے ذریعہ بھجوائے' جب اعمش کے پاس خط آیا تو اُنہوں نے متعلقہ شخص سے وہ خط لے کر اُسے پڑھا' پھر وہ اُٹھے اور اُس شخص کو بکری کا گوشت کھلایا' وہ شخص سب کچھ دیکھ رہا تھا' اُس نے اُن سے دریافت کیا: آپ کی اس کے ذریعہ مراد کیا ہے؟ تو اعمش نے جواب دیا: تم اُن سے کہنا کہ آپ کا تعلق بنوہاشم سے ہے اور آپ سب لوگ ایک دوسرے کے قریبی ہیں' والسلام! لیکن امام ابوحنیفہ نے اُس مکتوب کو قبول کیا اور اُس کا جواب لکھ کے بھجوایا تو اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر منصور کے دل میں مسلسل اُن کی طرف سے ناراضگی رہی' یہاں تک کہ اُس نے وہ کیا جو اُس نے کیا (یعنی اُس نے امام ابوحنیفہ کو شہید کروا دیا)۔

وَذكر الدُّولَابِيُّ نِي اَحْمَدُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نِي يَعْقُوب بن شيبَة قَالَ نَا عبد الله بن الْحسن عَن اسماعيل بن حَمَّاد بن اَبِي حَنِيفَةَ قَالَ مَرَرْتُ بِالْكُنَاسَةِ مَعَ اَبِي فِي مَوضِعٍ فَبَكى

فَقلت يَا اَبَة مَا يُبكِيك قَالَ يَا بُنَيَّ فِي هَذَا الْمَوْضِع ضَرَبَ ابْنُ هُبَيْرَةَ اَبِي عَشَرَةَ اَيَّام فِي كُلِّ يَوْم عَشَرَةَ اَسْوَاط عَلَى اَنْ يلى الْقَضَاء فَلم يَفْعَلْ

امام ابوحنیفہ کے پوتے اسماعیل بیان کرتے ہیں: میرا گزر کناسہ کے مقام پر ایک جگہ سے ہوا' میرے والد میرے ساتھ تھے' وہ وہاں سے گزرتے ہوئے رونے لگے' میں نے دریافت کیا: اباجان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو اُنہوں نے بتایا: اے میرے بیٹے! اس جگہ پر ابن ہبیرہ نے میرے والد (امام ابوحنیفہ) کو دس دن تک کوڑے لگوائے تھے اور روزانہ اُنہیں دس کوڑے لگائے جاتے تھے' اس لیے کہ وہ عہدۂ قضاء قبول کرلیں' لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔

قَالَ الدُّولابِيُّ نِي مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ نِي حِبَّانُ (۱) رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ اَبِي حنيفَة قَالَ قَالَ ابو حنيفَة حِين ضُرِبَ لِيَلِيَ الْقَضَاء مَا اَصَابَنِي فِي ضَرْبِي شء كَانَ اَشد على من غم والدتى

دولابی نے امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب کا یہ بیان کیا ہے: امام ابوحنیفہ کو جب عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے کی وجہ سے کوڑے لگوائے گئے' تو اُنہوں نے فرمایا: اس پٹائی کی وجہ سے مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میری والدہ کو دکھ ہوا ہوگا۔

قَالَ وَنا اَحْمَدُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا يَعْقُوب بن شيبَة قَالَ نَا عبد الله بن الْحسن عَن بشر ابْن الْوَلِيدِ قَالَ كَانَ اَبُو جَعْفَرٍ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ اَشْخَصَ اَبَا حَنِيفَةَ اِلَيْهِ وَاَرَادَهُ عَلَى اَنْ يُوَلِّيَهُ الْقَضَاء فَاَبَى فَحَلَفَ عَلَيْهِ اَبُو جَعْفَرٍ ليفعلن فَحلف ابو حنيفَة لَا يَفْعَلَ فَقَالَ الرَّبِيعُ لاَبِي حَنِيفَةَ اَلا تَرَى اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَحْلِفُ فَقَالَ اَبُو حَنِيفَةَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ اَقْدَرُ مِنِّي عَلَى كَفَّارَةِ اَيْمَانِهِ فَابى ان يلى فَاَمَرَ بِهِ اِلَى السِّجْنِ فَمَاتَ فِي السِّجْنِ وَدُفِنَ فِي مَقَابِرِ الْخَيْزُرَانِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ تَمَّتْ اَخْبَارُ اَبِي حَنِيفَةَ وَيَلِيهَا اَخْبَارُ اَصْحَابِهِ (۲)

بشر بن ولید بیان کرتے ہیں: خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام ابوحنیفہ کو بلوایا' وہ یہ چاہتا تھا کہ اُنہیں قاضی

(۱) حبان' میں حاء پر زیر پڑھی جائے گی' اُس کے بعد باء ہے جس پر شد ہے اور زبر ہے اور یہ لفظ اسی طرح پڑھا جاتا ہے' ان صاحب کے حالات ''الجواہر المضیہ'' صفحہ 184/1 پر تحریر ہیں جو ہندوستان کی پرانی طباعت کے ہیں' جبکہ مصر کی طباعت کے صفحہ 32/2 پر ہیں' یہ کتاب 1398 ہجری میں شائع ہوئی تھی۔

(۲) نسخہ ''ذ'' میں اسی طرح ہے' صفحہ 105 پر اسی طرح ہے اور نسخہ ''ا'' میں صفحہ 152 پر اسی طرح ہے جبکہ نسخہ ''ک'' میں صفحہ 98 پر یہ کلمات ہیں: ''کتاب مکمل ہوگئی' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' ←

بنا دے۔ امام ابوحنیفہ نے اُس کی بات نہیں مانی تو خلیفہ ابوجعفر نے یہ حلف اُٹھا لیا کہ وہ ایسا کریں گے (یعنی اس عہدہ کو ضرور قبول کریں گے) تو امام ابوحنیفہ نے بھی حلف اُٹھا لیا یعنی کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ خلیفہ نے پھر حلف اُٹھایا کہ تم ضرور ایسا کرو گے' تو امام ابوحنیفہ نے بھی حلف اُٹھا لیا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے (خلیفہ کے معتمد) ربیع نے امام ابوحنیفہ سے کہا: کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ امیر المؤمنین نے حلف اُٹھا لیا ہے' امام ابوحنیفہ نے جواب دیا: امیر المؤمنین اپنی قسم کا کفارہ دینے کی مجھ سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔ تو امام صاحب نے عہدۂ قضاء قبول کرنے سے انکار کر دیا' خلیفہ نے اُنہیں جیل میں ڈالنے کا حکم دیا اور پھر جیل میں ہی اُن کا انتقال ہو گیا اور اُنہیں خیزران کے قبرستان میں دفن کیا گیا' اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن پر نازل ہو!

یہاں امام ابوحنیفہ کے حالات ختم ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد اُن کے شاگردوں کے حالات آئیں گے۔

☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ اُن کے آل اور اصحاب پر درود و سلام نازل فرمائے''۔

ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ یہاں تک اس جزء کا مطالعہ شروع سے لے کر آخر تک میں نے مکمل کر لیا ہے' اس میں وہ کلمات شامل نہیں ہیں جو امام ابوحنیفہ کے بارے میں اس باب کے تحت ہیں: ''اس بات کا تذکرہ جس کے بارے میں امام ابوحنیفہ پر تنقید کی گئی ہے یا اُن پر طعن کیا گیا ہے''۔ میں اس کے مصنف کیلئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ العبد الفقیر الی اللہ علی احمد بن احمد الہادی المالکی الازدی' یہ ربیع الاوّل 709 ہجری میں تحریر کیا گیا۔

اُس کے بعد صفحہ نمبر 99 پر درج ذیل روایت منقول ہے جو دولابی کے حوالے سے' پھر ابوالفرج سے منقول ہے' اُس کے بعد اس روایت کی نظم کا تذکرہ ہے جس کے اشعار صفحہ 100 پر ہیں' اُس کے بعد صفحہ 100 کے بعد یہ کلمات ہیں: ''ابوحنیفہ کے بعض شاگردوں کا تذکرہ اور اُن کے بارے میں روایات''۔ پھر مصنف نے امام ابویوسف' امام زفر اور امام محمد بن حسن کے حالات ذکر کیے ہیں۔ ابوالفرج کے حوالے سے منقول روایت اس کے بعد آتی ہے اور اس روایت کا منظوم ترجمہ بھی اس نسخہ میں ہے اور امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کے حالات کے بعد کتاب کے آخر میں صفحہ 108 اور 109 پر ہے' جہاں تک نسخہ ''ا'' یا مطبوعہ نسخہ کا تعلق ہے تو اُن دونوں میں یہ اضافی کلمات نہیں ہیں۔

ذِکْرُ بَعْضِ اَصْحَابِ اَبِی حَنِیفَۃَ وَالْخَبَرِ عَنْهُمْ(۱)

باب: امام ابوحنیفہ کے بعض اصحاب کا تذکرہ اور اُن کے بارے میں روایات

اَبُوْ یُوْسُفَ

(1) امام ابویوسف

فَاَوَّلُهُمْ وَاَعْلاهُمْ ذِکْرًا اَبُوْ یُوْسُفَ الْقَاضِی وَهُوَ یَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِیمَ بْنِ حَبِیبِ بْنِ خُنَیْسِ بن سعد بن حَبْتَةَ الْاَنْصَارِیُّ وَسَعْدُ بْنُ حَبْتَةَ یُعْرَفُ بِاُمِّهٖ فِی الْاَنْصَارِ وَاُمُّهٗ حَبْتَةُ بِنْتُ مَالِكٍ مِنْ

(۱) ”مؤلف یعنی شیخ ابن عبدالبر نے امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے صرف ان تین حضرات کا ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور امام ابوحنیفہ سے استفادہ کرنے والوں اور اُن کے ساتھ رہنے والوں کے حوالے سے یہ سب سے زیادہ مشہور شخصیات ہیں' جہاں تک امام ابوحنیفہ سے استفادہ کرنے والے دیگر تمام لوگوں کا تعلق ہے' تو اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حافظ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی نے اپنی کتاب ”عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان“ کے صفحہ 88 اور اُس کے بعد یہ تحریر کیا ہے:
”پانچواں باب اُن لوگوں کے بارے میں ہے' جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا' جن کا تعلق اہلِ مکہ اور مدینہ سے ہے.....“۔ اُس کے بعد اُنہوں نے دیگر تمام شہروں کے اسماء ذکر کیے ہیں' جہاں کے لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے استفادہ کیا اور یہ نام دو صفحوں پر ہیں' پھر وہ یہ فرماتے ہیں:
”امام ابوحنیفہ سے استفادہ کرنے والوں کا مکمل طور پر ذکر کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اُن کا شمار نہیں کیا جاسکتا' میں نے یہاں پر اُن لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو اُن سے استفادہ کرنے والوں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی تعداد تقریباً آٹھ سو ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر حفاظ نے کیا ہے“۔ پھر اُس کے بعد اُن حفاظ کے اسماء ذکر کیے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ سے استفادہ کیا ہے' پھر اُن استفادہ کرنے والوں کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب کے ساتھ ذکر کیے ہیں اور آغاز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک سے برکت حاصل کرنے کیلئے پہلے محمد نام کے راویوں کا ذکر کیا ہے' تو اُن کے ضبط کے ساتھ اُن راویوں کے ناموں کی تعداد 67 صفحات پر مشتمل ہے' جو صفحہ 91 سے صفحہ 158 تک ہے۔

بَنِی عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عَوْفِ بْنِ بَحِيرٍ (۱) بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُلْمَى بن بخيلة حَلِيفٌ لِبَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيّ لَهُ صُحْبَة

تذکرہ کے حوالے سے اُن میں سب سے پہلے اور سب سے بلندتر قاضی ابو یوسف ہیں جن کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن حبتہ انصاری ہے۔ سعد بن حبتہ انصار میں اپنی والدہ کے حوالے سے معروف تھے اُن کی والدہ حبتہ بنت مالک کا تعلق بنوعمرو بن عوف سے تھا اور وہ سعد بن عوف بن بجیر بن معاویہ بن سلمی بن بجیلہ ہیں جو بنوعمرو بن عوف انصاری کے حلیف ہیں اور انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

وَمن حَدِيث جَابِر بن عبد الله قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى سَعْدِ بن حبتة يَوْم الخَنْدَق يُقَاتل قتال شَدِيدًا وَهُوَ حَدِيثُ السِّنِّ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ (من انت يَا فتى) قَالَ سعد بن حَبْتَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (اَسْعَدَ اللّٰهُ جَدَّكَ اقْتَرِبْ مِنِّي) فَاقْتَرَبَ مِنْهُ فَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث منقول ہے: غزوۂ خندق کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن حبتہ رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں حالانکہ اُن کی عمر کم ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں بلوا کر اُن سے دریافت کیا: اے نوجوان! تم کون ہو؟ اُنہوں نے عرض کی: سعد بن حبتہ! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دادا کو سعادت نصیب کرے! تم میرے قریب آؤ! وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔

وَذَكَرَ ابْنُ الْكَلْبِيِّ اَنَّ اُمَّهُ اَتَتْ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَغِيرًا فَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَدَعَا لَهُ

ابن کلبی نے یہ روایت نقل کی ہے: اُن کی والدہ اُنہیں کمسنی میں ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

(۱) ابن حجر نے اپنی کتاب ''تبصیر المنتبہ'' میں صفحہ 62/1 پر یہ تحریر کیا ہے: حضرت سعد بن بجیر بن معاویہ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے ابن سعد کہتے ہیں: یہ لفظ جیم کے ساتھ ہے۔ ''اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی''۔ تو ایسی صورت میں ان کا نام بُجَیر ہوگا' یعنی باء پر پیش ہوگی' جیم پر زبر ہوگی اور یہ اسم تصغیر ہوگا۔ ''الاستیعاب'' اور ''الاصابہ'' اور ''تجرید اسماء الصحابہ'' اور ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 470/8 میں یہ نام اسی طرح مذکور ہوا ہے۔

خدمت میں آئی تھیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سر پر دستِ اقدس پھیرا تھا اور اُنہیں دعا دی تھی۔

وَذَكَرَ ابْنُ الْكَلْبِيِّ اَيْضًا اَنَّ خُنَيْسَ بْنَ سعد بن حَبْتَةَ جَدُّ اَبِي يُوسُفَ اِلَيْهِ تُنْسَبُ رَحْبَةُ خُنَيْسٍ بِالْكُوفَةِ وَيُقَالُ لَهَا بِالْفَارِسِيَّةِ جهار سوج وَتَفْسِيرُهَا بِالْعَرَبِيَّةِ رَحْبَةٌ مُرَبَّعَةٌ تَفْتَرِقُ مِنْهَا اَرْبَعَةُ طُرُقٍ تُنْسَبُ اِلَى خُنَيْسٍ جَدِّ اَبِي يُوسُفَ وَقَدْ تَقَصَّيْنَا خَبَرَ جَدِّهِ سَعْدِ ابْنِ حَبْتَةَ فِي كِتَابِ الصَّحَابَةِ (۱)

ابن کلبی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے: خنیس بن سعد بن حبتہ' امام ابو یوسف کے جدامجد ہیں' کوفہ میں موجود ''خنیس کا میدان'' اُنہی کی طرف منسوب ہے' اُسے فارسی میں ''جہارسوج'' کہا جاتا ہے' عربی میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ ایک چوکور میدان ہوتا ہے جس میں چاروں طرف راستہ نکلتا ہے' یہ میدان خنیس کی طرف منسوب تھا' جو امام ابو یوسف کے جدامجد تھے' ہم نے امام ابو یوسف کے جدامجد حضرت سعد بن حبتہ رضی اللہ عنہ کے حالات اپنی کتاب جو صحابہ کرام سے متعلق ہے' اُس میں تحریر کیے ہیں۔

نَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ قَالَ نَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطبرى قَالَ كَانَ ابو يُوسُفَ يَعْقُوب ابْن اِبْرَاهِيمَ الْقَاضِى فَقِيهًا عَالِمًا حَافِظًا ذَكَرَ اَنَّهُ كَانَ يُعْرَفُ بِحِفْظِ الْحَدِيثِ وَاَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ الْمُحَدِّثِ فَيَحْفَظُ خَمْسِينَ وَسِتِّينَ حَدِيثًا ثُمَّ يَقُومُ فَيُمْلِيهَا عَلَى النَّاسِ وَكَانَ كَثِيرَ الْحَدِيثِ

محمد بن جریر طبری بیان کرتے ہیں: امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم جو قاضی تھے' وہ فقیہ' عالم اور حافظ بھی تھے' یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ حفظِ حدیث کے حوالے سے معروف تھے' وہ کسی محدث کی مجلس میں شریک ہوتے اور پچاس ساٹھ احادیث یاد کر لیتے تھے' پھر وہ اُٹھتے اور لوگوں کو وہ روایات املاء کروا دیتے تھے' وہ بہت سی روایات (کے عالم تھے)۔

وَكَانَ قد جَالس مُحَمَّد بن عبد الرحمن بن ابى لَيْلَى ثُمَّ جَالَسَ اَبَا حَنِيفَةَ وَكَانَ الْغَالِبُ عَلَيْهِ مَذْهَبَ اَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ رُبَّمَا خَالفه احيانا فى المسألة بعد المسألة

وہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے (یعنی اُن سے استفادہ کرتے تھے) پھر وہ امام ابو حنیفہ کے ساتھ رہنے لگے' زیادہ تر وہ امام ابو حنیفہ کے مسلک پر کاربند رہتے تھے' البتہ بعض مسائل میں وہ

(۱) اس سے اُن کی کتاب مراد ہے جس کا نام ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' ہے' صفحہ 51/2

امام ابوحنیفہ سے اختلاف بھی رکھتے تھے۔

وَذُكِرَ عَنْ اَبِی سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ كَانَ اَبُو يُوسُفَ الْقَاضِي يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِاَبِي حَنِيفَةَ

علی بن حرملہ بیان کرتے ہیں: امام ابویوسف ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! تُو میری اور امام ابوحنیفہ کی مغفرت فرمادے!

قَالَ اَبُو عُمَرَ كَانَ اَبُو يُوسُفَ قَاضِيَ الْقُضَاةِ قَضَى لِثَلَاثَةٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَلِيَ الْقَضَاءَ فِي بَعْضِ اَيَّامِ الْمَهْدِيِّ ثُمَّ لِلْهَادِي ثُمَّ لِلرَّشِيدِ وَكَانَ الرَّشِيدُ يُكْرِمُهُ وَيُجِلُّهُ وَكَانَ عِنْدَهُ حَظِيًّا مَكِينًا وَكَانَتْ وَفَاتُهُ فِي رَبِيعِ الْآخِرِ مِنْ سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ

(علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:) قاضی ابویوسف جو قاضی القضاۃ تھے' اُنہوں نے تین خلفاء کیلئے قاضی کی خدمات سرانجام دی ہیں' وہ خلیفہ مہدی کے زمانہ میں قاضی کے منصب پر فائز ہوئے' پھر وہ ہادی کیلئے یہ فرائض سرانجام دیتے رہے اور پھر ہارون الرشید کیلئے یہ کام کرتے رہے۔ ہارون الرشید اُن کی بہت عزت واحترام کرتا تھا اور اُنہیں ہارون کے دربار میں نمایاں حیثیت حاصل تھی۔

امام ابویوسف کا انتقال ربیع الثانی 182 ہجری میں ہوا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَاتِبُ الْوَاقِدِيِّ تُوُفِّيَ اَبُو يُوسُفَ الْقَاضِي صَاحِبُ اَبِي حَنِيفَةَ فِي رَبِيعِ الْاَوَّلِ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْهُ

محمد بن سعد جو واقدی کے کاتب ہیں' وہ بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہ کے شاگرد قاضی ابویوسف کا انتقال ربیع الاوّل کے مہینہ میں ہوا' جب وہ مہینہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے (یعنی چوبیس یا پچیس ربیع الاوّل کو ہوا تھا)۔

قَالَ الطَّبَرِيُّ تحامى حَدِيثَهُ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ اَجْلِ غَلَبَةِ الرَّاْيِ عَلَيْهِ وَتَفْرِيعِهِ الْفُرُوعِ وَالْمَسَائِلِ فِي الْاَحْكَامِ مَعَ صُحْبَةِ السُّلْطَانِ وَتَقَلُّدِهِ الْقَضَاءِ قَالَ اَبُو عُمَرَ كَانَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ يُثْنِي عَلَيْهِ وَيُوَثِّقُهُ (ا) وَاَمَّا سَائِرُ اَهْلِ الْحَدِيثِ فَهُمْ كَالْاَعْدَاءِ لِاَبِي حَنِيفَة

(ا) ہمارے استاد شیخ احمد شاکر نے یحییٰ بن آدم کی کتاب "الخراج" پر اپنی تعلیق میں یہ بات تحریر کی ہے' یہ صفحہ 84 پر تحریر ہے' وہاں اُنہوں نے قاضی ابویوسف کی ہشام بن عروہ کے حوالے سے' اُن کے والد کے حوالے سے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ←

وَاَصْحَابِہٖ (۱)

امام طبری بیان کرتے ہیں: محدثین میں سے کچھ لوگوں نے ان کی نقل کردہ روایات کو حاصل نہیں کیا

نقل کردہ مرفوع حدیث پر کلام کیا ہے' جس میں اُن کے الفاظ یہ ہیں: ''اس کی سند انتہائی درجہ کی صحیح ہے کیونکہ امام ابویوسف مسلمان ائمہ میں سے ثقہ افراد میں سے ایک ہیں' امام نسائی اور ابن حبان نے اُنہیں ثقہ قرار دیا ہے''۔ میں یہ کہتا ہوں: یحییٰ بن معین جو جرح وتعدیل کے امام ہیں' وہ ایک عرصہ تک اُن کے ساتھ رہے ہیں اور اُن کے شاگرد ہیں۔

(۱) اُن کے شاگردوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُن کی زندگی میں اُن کے مسلک پر گامزن رہے اور اُن کے انتقال کے بعد بھی اُسی پر رہے خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے' میں یہاں نمونہ کے طور پر بعض ثقہ محدثین کا تذکرہ کروں گا جن کو ثقہ قرار دیا گیا ہے اور اُن پر جرح صرف اس وجہ سے کی گئی ہے اور اُنہیں ضعیف صرف اس وجہ سے قرار دیا گیا ہے کیونکہ اُن کا تعلق اصحابِ رائے سے ہے۔

(۱) ''تاریخ بغداد'' جو خطیب بغدادی کی تصنیف ہے اُس کے صفحہ 16/7 پر قاضی اسد بن عمرو بجلی کوفی کے بارے میں تحریر ہے' جو امام ابوحنیفہ کے اصحاب اور اُن کے شاگردوں میں سے ہیں' (یہ تحریر ہے:) ''ابوعباس محمد بن یعقوب اصم بیان کرتے ہیں: میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے اپنے والد سے اسد بن عمرو کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ صدوق تھے اور ابویوسف بھی صدوق تھے' لیکن ابوحنیفہ کے شاگردوں سے روایت کرنا مناسب نہیں ہے۔ ابوعبید آجری بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوداؤد سے اُن کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: وہ اصحابِ رائے تھے' البتہ اپنی ذاتی حیثیت کے حوالے سے اُن میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: اسد بن عمرو بجلی' کوفی ہیں' اصحابِ رائے ہیں اور ضعیف ہیں۔

(۲) حافظ ابن حجر کی کتاب ''ہدی الساری'' میں صفحہ 61/2 پر قاضی محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ انصاری بصری کے حالات میں یہ تحریر ہے' جن کے حوالے سے صحاح ستہ کے مصنفین نے روایات نقل کی ہیں' اُن کے بارے میں یہ تحریر ہے: ''یہ امام بخاری کے پرانے اساتذہ میں سے ہیں' ثقہ ہیں' یحییٰ بن معین اور دیگر حضرات نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: اہلِ حدیث کے نزدیک انہیں صرف یہ بات ضعیف قرار دیتی ہے کہ یہ رائے میں غور وفکر کرتے ہیں۔ امام ابوحاتم کہتے ہیں: میں نے ائمہ میں سے صرف تین لوگوں کو دیکھا ہے' احمد بن حنبل' سلیمان بن داؤد ہاشمی اور انصاری''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

ہمارے استاد تھانوی نے ''قواعد فی علوم الحدیث'' صفحہ 424 پر اس کے بعد یہ تحریر کیا ہے: ''یہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں''۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

←

ہے کیونکہ ان پر رائے کا غلبہ تھا اور یہ فروعی مسائل کی باریکیوں میں اُلجھے رہتے تھے' پھر یہ حکام کے ساتھ بھی اُٹھنا بیٹھنا رکھتے تھے اور قاضی کے منصب پر بھی فائز تھے۔

''ان میں اور کوئی عیب نہیں ہے صرف یہ عیب ہے کہ ان کی تلواریں دندانے والی ہیں جو (مخالفین کے) فوجی دستوں پر حملہ آور ہوتی ہیں''

(۳) حافظ ابن حجر نے ہی ''ہدی الساری'' میں' صفحہ 170/2 پر ولید بن کثیر مخزومی مدنی ثم کوفی کے حالات میں یہ بات تحریر کی ہے کہ صحاح ستہ کے تمام مصنفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں' اُس کے بعد اُنہوں نے یہ بات تحریر کی ہے:

''ساجی فرماتے ہیں: یہ ثقہ اور ثبت تھے' ان کی حدیث سے استدلال کیا جائے گا' انہیں کسی نے بھی ضعیف قرار نہیں دیا ہے' ان پر صرف اعتراض یہ ہے کہ یہ رائے کے پیروکار تھے (یعنی اہلِ رائے سے تعلق رکھتے تھے)''۔

(۴) امام ذہبی کی کتاب ''میزان الاعتدال'' صفحہ 574/1 پر ابو مطیع بلخی حکم بن عبداللہ کے حالات میں یہ تحریر ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں' امام ذہبی فرماتے ہیں: ''امام بخاری فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اور اہلِ رائے ہیں''۔ ابن حبان کہتے ہیں: ''یہ مرجئہ کے اکابرین میں سے ایک تھے' یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو سنت سے بغض رکھتے تھے اور اُسے کمتر شمار کرتے تھے''۔ اُس کے بعد امام ذہبی فرماتے ہیں: ''شیخ ابو مطیع' بلخ کے قاضی تھے' اُنہوں نے اپنے علاقہ میں علمِ فقہ حاصل کیا تھا' وہ رائے میں بصیرت رکھتے تھے' بڑے عالم تھے' بلند مرتبہ کے مالک تھے لیکن روایات کے الفاظ یاد کرنے میں واہی تھے۔ عبداللہ بن مبارک اُن کی تعظیم کرتے تھے اور اُن کی دینداری اور اُن کے علم کی وجہ سے اُن کا احترام کرتے تھے۔

(۵) ''تہذیب التہذیب'' صفحہ 13/1 پر احمد بن ازہر بلخی کے حالات میں یہ بات تحریر ہے: ابن حبان نے ان کا تذکرہ کتاب ''الثقات'' میں کیا ہے' وہ یہ فرماتے ہیں: ''یہ صاحب اہلِ رائے کے مسلک کے پیروکار تھے' یہ غلطی بھی کرتے تھے اور ان کے برخلاف الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں''۔

(۶) امام ذہبی کی کتاب ''المغنی'' کے صفحہ 670/2 پر معلّیٰ بن منصور رازی کے حالات میں تحریر ہے' جن کے حوالے سے صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے روایات نقل کی ہیں: ''یہ امام ہیں' مشہور ہیں' انہیں ثقہ قرار دیا گیا ہے' امام ابوداؤد کہتے ہیں: امام احمد بن حنبل رائے کی وجہ سے ان سے روایات نقل نہیں کرتے تھے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں: امام احمد سے دریافت کیا گیا: آپ ان سے روایات کیوں نوٹ نہیں کرتے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا: وہ شرائط تحریر کرتے ہیں اور جو شخص انہیں تحریر کرتا ہو وہ اس بات سے خالی نہیں ہوتا کہ غلط بیانی کرے''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔ علی بن مدینی' یحییٰ بن معین' ابوحاتم اور دیگر حضرات نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے' حافظ ابن حجر ''تہذیب التہذیب'' 240/10 پر ان کے حالات کے آخر میں یہ تحریر کیا ہے: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: معلّیٰ بن منصور' امام ابویوسف اور امام محمد کے ←

(علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:) یحییٰ بن معین ان کی تعریف کیا کرتے تھے اور انہیں ثقہ قرار دیتے تھے' لیکن دیگر تمام محدثین تو امام ابوحنیفہ اور اُن کے شاگردوں کیلئے دشمنوں کی مانند ہیں۔

اکابر شاگردوں میں ایک ہیں اور نقل اور روایت کے حوالے سے ثقہ لوگوں میں سے ایک ہے"۔

(۷)"تہذیب التہذیب" صفحہ 20/1 پر ابومصعب احمد بن ابوبکر زہری مدنی کے حالات میں یہ بات تحریر ہے کہ صحاح ستہ کے مصنفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں اور پھر اُس کے بعد یہ تحریر ہے: "المیزان" کے مصنف نے یہ کہا ہے کہ یہ ثقہ اور حجت ہیں' مجھے نہیں معلوم کہ ابوخیثمہ کے اپنے صاحبزادے احمد سے اس قول کا کیا مطلب ہوگا: تم ابومصعب سے روایات نوٹ نہ کرو اور جس سے چاہو کرلو"۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی' اس میں یہاں احتمال موجود ہے اور ابوخیثمہ کی مراد یہ ہو کہ یہ قاضی بن گئے تھے' یا یہ ہو کہ وہ رائے کی بنیاد پر بکثرت فتویٰ دیا کرتے تھے"۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب "التقریب" میں اُن کے حالات میں یہ بات تحریر کرتے ہیں: "ابوخیثمہ نے رائے کے ذریعہ فتویٰ دینے کے حوالے سے ان پر تنقید کی ہے"۔

(۸)"تہذیب التہذیب" صفحہ 259/3 پر ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن فروخ کے حالات میں یہ بات تحریر ہے کہ "یہ مدنی ہیں اور ربیعۃ الرائے کے نام سے معروف ہیں' صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں"۔

"ان سے روایات نقل کرنے والوں میں امام مالک' شعبہ' دونوں سفیان ......شامل ہیں"۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں' ثبت ہیں' مدینہ منورہ کے مفتیوں میں سے ایک ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں' بکثرت احادیث نقل کرنے والے ہیں اور لوگ رائے کے حوالے سے ان سے پرہیز کیا کرتے تھے"۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

تو مثالیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ہیں' میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

آپ نے ان تھوڑی سی باتوں میں یہ بات ملاحظہ فرمائی ہوگی کہ محدثین بعض اوقات کسی ثقہ راوی پر اس لیے تنقید کردیتے تھے کہ یہ اہلِ رائے سے تعلق رکھتا ہے' تو اُن کی نظر میں یہ چیز قدح اور جرح کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور اس کا ذکر کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ ثقہ اور حجت ہونے میں بھی اس کا ذکر کرنا ضروری ہے' بلکہ ابن حبان نے تو یہ ذکر کیا ہے کہ رائے پر عمل کرنا تو ایک کوتاہی ہے جیسا کہ اس سے پہلے احمد بن ازہر بلخی کے حالات میں یہ بات گزر چکی ہے جو حالات نمبر:5 کے تحت نقل ہوئے ہیں' آپ اُسے ملاحظہ فرمالیں' بڑی حیرانگی کی بات ہے۔

علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" صفحہ 24 پر یہ بات تحریر کی ہے: "صحاح کے مصنفین نے اہلِ رائے سے روایت نقل کرنے کے حوالے سے زیادتی کی ہے' آپ کو ان کا نام صحاح ستہ یا مسانید یا سنن کی کتابوں میں سند میں شاید ہی کہیں نظر آئے' اگر میں اس چیز کو بعض لوگوں کے حق میں تعصب شمار کروں تو انصاف پسند شخص یہ بات خود ہی دیکھ لے گا کہ ان میں سے بعض حضرات کو علم اور فقہ پر اتنا عبور حاصل تھا کہ مناسب یہ تھا کہ ←

زُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ الْعَنْبَرِيُّثُمَّ التَّمِيمِيُّ

(2)امام زفر بن ہذیل عنبری تمیمی

فَكَانَ كَبِيرًا مِنْ كِبَارِ اَصْحَابِ اَبِي حَنِيفَةَ وَاَفْقَهِهِمْ وَكَانَ يُقَالُ اِنَّهُ كَانَ اَحْسَنَهُمْ قِيَاسًا وَلِيَ قَضَاءَ الْبَصْرَةِ فَقَالَ لَهُ اَبُو حَنِيفَةَ قَدْ عَلِمْتَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ اَهْلِ الْبَصْرَةِ مِنَ الْعَدَاوَةِ

ان سے استفادہ کیا جاتا' ان کی عقل اور علم سے سیکھا جاتا' لیکن علم کی ہر سلطنت میں کچھ عصبیت پائی جاتی ہے تو جو شخص آدمی کے موافق نہ ہو' آدمی اُس کے حق میں فیصلہ نہیں دیتا اور اُس کے خلاف کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر پہلو کے حوالے سے اُسے کمزور کرتا ہے اور اس حوالے سے جہاں تک اُس سے ہو سکے گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ وہ شخص جان سکتا ہے جو علم کے مختلف طبقات کی معرفت حاصل کرتا ہے اور اُن چیزوں کے مظاہر دیکھتا ہے جو غلبہ اور قوت کسی کو دی گئی ہو۔

بعض محدثین نے اہلِ رائے سے تعلق رکھنے والے ائمہ کے حالات میں یہ بات نقل کی ہے جنہیں پڑھ کر آدمی کو شرمندگی ہوتی ہے' چہ جائیکہ آدمی اُنہیں مدوّن کریں اور اس کا سبب صرف مشرب کا اختلاف ہے اور خواہ مخواہ کی مخالفت ہے اور ماخذ اور مدارک میں غور و فکر کو ترک کرنا ہے حالانکہ حق اُن لوگوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے جو اُن لوگوں کا مؤقف ہے کیونکہ حق کے بارے میں یہ بات ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ متعین طور پر کسی ایک گروہ کے ساتھ ہو اور کسی دوسرے کے ساتھ نہ ہو' تو انصاف پسند شخص جب مسائل میں غور و خوض سے کام لیتا ہے' اُس کے بعد وہ کوئی فیصلہ دیتا ہے''۔

قاسمی نے متن کے ان الفاظ ''صحاح ستہ کے مصنفین نے اہلِ رائے سے روایت نقل کرنے میں کوتاہی کی ہے'' اُس کے بعد وہ یہ کہتے ہیں: اس کی مثال امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن ہیں جنہیں محدثین نے کمزور قرار دیا ہے جیسا کہ آپ ''میزان الاعتدال'' میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے! اُن لوگوں نے ان دونوں حضرات کے ساتھ انصاف نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر ہیں اور ان دونوں کے علمی آثار' ان کے علم اور ان کی مہارت پر دلالت کرتے ہیں بلکہ یہ کئی حافظانِ حدیث سے بھی مقدم حیثیت رکھتے ہیں' آپ صرف امام ابو یوسف کی کتاب ''خراج'' اور امام محمد کی ''مؤطا'' کا مطالعہ کر لیں۔

جی ہاں! سنت کو جمع کرنے والے وہ حضرات جنہوں نے مختلف علاقوں کا سفر کیا اور سنت کے علم اور اُس کو جمع کرنے میں خصوصیت حاصل کی اور حفظ کے حوالے سے مشہور ہوئے جبکہ علماءِ رائے اس حوالے سے مشہور نہیں ہوئے' اُن کے بارے میں عام رائے یہی قائم ہوئی کہ وہ اپنی رائے کے مطابق فیصلہ دیتے ہیں' جبکہ ان حضرات کی مسند روایات معروف ہیں' اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات سے راضی ہو اور ہمارا اور ان کا حشر اُن لوگوں کے ساتھ کرے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہو گئی۔

←

وَالْحَسَدِ وَالْمُنَافَسَةِ مَا اَظُنُّكَ تَسْلَمُ مِنْهُمْ فَلَمَّا قَدِمَ الْبَصْرَةَ قَاضِيًا اجْتَمَعَ اِلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ وَجَعَلُوا يُنَاظِرُونَهُ فِي الْفِقْهِ يَوْمًا بَعْدَ يَوْمٍ فَكَانَ اِذَا رَاَى مِنْهُمْ قَبُولا واستحسانا لما يجيء بِهِ قَالَ لَهُمْ هَذَا قَوْلُ اَبِي حَنِيفَةَ فَكَانُوا يَقُولُونَ وَيُحْسِنُ اَبُو حَنِيفَةَ هَذَا فَيَقُولُ لَهُمْ نَعَمْ وَاَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَلَمْ يَزَلْ بِهِمْ اِذَا رَاَى مِنْهُمْ قَبُولا لِمَا يَحْتَجُّ بِهِ عَلَيْهِم ورضى بِهِ وَتَسْلِيمًا لَهُ قَالَ لَهُمْ هَذَا قَوْلُ اَبِي حَنِيفَةَ فَيُعْجَبُونَ مِنْ ذَلِكَ فَلَمْ تَزَلْ حَالُهُ مَعَهُمْ عَلَى هَذَا حَتَّى رَجَعَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ عَنْ بُغْضِهِ اِلَى مَحَبَّتِهِ وَاِلَى الْقَوْلِ الْحَسَنِ فِيهِ بَعْدَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنَ الْقَوْلِ السَّيِّءِ فِيهِ (۱)

یہ امام ابوحنیفہ کے اکابر شاگردوں میں بلند حیثیت کے مالک ہیں اور اُن میں سب سے بڑے فقیہ

(شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) آپ اس حوالے سے ”کتاب ”حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی“ اور کتاب ”بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن حسن الشیبانی“ کا ملاحظہ فرمائیں‘ یہ دونوں کتابیں ہمارے استاد علامہ کوثری نے تحریر کی ہیں‘ اپنے موضوع کے حوالے سے یہ لاجواب ہیں اور ان دونوں جلیل القدر ائمہ کے حالات میں بے مثل ہیں۔

(۱) یعنی امام ابوحنیفہ کے بارے میں‘ امام زفر جو اتنے فقیہ ہیں‘ قابل ہیں‘ لائق اور سمجھدار ہیں‘ علم میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں‘ اکابر ائمہ حدیث نے اُن کی توثیق کی ہے‘ پھر بھی اُن کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اُن پر طعن کیا ہے کیونکہ اُن کا تعلق اہلِ رائے سے ہے‘ اور قابلِ طعن ہونے کیلئے اور گناہگار ہونے کیلئے اُن کے نزدیک یہی کافی ہے۔ ہمارے شیخ علامہ احمد شاکر نے ”مسند احمد بن حنبل“ میں اپنی تعلیق کے صفحہ 139/11 پر یہ تحریر کیا ہے:

”زفر بن ہذیل جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں‘ وہ ثقہ ہیں‘ بعض حضرات نے کسی حجت کے بغیر اُن کے بارے میں کلام کیا ہے‘ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”لسان المیزان“ میں صفحہ 476/2 سے صفحہ 478 تک اُن کے حالات تحریر کیے ہیں‘ ابن حبان نے کتاب ”الثقات“ میں صفحہ 339/6 پر اُن کا تذکرہ کیا ہے اور اُن سے انصاف برتا ہے اور یہ کہا ہے: زفر بن ہذیل کوفی‘ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں‘ انہوں نے یحیٰی بن سعید انصاری سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے شداد بن حکیم بلخی اور اہلِ کوفہ نے روایات نقل کی ہیں‘ زفر متقن تھے‘ حافظ الحدیث تھے اور کم غلطی کرتے تھے“۔

امام نسائی نے ان کا تذکرہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ثقہ افراد میں کیا ہے اور اُس رسالہ میں کیا ہے جو اُن کی کتاب ”الضعفاء“ کے ساتھ شامل ہیں‘ اُس رسالہ کے صفحہ 35 پر ان کا ذکر کرتے ہوئے امام نسائی فرماتے ہیں: ”زفر بن ہذیل ثقہ ہیں“۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں: ہمارے شیخ نے اس کی توثیق کے لیے بہت دور کا حوالہ تلاش کیا ہے اور اُن کی عدالت ثابت کرنے کیلئے وہ نیچے اُتر کر ایک ایسے طبقہ کی طرف آئے ہیں‘ جو امام زفر سے بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے‘ اگر وہ ←

سمجھے جاتے ہیں' یہ بات کہی جاتی ہے کہ قیاس کرنے کے حوالے سے یہ اُن سب سے عمدہ تھے' یہ بصرہ کے قاضی رہے۔ امام ابوحنیفہ نے اُن سے فرمایا تھا: تم جانتے ہو کہ اہلِ بصرہ اور ہمارے درمیان عداوت' حسد اور ناچاقی پائی جاتی ہے' تمہارے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ تم اس (کے اثرات) سے نہیں بچ پاؤ گے' جب یہ قاضی کے طور پر بصرہ آئے تو اہلِ علم اکٹھے ہو کر ان کے پاس آئے اور فقہی معاملات کے بارے میں روزانہ ان کے ساتھ بحث کرنے لگے' جب انہوں نے دیکھا کہ وہ لوگ ان کی آراء کو قبول کر رہے ہیں اور اُنہیں مستحسن قرار دے رہے ہیں تو انہوں نے اُن لوگوں کو بتایا کہ یہ امام ابوحنیفہ کے اقوال ہیں' تو اُن لوگوں نے کہا: ابوحنیفہ اتنی اچھی رائے پیش کر سکتے ہیں! تو امام زفر نے اُن سے فرمایا: جی ہاں! بلکہ اس سے بھی زیادہ اچھی رائے (پیش کر سکتے ہیں)۔ بہرحال امام زفر اُن کے سامنے جو دلائل پیش کرتے رہے' وہ

ابن ابوحاتم کی کتاب ''الجرح والتعدیل'' کے صفحہ 609/2/1 کی طرف رجوع کر لیتے تو اُن کے حالات میں یہ بات پا لیتے: ''ابونعیم (یعنی فضل بن دکین)' حسان بن ابراہیم' اکثم بن محمد نے ان سے روایات نقل کی ہیں' میں نے اپنے والد کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے: فضل بن دکین کہتے ہیں: یہ ثقہ اور مامون تھے۔ یحیٰی بن میمون کہتے ہیں: زفر صاحبِ رائے تھے' ثقہ اور مامون تھے''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

حافظ ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' صفحہ 35/8 پر یہ تحریر کیا ہے' جس کا اختصار یہ ہے: ''زفر بن ہذیل عنبری' فقیہ ہیں' مجتہد ربانی ہیں' علامہ ہیں' ان کی کنیت ابوہذیل ہیں' انہوں نے اعمش' اسماعیل بن ابوخالد' ابوحنیفہ' محمد بن اسحاق' حجاج بن ارطاۃ اور اُن کے طبقہ کے افراد سے روایات نقل کی ہیں''۔

حسان بن ابراہیم کرمانی اکثم بن محمد' جو یحیٰی بن اکثم کے والد ہیں' عبدالواحد بن زیاد' ابونعیم ملائی یعنی فضل بن دکین' نعمان بن عبدالسلام تیمی' حکم بن ایوب' مالک بن فدیک اور اُن کے رفقاء اور معاصرین میں سے زیادہ تر افراد نے ان سے روایات نقل کی ہیں' البتہ اُن کا انتقال روایات نقل کرنے کے زمانہ سے پہلے ہوگیا تھا' ابونعیم ملائی بیان کرتے ہیں: یہ ثقہ اور مامون ہیں۔ یحیٰی بن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ اور مامون ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں: یہ فقہ کے سمندروں میں سے ایک تھے انہوں نے امام ابوحنیفہ سے علمِ فقہ حاصل کیا اور یہ ان کے اکابر شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں' یہ اُن افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے علم اور عمل کو جمع کیا' یہ حدیث کی درایت کا فن جانتے تھے اور اس میں متقن تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں: حدیث میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں: (یعنی امام ذہبی یہ کہتے ہیں:) اس فن کے امام یحیٰی بن معین نے ان کے بارے میں فیصلہ دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ یہ ثقہ اور مامون ہیں''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی۔

(علامہ شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں:) آپ ہمارے استاد علامہ کوثری کی کتاب ''لمعات النظر فی سیرۃ الامام زفر'' کا مطالعہ فرمائیں' وہ اپنی عمدگی کے حوالے سے اس باب میں انفرادی حیثیت رکھتی ہیں۔

لوگ مسلسل اُنہیں قبول کرتے رہے' اُن سے راضی ہوتے رہے اور اُنہیں تسلیم کرتے رہے۔ جب امام زفر اُن سے یہ کہتے کہ یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے' تو وہ لوگ اس پر بہت حیران ہوتے' اُن لوگوں کے ساتھ امام زفر کی صورتِ حال اسی طرح رہی یہاں تک کہ اُن میں سے بہت سے لوگ امام ابوحنیفہ سے بغض کو چھوڑ کر اُن کی محبت کی طرف آ گئے اور اُن کے بارے میں اچھی رائے رکھنے لگے' حالانکہ وہ لوگ پہلے اُن کے بارے میں بُری رائے رکھتے تھے۔

وَكَانَ زُفَرُ قَدْ خَلَّفَ اَبَا حَنِيفَةَ فِي حَلْقَتِهِ اِذْ مَاتَ ثُمَّ خَلَفَ بَعْدَهُ اَبُو يُوسُفَ ثُمَّ بَعْدَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ

وَمَاتَ زُفَرُ سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَةٍ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَاَرْبَعِينَ سَنَةً

امام ابوحنیفہ کے انتقال کے بعد امام زفر اُن کے حلقہ میں اُن کے جانشین بنے تھے اور پھر اُن کے بعد قاضی ابو یوسف اُن کے جانشین بنے تھے اور پھر ان دونوں حضرات کے بعد امام محمد بن حسن (اُس حلقہ کے استاد) بنے تھے۔

امام زفر کا انتقال 158 ہجری میں 48 برس کی عمر میں ہوا۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ

(3) امام محمد بن حسن

فُوُلِدَ بِوَاسِطَ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَةٍ وَقِيلَ سَنَةَ اِحْدَى وَثَلَاثِينَ وَمِائَةٍ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي شَيْبَانَ كَانَ فَقِيهًا عَالِمًا كَتَبَ عَنْ مَالِكٍ كَثِيرًا مِنْ حَدِيثِهِ وَعَنِ الثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِمَا وَلَازَمَ اَبَا حَنِيفَةَ ثُمَّ اَبَا يُوسُفَ بَعْدَهُ وَهُوَ رَاوِيَةُ اَبِي حَنِيفَةَ وَاَبِي يُوسُفَ الْقَائِمِ بِمَذْهَبِهِمَا وَلَهُ فِي ذٰلِكَ مُصَنَّفَاتٌ

یہ 135 ہجری میں واسط میں پیدا ہوئے اور ایک قول کے مطابق 131 ہجری میں پیدا ہوئے' انہیں بنوشیبان کے ساتھ نسبتِ ولاء حاصل تھی۔

یہ فقیہ تھے' عالم تھے' انہوں نے امام مالک سے اُن کی نقل کردہ بہت سی احادیث نوٹ کی تھیں' اس کے علاوہ سفیان ثوری اور دیگر حضرات سے بھی روایات نقل کی تھیں۔ پھر یہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ رہنے لگے' اُن کے انتقال کے بعد امام ابو یوسف کے ساتھ رہے' انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی فقہی آراء کو

روایت کیا ہے اور ان دونوں کے مسلک کو قائم کیا ہے' اس بارے میں ان کی کئی تصانیف بھی ہیں۔

وَكَانَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُثْنِي عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَيُفَضِّلُهُ وَيَقُولُ مَا رَأَيْتُ قَطُّ رَجُلًا سَمِينًا أَعْقَلَ مِنْهُ قَالَ وَكَانَ أَفْصَحَ النَّاسِ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ خُيِّلَ إِلَى سَامِعِهِ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلُغَتِهِ

امام شافعی' امام محمد کی تعریف کیا کرتے تھے' وہ ان کی فضیلت کا اعتراف کرتے ہوئے یہ کہتے تھے: میں نے کبھی کوئی موٹا شخص اُن سے زیادہ عقلمند نہیں دیکھا۔ وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ وہ سب سے زیادہ فصیح تھے' یہاں تک کہ جب وہ کلام کرتے تو سننے والے کو یوں محسوس ہوتا کہ قرآن ان کی لغت کے مطابق نازل ہوا ہے۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ كَتَبْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَقْرَ بَعِيرٍ

امام شافعی فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کے بوجھ جتنے (تحریری شکل میں موجود فقہی مسائل و روایات) کا علم حاصل کیا ہے۔

وَلِلشَّافِعِيِّ فِي أَوَّلِ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا عَلَيْهِ كَتَبَ بِهَا اليه

قُلْ لِمَنْ لَمْ تَرَ عَيْنُ مَنْ رَآهُ مثله ...إن لم يَكُنْ مَنْ قَدْ رَآهُ قَدْ رَأَى مَنْ قَبْلَهُ

الْعِلْمُ يَأْبَى أَهْلُهُ أَنْ يَمْنَعُوهُ أَهْلَهُ ...لَعَلَّهُ يَبْذُلُهُ لأَهْلِهِ لَعَلَّهُ (۱)

امام شافعی جب پہلی مرتبہ اُن کے پاس تشریف لائے تھے تو اُس وقت اُنہوں نے کچھ اشعار لکھے اور

(۱) تینوں مخطوطات میں یہ لفظ اسی طرح استعمال ہوا ہے اور اس میں مختصر ہونا واضح ہے' امام بیہقی کی کتاب ''مناقب الشافعی'' میں صفحہ 86/2 پر یہ تحریر ہے: ''ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں: امام شافعی فرماتے ہیں: میں نے محمد بن حسن سے فرمائش کی کہ وہ مجھے ایک کتاب عاریت کے طور پر دیں تو اُنہوں نے یہ بات نہیں مانی' تو میں نے اُنہیں یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

''تم اُن سے یہ کہہ دو کہ جن جیسا کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور جو ایسے ہیں کہ جو انہیں دیکھ لے تو اُسے یہ لگتا ہے کہ اُس نے پہلے بھی انہیں دیکھا ہوا ہوگا' علم اہلِ علم کو اس بات سے روکتا ہے کہ وہ اہلِ علم سے علم کو روکیں' اُنہیں چاہیے کہ وہ اہلِ علم کے سامنے علم کو خرچ کریں''۔

راوی کہتے ہیں: تو امام محمد بن حسن نے وہ کتاب اُٹھائی اور میرے پاس آئے اور اُس کو نہ دینے کے حوالے سے معذرت کی''۔ اُن کی بات یہاں ختم ہوگئی' اس کی مانند روایت حافظ قرشی کی کتاب ''الجواہر المضیہ'' صفحہ 43/2 پر ہے اور کردری کی کتاب ''مناقب ابی حنیفہ'' صفحہ 422/2 پر ہے۔

وہ اشعار امام محمد کی طرف بھجوائے تھے (وہ یہ ہیں:)

''تم اُن سے یہ کہہ دو کہ جن جیسا کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور جو ایسے ہیں کہ جو انہیں دیکھ لے تو اُسے یہ لگتا ہے کہ اُس نے پہلے بھی انہیں دیکھا ہوا ہوگا' علم اہلِ علم کو اس بات سے روکتا ہے کہ وہ اہلِ علم سے علم کو روکیں' اُنہیں چاہیے کہ وہ اہلِ علم کے سامنے علم کو خرچ کریں''

وَتُوُفِّيَ بِالرَّيِّ سَنَةَ تِسْعٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً وَقِيلَ اِنَّهُ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً وَكَانَ قَاضِيًا لِلرَّشِيدِ بِالرَّقَّةِ وَمَاتَ بِالرَّيِّ هُوَ وَعَلِيُّ بْنُ حَمْزَةَ الْكِسَائِيُّ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ كَانَا قَدْ خَرَجَا اِلَيْهَا مَعَ الرَّشِيدِ

امام محمد کا انتقال 189 ہجری میں ''رے'' (تہران) میں ہوا' اُس وقت اُن کی عمر 54 برس تھی' ایک قول کے مطابق اُن کا انتقال 58 برس کی عمر میں ہوا' وہ ہارون الرشید کی طرف سے ''رقہ'' کے قاضی بھی رہے تھے۔

رے میں' اُن کا اور علی بن حمزہ کسائی کا انتقال ایک ہی دن ہوا' یہ دونوں حضرات ہارون الرشید کے ساتھ وہاں گئے ہوئے تھے۔

فَرَثَاهُمَا الْيَزِيدِيُّ (۱) فَقَالَ

تَصَرَّمَتِ الدُّنْيَا فَلَيْسَ خُلُودٌ ...وَمَا قَدْ تَرَى مِنْ بَهْجَةٍ سَيَبِيدُ

لِكُلِّ امْرِءٍ مِنَّا مِنَ الْمَوْتِ مَنْهَلٌ ...وَلَيْسَ لَهُ اِلا عَلَيْهِ وُرُودُ

اَلَمْ تَرَ شَيْبًا شَامِلا يَنْذُرُ الْفَتَى ...وَاَنَّ الشَّبَابَ الْغَضَّ لَيْسَ يَعُودُ

سَيَاْتِيكَ مَا اَفْنَى الْقُرُونُ الَّتِي خَلَتْ ...فَكُنْ مُسْتَعِدًّا فَالْفَنَاءُ عَتِيدُ

اَسَيْتُ عَلَى قَاضِي الْقُضَاةِ مُحَمَّدٍ ...وَاَذْرَيْتُ دَمْعِي وَالْفُؤَادُ عَمِيدُ

وَقُلْتُ اِذَا مَا الْخَطْبُ اَشْكَلَ مَنْ لَنَا ...بِاِيضَاحِهِ يَوْمًا وَاَنْتَ فَقِيدُ

وَاَقْلَقَنِي مَوْتُ الْكِسَائِي بَعْدَهُ ...وَكَادَتْ بِي الْاَرْضُ الْفَضَاءُ تَمِيدُ

---

(۱) یہ ابو محمد یحییٰ بن مبارک یزیدی بصری ہیں' جو علمِ قرأت اور نحو اور لغت اور ادبیات کے ماہر ہیں اور شاعر ہیں' یہ 180 ہجری میں پیدا ہوئے اور ان کا انتقال 209 ہجری میں ہوا۔ ابن خلکان نے اپنی کتاب ''وفیات الاعیان'' صفحہ 138/6 پر اور انباری نے ''نزہۃ الالباب'' کے صفحہ 81 سے صفحہ 84 تک ان کے حالات تحریر کیے ہیں اور اُن میں یہ قصیدہ بھی موجود ہے۔

وَاَذْهَلَنِي عَنْ كُلِّ عَيْشٍ وَلَذَّةٍ ...وَاَرَّقَ عَيْنِي وَالْعُيُونُ هُجُودُ
هُمَا عَالِمَانِ اَوْدَيَا وَتَخَرَّمَا (۱) ...فَمَا لَهُمَا فِي الْعَالَمِينَ نَدِيدُ
فَحُزْنِي اِنْ تَخْطُرُ عَلَى الْقَلْبِ خَطْرَةٌ ...بِذِكْرِهِمَا حَتَّى الْمَمَاتِ جَدِيدُ

تو یزیدی نے ان دونوں کا مرثیہ کہتے ہوئے یہ اشعار کہے:

''دنیا رخصت ہو رہی ہے' اس نے ہمیشہ نہیں رہنا اور اس کی جو آرائش تم دیکھتے ہو اُس کی حقیقت عنقریب ظاہر ہو جائے گی' ہم میں سے ہر ایک شخص کیلئے موت کا گھاٹ ہے جس پر اُس نے ایک دن آنا ہی ہے' کیا تم نے دیکھا نہیں ہے کہ بڑھاپا آدمی کے اندر آ جاتا ہے اور جوانی پھر لوٹ کر نہیں آتی ہے' عنقریب تمہارے پاس وہ چیز آئے گی جس نے گزرے ہوئے زمانوں کو فنا کر دیا تو تم تیاری کر لو کیونکہ فنا گھات میں ہے' میں قاضیوں کے قاضی امام محمد کے انتقال پر افسوس کا شکار ہوں' میرے آنسو بہہ رہے ہیں اور دل غمگین ہے' میں یہ سوچتا ہوں کہ جب ہمیں کوئی مشکل پیش آئے گی تو اُس دن ہمارے پاس اس کے حل کیلئے کون ہوگا! جبکہ ہم آپ کو کھو چکے ہیں' اُن کے بعد امام کسائی کے انتقال نے بھی مجھے غمگین کر دیا ہے اور میرے لیے زمین اور فضا تنگ ہو گئی ہیں' اس چیز نے مجھے ہر آرام اور لذت سے غافل کر دیا ہے' میری آنکھ نمناک ہے اور آنسو بہے چلا جا رہے ہیں' یہ دونوں عالم تھے جو رخصت ہو گئے اور زمانہ نے انہیں فنا کر دیا' ان دونوں کی نظیر جہان میں کہیں بھی نہیں تھی' مجھے جو غم ہے اگر دل پر اس کا ایک خیال بھی آ جائے تو جب بھی ان کی یاد آئے گی تو میرے مرنے تک یہ غم نیا ہی رہے گا''۔

تَمَّتْ اَخْبَارُ اَصْحَابِ اَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَبِتَمَامِهَا تَمَّ كِتَابُ الانْتِقَاءِ فِي فَضَائِلِ الثَّلَاثَةِ الْفُقَهَاءِ مَالِكٍ والشافعي وابي حنيفة رضي الله عَنْهُم

امام ابو حنیفہ کے اصحاب کے حالات یہاں ختم ہو گئے اور ان کے ساتھ ہی کتاب ''الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء' مالک وشافعی وابی حنیفہ'' ختم ہو گئی۔

☆☆☆☆☆

(۱) یہ کہا جاتا ہے: ''تخرمهم الدهر'' یعنی زمانہ نے اُنہیں ختم کر دیا اور اُنہیں جڑ سے ختم کر دیا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(نوٹ: علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب میں امام احمد بن حنبل کا تذکرہ نہیں کیا تھا' لیکن کیونکہ ہمارے زمانہ میں ائمہ اربعہ کا ذکر مشہور ہے اور اُن میں سے چوتھے امام احمد بن حنبل ہیں' اس لیے ہم نے اُن کا اجمالی تعارف یہاں تحریر کر دیا ہے تاکہ فوائد کی تکمیل ہو جائے)

دنیا بھر میں مسلمان عبادات' معاملات وغیرہ جیسے مسائل میں چار ائمہ کی فقہی آراء کی پیروی کرتے ہیں' اُن میں سے تین حضرات' یعنی امام اعظم ابوحنیفہ' امام مالک اور امام شافعی کا تذکرہ' علامہ ابن عبدالبر نے اپنی تصنیف میں کر دیا ہے' البتہ اُنہوں نے امام احمد بن حنبل کا تذکرہ اس کتاب میں نہیں کیا' اس لیے ہم نے قارئین کی سہولت کیلئے امام احمد کے بارے میں مختصر سطور یہاں تحریر کی ہیں تاکہ قارئین ائمۂ اربعہ میں سے دیگر تین ائمہ کے ہمراہ مسلمانوں کے چوتھے بڑے امام کی شخصیت' کردار' احوال اور تاریخ کے بارے میں واقفیت حاصل کر لیں۔[1]

نام ونسب

مشہور محقق امام حافظ شمس الدین ذہبی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام احمد کا نام ونسب یوں تحریر کیا ہے:

''ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ''۔

امام احمد بن حنبل کے چار اسمِ منسوب ذکر کیے جاتے ہیں: ذہلی' شیبانی' مروزی' بغدادی۔

امام احمد بن حنبل ربیع الثانی کے مہینہ میں 164 ہجری میں پیدا ہوئے' اُن کے والد کا انتقال 30 سال

[1] امام احمد بن حنبل کی سوانح کے بارے میں تفصیلی معلومات کیلئے ان ماخذ سے رجوع کیا جائے: تہذیب الکمال 35/1' تہذیب التہذیب 72/1' تقریب التہذیب 14/1' خلاصۃ تہذیب الکمال 29/1' الکاشف 68/1' تاریخ البخاری الکبیر 5/2' تاریخ البخاری الصغیر 375/2' الجرح والتعدیل 68/2' سیر اعلام النبلاء 177/11' تاریخ بغداد 412/4' والتعدیل والتخریج رقم: 10' طبقات الحفاظ: 186' وفیات الاعیان 65,64,63,47/1۔

کی عمر میں ہو گیا تھا' تاہم یہ تعین نہیں ہو سکا کہ اُن کے انتقال کے وقت امام احمد کی عمر کتنی تھی' اُن کے والد کے انتقال کے بعد امام احمد بن حنبل کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اُن کی والدہ کے سر آ گئی تھی' بعض مؤرخین نے امام احمد کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے اپنے والد کو (زمانۂ ہوش میں) نہیں دیکھا ہے۔

حصولِ علم

امام احمد بن حنبل نے 15 سال کی عمر میں علمِ حدیث سیکھنے کا باقاعدہ آغاز کیا' 4 سال تک حدیث کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 183 ہجری میں وہ کوفہ تشریف لے آئے جہاں امام احمد کے استاد ہشیم قیام پذیر تھے' ہشیم کے انتقال تک امام احمد کوفہ میں ہی مقیم رہے' اُن کے انتقال کے بعد امام احمد نے مختلف بلاد و امصار کے اسفار کیے اور اکابر اساتذہ سے علمِ حدیث میں استفادہ کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ

امام احمد کو خوش نصیبی سے وہ زمانہ میسر آیا جس وقت علمِ حدیث کے اکابر اور جلیل القدر ائمہ مسندِ درس پر رونق افروز تھے' اُن کے چند ایک مشہور اساتذہ یہ ہیں:

ابراہیم بن خالد صنعانی' ابراہیم بن سعد زہری' ابراہیم بن شماس سمرقندی' ابراہیم بن ابوعباس بغدادی' اسحاق بن یوسف ازرق' اسماعیل بن علیہ' اسود بن عامر شاذان' بشر بن سری' بشر بن مفضل' بہز بن اسد' تلید بن سلیمان محاربی' ثابت بن ولید بن عبداللہ بن جمیع' جابر بن سلیم زرقی' جابر بن نوح' جریر بن عبدالحمید رازی' جعفر بن عون' حجاج بن محمد مصیصی' حسن بن موسیٰ اشہب' حسین بن علی جعفی' حسین بن ولید نیشاپوری' حفص بن غیاث نخعی' ابواسامہ حماد بن اسامہ' حماد بن خالد خیاط' حماد بن مسعدہ' حمید بن عبدالرحمٰن رواسی' خالد بن نافع اشعری' خلف بن ولید جوہری' داؤد بن مہران دباغ' ربعی بن علیہ' روح بن عبادہ' ریحان بن سعید سامی' زیاد بن ربیع یحمدی' زیاد بن عبداللہ بکائی' زید بن حباب' زید بن یحیٰی بن عبید دمشقی' سفیان بن عیینہ' ابوداؤد سلیمان بن داؤد طیالسی (یہ مسند طیالسی کے مؤلف ہیں)' سلیمان بن داؤد ہاشمی' سوید بن عمرو کلبی' شبابہ بن سوار فزاری' ابوبدر شجاع بن ولید سکونی' صفوان بن عیسیٰ زہری' ابوعاصم ضحاک بن مخلد نبیل' طلق بن غنم نخعی' عاصم بن علی بن عاصم واسطی' عباد بن عباد مہلبی' عباد بن عوام' عبداللہ بن ادریس اودی' عبداللہ بن بکر سہمی' عبداللہ بن نمیر ہمدانی' ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید مقری' عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ سامی' ابومسہر عبدالاعلیٰ بن مسہر غسانی دمشقی اور دیگر بہت سے افراد شامل ہیں۔ امام احمد کے اساتذہ میں ایک

نمایاں شخصیت امام عبدالرزاق بن ہمام کی ہے جو علمِ حدیث کے مشہور ماخذ ''مصنف عبدالرزاق'' کے مؤلف ہیں۔

محدثین نے امام احمد کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست بیان کی ہے، جن میں نمایاں ترین افراد تین ہیں، صحیح بخاری کے مؤلف امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح مسلم کے مؤلف امام ابوالحجاج مسلم بن حجاج القشیری اور سنن ابوداؤد کے مؤلف امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، امام احمد کے ان تینوں تلامذہ کی مرتب کی ہوئی تصانیف علمِ حدیث کے تین مستند ترین ماخذ ہیں، ان حضرات کے علاوہ امام احمد کے چند تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

احمد بن حسن ترمذی، ابومسعود احمد بن فرات رازی، ابوبکر احمد بن محمد اثرم طائی، جعفر بن ابوعثمان طیالسی، حسن بن صباح بزار، عباس بن محمد دوری، عباس بن عبدالعظیم عنبری، ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو دمشقی اور اس کے علاوہ محدثین کی ایک طویل فہرست ہے جو علمِ حدیث میں امام احمد بن حنبل کے وابستۂ دامن نظر آتے ہیں۔ مؤرخین نے یہ بات نقل کی ہے کہ امام احمد بن حنبل کے اساتذہ میں سے عبدالرحمٰن بن مہدی اور امام عبدالرزاق بن ہمام اور ابوولید ہشام بن عبدالملک طیالسی نے بھی امام احمد بن حنبل سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل کی تعریف و توصیف میں علماء نے جو اقوال بیان کیے ہیں اُن میں سے چند ایک یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

امام احمد کے بارے میں عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: سفیان ثوری کی نقل کردہ روایات کے سب سے بڑے عالم یہ ہیں۔

قتیبہ بن سعید فرماتے ہیں: یہ دنیا کے امام ہیں۔

یحیٰی بن آدم فرماتے ہیں: یہ ہمارے امام ہیں۔

احمد بن عبداللہ عجلی تحریر کرتے ہیں: یہ ثقہ ہیں، حدیث میں ثبت ہیں، ذاتی اعتبار سے پاکیزہ ہیں، حدیث کے فقیہ ہیں، اُس کے پیروکار ہیں، آثار کی پیروی کرتے ہیں، سنت اور بھلائی والے ہیں۔

یحیٰی بن سعید القطان فرماتے ہیں: وہ اس اُمت کے بڑے عالموں میں سے ایک ہیں۔

احمد بن سعید دارمی فرماتے ہیں: میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس کے بال ابھی سیاہ ہوں اور پھر

وہ حدیث حفظ کرنے، اُس کی فقہ اور اُس کے معانی کی معرفت کے حوالے سے امام احمد بن حنبل سے بڑا عالم ہو۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب میں احمد بن حنبل سے بڑا حافظ الحدیث اور کوئی نہیں ہے۔

نصر بن علی فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ فضیلت والے شخص تھے۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل سے زیادہ بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا: تمہارے والد کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں اور میں مختلف پہلوؤں کے حوالے سے اُن کے ساتھ مذاکرہ کیا کرتا تھا۔

ابراہیم حربی بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد کو دیکھا ہے، یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے والوں اور بعد والوں کا علم اُن کیلئے جمع کر دیا ہے۔

حرملہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب میں بغداد سے نکلا تو میں نے وہاں اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو احمد بن حنبل سے زیادہ فضیلت والا، اُن سے بڑا عالم اور اُن سے بڑا فقیہ ہو۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: جب مرتدین کا فتنہ سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اس دین کی مدد کی اور جب قرآن کے مخلوق ہونے کا فتنہ سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل کے ذریعہ اس دین کی مدد کی۔

حافظ ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں یہ بات ذکر کی ہے کہ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: امام احمد کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک موئے مبارک موجود تھا، وہ اُس مقدس بال کو کبھی ہونٹوں کے ساتھ لگا کر اُسے بوسہ دیتے تھے اور کبھی آنکھوں سے لگایا کرتے تھے، جب کبھی وہ بیمار ہوتے تھے تو اُس بال کو پانی میں ڈبو کر وہ پانی پی کر شفاء حاصل کر لیتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کو جس چیز نے تاریخ میں یادگار حیثیت دی وہ قرآنِ مجید کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے کی فلسفیانہ بحث کے بارے میں امام احمد بن حنبل کی اپنے اعتقاد پر پختگی اور ثابت قدمی تھی، اُنہوں نے اس حوالے سے حاکمِ وقت کی طرف سے پیش آنے والی تکالیف کو برداشت کیا لیکن اُن کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ ہم یہاں اس بارے میں تھوڑی سی گفتگو کریں۔

یہ بات پہلے ذکر کی جا چکی ہے کہ امام احمد بن حنبل کی پیدائش دوسری صدی ہجری کے نصف اخیر میں ہوئی' یہ وہ دور ہے جب مسلمان معاشرہ میں بہت سے فرقے پیدا ہو چکے تھے اور اُن فرقوں میں سے ایک بڑا فرقہ ''معتزلہ'' ہے' معتزلہ فرقہ کے بنیادی نظریات کیا تھے اور وہ کس حوالے سے کتاب وسنت سے متصادم تھے؟ یہ ایک طویل بحث ہے' لیکن ہم یہاں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بنیادی طور پر معتزلہ کی سوچ یونانی فلسفہ کی تابع تھی' وہ لوگ یونانی فلسفہ پر غیر متزلزل یقین رکھتے تھے اور اُس فلسفہ کی روشنی میں کتاب وسنت کی تعبیر وتشریح کرتے تھے اور اُن کے اس منہج کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ اُنہوں نے بہت سے اسلامی عقائد ونظریات کو محض اس لیے قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ فلسفہ کی کسوٹی پر پورے نہیں اُترتے تھے۔ اُن کے باطل نظریات میں سے ایک اہم نظریہ یہ تھا کہ قرآنِ مجید بھی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے' یہ ایک ایسا اعتقاد تھا جو مسلمانوں کے مسلمہ نظریہ کے خلاف تھا اور وہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اُس کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات قدیم ہیں اور اُس کی ذات کے ساتھ متعلق ہیں' اُس کی کوئی بھی صفت مخلوق نہیں ہے۔

جس وقت عباسی خلیفہ مامون الرشید برسر اقتدار آیا تو وہ یونانی فلسفہ اور اُس کے ماہرین کی طرف غیر معمولی رجحان رکھتا تھا' اُس نے معتزلہ کی ریاستی سرپرستی شروع کی' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ معتزلہ نے اپنے نظریاتی مخالفین' یعنی ائمۂ محدثین جو اُس وقت اہلِ سنت کے اکابرین تھے' اُن کے خلاف مہم شروع کی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خلیفہ مامون الرشید نے بغداد کے گورنر اسحاق بن ابراہیم کو ایک تفصیلی فرمان بھیجا جس میں اُسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کا امتحان لے' پھر اُس نے بعد میں اسلامی ریاست کے تمام علاقوں کے گورنروں کو بھی یہ ہدایت بھیجی کہ وہ اپنے علاقوں کے قاضیوں اور اکابر اہلِ علم سے اس بارے میں استفسار کریں' جو شخص اس عقیدہ کا قائل نہ ہو کہ قرآن مخلوق ہے' اگر وہ کسی ریاستی منصب پر فائز ہو تو اُسے اُس کے عہدہ سے ہٹا دیا جائے اور اگر وہ علمی حیثیت رکھتا ہو تو اُسے سزا دی جائے' بغداد کے گورنر کو خلیفہ نے جو خط لکھا تھا اُس میں گورنر کو یہ ہدایت کی کہ سات اکابر محدثین جو اس نظریہ کے مخالفین کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں' اُنہیں خلیفہ کے پاس بھجوا دیا جائے پھر اُس کے بعد دیگر محدثین کو بھی اس بارے میں مجبور کیا گیا کہ وہ اس عقیدہ کو زبردستی اختیار کریں' صرف امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نامی محدث اپنے عقیدہ پر سختی سے قائم رہے تو انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر بیڑیاں ڈال کر خلیفہ مامون کے پاس

طرطوس بھیج دیا گیا' اُس کے ہمراہ دیگر علاقوں کے اور اہلِ علم بھی پابند سلاسل کر کے خلیفہ کے پاس بھجوا دیئے گئے لیکن یہ لوگ ابھی رقہ پہنچے تھے کہ مامون کے انتقال کی اطلاع آ گئی تو انہیں بغداد کے گورنر کے پاس واپس بھیج دیا گیا' اس سفر کے دوران امام احمد بن حنبل کے ساتھی محمد بن نوح کا انتقال ہو گیا۔ مامون کے بعد اُس کا بھائی معتصم مسند خلافت پر فائز ہوا' وہ بھی اس حوالے سے اپنے بھائی کے نظریات کا قائل تھا اور اُس نے مامون کے مشیر خاص ابن ابوداؤد کو اپنا مشیر بنائے رکھا جو محدثین کا بدترین مخالف تھا' معتصم نے امام احمد کے ساتھ کیا سلوک کیا اُس کا اندازہ ذیل کے شذرہ سے ہو سکتا ہے جسے امام ذہبی نے ''تاریخ اسلام'' میں تفصیل سے نقل کیا ہے جس کا مختصر بیان یہ ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں:

''جب میں بابِ بستان کے قریب پہنچا تو میرے پاس ایک سواری کو لایا گیا اور مجھے اُس پر سوار ہونے کیلئے کہا گیا' اُس وقت مجھے سہارا دینے کیلئے کوئی پاس موجود نہیں تھا اور میرے پاؤں میں وزنی بیڑیاں بھی موجود تھیں' میں نے سواری پر سوار ہونے کی کوشش کی تو کئی مرتبہ منہ کے بل گرتے ہوئے بچا' لیکن آخر کار کوششِ بسیار کے بعد اُس پر سوار ہو گیا' مجھے خلیفہ معتصم کے محل لایا گیا اور ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا' وہ ایک تاریک کوٹھڑی تھی وہاں کوئی چراغ موجود نہیں تھا' تاریک کمرے میں میرا ہاتھ ایک پیالہ اور طشت سے ٹکرایا' میں نے وضو کر کے نماز ادا کر لی' اگلے دن خلیفہ معتصم کا قاصد میرے پاس آیا اور مجھے خلیفہ کے دربار میں لے گیا' وہاں معتصم تخت پر بیٹھا ہوا تھا (خلیفہ کا مشیر خاص اور معتزلہ کا معاونِ خصوصی) قاضی ابن ابوداؤد بھی وہاں موجود تھا' اُن کے مؤقف کے قائلین کی ایک بڑی تعداد بھی تھی' وہاں ابوعبدالرحمٰن شافعی بھی موجود تھے اور کچھ دیر پہلے دو آدمیوں کو قتل بھی کیا جا چکا تھا' (اور بظاہر یہ لگ رہا تھا کہ میری بھی گردن اُڑا دی جائے گی) میں نے ابوعبدالرحمٰن شافعی سے دریافت کیا: مسح کے بارے میں تمہیں امام شافعی کے حوالے سے کوئی روایت یاد ہے؟ تو قاضی ابن ابوداؤد نے کہا: آپ لوگ اس شخص کو دیکھیں! تھوڑی دیر بعد اس کی گردن اُڑا دی جائے گی اور یہ فقہی مسائل کی تحقیق کرتا پھر رہا ہے۔ خلیفہ معتصم نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ! میں اُس کے قریب گیا تو وہ بولا: بیٹھ جاؤ! بیڑیوں کی وجہ سے مجھے شدید تھکاوٹ ہو چکی تھی' تھوڑی دیر کے بعد میں نے خلیفہ سے کہا: کیا آپ مجھے کچھ کہنے دیں گے؟ اُس نے کہا: بولو! میں نے کہا: میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس بات کی طرف دعوت دی تھی؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے جواب دیا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں

ہے۔ میں نے کہا: میں تو اِس بات کی گواہی دیتا ہوں' پھر میں نے کہا: آپ کے جدامجد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت نقل کی ہے کہ عبدالقیس قبیلہ کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ ایمان سے مراد کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کی: اللہ اور اُس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرنا' یہ سن کر معتصم بولا: اگر تم مجھ سے پہلے والے خلیفہ کے زیرِعتاب نہ آئے ہوتے تو میں تم سے کوئی تعرض نہ کرتا' اُس کے بعد خلیفہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: کیا میں نے تمہیں یہ حکم نہیں دیا تھا کہ اس شخص کی آزمائش کو ختم کردو؟ تو امام احمد بولے: اللہ اکبر! اس میں مسلمانوں کیلئے بہتری کی صورت ہوگی۔ خلیفہ نے حاضرین کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ بحث کریں' کوئی شخص سوال کرتا تو میں اُسے جواب دیتا' پھر کوئی اور سوال کرتا تو میں اُسے بھی جواب دیتا' (تھوڑی دیر بعد) خلیفہ معتصم نے مجھ سے دریافت کیا: خدا تم پر رحم کرے! تمہارا کیا مؤقف ہے؟ میں نے جواب دیا: امیرالمؤمنین! اگر مجھے اللہ کی کتاب یا اُس کے رسول کی سنت میں سے کچھ دکھایا جائے گا تو میں اس مؤقف کو مانوں گا (کہ قرآن مخلوق ہے ورنہ نہیں مانوں گا)۔

معتصم نے کہا: اگر تم میری یہ بات قبول کرلو (اور قرآن کو مخلوق مان جاؤ) تو میں اپنے ہاتھ کے ذریعہ تمہاری بیڑیاں کھولوں گا اور اپنے الاؤلشکر سمیت تمہارے دروازے پر آؤں گا' اُس کے بعد اس نے امام احمد سے کہا: میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور تمہارا اُسی طرح خیال رکھنا چاہتا ہوں جس طرح میں اپنے بیٹے ہارون کا خیال رکھتا ہوں' تم یہ بتادو کہ تمہارا مؤقف کیا ہے؟ میں نے کہا: اگر آپ مجھے اللہ کی کتاب یا اُس کے رسول کی سنت کے حوالے سے کوئی روایت بتادیں گے تو میں اس بات کا قائل ہوجاؤں گا۔ جب خاصی دیر گزر گئی تو خلیفہ اکتاہٹ کا شکار ہوگیا اور بولا: اسے لے جاؤ! مجھے واپس لے جاکر پہلے والی جگہ پر قید کردیا گیا' اگلے دن پھر مجھے بلوایا گیا' لوگ سوالات کرتے رہے' میں اُنہیں جوابات دیتا رہا' اسی طرح گفتگو ہوتی رہی یہاں تک کہ زوال کا وقت ہوگیا' خلیفہ پھر اُکتاہٹ کا شکار ہوا تو اُس نے حکم دیا: اسے لے جاؤ! مجھے واپس لے جایا گیا' اُس رات مجھے محسوس ہوا کہ اگلے دن مجھ پر تشدد کیا جائے گا' میں نے ڈوری

منگوائی اور اُس کے ذریعہ اپنے تہبند کو مضبوطی سے باندھ لیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ پر تشدد کے دوران میری بے پردگی ہو جائے' جب تیسرے دن مجھے دربار میں بلوایا گیا تو میں نے دیکھا کہ دربار بھرا ہوا تھا' مختلف جگہوں سے گزرتا ہوا میں خلیفہ کے دربار تک پہنچا' راستہ میں دونوں طرف کوئی تلوار لے کر کھڑا ہوا تھا' کوئی کوڑا پکڑے ہوئے تھے' لوگوں کی تعداد بھی پہلے دو دنوں کی بہ نسبت زیادہ تھی' جب میں خلیفہ معتصم کے پاس پہنچا تو اُس نے مجھے ہدایت کی کہ تم بیٹھ جاؤ! اور پھر دوسرے لوگوں سے کہا: تم لوگ اس کے ساتھ بحث شروع کرو! وہ لوگ مجھ سے بحث کرنے لگے' میں اُنہیں جوابات دینے لگا' آخرکار میری آواز اُن سب پر غالب آ گئی (یعنی میں نے اُن سب کو لاجواب کر دیا) کچھ دیر بعد مجھے وہاں سے باہر نکالا گیا' خلیفہ نے میری غیر موجودگی میں اُن لوگوں کے ساتھ کوئی بات چیت کی' پھر اُنہیں باہر نکال کر مجھے بلوالیا اور بولا: اے احمد! تم میری بات مان لو' میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے رہا کر دوں گا' لیکن جب میں اپنی بات پر مصر رہا تو خلیفہ مشتعل ہو گیا اور بولا: اس کے بازو توڑ دو! وہ خود کرسی پر بیٹھا اور اپنے جلادوں کو بلوالیا' ایک آدمی آگے آتا اور مجھے دو کوڑے لگاتا تو معتصم کہتا: اور زور سے لگاؤ! وہ چلا جاتا تو دوسرا آ جاتا اور دو کوڑے لگاتا' جب مجھے انیس کوڑے لگ گئے تو معتصم میرے پاس آیا اور بولا: اے احمد! تم کیوں اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو! خدا کی قسم! مجھے تمہارا بہت خیال ہے' اس دوران وہاں موجود افراد میں سے کوئی اپنی تلوار کا دستہ مجھے چبھو کر یہ کہتا: کیا تم ان سب پر غالب آنا چاہتے ہو' کوئی دوسرا یہ کہتا: خلیفہ صاحب تمہارے پاس کھڑے ہوئے ہیں' تم دھیان کرو۔ کوئی یہ کہتا: امیر المؤمنین! آپ روزہ رکھ کر کیوں دھوپ میں کھڑے ہوئے ہیں؟ معتصم میرے سامنے اپنی بات دُہرا دیتا اور میں اپنا جواب دُہرا دیتا تو وہ جلاد کو حکم دیتا: اسے پوری قوت کے ساتھ کوڑے لگاؤ۔ آخر یہ ہوا کہ میں بے ہوش ہو گیا' جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میری بیڑیاں کھول دی گئی ہیں' بعد میں کسی شخص نے مجھے بتایا کہ ہم نے تمہیں نیچے گرا کر پاؤں کے ذریعہ روندا تھا لیکن امام احمد فرماتے ہیں: بے ہوشی کی وجہ سے مجھے کوئی پتا نہیں چلا''۔

اُس کے بعد امام احمد کو اُن کے گھر پہنچا دیا گیا' اُنہوں نے کئی دن قید میں گزارے' اُنہیں کئی کوڑے مارے گئے' محمد بن اسماعیل نامی ایک صاحب بیان کرتے ہیں: امام احمد کو جو کوڑے مارے گئے تھے اگر اُن میں سے کوئی ایک کوڑا کسی ہاتھی کو مارا جاتا تو وہ بھی چیخ و پکار کرنے لگتا۔

ابوعباس بیان کرتے ہیں: جس وقت امام احمد بن حنبل' رقہ میں قید تھے اُس وقت لوگوں نے اُنہیں

سمجھانے کی کوشش کی تو اُنہوں نے فرمایا: تم لوگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے منقول اُس حدیث کا کیا جواب دو گے جس میں یہ مذکور ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کے ساتھ یہ ہوتا تھا کہ اُن میں سے کسی کے سر پر آرا رکھ کر اُسے چیر دیا جاتا تھا لیکن یہ بات بھی اُسے اُس کے دین سے نہیں ہٹا پاتی تھی۔

امام احمد بن حنبل نے اس بڑی آزمائش میں جس استقلال اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اُس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مسلمان معاشرہ میں اس بات کی اہمیت زیادہ نمایاں طور پر اُجاگر ہوگئی کہ کتاب وسنت کو یونانی فلسفہ کی روشنی میں نہیں سمجھنا' بلکہ کتاب وسنت کے احکام کی پیروی کرنی ہے اور فلسفہ کو اپنے اعتقاد ونظریات میں شامل نہیں کرنا' اس آزمائش کے بعد امام احمد بن حنبل کو مزید شان وشوکت اور مرتبہ ومقام حاصل ہو گیا یہاں تک کہ اُن کی محبت کو لوگوں نے اہلِ سنت کا علامتی نشان قرار دیا۔ قتیبہ نامی شخص کہتے ہیں: ''اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو کہ وہ امام احمد بن حنبل سے محبت رکھتا ہے تو یہ بات جان لو کہ وہ سنت کا پیروکار ہو گا''۔

جس وقت امام احمد بن حنبل کو خلقِ قرآن کے حوالے سے آزمائش کا شکار کیا گیا اُس وقت اُن کی عمر شریف 56 برس تھی' اس آزمائش میں سرخرو ہونے کے بعد امام احمد بن حنبل مزید 21 سال زندہ رہے' اس دوران وہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہے اور احادیث روایت کرتے رہے' اُنہوں نے علمِ حدیث کا لازوال تاریخی ماخذ ''مسند احمد'' کو ترتیب دیا اور 77 برس کی عمر میں عباسی خلیفہ واثق باللہ کے عہد خلافت میں 241 ہجری میں امام احمد بن حنبل کا انتقال ہو گیا۔

حافظ ابونعیم نقل کرتے ہیں کہ ایک صاحب بیان کرتے ہیں: ''میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کی: احمد بن حنبل کا کیا حال ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابھی حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تم اُن سے یہ سوال کرنا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے اُن سے یہی سوال کیا: اے اللہ کے نبی! امام احمد بن حنبل کا کیا حال ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اُنہیں دنیا میں پہلے راحت و آرام نصیب کیا گیا پھر تنگی و آزمائش کا شکار کیا گیا' تو وہ ہر حال میں صدیق پائے گئے' اس لیے اُنہیں آخرت میں صدیقین کے ساتھ ملا دیا گیا ہے''۔

حافظ ابونعیم ہی نے یہ بات بھی نقل کی ہے: مروزی بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کے انتقال کے بعد میں نے اُنہیں خواب میں دیکھا کہ اُنہوں نے سبز رنگ کے دو حُلّے پہنے ہوئے ہیں اور اُن کے پاؤں میں چمکتے ہوئے سونے کے جوتے ہیں جن کے تسمے سبز رنگ کے زمرد سے بنے ہوئے ہیں' اُن کے

سر پر جواہرات سے مرصع ایک تاج بھی تھا اور وہ بڑے ناز و انداز کے ساتھ چل رہے تھے، میں نے اُن سے دریافت کیا: اے ابوعبداللہ! یہ چلنے کا کیا طریقہ ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: یہ جنتی لوگوں کے چلنے کا طریقہ ہے۔ میں نے دریافت کیا: آپ کے سر پر یہ کون سا تاج ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر دی، مجھے جنت میں داخل کیا، میرے سر پر یہ تاج رکھا اور اپنا دیدار میرے لیے مباح کر دیا اور فرمایا: اے احمد! یہ اُس بات کا صلہ ہے کہ تم اس اعتقاد پر ثابت قدم رہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔

مسند احمد

امام احمد بن حنبل نے معتزلہ کے نظریاتی فتنہ کا بڑی پامردی سے مقابلہ کیا، وہ اہلِ سنت کے چوتھے بڑے فقہی دبستانِ فکر کے پیشوا ہیں، لیکن ان دونوں باتوں کے ہمراہ وہ ایک جلیل القدر محدث بھی ہیں اور اُنھوں نے علمِ حدیث کی ایک ایسی اہم خدمت سرانجام دی ہے جس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی ہے اور وہ اُن کی تصنیف ''مسند احمد'' ہے۔

☆☆☆☆☆

مصادر و مراجع

۱۔ آداب الشافعی لابن أبی حاتم۔ السعادة1372ھ۔ صوّرت عنها بحلب۔

۲۔ ابن حنبل لأبی زهرة۔ دارالفکر۔ دون تاریخ۔

۳۔ أبو حنیفة لأبی زهرة' دارالفکر العربی' الطبعة الثالثة 1960ء۔

۴۔ أبو حنیفة وأصحابه المحدثون للتهانوی فی أول اعلاء السنن' کراتشی بلا تاریخ۔

۵۔ الاتجاهات الفقهیة عندَ أصحاب الحدیث فی القرن الثالث الهجری لعبد المجید محمود طبع دار الوفاء للطباعة بالقاهرة 1396ھ۔

۶۔ اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین للزبیدی' المیمنیّة 1311ھ۔

۷۔ الاحتجاج (الحُجّة) علی أهل المدینة لمحمد بن الحسن۔ حیدر آباد الدکن 1385ھ۔

۸۔ أحکام القرآن للجصاص۔ طبع لاهور الطبعة الأولی 1400ھ۔ مصورة عن طبعة اصطنبول۔

۹۔ أخبار أبی حنیفة وأصحابه للصیمری طبع حیدر آباد الدکن 1394ھ۔

۱۰۔ اختصار علوم الحدیث لابن کثیر۔ صبیح الثالثة 1377ھ۔

۱۱۔ الاسناد من الدین لعبد الفتاح أبو غدة۔ دارالقلم بیروت 1412ھ۔

۱۲۔ الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر۔ السعادة 1323ھ۔

۱۳۔ الاعتصام للشاطبی۔ المطبعة التجاریة الکبرٰی دون تاریخ۔

۱۴۔ اعلاء السنن لظَفَر أحمد التّهانوی۔ کراتشی ادارة القرآن دون تاریخ۔

۱۵۔ الأعلام لخیر الدین الزرکلی۔ الطبعة الثالثة - وما بعدها - بیروت 1389ھ۔

۱۶۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین لابن القیم۔ السعادة 1374ھ۔

۱۷۔ الاعلان بالتوبیخ لمن ذَمّ أهل التّوریخ للسخاوی۔ الترقی بدمشق 1349ھ۔

۱۸۔ الاکمال لابن ماکُوْلَا۔ دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد الدّکّن بالهند 1381ھ۔

۱۹۔ انتصار الفقیر السالك للامام الکبیر مالك لمحمد بن اسماعیل الغرناطی۔ دار الغرب الاسلامی ببیروت 1981ء۔

۲۰۔ انجاء الوطن هو کتاب: أبو حنیفة وأصحابه المحدثون' تقدم برقم 4۔

٢١۔ الأنساب للسمعانی۔ دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند 1382ھ۔
٢٢۔ ايقاظ الحواس فيما قاله بعض الناس لمجهول طبع نولكشور بلاهور 1321ھ۔
٢٣۔ بعض الناس فی دفع الوسواس لمجهول طبع كامبور 1308ھ ثم فی دهلی۔
٢٤۔ بُغية الملتمس للعلائی صلاح الدين كيگلدی۔ عالم الكتب بيروت 1405ھ۔
٢٥۔ بلوغ الأمانی فی سيرة الامام محمد بن الحسن الشيبانی للكوثری۔ السعادة 1355ھ۔
٢٦۔ البيان والتحصيل لابن رشد المالكیٰ۔ دار الغرب الاسلامی ببيروت 1404ھ۔
٢٧۔ تأنيب الخطيب للكوثری۔ مطبعة الأنوار 1361ھ۔
٢٨۔ تاج العروس من جواهر القاموس للزبيدی۔ الخيرية 1306ھ۔
٢٩۔ تاريخ الاسلام للذهبی۔ من الأقسام التی تطبع ببيروت۔
٣٠۔ التاريخ الصغير للبخاری۔ مطبعة أنوار أحمد فی آله أباد بالهند 1325ھ۔
٣١۔ تبصير المنتبِه لابن حجر۔ المؤسسة المصرية العامة للتأليف والنشر 1386ھ۔
٣٢۔ تبييض الصحيفة للسيوطی۔ حيدر آباد الدكن الطبعة الثالثة 1380ھ۔
٣٣۔ تبيين كذب المفتری لابن عساكر۔ مطبعة التوفيق بدمشق 1347ھ۔
٣٤۔ تدريب الراوی شرح تقريب النواوی للسيوطی۔ المكتبة العلمية 1379ھ۔
٣٥۔ تذكرة الحفاظ للذهبی۔ الطبعة الثالثة دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد 1375ھ۔
٣٦۔ ترتيب المدارك للقاضی عياض۔ بيروت 1387ھ والمطبعة الملكية بالرباط بالمغرب 1384ھ۔
٣٧۔ تفسير ابن كثير۔ مطبعة مصطفٰی محمد 1356ھ ودار الأندلس ببيروت 1385ھ۔
٣٨۔ تقدمة الجرح والتعديل لابن أبی حاتم الرازی۔ حيدر آباد 1371ھ۔
٣٩۔ التقريب والتيسير للنووی مع "تدريب الراوی" السابق برقم29۔
٤٠۔ التقرير والتحبير لابن حاج۔ المطبعة الأميريه ببولاق 1316ھ۔
٤١۔ التعليق الممجد علی موطأ الامام محمد للكنوی دار القلم ببيروت 1412ھ۔
٤٢۔ التمهيد لابن عبد البر۔ طبع وزارة الأوقات بالرباط 1387ھ۔
٤٣۔ تهذيب الأسماء واللغات للنووی۔ دارالكتب العلمی ببيروت دون تاريخ۔
٤٤۔ تهذيب التهذيب لابن حجر۔ دائرة المعارف النظامية۔ حيدر آباد الدكن 1325ھ۔
٤٥۔ تهذيب الكمال للمِزّی مؤسسة الرسالة ببيروت، الطبعة الأولٰی 1400ھ۔

۴۶۔ توالی التأنیس بمعالی محمد بن ادریس لابن حجر۔ دارالکتب العلمیة فی بیروت 1406ھ۔

۴۷۔ توجیه النظر الی أصول الأثر للجزائری۔ دارالقلم بیروت 1416ھ۔

۴۸۔ الثقات لابن حبان۔ مطبعة دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد الدّکن الهند 1393ھ۔

۴۹۔ جامع الأصول لابن الأثیر مطبعة الملاح بدمشق 1389ھ۔

۵۰۔ جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر۔ المنیریة 1346ھ' والطبعة المحققة دار ابن الجوزی بالریاض 1414ھ۔

۵۱۔ جامع الترمذی تحقیق أحمد شاکر۔ طبعة مصطفٰی البابی الحلبی۔ الطبعة الثانیة 1398ھ۔

۵۲۔ الجامع الصغیر للسیوطی مع فیض القدیر للمُناوی الآتی ذکره برقم 123۔

۵۳۔ الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم۔ دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد الدکن 1371ھ۔

۵۴۔ الجرح ولاتعدیل لجمال الدین القاسمی۔ المنار 1330ھ۔

۵۵۔ جمع الجوامع للتاج السبکی۔ الخیریة 1308ھ۔

۵۶۔ جمع الجوامع (الجامع الکبیر) للسیوطی۔ الطبعة المصورة عن المخطوطة۔

۵۷۔ الجواهر المضیة للحافظ القرشی۔ حیدر آباد 1332ھ' ومطبعة عیسی البابی الحلبی 1398ھ بتحقیق عبد الفتاح الحلو۔

۵۸۔ حسن التقاضی فی سیرة الامام أبی یوسف القاضی للکوثری۔ الأنوار 1368ھ۔

۵۹۔ حلیة الأولیاء لأبی نعیم۔ دارالکتاب العربی 1400ھ' مصورة من طبعة القاهرة۔

۶۰۔ الخراج لیحیی بن آدم تحقیق الشیخ أحمد شاکر' المطبعة السلفیة الطبعة الثانیة 1384ھ۔

۶۱۔ خمس رسائل فی علم مصطلح الحدیث۔ دار البشائر' بیروت الطبعة الأولی 1417ھ۔

۶۲۔ خلاصة الأثر للمحبی۔ دار صادر۔ بیروت دون تاریخ۔

۶۳۔ الخیرات الحسان لابن حجر الهیتمی المکی۔ الخیریة 1304ھ۔

۶۴۔ الدرر الکامنة لابن حجر۔ الطبعة الثانیة حیدر آباد الدکن بالهند 1392ھ۔

۶۵۔ الدرر المنتثرة للسیوطی۔ مطبعة مصطفٰی البابی الحلبی 1380ھ۔

۶۶۔ دیوان الضعفاء والمتروکین للذهبی۔ مکتبة ومطبعة النهضة الحدیثة بمکة 1387ھ۔

۶۷۔ ذیل طبقات الحنابلة لابن رجب الحنبلی' السنة المحمدیة 1382ھ۔

۶۸۔ رجال من التاریخ لعلی الطنطاوی۔ دار المنارة جدة' الطبعة السابعة 1406ھ۔

٦٩۔ رد المحتار علی الدر المختار لابن عابدین۔ بولاق 1272ھ۔

٧٠۔ رسالة الامام الشافعی فی أصول الفقه۔ البابی الحلبی 1358ھ۔

٧١۔ رفع الملام عن الأئمة الأعلام لابن تیمیة۔ طبعة المکتب الاسلامی بیبروت۔

٧٢۔ الرفع و التکمیل فی الجرح و التعدیل للکنوی؛ دار البشائر بیروت الطبعة الثالثة 1407ھ۔

٧٣۔ روضة الناظر و جُنّة المُناظر لابن قدامة الحنبلی۔ السلفیة 1378ھ۔

٧٤۔ ریاض النفوس لأبی بکر المالکی۔ دار الغرب الاسلامی بیروت 1403ھ۔

٧٥۔ سنن ابن ماجه۔ بخدمة فؤاد عبد الباقی۔ مطبعة عیسی البابی الحلبی 1382ھ۔

٧٦۔ سنن أبی داؤد۔ الطبعة الثانیة بتحقیق محی الدین عبد الحمید طبعة مصطفٰی محمد 1369ھ۔

٧٧۔ سنن النسائی۔ الطبعة المفهرسة۔ دار البشائر الاسلامیة بیروت الطبعة الثالثة؛ 1409ھ۔

٧٨۔ السنن الکبرٰی للبیهقی۔ الطبعة الأولٰی بحیدر آباد الدکن 1344ھ۔

٧٩۔ سِیَر أعلام النبلاء للذهبی۔ مؤسسة الرسالة بیروت 1401ھ۔

٨٠۔ شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابن العماد الحنبلی۔ مکتبة القدسی 1350ھ۔

٨١۔ شرح السنّة للاِلکائی۔ دار طیبة بالریاض 1415ھ۔

٨٢۔ شرح صحیح مسلم للامام للنووی۔ المطبعة المریة 1347ھ۔

٨٣۔ شرح مختصر الروضة للطُوفی بتحقیق عبد اللّٰه الترکی۔ مؤسسة الرسالة۔ بیروت 1407ھ۔

٨٤۔ شرح معانی الآثار للطحاوی۔ مطبعة الأنوار المحمدیة۔ القاهرة۔ دون تاریخ۔

٨٥۔ شروط الأئمة الخمسة للحازمی۔ مکتبة القدسی 1357ھ۔

٨٦۔ الشفا فی حقوق المصطفٰی للقاضی عیاض۔ دار الکتاب العربی ببیروت 1404ھ۔

٨٧۔ صحیح ابن حبان۔ مؤسسة الرسالة بیروت 1408ھ أو طبعة أخری۔

٨٨۔ صحیح البخاری المطبوع معه "فتح الباری" بولاق 1300ھ وطبعة السلفیة 1380ھ۔

٨٩۔ صحیح مسلم المطبوع معه شرح النووی المطبعة المصریة 1347ھ۔

٩٠۔ الصحاح فی اللغة للجوهری بتحقیق أحمد عبد الغفور عطار۔ دارالکتب 1376ھ۔

٩١۔ صفة الصفوة لابن الجوزی۔ دار الوعی بحلب 1389ھ۔

٩٢۔ الصلة لابن بشکوال۔ مکتبة الخانی بالقاهرة الطبعة الثانیة 1414ھ۔

٩٣۔ الضعفاء الصغیر للبخاری۔ مطبعة أنوار أحمد فی آله أباد بالهند 1325ھ۔

۹۴۔ الضعفاء الکبیر للعُقیلی۔ دار الکتب العلمیة بیروت 1404ھ۔

۹۵۔ الضعفاء للنسائی۔ مؤسسة الکتب الثقافیة الطبعة الأولٰی 1405ھ۔

۹۶۔ الضعفاء والمجروحین لابن حبانؔ۔ تحقیق محمود ابراهیم زاید۔ دار الوعی بحلب 1396ھ۔

۹۷۔ طبقات ابن سعد۔ دار صادر و دار بیروت 1376ھ۔

۹۸۔ طبقات الحنابلة لابن أبی یعلی الحنبلی۔ مطبعة السنّة المحمدیة دون تاریخ۔

۹۹۔ طبقات الشافعیة الکبریٰ للسبکی۔ الحسینیة 1324ھ۔ والبابی الحلبی المحققة 1382ھ۔

۱۰۰۔ طبقات الفقهاء لأبی اسحاق الشیرازی۔ دار الرائد العربی بیروت 1401ھ۔

۱۰۱۔ طبقات المعتزلة لعبد الجبار الهمذانی۔ الدار التونسیة تونس 1393ھ۔

۱۰۲۔ الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة للتمیمی۔ مجمع البحوث بالقاهرة 1389ھ۔ وطبعة دار الرفاعی بالریاض بتحقیق عبد الفتاح الحلو۔

۱۰۳۔ الطبقات لخلیفة بن خیاط۔ مطبعة العانی ببغداد الطبعة الأولٰی 1387۔

۱۰۴۔ العقد الثمین للفاسی۔ مطبعة السنّة المحمدیة القاهرة دون تاریخ۔

۱۰۵۔ عقود الجُمّان للصالحی، مطبعة المعارف الشرقیة بحیدر آباد الدکن بالهند 1394ھ۔

۱۰۶۔ عقود الجواهر المنیفة فی أدلة أبی حنیفة للزبیدی۔ الطبعة التی حققها الأستاذ وهبی الغاوجی طبع بیروت۔

۱۰۷۔ العقیدة الطحاویة للطحاوی۔ دار التراث القاهرة دون تاریخ۔

۱۰۸۔ العلل ومعرفة الرجال للامام أحمد بن حنبل۔ طبعة جامعة أنقرة فی ترکیا 1382ھ، وطبعة المکتبة الاسلامیة باصطنبول 1406ھ۔

۱۰۹۔ العلماء العزاب لعبد الفتاح أبو غدة۔ دار البشائر بیروت الطبعة الرابعة 1416ھ۔

۱۱۰۔ عمدة القاری للعینی۔ المنیریة 1348ھ۔

۱۱۱۔ عون المعبود لشمس الحق العظیم آبادی۔ دهلی 1322ھ۔

۱۱۲۔ عیوب المنطق ومحاسنه لأحمد تیمور باشا۔ مطبعة نهضة مصر 1977ء۔

۱۱۳۔ الغُرة المنیفة للغَزْنَوی۔ مطبعة السعادة الطبعة الأولٰی 1370ھ۔

۱۱۴۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری للحافظ ابن حجر۔ بولاق 1300ھ والسلفیة 1380ھ۔

۱۱۵۔ فتح الملهم بشرح صحیح مسلم لشَبّیر أحمد العثمانی۔ بجنور بالهند 1352ھ۔

١١٦۔ فضائل الامام أبی حنیفة لابن أبی العوّام (مخطوط)۔

١١٧۔ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل۔ مؤسسة الرسالة بیروت 1403ھ۔

١١٨۔ فقه أهل العراق وحدیثهم للکوثری۔ دار القلم بیروت 1390ھ۔

١١٩۔ الفقیه والمتفقه للخطیب البغدادی۔ مطابع القصیم بالریاض 1389ھ۔

١٢٠۔ الفکر السامی فی تاریخ الفقه الاسلامی للحَجْوی۔ طبعة الرباط بالمغرب 1340ھ، وطبعة النمنکانی بدمشق والقاهرة 1396ھ۔

١٢١۔ الفهرست لابن الندیم۔ تحقیق رضا تجدُّد طِهران دون تاریخ۔

١٢٢۔ فیض الباری علی صحیح البخاری للکشمیری۔ مطبعة حجازی 1357ھ۔

١٢٣۔ فیض القدیر للمُنَاوی۔ مصطفٰی محمد 1356ھ۔

١٢٤۔ قاعدة فی الجرح ولاتعدیل للتاج السبکی۔ دار البشائر بیروت الطبعة الخامسة 1410ھ۔

١٢٥۔ القاموس المحیط للفیروز آبادی۔ الحسینیة المصریة 1330ھ۔

١٢٦۔ قانون التأویل للغزالی بتحقیق الکوثری۔ مطبعة الأنوار 1359ھ وهدیة مجلة الأزهر 1406ھ۔

١٢٧۔ قواعد فی علوم الحدیث للتهانوی۔ دار القلم بیروت 1392ھ ثم الریاض 1404ھ۔

١٢٨۔ القول المسدَّد لابن حجر۔ الیمامة دمشق وبیروت الطبعة الأولی 1405ھ۔

١٢٩۔ الکافی لابن عبد البر۔ مکتبة الریاض فی الریاض الطبعة الأولی 1398ھ۔

١٣٠۔ الکامل لابن عدی، دار الفکر بدمشق 1404ھ۔

١٣١۔ کتاب القراء ات السبع لابن مجاهد۔ دار المعارف بالقاهرة الطبعة الثانیة 1980ء۔

١٣٢۔ کشف الخفاء ومزیل الالباس للعَجْلونی۔ مکتبة القدسی 1351ھ۔

١٣٣۔ کشف الالتباس عما أورده الامام البخاری علی بعض الناس للغُنَیمی المیدانی۔ دار البشائر بیروت 1414ھ۔

١٣٤۔ اللُّباب فی شرح الکتاب للغُنَیمی۔ دار الکتاب العربی بیروت دون تاریخ۔

١٣٥۔ لسان المیزان لابن حجر۔ دائرة المعارف النظامیة بحیدر آباد بالهند 1329ھ۔

١٣٦۔ لمحات النظر فی سیرة الامام زُفَر للکوثری۔ مطبعة الأنوار 1368ھ۔

١٣٧۔ لَمَعانُ الأنظار فی المقطوع لهم بالجنة لهم بالنار لعبد الغنی النابلسی طبع القاهرة۔

١٣٨۔ مجموع الفتاوٰی لابن تیمیة۔ مطابع الریاض فی مدینة الریاض 1381ھ۔

۱۳۹۔ المحدِّث الفاصِل للرامَهُرُمزی۔ دار الفکر بیروت 1391ھ۔

۱۴۰۔ المدخل الی مذهب الامام أحمد لابن بدران۔ مؤسسة الرسالة بیروت الطبعة الثانیة 1401ھ۔

۱۴۱۔ مراتب النحویین لأبی الطیب عبد الواحد۔ مطبعة نهضة مصر بالفجالة دون تاریخ۔

۱۴۲۔ المستدرك للحاکم۔ حیدر آباد الدکن 1334ھ۔

۱۴۳۔ المستصفی من عِلم الأصول للغزالی۔ بولاق 1322ھ۔

۱۴۴۔ مشاهیر علماء الأمصار لابن حبان۔ دار الکتب العلمیه بیروت دون تاریخ۔

۱۴۵۔ مصنَّف ابن أبی شیبة طبع الهند۔

۱۴۶۔ معالم الایمان لأبی زید الدباغ (وابن ناجی) 1388ھ۔

۱۴۷۔ معجم الأدباء لیاقوت الحموی۔ دار المأمون 1355ھ۔

۱۴۸۔ معجم الألفاظ الفارسیة والمُعَرّبَة لأدِّی شِیُر۔ مکتبة لبنان بیروت 1980ء۔

۱۴۹۔ معجم البلدان لیاقوت الحموی۔ السعادة 1323ھ ودار صادر بیروت 1397ھ۔

۱۵۰۔ المعجم الذهبی فارسی عربی لمحمد التونجی۔ دار العلم للملایین بیروت الطبعة الثانیة 1980ء۔

۱۵۱۔ المعجم الوسیط فی اللغة العربیة لجماعة من العلماء دار المعارف 1392ھ۔

۱۵۲۔ معرفة التاریخ والعلل لابن معین۔ طبعة جامعة الملك عبد العزیز بمکة 1399ھ۔

۱۵۳۔ معرفة علوم الحدیث للحاکم النیسابوری۔ دار الکتب المصریة 1356ھ۔

۱۵۴۔ المغنی فی الفقه الحنبلی لابن قدامة۔ دار الکتاب العربی بیروت 1403ھ۔

۱۵۵۔ المقاصد الحسنة للسخاوی۔ دار الأدب العربی 1375ھ۔

۱۵۶۔ مقالات الکوثری۔ مطبعة الأنور 1373ھ۔

۱۵۷۔ مقدمة ابن الصلاح۔ المطبعة العلمیة بحلب 1357ھ، وطبعة مطبعة الأصیل بحلب 1386ھ۔

۱۵۸۔ الملابس العربیة الاسلامیة فی العصر العباسی لصلاح حُسین العُبَیدی۔ وزارة الثقافة العراقیة دون تاریخ۔

۱۵۹۔ المنار المنیف لابن القیم۔ دار البشائر بیروت الطبعة السادسة 1414ھ۔

۱۶۰۔ مناقب الامام أبی حنیفة للذهبی۔ دار الکتاب العربی 1367ھ۔

۱۶۱۔ مناقب الامام أبی حنیفة للکَرْدَرِیّ۔ بیروت 1401ھ۔

۱۶۲۔ مناقب الامام أبی حنیفة للموفّق الخُوَارزمی المکی۔ بیروت 1401ھ۔

۱۶۳۔ مناقب الامام الشافعی للبیہقی۔ دار النصر للطباعة 1391ھ۔

۱۶۴۔ المنتقی شرح الموطأ للباجی۔ السعادة 1331ھ۔

۱۶۵۔ المتقّی الکبیر للمقریزی۔ دار الغرب الاسلامی بیروت 1411ھ۔

۱۶۶۔ مِنَحُ الجلیل علی مختصر خلیل لمحمدِ عِلّیش۔ بولاق 1294ھ۔

۱۶۷۔ منہاج السنّة لابن تیمیة۔ بولاق 1321ھ، وطبعة جامعة الامام بالریاض 1406ھ۔

۱۶۸۔ مِنہج السلف فی السؤال عن العلم لعبد الفتاح أبو غدة۔ دار القلم بیروت 1412ھ۔

۱۶۹۔ المنہج الأحمد فی تراجم أصحاب الامام أحمد للعُلَیمی۔ مطبعة المدنی 1383ھ۔

۱۷۰۔ موطأ الامام محمد۔ طبعة المجلس الأعلی للأزہر تحقیق عبد الوہاب عبد اللطیف 1387ھ۔

۱۷۱۔ موطأ الامام مالک بخدمة محمد فؤاد عبد الباقی۔ عیسٰی البابی الحلبی دون تاریخ۔

۱۷۲۔ المُوْقِظَة للحافظ الذہبی۔ دار البشائر الطبعة الثانیة بیروت 1412ھ۔

۱۷۳۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی۔ عیسی البابی الحلبی 1382ھ۔

۱۷۴۔ نزہة الألباب لابن حجر۔ مکتبة الرشد السعودیة بالریاض 1409ھ۔

۱۷۵۔ نصب الرایة فی تخریج أحادیث الہدایة للزیلعی۔ دار المأمون 1357ھ۔

۱۷۶۔ النکت الطریفة للکوثری۔ ادارة القرآن، باکستان کراتشی 1407ھ۔

۱۷۷۔ النہایة لابن الأثیر۔ مطبعة عیسی البابی الحلبی 1383ھ۔

۱۷۸۔ ہدی الساری فی مقدمة فتح الباری لابن حجر۔ المنیریة 1347ھ۔

۱۷۹۔ ہدیة العارفین لاسماعیل باشا البغدادی۔ طبع اصطنبول 1951ء۔

☆☆☆☆☆